

خانوادہ محمدیہ کی ایک تاریخی دستاویز

رَوْضَةُ الْقِيُومِيْنَ

احوال و مقامات

حضرت شیخ احمد محمد الفیاضی ہندوی

مؤلف

حضرت خواجہ محمد احسان محمدوی ہندوی

مکتبہ نبویہ لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

خانوادہ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضة البقیۃ فی

احوال و مقامات

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی ہندوی

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی ہندوی

ترتیب

پیر اقبال محمد فاروقی

بسم الله الرحمن الرحيم

مکملہ نبویہ ۰ گنج بخش روضہ لاہوری

بسم الله الرحمن الرحيم

موضوعات و عنوانات روضۃ القیومیۃ جلد اول

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۵۱	حضرت عمر اور نسبت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۵۱	اسلامی تاریخ
۵۲	حضرت مجدد الف ثانی کے نامور اسلاف	۵۲	کتاب
۵۳	دارالارشاد سرہند کی بنیاد	۵۳	مواضع
۵۴	ہراس میں انبیاء کرام کی قبریں	۵۴	موضوعات
۵۵	باقی سرہند خواجہ فتح اللہ رحمہ اللہ	۵۵	تزیین و تعلیقات
۵۶	سرہند کے چار قصبے	۵۶	سال طباعت
۵۷	سرہند مرکز جہاں ہے	۵۷	ناشر
۵۸	بیت اللہ کا نور	۵۸	مطبوع
۵۹	ایک نظم	۵۹	صفحات
۶۰	شیخ حبیب اللہ قدس سرہ	۶۰	قیمت
۶۱	حضرت خدوم عبدالاحد اور شاہ کمال	۶۱	
۶۲	کیسلی کی ملاقات	۶۲	
۶۳	وقت کے امام اعظم	۶۳	
۶۴	حضرت خدوم کی کرامات	۶۴	
۶۵	شہنشاہ جلال الدین کا ارتداد	۶۵	

روضۃ القیومیۃ

روضۃ القیومیۃ

کتاب	روضۃ القیومیۃ
مواضع	خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی
موضوعات	حوال و مقامات قیومان مجددیہ
تزیین و تعلیقات	پیرزادہ اقبال احمد دہلوی
سال طباعت	۱۹۹۲ء / ۱۴۱۳ھ
ناشر	مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور
مطبوع	
صفحات	۵۸۲
قیمت	۲۰/- روپے

روضۃ القیومیۃ

روضۃ القیومیۃ

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۱۷۶	حضرت مجدد کو خلعت مجددیت سے نوازا گیا۔	۱۷۶	تخیر سے بنایا ہے۔
۱۷۸	ولایت و نبوت کا مقام	۱۷۷	مقام اصالت۔
۱۷۹	وحدت الوجود علوم مقلد انبیاء سے نہیں۔	۱۷۷	ابن طینت محمدی کا مقام۔
۱۸۰	ولایت سمرقانی سے ولایت کبریٰ تک	۱۷۸	مقام ضمیمت
۱۸۱	انتخاب شریعت محمدیہ کا اعلان۔	۱۷۹	حضرت مجدد قیوم اقل کو تاج قیومیت ملا۔
۱۸۲	مجدد صدی	۱۸۱	خزینۃ الرحمۃ کا خطاب
۱۸۳	اللہ تعالیٰ نے مجدد الف ثانی کو خلعت قیومیت عطا فرمائی۔	۱۸۲	حضرت مجدد الف ثانی کے اجتہادی کارنامے۔
۱۸۴	سید الانبیاء کے ہاتھ سے دستار قیومیت	۱۸۳	حضرت امام ابوحنیفہ کا تقلید
۱۸۵	قیوم اول کا مقام	۱۸۴	حضرت مجدد کا اجتہاد۔
۱۸۶	قیوم کائنات کے انتظامی امور کا نگران ہوتا ہے۔	۱۸۵	حضرت مجدد کے اجتہادی کارنامے
۱۸۷	لعل نایاب	۱۸۶	حضرت مجدد کا حضرت باقی باللہ کی نگاہ میں مقام۔
۱۸۸	حضرت مجدد الف ثانی کا حسب نسب	۱۸۷	حضرت خواجہ باقی باللہ کا ایک مکتوب
۱۸۹	قیومیت کی طینت	۱۸۸	حضرت خواجہ باقی باللہ اور عیدو
۱۹۰	طینت و اصالت کی حمایت	۱۸۹	الف ثانی رحمہما اللہ۔
۱۹۱	حضرت مجدد کا بدن حضور کے بقیہ	۱۹۰	حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ کا ایک اہم اقدام۔

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۱۱	شاہ سکندر کبیر کی قتل جناب غوث اعظم کا	۱۹۱	حضرت خواجہ باقی باللہ کا مزار
۲۱۲	ولا مبارک پیش کرتے ہیں۔	۱۹۲	حضرت مجدد الف ثانی مزار خواجہ شہید عالمہ
۲۱۳	صدہ جہان اور خان اعظم حلقہ مریدین میں۔	۱۹۳	باقی باللہ پر۔
۲۱۴	حضرت باقی باللہ کا ایک خصوصی مکتوب۔	۱۹۵	شیخ تاج کی کیفیت
۲۱۵	حضرت مجدد الف ثانی حضرت باقی باللہ کی خدمت میں۔	۱۹۶	شیخ تاج حضرت مجدد کے غلاموں میں۔
۲۱۶	ولايت اور ولایت اپنے مرشد پر توجہ عزیز متوقف	۱۹۸	خواجہ حسام الدین کا خواب
۲۱۷	مرآۃ العالم اور امراۃ جہانما	۲۰۰	شیخ تاج کا حضرت مجدد کی خدمت میں عرفیت۔
۲۱۸	حضرت باقی باللہ کی خبر رحلت	۲۰۲	دہلی کے مشکوک لوگوں کو معافی۔
۲۱۹	مولانا جمال تلوی رحمہ اللہ	۲۰۲	اکبر بادشاہ کے دعویٰ خدائی پر اضطراب۔
۲۲۰	وحدت الوجود کا راز	۲۰۴	حضرت مجدد الف ثانی کا پہلا اقدام
۲۲۱	خواجہ فرخ حسین رحمہ اللہ	۲۰۵	پہلی کامیابی
۲۲۲	میر نصیر احمد بروہی رحمہ اللہ	۲۰۶	دین الہی اور دین مصطفیٰ
۲۲۳	حضرت خواجہ باقی باللہ کی وفات	۲۰۷	جلدین سلطنت حضرت مجدد کے مرید بن گئے۔
۲۲۴	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ	۲۰۸	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ
۲۲۵	وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۱۰	وقت نے اعتراف کر لیا۔

صفحہ	موضوع	صفحہ
۲۲۸	علماء کرام کا ایک نوری طاقد	۲۲۸
۲۲۹	خواساں اور بدخشاں کے لوگ حلقہ	۲۲۹
۲۳۰	ارادت میں	۲۳۰
۲۳۱	سلسلہ مجددیہ کی ایران میں اشاعت	۲۳۱
۲۳۲	اور مقبولیت	۲۳۲
۲۳۳	شاہ توہان عید اللہ اذہبک کا	۲۳۳
۲۳۴	ایک مراسلہ	۲۳۴
۲۳۵	لڑائی سے پہلے ایک پیغام	۲۳۵
۲۳۶	عبداللہ خاں امام رضا کے مزار پر	۲۳۶
۲۳۷	ردِ روافض پر حضرت مجدد کا ایک	۲۳۷
۲۳۸	رسالہ	۲۳۸
۲۳۹	رسالہ ردِ روافض کی شہرت	۲۳۹
۲۴۰	حضرت مجدد کی قومیت پر شیخ	۲۴۰
۲۴۱	فضل اللہ برہانپوری کی تصدیق	۲۴۱
۲۴۲	ایک عالم دین کی شہادت	۲۴۲
۲۴۳	سجدہ کرنے سے انکار پر گرفتاری	۲۴۳
۲۴۴	شیخ حسن غوثی کی سختیت	۲۴۴
۲۴۵	حضرت مجدد الف ثانی اور سابقہ	۲۴۵
۲۴۶	اولیاء اللہ	۲۴۶

صفحہ	موضوع	صفحہ
۲۴۷	حضرت مجدد	۲۴۷
۲۴۸	خواجہ معین الدین کا ایک قول	۲۴۸
۲۴۹	حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت	۲۴۹
۲۵۰	میں اکابر اولیاء	۲۵۰
۲۵۱	سرہند میں ظالموں سے تباہی	۲۵۱
۲۵۲	جنت کا ٹکڑا	۲۵۲
۲۵۳	سرہند کی سرزمین	۲۵۳
۲۵۴	حضرت مجدد کا مزار	۲۵۴
۲۵۵	قبریں ادباً سمٹ گئیں	۲۵۵
۲۵۶	حضرت مجدد الف ثانی کی عمر	۲۵۶
۲۵۷	انبیاء کے مزار سرہند کے ٹیلے پر	۲۵۷
۲۵۸	مضافات سرہند میں چالیس پتھر	۲۵۸
۲۵۹	حضرت مجدد کے مکتوبات کی جلد	۲۵۹
۲۶۰	اول کی اشاعت	۲۶۰
۲۶۱	حضرت مجدد کی نگاہ میں حروف	۲۶۱
۲۶۲	مقطعات	۲۶۲
۲۶۳	اسرار مقطعات	۲۶۳
۲۶۴	حضرت مجدد الف ثانی کے	۲۶۴
۲۶۵	تلفاء دنیائے اسلام میں	۲۶۵

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۹۲	حضرت مجدد کا تصرف عامہ۔	۳۲۴	حضرت مجدد الف ثانی کی گرفتاری پر بغاوت۔
۲۹۵	حضرت مجدد الف ثانی کی مغل لشکر میں تسلیع	۳۲۶	جہانگیر مہابت خاں کی قید میں۔
۲۹۵	حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت	۳۲۷	حضرت مجدد کی رہائی کی شرط۔
۲۹۶	نادر کے مشائخ حضرت مجدد کی خدمت میں	۳۲۸	جہانگیر کی رہائی۔
۲۹۷	کابلان وقت کابلے مثال اجتماع	۳۲۹	حضرت مجدد الف ثانی کی رہائی۔
۲۹۸	شیخ بدیع الدین جہانگیری لشکر گاہ میں	۳۳۰	رہائی کی مزید شرائط۔
۳۰۰	جہانگیر نصف جاہ کی باتوں میں۔	۳۳۱	رہائی کے بعد جہانگیر کا علاج۔
۳۰۳	سامانہ کے خطیب کی حرکت	۳۳۲	ہندوستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ
۳۰۴	حضرت مجدد الف ثانی جہانگیر کے دربار میں۔	۳۳۳	ایک تاریخی مثال۔
۳۰۵	جہانگیر کے دربار میں ایک سیاسی تدبیر	۳۳۴	ایک ہزار سال بعد اسلام کی تقویت۔
۳۰۷	مجدد الف ثانی کے مرید سپہ سالار	۳۳۵	ہندوستان میں اسلام کا بول بالا۔
۳۰۸	حضرت مجدد کی قوت ایمانی سے ہندو راجہ مسلمان ہو گیا۔	۳۳۶	اکبر بادشاہ کا حشر
۳۱۰	حضرت مجدد الف ثانی قلعہ گدایار میں	۳۳۷	اسلام کے چار ارکان
۳۱۱	حضرت مجدد الف ثانی زندان خانہ میں	۳۳۸	مغلیہ دربار میں نور اللہ شہسروی کی آمد۔
۳۱۲	قیدہ بند کی عظمتیں۔	۳۳۹	شیعہ علماء کا خطبہ۔
۳۱۳	سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی	۳۴۰	نور اللہ شہسروی کا حشر۔
۳۱۴	حضرت مجدد الف ثانی کا عیادتوں سے	۳۴۱	حضرت مجدد الف ثانی کا عیادتوں سے
۳۱۵	منظرہ۔	۳۴۲	منظرہ۔

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۳۲۷	حضرت مجدد الف ثانی کا جلال	۳۲۷	حقیقت و طریقت شریعت کے
۳۲۸	شہزادہ شاہجہان کی بغاوت	۳۲۸	طایع ہیں۔
۳۲۹	حضرت مجدد جہانگیر کی پشت پناہ تھے	۳۲۹	شیخ آدم بنوری قدس سرہ۔
۳۳۰	ایرا شکوہ کا رویہ	۳۳۰	حضرت شیخ آدم بنوری شاہی لشکر میں
۳۳۱	مہمات مجدد الف ثانی	۳۳۱	حضرت مجدد کی خدمت میں علماء
۳۳۲	حضرت مجدد الف ثانی جہانگیر کی کیا تھے	۳۳۲	خراسان، بخشاں کی حاضری۔
۳۳۳	حضرت مجدد لاہور میں۔	۳۳۳	اکابر مشائخ ایران کے خطوط۔
۳۳۴	جہانگیر کا مزاج	۳۳۴	آستانہ مجدد کی طرف مہمائی۔
۳۳۵	جہانگیر سرسبند میں۔	۳۳۵	حضرت مجدد الف ثانی قیوم ثانی کو
۳۳۶	حضرت مجدد نے دریائے گنگا کا پانی	۳۳۶	خلافت عطا فرماتے ہیں۔
۳۳۷	پیشے سے اجتناب کیا۔	۳۳۷	منصب قیومت کی تفویض۔
۳۳۸	حضرت قیوم اقل سے نور الحق دہلوی	۳۳۸	طہنت پیغمبری قیومت کی شرط ہے۔
۳۳۹	کا ایک سوال	۳۳۹	چار خلفائے راشدہ۔
۳۴۰	شیخ نور الدین دہلوی اور حضرت یعقوب	۳۴۰	قیوم ثانی کو تمام خلفائے مجدد کو
۳۴۱	علیہ السلام کی تاریخی کے وجوہات	۳۴۱	بیعت کا حکم۔
۳۴۲	شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا رجوع	۳۴۲	سرسبند میں آخری ایام خلوت۔
۳۴۳	حضرت مجدد پر سرکار دو عالم کی	۳۴۳	حضرت مجدد الف ثانی لشکر سے
۳۴۴	نظر شفقت۔	۳۴۴	سرسبند میں۔
۳۴۵	حدیث صلہ کی وضاحت	۳۴۵	حضرت خواجہ عین الدین چشتی کا تحفہ۔

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۳۸۱	دربار جہانگیر سے سرسبز تنگ	۳۸۱	مشیر بھاگ گیا
۳۸۲	مشراب عالی تنگ رسائی	۳۸۲	ایک خلاف شرع کی قبر کی داستان
۳۸۳	خواجہ ہاشم کشمی دکن میں	۳۸۳	جراحی کی شفا
۳۸۳	زندگی کی آخری راتیں	۳۸۳	موسم بدل گیا
۳۸۴	دروازہ بڑا بھی کی اجمیعت	۳۸۴	حضرت معاویہ کے دشمن کو سزا
۳۸۵	کمالات محمدیہ کا نظور	۳۸۵	حضرت مجدد الف ثانی کا ایک معترض
۳۸۶	صاحبزادہ سعید کو خاص خوشخبری	۳۸۶	ایک عالم دین کا مشاہدہ
۳۸۷	حضرت مجددی کی چند کرامات	۳۸۷	فرشتوں کا ادب
۳۸۸	سجدہ میں کائنات کے احوال	۳۸۸	ایک موثر دعا
۳۸۸	گرا مت یا استقامت	۳۸۸	دکن کا ایک فقیر
۳۸۹	ادبیاں سابقہ اور حضرت مجدد الف ثانی	۳۸۹	خان نامان کا منصب
۳۹۰	حضرت کا معجزہ قرآن ہے	۳۹۰	ایک سجادہ نشین کا مشر
۳۹۰	حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے معجزات	۳۹۰	ایک زمانہ محبت باور لیار
۳۹۰	ایک صاحب دل سید کے غور کا علاج	۳۹۰	ایک صاحب دل سید کے غور کا علاج
۳۹۱	حضرت مجدد الف ثانی کے عہد کا معاشرہ	۳۹۱	حضرت مجددی نے اپنے بھائی کی موت کی غم بردی
۳۹۱	قطبی ستارہ میں حضرت غوث الاعظم کا تحت	۳۹۱	پارش روک دی گئی
۳۹۲	ایک کیمیا گر حضرت مجددی کی خدمت میں	۳۹۲	گری دیوار رک گئی
۳۹۲	بت خمار کی بربادی	۳۹۲	لاہور کا ایک مکان

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۳۹۳	حضرت مجدد الف ثانی کے دکا شفات	۳۹۳	حضرت مجدد الف ثانی کے شب دروز
۳۹۳	حضرت مجدد الف ثانی کے شب دروز	۳۹۳	حضرت مجدد الف ثانی کے شب دروز
۳۹۴	حضرت مجددی غلطی اور غلط تقلید	۳۹۴	حضرت مجددی غلطی اور غلط تقلید
۳۹۴	حضرت مجددی کا لباس اور محلیہ	۳۹۴	حضرت مجددی کا لباس اور محلیہ
۳۹۵	حضرت مجدد الف ثانی کے خصائص	۳۹۵	حضرت مجدد الف ثانی کے خصائص
۳۹۵	حضرت مجدد الف ثانی کی یادگار	۳۹۵	حضرت مجدد الف ثانی کی یادگار
۳۹۶	حضرت مجددی کے وصیتیں	۳۹۶	حضرت مجددی کے وصیتیں
۳۹۷	حضرت مجددی نے اپنے وصالی کا اعلان فرمایا	۳۹۷	حضرت مجددی نے اپنے وصالی کا اعلان فرمایا
۳۹۷	حضرت مجدد الف ثانی کی مریدوں کے لئے آخری دعا	۳۹۷	حضرت مجدد الف ثانی کی مریدوں کے لئے آخری دعا
۳۹۸	شرعیات کے بغیر باطنی ترقی نہیں ہو سکتی	۳۹۸	شرعیات کے بغیر باطنی ترقی نہیں ہو سکتی
۳۹۸	قیامت تک سلسلہ مجددیہ کے مریدوں کی خبر	۳۹۸	قیامت تک سلسلہ مجددیہ کے مریدوں کی خبر
۳۹۹	حضرت خواجہ محمد مصمیم کو خطاب	۳۹۹	حضرت خواجہ محمد مصمیم کو خطاب
۳۹۹	کمالات مجددیہ چار نسلوں تک	۳۹۹	کمالات مجددیہ چار نسلوں تک
۴۰۰	تیرہویں صدی ہجری کے فتنے	۴۰۰	تیرہویں صدی ہجری کے فتنے
۴۰۰	حضرت امام مہدی کا وزیر ابو اعظم مجددی ہو گا	۴۰۰	حضرت امام مہدی کا وزیر ابو اعظم مجددی ہو گا

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۴۳۶	حضرت مجدد کا اوداعی سلام	۴۵۲	خلافت کا شاہی اعلان
۴۳۷	حضرت جناب غوث الاعظم کا ایک شعر	۴۵۲	حضرت مجدد کی اولاد و امجاد
	بزرگان سرسند کے مزارات کی	۴۵۵	خواجہ محمد صادق رحمہ اللہ
	آخری زیارت	۴۵۷	منقولات میں کمال
۴۳۸	حضرت مجدد کا مرض الموت اور وصال	۴۵۷	میرے معارف کا مجموعہ
۴۳۹	حضرت مجدد کی زندگی کا آخری جمعہ	۴۵۸	مزار سے سفر پر جانے کی ہدایت
	اہل محبت کا اظہار غم	۴۵۹	خواجہ محمد صادق کے نام کا لغویہ
	سایہ دار عالم و رحمت گر گیا	۴۵۹	شیخ محمد یحییٰ قدس سرہ
	قبر کے لئے وصیت	۴۶۰	شیخ محمد ابراہیم سرسندی
	وصال سے ایک دن قبل	۴۶۲	احوال حضرت خواجہ محمد سعید
	ملوے آفتاب کے بعد قیومیت کا	۴۶۳	مسائل فقہ کا حل
	آفتاب غروب ہو گیا	۴۶۴	ابوالخیر علی بن موسیٰ نقاش
	فناں از شیر و بطن برآمد	۴۶۵	علمائے لاہور کی ایک مجلس
	اہل علم نے پانچ سو تالیخ وفات	۴۶۵	حضرت خازن الرحمت کی تالیفات
	کہیں	۴۶۶	ولایت احمدی کے دو افراد
	حضرت مجدد کی تجسیم و تکفین	۴۶۷	بارگاہ رسول پر حاضری
	خازن الرحمت نماز جنازہ پڑھائی	۴۶۸	ایک گستاخ فقیر
	مزار پر دوستوں کو اوداع	۴۶۸	کرامت
	جہاں گیر سرسند میں	۴۶۸	حضرت ابوسفیان کا معاملہ

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۵۳۲	حضرت شیخ جان محمد رحمہ اللہ	۴۶۹	خازن الرحمت کی وفات
۵۳۳	حضرت مولانا یار محمد قدیم رحمہ اللہ	۴۷۰	خواجہ سعید کی نقوش
۵۳۳	حضرت مولانا یار محمد جدید رحمہ اللہ	۴۷۰	قبر کی جگہ
۵۳۴	حضرت شیخ بدر الدین سرسندی رحمہ اللہ	۴۷۱	شاہ عبداللہ شاہ سعیدی
۵۳۵	حضرت مولانا قاسم علی رحمہ اللہ		حضرت مجدد الف ثانی کے خلفائے
۵۳۵	حضرت شیخ عبداللہ دی بدایونی رحمہ اللہ	۵۰۹	امام
۵۳۶	حضرت شیخ یوسف برکی رحمہ اللہ	۵۱۶	حضرت خواجہ یحییٰ کاشمی رحمہ اللہ
۵۳۶	حضرت شیخ حاجی خضر افغان رحمہ اللہ	۵۱۹	شیخ طاهر لاہوری قدس سرہ
۵۳۷	حضرت شیخ احمد دینی رحمہ اللہ	۵۲۷	شیخ بریلج الدین شہباز پوری
۵۳۷	حضرت شیخ کریم الدین حسن ابدالی رحمہ اللہ	۵۲۵	شیخ نور محمد رحمہ اللہ
۵۳۸	حضرت مولانا عبدالواحد لاہوری رحمہ اللہ	۵۲۶	شیخ قیصر بنگالی رحمہ اللہ
۵۴۲	حضرت شیخ آدم بنوری رحمہ اللہ	۵۲۷	شیخ مرزا رحمت اللہ
۵۵۱	نواب سعد اللہ خان وزیر مملکت	۵۲۸	شیخ طاہر بخش رحمت اللہ
۵۵۲	حضرت شیخ آدم بنوری کے مرید	۵۲۸	حضرت مولانا یوسف سرسندی
	حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد	۵۲۸	حضرت مولانا احمد برکی رحمہ اللہ
۵۵۲	کے مقامات	۵۲۹	حضرت مولانا حسن برکی رحمہ اللہ
۵۵۳	مقام قیومیت کا صحیح ادرک	۵۳۰	حضرت مولانا صالح رحمہ اللہ
۵۵۴	حضرت شیخ آدم بنوری کا اختلاف	۵۳۰	حضرت خواجہ محمد صدیق بدیشی رحمہ اللہ
۵۵۹	حضرت خواجہ محمد مصوم سے معذرت	۵۳۱	حضرت شیخ عبداللہ الحی رحمہ اللہ

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۵۷۶	حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری رحمہ اللہ	۵۶۰	حضرت مستبد میر کشادہ بلخی رحمہ اللہ
۵۷۷	حضرت مستبد میر مومن بلخی رحمہ اللہ	۵۶۲	علامہ علاء الدین سیالکوٹی رحمہ اللہ
۵۷۸	حضرت مولانا عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ	۵۶۳	حضرت مولانا جمال تلوی رحمہ اللہ
۵۷۹	حضرت مولانا حسن قبادانی رحمہ اللہ	۵۶۵	حضرت مولانا نوک رحمہ اللہ
۵۸۰	معاشر شعراء	۵۶۵	معاشر شعراء
۵۸۱	خاتم الکتاب	۵۶۵	خاتم الکتاب
۵۸۲			

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

روضۃ القیومیۃ

اور

مؤلف علام

روضۃ القیومیۃ ان معروف اور مفضل کتابوں میں سے ایک شہرۂ آفاق کتاب ہے
حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ السامی کے احوال و مقامات پر لکھی
گئی ہیں۔ فاضل مؤلف نے اسے چار جلدوں (چار اداکین) میں قلم بند کیا۔ اور ہر رکن
اس خالوادہ مجددیہ کے ایک ایک قیوم کے احوال و مقامات کو نہایت تفصیل سے بیان
کیا۔ دوسرے الفاظ میں اس کتاب کا دائرہ تحریر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے
۱۰۰۰ ولادت ۱۲۰۰ شوال المکرم ۱۰۰۰ھ سے اختتام تالیف ۵ ذی الحجہ ۱۲۰۰ھ تک پھیلا
ہوا ہے۔ چنانچہ ناظرین کے سامنے ساڑھے تین سو سال تاریخ کا وہ دور ہے جو حضرت
مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ان کے مشائخ، ان کے اساتذہ
کبار، ان کے خلفاء، ان کی اولاد، ان کے عقیدت مندوں، ان کے معاندین، ان
کے مخالفین اور ان کے ناقدین کے حالات و کوائف پر محیط ہے۔

مولف مقام تھے اس کتاب کو فارسی زبان میں تحریر کیا۔ اہل کئی برسوں کی مشابہ روز تحقیق و محنت سے مسئلہ میں مکمل کیا۔ اس فارسی کتاب کو ایک طویل عرصہ کے بعد اردو میں منتقل کیا گیا۔ اور تصغیر میں اس کے دو تراجم زیور طبع سے آراستہ ہوئے۔ اور خانوادہ مجتہد کے حالات پر ایک مستند اور قابل تحسین مآخذ کی حیثیت سے دیکھا گیا۔ حضرات مجتہد پر لکھی جانے والی اکثر کتابیں اسی کتاب روحۃ القیوم کے گلابائے رنگا رنگ کی رنگ و بو سے منور و معطر ہیں۔

کتاب کے دیباچہ میں فاضل مولف نے کتاب کا تعارف لکھتے ہوئے بیان کیا ہے کہ یہ کتاب قیوم اول حضرت خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی سرہندی، قیوم ثانی حضرت امام محمد معصوم سرہندی (فرزند سومی حضرت مجدد الف ثانی) قیوم ثالث حضرت امام حجتہ اللہ خواجہ محمد نقشبند (حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے) اور قیوم رابع حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر (فرزند شیخ ابوالعلی مجددی) رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احوال و مقامات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو چار جلدوں (حصوں) میں تقسیم کرنے کی بڑی لطیف وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ اور ہر جلد کے موضوعات عزائمات اور مندرجات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ارکان اسلام کی نسبت سے کتاب کو چار ارکان (جلدوں) پر تقسیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

رکن اول: قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی۔ آپ کے بیٹوں اور خلفاء کے احوال و مقامات پر مشتمل ہے۔

رکن دوم: قیوم ثانی معصوم زمانی حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور خلفاء کے حالات پر مشتمل ہے۔

رکن سوم: قیوم ثالث حضرت حجتہ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کے بیٹوں اور خلفاء کے حالات پر مشتمل ہے۔

رکن چہارم: قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال۔ ان کے بیٹوں اور

خلفاء کے حالات پر حاوی ہے۔

کتاب کے مآخذ جو اس طرح اور منابع کا ذکر کرتے ہوئے فاضل مولف نے مختلف افراد اور تاریخی کتابوں کی نشاندہی کی ہے۔ چونکہ مولف مقام خانوادہ مجتہد کے ایک صاحب فرزند ہیں۔ اس لئے وہ ان حالات کی بنیاد حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم کے قابل اعتماد و اعتبار فرزندان کی خاندانی روایات پر رکھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کے حالات و وسیلوں سے نیچے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد نقشبند کے حالات و وسیلہ سے اور حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ کے لئے حالات چشم دید شہر ہیں۔ انہیں بعض حالات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے نواسوں کی زبانی حاصل کئے۔ جو اس قیوم کے زیر تربیت رہے تھے۔ پھر بہت سے حالات قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر اور مولف کے والد حضرت شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی قدس سرہا کی اہل گھر اور انہیں قلم بند کیا۔ ان چشم دید حالات کے خاندانی راویوں کے علاوہ کتاب کی مآخذ کے وقت مندرجہ ذیل کتابیں بھی مولف کے سامنے رہیں۔

حضرت القدس: علامہ رالزین سرہندی خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی

لحمہ المقامات: خواجہ ہاشم کشمیری خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی

کتاب الذریعہ: شیخ محمد ہادی (مولف کے دادا)

الاحمدیہ: شیخ محمد ہادی مجددی

تاریخ مہمہ شانی الحال: حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم سرہندی کے پوتے

روحۃ القیوم صفحہ ۶: مطبعہ ملک فضل دین، ملک چنن دین، لاہور

حضرت القدس فارسی کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور دو ترجمے بھی چھپ چکے ہیں۔

روحۃ المقامات کے فارسی ایڈیشن پاک و ہند میں بھی چھپ چکے ہیں اور ترکی میں بھی شائع ہوئے۔ اب

اردو ترجمہ بھی چھپ گیا ہے۔

تاریخ سفر احمد: آپ حضرت قیوم ثانی کے نواسے تھے۔

تجدیدیہ: شیخ محمد باوی مجددی سرہندی۔

فہم الہدی: شیخ محمد باوی مجددی سرہندی۔

ترویجیہ: شیخ محمد باوی مجددی۔

معصومیت: طبقات معصومی، مقامات معصومیہ۔

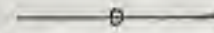
حیات حرمین: (یا قوت احمد)، مروج الشریعتہ۔

مطالعہ مدینہ: شیخ عبدالاحد محدثی سرہندی۔

مقامات نقشبندی: حضرت ابوالحلیٰ محدثی۔

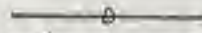
من قب الحضر: خواجہ محمد امین خلیفہ شیخ آدم بنوری۔

ان کتابوں کے علاوہ مرآۃ العالم مؤلفہ محمد رضا، مرآۃ جہاں ہا مؤلفہ محمد بقا، کرامات اولیاء، سفینۃ الاولیاء، اور سفینۃ الاولیاء، مؤلفہ شہزادہ داراشکوہ بھی فاضل مولف کے سامنے رہیں۔ ان کتابوں سے فاضل مولف نے ملکی حالات، اقتدار کی جنگ کے شب و روز مغل سلطنت کی زوالی افتاد، دشمنان سلطنت مغلیہ کے حملے اور اعیان سلطنت کے لیل و نہار بیان کرنے میں استفادہ کیا۔



روضۃ القیومیہ کے فاضل مولف نے اپنے معاصرین کی روایات سے بہت کچھ ایسی اصطلاحات اور مقامات بیان کیے ہیں جو ہمیں دوسری کتابوں یا تاریخیں دہرا دہرا سے نہیں ملتے۔ پھر خانوادہ مجددیہ کے فہماکل اور کمالات کو اس انداز سے پیش کیا گیا ہے کہ قارئین ان حالات کو مبالغہ آمیزی و تعلق اور خود ستانی پر معمول کرنے لگتے ہیں اگرچہ ہم ایسے ناقدین کے حکم نظر سے متفق نہیں۔ جو ان اصطلاحات، خطایات اور مقامات کو مولف علام کی تعلق اور خود ستانی پر معمول کرتے ہیں، مگر اس حقیقت سے انکار نہیں

اسکا کہ صاحب روضۃ القیومیہ نے عام روکش سے بہت کچھ جن اصطلاحات کو استعمال کیا ہے۔ وہ قارئین کے لئے غیر مانوس ہیں اور انہیں مشکلات میں ڈال دیتی ہیں۔ ان اصطلاحات کے معانی اور مطالب بیان کرتے وقت بھی فاضل مولف نے عام اصطلاحات کو ہٹ کر بات کی ہے۔ قیومیت ایک ایسی اصطلاح ہے جسے ہم روضۃ القیومیہ کے اہل بار و بخت نے نہیں، پھر قیوم کے مقام اور منصب کو جس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ اس سے غلط، اقطاب اور افراد کے بلند مقامات پست دکھائی دیتے ہیں۔ قیومیت کے مقام کے ساتھ طینت، اصالت، غلت، محبوبیت، ولایت ایسے مقامات ہیں جہاں اصطلاحات صوفیہ کے شناسا اور بادیہ سلوک کے راہرو بھی چند لمحات ٹرک جاتے ہیں۔ طلب طریقت اور علماء شریعت کے اختلافات تو علمی دنیا میں روایت کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ مگر صاحب روضۃ القیومیہ کے خاصہ اور مکاشفہ (خصوصیات اور مکاشفات) کا بیان اہل تصوف کے ہاں بھی گراں بار ہے۔ حضرت مجدد اور قیوم اربعہ کے مناصب کا موازنہ اور مقابلہ بھی صاحب روضۃ القیومیہ کے قلم کا خاصہ ہے جس پر ناقدین کی نگاہیں ٹوٹ جاتی ہیں۔



ان اختلافات اور تنقیحات کے باوجود زیر نظر کتاب روضۃ القیومیہ حضرت مجدد کے احوال و مقامات کی تفصیل و تعارف کا ایک بے مثال جزیہ ہے جسے خانوادہ مجددیہ کے بڑے بڑے نگار نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اور اسے اصالت یا کائنات روضۃ القیومیہ کو ماتخذ ماننا پڑتا ہے۔ سرہندی تباری کے بعد خانوادہ مجددیہ کا علمی مرکز و رہم برہم ہو گیا۔ مگر اس خانوادہ عالیہ کے جو حضرات سکھت ہی کی تاخت و تاراج سے بچ کر اہل عالم میں پھیلے تو اس مرکز کے تمام علمی خزانوں سے محروم ہو چکے تھے۔ جو کتابیں کتب خانہ ان میں سے روضۃ القیومیہ ایک روشنی کا منار بن کر ابھر رہی ہیں اور آج تک زندہ و توانا

ہے۔ اس تیاری کے بعد حضرت مجددیہ پر جس قدر کام ہوا، جتنی کتابیں لکھی گئیں، جتنے تذکرے سانسے آئے۔ وہ اسی کتاب کی روایتوں کی روشنیوں سے منور نظر آتے ہیں۔ روضۃ القیومیہ کے ناقدین کا قلم جب بھی حضرات مجددیہ پر کچھ لکھنے کے لئے آگے بڑھتا ہے تو اسے مکتوبات امام ربانی حضرت القدس اور زبدۃ المقالات کے بعد انہیں روایات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ جو روضۃ القیومیہ کے زیر صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔

— ۵ —

حضرت مجدد و العہد ثانی اپنی زندگی میں بھی اور بعد از حیات بھی اہل بدعت، طہرین، اہل تشیع، غیر مسلم، جینک، کئی دوسرے ناقدین کی مخالفت کا نشانہ بنے رہے ہیں۔ پھر آپ کا سلسلہ مجددیہ، اور خانوادہ مجددیہ کے اکثر حضرات بھی ایسے معاندین کی تنقیدی تحریروں کی زد میں رہے ہیں اور آج تک ہیں۔ ان اعتراضات، تنقیدات اور تنقیحات کے جواب میں حضرت عبیدہ نے پامردی سے مقابلہ کیا۔ جوابات دیئے۔ دھماکتیں کیں، علمی اور سیاسی مباحث کو نہایت عالمانہ انداز میں پیش کیا۔ مجددی اہل قلم نے اپنے دفاع میں قابلِ صدا انتخاب تحریریں یادگار زمانہ بنادیں۔ ان دفاعی تحریروں میں روضۃ القیومیہ کی چاروں جلدیں اپنی مثال آپ ہیں۔ فاضل مولف نے اپنے مخالفین کے تمام اعتراضات کا مثبت جواب دیا اور ان تمام اٹھائے گئے شبہات کو نقد و نظر کی کسوٹی پر پرکھا۔ اور اہل علم کو دعوت مطاعہ دی۔ روضۃ القیومیہ کے اس جہاد میں حضرات مجددیہ کے حلقہ اثر کے اکثر علماء نے بھی حضرت مجددی کی تحریک عزیمت کا بھرپور دفاع کیا۔ صاحب روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ دوسری کتابوں کو چھوڑ کر ۹۳۲ھ میں اس خانوادہ کے محققین نے حضرت مجددی کے دفاع میں جو رسائل تصنیف کئے۔ ان کی تعداد تین سو ساٹھ (۳۶۰) تک پہنچ گئی تھی۔ ان میں سے بعض رسائل تو حضرت مجددی کی اولاد نے ہی لکھے تھے۔ جن میں سے حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد لغمتیہ۔ خواجہ محمد اشرف مجددی، حضرت شیخ سیف الدین، حضرت محمد صبغتہ اللہ، حضرت شیخ محمد ہادی

محمدی کے رسائل نہایت ہی اہمیت کے حامل تھے۔ اسی طرح رسالہ دروہ مخالفین حضرت مجددیہ حضرت عبدالاحد شاہ گل وحدت، حل المغالقات فی الرد علی اہل الضلالت خواجہ راشد بن خواجہ محمد معصوم، رسالہ رد منکران حضرت مجددیہ خواجہ محمد صبغتہ اللہ سرہندی، رسالہ عن اہلین حضرت مجددیہ مولفہ شیخ محمد ہادی، عطیۃ الوہاب الفاضلہ بین الخطا والحق مولفہ شیخ محمد بیگ اوزبکی بڑیا پوری، الحوت المندی فی نصرۃ الشیخ احمد سرہندی، اللہ علامہ شیخ حسن بن شیخ مراد علی، رسالہ دروہ معتزلین حضرت مجددیہ مولفہ خواجہ محمد علی، رسالہ فی تائید حضرت مجددیہ ثانی مولفہ علامہ شیخ احمد البیشی مصری شافعی، رسالہ فی نفی رفع سبابہ مولفہ شیخ محمد فریح بن خواجہ محمد سعید، بہجۃ النظر فی برکۃ الابرار مولفہ ممدوم محمد معین طحطاوی، سبیل الرشاد مولفہ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت شاہ گل، رسالہ فی منع رفع سبابہ مولفہ حضرت شاہ گل وحدت سرہندی، رسالہ در منکران حضرت مجددیہ مولفہ شیخ محمد عزاوٹک کاشمیری، حجتہ الحق فی دفع اعتراضات شیخ عبدالحق مولفہ شاہ فی الحال مواہب القیوم فی تائید احمد و معصوم مولفہ ثانی الحال سرہندی، شواہد التجدید مولفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، رسالہ خلت مولفہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، اللہ متد السنیۃ فی التصار العرفۃ السنیۃ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، رسالہ الفتاویٰ مولفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، رسالہ در جواب شبہات برکلام امام ربانی مولفہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی، رد شبہات پلید تاجکار مولفہ نظام الدین شکار پوری، رسالہ در اعتراضات مولفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حواشی بر رسالہ اعتراضات شیخ عبدالحق دہلوی مولفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی، رسالہ رد اعتراضات شیخ عبدالحق مولفہ شاہ غلام علی دہلوی، رسالہ فی دفع المطاعن عن الامام الربانی و اولادہ مولفہ مولانا عبداللہ آفندی کرمانچہ الکلام السنی بحدید ایرادات البرزنجی مولفہ مولوی وکیل احمد سکندر پوری، انوار احمد مولانا وکیل احمد سکندر پوری، ہدیہ حبیبہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری، رسالہ

فی بشارۃ لائل الاشارة مولفہ مہر علی نوادر پوری، حضرت مجدد اور ان کے تاقیدین مولفہ مولانا زید
بواغین فاروقی مجددی، دلائل التجدید مولفہ علامہ عبدالحکیم سیاحی کوئی، رسالہ فی منہج ریح
اسبابہ مولفہ خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی، المغاضلہ بین الانسان والکعبہ مولفہ
مولانا محمد امین بخششی، کشف العطا مولفہ شیخ محمد فریح بن خواجہ محمد سعید سرہندی جیسے
علمی رسالوں سے حضرت مجدد اور ان کی اولاد کے نظریات پر اعتراضات کا دفاع کیا
گیا۔

مولفہ مہر علی نوادر پوری، جو مغل سلطنت کے زوال کی بنیاد ہے، اور برصغیر
میں ان کی بااقتدار بننے، زوالی مغلوں کی جنگ اقتدار، حصول تخت کی کشمکش، مسلمان
سلطنت کی افلاقی زبوں حالی، آخری مغل تاجداروں کی عیاشی اور تساہل کی داستان انہی
مغلوں کی پائی جاتی ہے، اندریں حالات روضۃ القیومیہ خانوادہ مجددیہ کے علمی اور روحانی
ادب کے درج کی داستان بھی ہے، اور برصغیر میں اسلامی سورج کے ڈوبنے کا منظر بھی
یہ کتاب دینی اور سیاسی ذہن رکھنے والے دونوں قسم کے قارئین کیلئے بہترین موقع ہے۔

کتاب کے تامل مولفہ حضرت خواجہ ابوالفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ وحید
الکلیلی نے لکھی ہے، مولفہ حضرت مروج الشریعت شیخ محمد عبدالمجید بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی
اور مجدد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانوادہ مجددیہ کے نامور مورخ، عالم
ادب و شاعر اور محقق مجددی ہیں۔

فاضل مولفہ نے اپنے مختصر حالات زندگی روضۃ القیومیہ میں قلمبند کئے ہیں، ہم
واحد کے سوانحی حالات ان کے اپنے الفاظ میں ہی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں:-

”میں شیخ حسن احمد کاسب سے نالائق اور کمترین فرزند ہوں، روکین
سے حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں
مہر ہوا، عرصہ دراز تک آنحضرت کی خدمت میں رہا، بعد ازاں آنجناب
نے مجھے خلافت دے کر مشرق کی طرف بھیجا، مدت تک وہاں رہ کر
پھر حاضر خدمت ہوا، آنحضرت نے پھر مجھے اس طرف جانے کا حکم
دیا، حسب الارشاد میں اسی طرف روانہ ہوا، اسی سفر میں معلوم ہوا
کہ آنحضرت عنقریب دنیا سے رحلت کر جائیں گے، گھبرا کر حضرت کی
خدمت میں حاضر ہوا، آپ ذی القعدہ ماہ بعد اس جہان سے کوچ کر گئے۔“

روضۃ القیومیہ کے جہاں ہمیں خانوادہ مجددیہ پر کئے گئے نظریاتی حملوں کا دفاع
کر کے تاملانی بخشی ہے، وہاں چاروں قیوموں حضرت مجدد الف ثانی، حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی
حضرت خواجہ محمد نقشبند اور حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہم کے روحانی اور علمی کارناموں سے
بہنی لگا ہی ہم پہنچائی ہے، حضرت مجدد الف ثانی کا اکبری الحاد کے خلاف، جہانگیری بدعت
کے استیصال کی کامیاب مہم کے ایسے معاملات سے تعارف کرایا ہے جو ہمیں دوسرے
ذرائع سے میسر نہیں آتا تھا، شاہجہان کی اسلام پسندی اور ازنگ زیب کی دینی وابستگی
کے بہت سے واقعات اسی کتاب سے ملتے ہیں، مغل حکمرانوں کی روحانی اور سیاسی ہتھالی
کے آثار اس کتاب کے صفحات سے روشن نظر آتے ہیں، حضرت خواجہ نقشبند کے زمانہ
میں سلوک مجددیہ کی برصغیر سے نکل کر شمالی علاقوں میں چین اور روس کے دور دراز علاقوں
میں اشاعت کے بہت سے نشانات روضۃ القیومیہ کے صفحات پر اجاگر نظر آتے ہیں،
خانوادہ مجددیہ کی دینی اور روحانی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ روضۃ القیومیہ کے صفحات ان

علا محمد اقبال مجددی پر دہلیہ حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں ملاحظہ فرمادیں
شریہ حضرت مجدد الف ثانی غیر زیر اہتمام صاحبزادہ میان جیل احمد شریہ، سجادہ نشین شریہ شریہ

نیں آنجناب کی نقش کے ساتھ سرسند گیا۔ اور کچھ عرصہ آنجناب کے مزار پر فاضل الانوار رہا۔ پھر مشرقی علاقے میں چلا گیا۔ دو سال بعد غم و اہم میں تھک چکی ہوئی تو اس کتاب (روضۃ القیومیہ) کی تالیف دوبارہ شروع کی۔ ۴۰

مشرقی ہندوستان سے مراد فاضل مولف کی وہ خدمات ہیں، جو آپ نے نواب علی محمد خاں روہیلہ آف بریلی کے ہاں سرانجام دیں۔ نواب علی محمد خاں روہیلہ ایک مرد مجاہد اور متقی عالم دین تھے۔ جو نواب حاکم راجست علی آف روہیلہ کنڈ کی ریاست میں منتظم اعلیٰ اور کانڈر افواج روہیلہ کنڈ تھے۔ فاضل مولف خواجہ محمد احسان مجددی اس فکر میں موجود تھے۔ جو سادات باریہ کی سرکوبی کے لئے برسر پیکار رہا۔ روضۃ القیومیہ کی آخرین جلد سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مولف دہلی میں ان خونچکاں واقعات کے عینی شاہد ہیں جو نادر شاہ کی افواج کے قتل عام کے دنوں میں رونما ہوئے۔

فاضل مولف نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مکرم اور سرسند کے علماء اور مجددی مشائخ سے حاصل کی تھی۔ علوم مذاہلہ دینیہ اور اسرار سلوک مجددیہ پر دسترس حاصل کرنے کے بعد مختلف اہل علم و اہل طریقت سے استفادہ کیا تھا۔ آپ نے اپنے والد مکرم شیخ حسن احمد سرسندی مجددی (۱۰۹۵ھ - ۱۱۶۵ھ) بن شیخ محمد ہادی (۱۱۶۵ھ - ۱۲۲۵ھ) بن حضرت محمد عبید اللہ مروج الشریعت (۱۲۲۵ھ - ۱۲۸۵ھ) بن قیوم ثانی معروفہ لوثقی خواجہ محمد معصوم سرسندی (۱۲۸۵ھ - ۱۳۴۵ھ) بن قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ سے

۱۔ روضۃ القیومیہ۔ مطبوعہ مکتبۃ فضل الدین ۱۳۳۵ھ لاہور صفحہ ۲۱۱-۲۱۲ مکتبہ سوئم

عالی تربیت حاصل کی۔ پھر اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد زبیر سرسندی (۱۲۸۵ھ - ۱۳۴۵ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیر نگاہ رہے۔ آپ نے ہی آپ کو اپنے خصوصی حوالہ خلافت سے نوازا۔ جس کی ایک نقل روضۃ القیومیہ کی جلد چہارم میں موجود ہے۔ آپ نے اسی روحانی تربیت کے دوران ایک کتاب کشف الحقائق نامی جو تعلیمات مجددیہ کے ساتھ اسرار حروف مقطعات قرآنی پر مبنی ہے مثال کتاب حق۔ حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بے حد پسند فرمایا تھا۔

زبیر نظر کتاب روضۃ القیومیہ کی تالیف کا کام ایک طویل عرصہ تک جاری رہا۔ اور بعض مقامات پر حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصلاح فرمائی۔ مبالغہ آمیزی سے پاک رکھنے کی ہدایات فرمائیں۔ اور مولف کا کام کی کوششوں کو سراہا۔ یہ کتاب ۱۳۰۰ھ میں شروع کی گئی اور ۱۳۰۵ھ تک مکمل کی گئی۔

فاضل مولف کی زندگی کا آخری زمانہ اور کتاب کی ترتیب و تالیف کا زمانہ پنجاب کی تباہی کا دور ہے۔ خصوصاً سرزمین سرسند پر اس زمانہ میں جو قیامتیں آئیں۔ جانوں، مرہٹوں اور سکھوں کی لوث مارنے سرسند کی اینٹ سے اینٹ بھاڑ دی تھی۔ دہلی اور پنجاب کو نادر شاہی حملے نے جس قدر تہ و بالا کیا وہ دنیا کی تاریخ کا ایک خونچکاں باب ہے۔ ہمارے نزدیک بدامنی کا یہ زمانہ مولف اور ان کے معاصرین کے سوانحی حالات کی تفصیلات مٹوٹا نہ رکھ سکا۔ اسی مجددی تذکرہ نگار مولف کے حالات و مقامات سے خاموش نظر آتے ہیں۔

روضة الفتویہ قادری میں بھی لکھی گئی تھی اس اہم اور مفید کتاب کے موضوعات پر کتاب کے دیاچہ میں فاضل مولف نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ہماری نگاہ میں فارسی زبان میں طبع شدہ نسخہ کہیں بھی نہیں گزرا۔ فارسی کے قلمی نسخے پنجاب پبلک لائبریری لاہور، ایشیا نمک سوسائٹی بنگال، اناروہ میوزیم علی گڑھ، برٹش انڈیا لائبریری لندن میں اس کے قلمی نسخے ملتے ہیں۔ اس کتاب کا سب سے پہلا اردو ترجمہ ۱۳۱۵ھ مطبع الیور فرید کوٹ چھپا۔ جسے ولی اللہ مدنی نے حدیث محمودیہ کے نام سے ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ کے سترہ سال بعد لاہور کے ملک فضل الدین نے ۱۳۴۵ھ میں پیر غفار شاہ کا تہمیری قادری قدس سرہ کے قلمی نسخہ سے ترجمہ کر دیا اور زیور صبح سے آراستہ کیا۔ اگرچہ یہ ترجمہ ولی اللہ مدنی کے ترجمہ سے زیادہ و قبح نہیں تھا لیکن ہمارے موجودہ ایڈیشن کی بنیاد اسی ترجمہ پر استوار ہوئی ہے۔ ہم نے کئی مقامات پر حواشی و تعلیقات کا اضافہ کر کے اس ترجمہ کو ”قبول خاطر احباب“ بنا دیا ہے۔ اور اسے چار علیحدہ علیحدہ جلدوں میں زیور طبع سے آراستہ کیا ہے۔

کتاب کی طباعت و اشاعت میں جن بزرگان مجددیہ نے اپنے تعاون کو پیش کیا ان میں مولانا اکرام حسین مجددی خطیب لاہور، سید عاشق حسین مجددی آفٹ مرٹسٹرٹ، پروفیسر محمد اقبال مجددی، جناب علی بزرگ آغا، صاحبزادہ محمد سلیم شامی، سجادہ نشین شیخ عبدالغنی شامی، صاحبزادہ قطب نثار، مئی شیرازی علی پوری اور مکتبہ تبویہ کا چاک و چوبند محمد ہمارے فکر و سپاس کا مستحق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مرقع مجددیہ ”روضہ من الروضۃ الفتویہ“ ان حضرات کی شبانہ روز مساعی جلیلہ کا نتیجہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
حَمْدُكَ وَتُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ

افتتاحیہ

از رشحات قلم، مجددی حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مظہری رحمہ اللہ

بعض غیر پاک و ہند میں بہت سے ملحدین و مجرور دین جتنے جن میں چار نہایت متاثر ہیں۔

۱۔ شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۴۲ھ / ۱۶۳۳ء)

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۶۶ھ / ۱۷۶۲ء)

۳۔ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی (م ۱۲۴۰ھ / ۱۹۲۱ء)

۴۔ ڈاکٹر محمد اقبال سیالکوٹی (م ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۸ء)

ان چاروں مفکرین میں بعض حیثیات سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نمایاں نظر آتے ہیں مختلف محققین نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اس امتیاز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر شیخ محمد اکرام نے لکھا ہے۔

شیخ احمد — جو شاہ ولی اللہ اقبال سے پہلے اسلامی ہند کے نہایت ہی طاقتور و فکر گذرے ہیں — نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ عالم اسلام کے علماء صوفیہ میں اعلیٰ ترین مقام کے مالک ہیں ترجمہ — انگریزی ۱۹۱۵ء

— ایس ایم اکرم، مسلم سوسائٹی ان انٹرایٹنڈ پاکستان، لاہور ۱۹۶۰ء، ص ۲۶۰۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی علمی اور روحانی فضیلت کو پاک و ہند کے اکثر علماء و صوفیہ نے سراہا ہے اور اپنی تصانیف میں جایجا آپ کی کتابوں سے حوالے دیے ہیں۔ چودھویں صدی کے جلیل القدر عالم و فقیہ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصانیف میں آپ کے اقوال و ارشادات سے استدلال فرمایا ہے۔ اسی طرح ان کے صاحبزادے، حجت الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ (د ۱۳۹۲ھ) نے بھی استدلال کیا ہے اور دوسرے صاحبزادے مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں مدظلہ العالی نے مولانا عبد الغفار رام پوری کی کتاب آثار المبتدین لاہرام جلیل اللہ تین کتابتیں کرتے ہوئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا دفاع کیا ہے۔

حضرت مجدد الثانی کے بارے میں بعض حضرات نے جو یہ کھاسے کہ آپ نے خود دعویٰ تجویز فرمایا صحیح نہیں۔ امام احمد رضا خاں بریلوی کے متعلق بھی بعض لوگوں نے اسی قسم کا انکار خیال کیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے عہد مبارک میں سیالکوٹ کے ایک جلیل القدر عالم، علامہ عبد الحکیم

س ۵۰) احمد رضا خاں، اقرار القادرین بصلوۃ الاسرار (۱۳۰۵ھ) مطبوعہ بریلی، ص ۳۸

د ۵۱) احمد رضا خاں، الحاد الکاف فی حکم مضائق (۱۳۱۳ھ) مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۶

ج ۱) احمد رضا خاں، اکوثر الشہادۃ فی کذبات الباطنیہ (۱۳۱۵ھ) مطبوعہ کلکتہ، ص ۵۱، ۵۲

س ۵۲) حامد رضا خاں، سلامۃ اللہ لاصل المسئد من سبیل النفاق فی القسۃ (۱۳۳۶ھ) مطبوعہ بریلی، ص ۵۷

س ۵۳) مصطفیٰ رضا خاں، متعل کذب و کید، مطبوعہ بریلی (۱۳۳۶ھ) ص ۵۵، ۵۶

س ۵۴) نکاحی پیر نے اس خیال کا انکار کیا ہے (ملاحظہ ہو تائوس الشاہیر، ج ۱ اول، مطبوعہ بیرون، ۱۳۳۳ھ)

س ۵۵) ۱۹۲۳ء، ص ۶۰۔ اسی طرح فیض عالم مدنی نے بھی یہی بات کہی ہے (ملاحظہ ہو اختلاف امت کا المیہ، ص ۱۳۰)

د ۵۶) جہلم (۱۳۹۲ھ) ص ۳۸۰

س ۵۷) مولوی حسین احمد دہلوی نے یہ الزام لگایا ہے اور امام احمد خاں کو قبول الہدیین کھاسے (الشہادۃ، ج ۱)

س ۵۸) علامہ نے عین شریعت میں شیخ علی شامی و درویشی مدنی نے آپ کو الحمد للہ الامیر تحریر فرمایا ہے۔

س ۵۹) راضیہ منات الکلیہ ص ۴۳) اور ماہنامہ اکتساب الحرم شیخ جلیل بن سید علی کی توہیداً تک کھاسے۔

س ۶۰) قول لوقیل فی حقہ اند مسجد و هذا القدر لکان حقاً و صدقاً (حسام الحرمین، ص ۱۳۰، ۱۳۱)

سیالکوٹی (د ۱۳۰۶ھ) نے حضرت مجدد کے نام ایک مکتوب میں اس لقب سے نوازا، پھر یہ لقب زبانِ زر خاص و عام ہو گیا حتیٰ کہ آپ کے نام نامی پر غالب آگیا۔

حضرت مجدد الثانی علیہ الرحمۃ کا نسب ۲۹ واسطوں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ

عنا فی اعزۃ سے ملتا ہے۔ حضرت مجدد کے چودھویں جد سلطان شہاب الدین المعروف فرخ شاہ کابلی اولیٰ

الہ تھے۔ پانچویں جد حضرت امام رفیع الدین شیخ جلال الدین بخاری (د ۷۸۵ھ/۱۳۸۶ھ) کے ہمراہ

ہندوستان تشریف لائے اور سہرند (سرہند) آباد کیا۔ اسی شہر میں ۷۹۵ھ میں حضرت مجدد کی ولادت ہوئی۔

حضرت مجدد کے والد کا نام گرامی شیخ عبدالاحد (د ۸۱۹ھ/۱۴۱۹ھ) تھا۔ شیخ عبدالقدوس

لکھنوی (د ۸۴۴ھ/۱۴۴۴ھ) کے صاحبزادے شیخ علی بن علی (د ۸۶۳ھ/۱۴۶۳ھ) سے آپ کو سلسلہ تلامذہ

پشتیبانی میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔ حضرت شیخ عبدالاحد جلیل القدر عالم و عارف تھے۔

حضرت مجدد نے بیشتر علوم اپنے والد سے حاصل کئے۔ ان کے علاوہ مولانا کمال الدین کشمیری،

مولانا یحییٰ بک کشمیری اور قاضی بیہول بخشی وغیرہ سے علوم معقول و منقول کی تحصیل فرمائی۔ اسارت قلعہ

گوالیار کے زمانے (۱۰۲۸ھ/۱۰۲۹ھ) میں قرآن کریم حفظ کیا۔ تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً

۹۹۰ھ میں دارالسلطنت اکبر آباد (آگرہ) تشریف لائے اور یہاں دربار اکبری کی ودائیم تفتیش و معنی

اور مسائل اور فقہی کے ساتھ بحثیں و چیں فیضی کی تفسیر سوانح الامام (د ۸۹۲ھ/۱۴۹۲ھ) میں ایک جگہ آپ

نے اس کی مدح بھی کی۔ لیکن بعد میں ان دونوں جہانیوں کی بے راہروی کی وجہ سے حضرت مجدد نے

س ۱) دکیل احمد سکندر پوری، جہد مجددیہ، مطبوعہ دہلی (۱۳۰۹ھ/۱۹۱۹ھ) ص ۹۰۔

س ۲) شاہ محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ المقامات، مطبوعہ لاہور (۱۳۵۵ھ/۱۹۳۵ھ) ص ۹۹۔

س ۳) محمد شمس الدین، زبدۃ المقامات، مطبوعہ لاہور (۱۳۰۶ھ/۱۹۰۶ھ) ص ۸۹-۹۱۔

س ۴) محمد شمس الدین، زبدۃ المقامات، ص ۹۹-۱۰۳۔

س ۵) محمد شمس الدین، زبدۃ المقامات، ص ۱۲۸۔

س ۶) مجدد الثانی، مکتوبات شریف، دفتر سوم، مکتوب ۳۳، محمد شمس الدین، زبدۃ المقامات، ص ۱۳۲۔

کنراکشی اختیار کر لی۔ حضرت مجدد اپنے والد ماجد شیخ عبداللہ کے ہمراہ اکبر آباد سے واپس سرہند روانہ گئے۔ راستے میں تھانہ میر کے شیخ سلطان کی لڑکی سے حضرت مجدد کا عقد ہو گیا۔ شیخ سلطان، اکبر بادشاہ کے مقررین میں تھے۔ اس طرح اہل خانہ کا شاہی دربار سے ایک گونہ تعلق ہو گیا اور تبلیغ دارشاہ کی ایک نئی راہ کھل گئی۔

حضرت مجدد کا سلسلہ تعزینیت متعدد واسطوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ ۱۲ واسطوں سے، سلسلہ قادریہ ۱۵ واسطوں سے اور سلسلہ چشتیہ ۱۲ واسطوں سے۔ سلسلہ چشتیہ میں اپنے والد ماجد شیخ عبداللہ سے بیعت تھی اور اجازت و خلافت حاصل تھی۔ سلسلہ قادریہ میں شاہ کمال گیل سے غزوہ خلافت حاصل تھا۔ سلسلہ میں حضرت خواجہ باقی بیداد (م ۱۱۳۰ھ) سے متفیض ہو کر سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت و خلافت حاصل کی اور آسمانِ علم و عرفان پر آفتاب بن کر چمکے۔ حضرت خواجہ باقی باشد کی نظر میں جو حضرت مجدد کا مقام و مرتبہ تھا وہ زبدۃ القادریات القدس اور مجمع الاولیاء وغیرہ معاصر کتب تاریخ و سیر سے واضح ہوتا ہے۔

حضرت مجدد کی اصلاحی کوششوں کا آغاز اکبر بادشاہ کے عہد حکومت سے ہوا اور چنانچہ بادشاہ کے عہد حکومت میں یہ کوششیں بار آور ہوئیں۔ اسی عہد میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی اصلاحی کوششوں کا جائزہ لینے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تذکرہ کئی میں منظر پیش کر دیا جائے تاکہ ان کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ ہو سکے۔

۱۔ محمد شمس کشمی زبدۃ المقانات، ص ۱۵۹

۲۔ محمد الدہلوی، مکتوبات شریف، دفتر سوم، مطبوعہ انارکلی لاہور ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۳ء، مکتوب ۸۰

۳۔ محمد شمس کشمی، زبدۃ المقانات، ص ۱۳۵

۴۔ (۱) آدم بندری، علومات المدارس، مکتبہ انارکلی لاہور، لندن (۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء) ورق ۳

(۲) محمد بن مراد آبادی، انوار الدارین، ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۶ء، مطبوعہ مکتبہ کھنور، ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء، ص ۴۳۰-۴۳۱

۵۔ محمد شمس کشمی، زبدۃ المقانات، مطبوعہ کپڑا، ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء، ص ۲۱۸-۲۱۹

پہلے دور میں اکبر ایک مخلص مسلمان کی حیثیت سے سامنے آتا ہے۔ دوسرے دور میں فتح پور سیکری میں عبادت خانہ کی تعمیر ہوتی ہے، جہاں علمائے اسلام مباحث علمیہ میں مصروف نظر آتے ہیں، رفتہ رفتہ یہاں عیسائی پادریوں اور ارباب عقل کا عمل دخل ہو جاتا ہے اور بات بگڑنے لگتی ہے۔ دوسرا دور تیسرے دور کا نقطہ آغاز تھا۔ تیسرے دور میں دین الہی کا آغاز ہوا اور وہ کچھ تھوڑا گشتی ہے، ہر وہ کام کیا جانے لگا جو اسلام کے سرسبز مروجہ شہادۂ طیبہ میں محمد رسول اللہ کی جگہ اکبر علیہ السلام پر رکھا جانے لگا۔ گائے کی قربانی پر پابندی لگادی گئی۔ خنزیر اور کتوں کا احترام ہونے لگا۔ شراب اور خمر عام ہو گیا، اکبر نے علماء کو باجیہ شراب پلائی، عورتوں کی بے حجابی عام ہو گئی۔ پر وہ پر پابندی لگادی گئی۔ زمین بوس کے نام سے عہدہ کا آغاز کیا گیا۔ عالم دعائی سب بادشاہ کے آگے سجدہ کر رہے ہونے لگے، بعض مسابوٹھا دی گئیں اور عیسائی عہدہ سنا کر دیے گئے، درویشیاں معذوری گئیں اور شہر اسلام کا سرسبز عالم مذاق اڑایا جانے لگا۔ اس ساری خرابی میں بعض علمائے دین کی بازی چھپنا شروع ہوئی، مونیہ سے نجات، مختلف ادیان کے علماء کی اکیر سے ملاقات، اکبر کی جہالت و بے علمی، ہندو عورتوں کی عرم شاہی میں شمولیت اور ہندو سیاست کا بڑا دخل ہے۔ عہد اکبری کے ایکس بے ہنگ وندو، مونس، مگر عبدالقادر بدایونی نے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں عہد اکبری کے چشم دید پرستہ حالات لکھے ہیں۔ عہد اکبری کے مشہور شاعر غلام شہری سیالکوٹی نے تو اپنے ناری قطع میں اکبر کے

۱۔ عہد اکبری کو مندرجہ ذیل ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

پہلا دور ۱۔ ۹۶۲ھ / ۱۵۵۶ء تا ۹۸۳ھ / ۱۵۷۵ء۔

دوسرا دور ۲۔ ۹۸۳ھ / ۱۵۷۵ء تا ۹۸۹ھ / ۱۵۷۹ء۔

تیسرا دور ۳۔ ۹۹۱ھ / ۱۵۸۳ء تا ۱۰۱۳ھ / ۱۶۰۵ء۔

۴۔ ملاحظہ فرمائیں، منتخب التواریخ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء، ص ۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳

۵۲۹-۵۲۸-۵۲۷-۵۲۶-۵۲۵-۵۲۴-۵۲۳-۵۲۲-۵۲۱-۵۲۰-۵۱۹-۵۱۸-۵۱۷-۵۱۶-۵۱۵-۵۱۴-۵۱۳-۵۱۲-۵۱۱-۵۱۰-۵۰۹-۵۰۸-۵۰۷-۵۰۶-۵۰۵-۵۰۴-۵۰۳-۵۰۲-۵۰۱-۵۰۰-۴۹۹-۴۹۸-۴۹۷-۴۹۶-۴۹۵-۴۹۴-۴۹۳-۴۹۲-۴۹۱-۴۹۰-۴۸۹-۴۸۸-۴۸۷-۴۸۶-۴۸۵-۴۸۴-۴۸۳-۴۸۲-۴۸۱-۴۸۰-۴۷۹-۴۷۸-۴۷۷-۴۷۶-۴۷۵-۴۷۴-۴۷۳-۴۷۲-۴۷۱-۴۷۰-۴۶۹-۴۶۸-۴۶۷-۴۶۶-۴۶۵-۴۶۴-۴۶۳-۴۶۲-۴۶۱-۴۶۰-۴۵۹-۴۵۸-۴۵۷-۴۵۶-۴۵۵-۴۵۴-۴۵۳-۴۵۲-۴۵۱-۴۵۰-۴۴۹-۴۴۸-۴۴۷-۴۴۶-۴۴۵-۴۴۴-۴۴۳-۴۴۲-۴۴۱-۴۴۰-۴۳۹-۴۳۸-۴۳۷-۴۳۶-۴۳۵-۴۳۴-۴۳۳-۴۳۲-۴۳۱-۴۳۰-۴۲۹-۴۲۸-۴۲۷-۴۲۶-۴۲۵-۴۲۴-۴۲۳-۴۲۲-۴۲۱-۴۲۰-۴۱۹-۴۱۸-۴۱۷-۴۱۶-۴۱۵-۴۱۴-۴۱۳-۴۱۲-۴۱۱-۴۱۰-۴۰۹-۴۰۸-۴۰۷-۴۰۶-۴۰۵-۴۰۴-۴۰۳-۴۰۲-۴۰۱-۴۰۰-۳۹۹-۳۹۸-۳۹۷-۳۹۶-۳۹۵-۳۹۴-۳۹۳-۳۹۲-۳۹۱-۳۹۰-۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰-۳۷۹-۳۷۸-۳۷۷-۳۷۶-۳۷۵-۳۷۴-۳۷۳-۳۷۲-۳۷۱-۳۷۰-۳۶۹-۳۶۸-۳۶۷-۳۶۶-۳۶۵-۳۶۴-۳۶۳-۳۶۲-۳۶۱-۳۶۰-۳۵۹-۳۵۸-۳۵۷-۳۵۶-۳۵۵-۳۵۴-۳۵۳-۳۵۲-۳۵۱-۳۵۰-۳۴۹-۳۴۸-۳۴۷-۳۴۶-۳۴۵-۳۴۴-۳۴۳-۳۴۲-۳۴۱-۳۴۰-۳۳۹-۳۳۸-۳۳۷-۳۳۶-۳۳۵-۳۳۴-۳۳۳-۳۳۲-۳۳۱-۳۳۰-۳۲۹-۳۲۸-۳۲۷-۳۲۶-۳۲۵-۳۲۴-۳۲۳-۳۲۲-۳۲۱-۳۲۰-۳۱۹-۳۱۸-۳۱۷-۳۱۶-۳۱۵-۳۱۴-۳۱۳-۳۱۲-۳۱۱-۳۱۰-۳۰۹-۳۰۸-۳۰۷-۳۰۶-۳۰۵-۳۰۴-۳۰۳-۳۰۲-۳۰۱-۳۰۰-۲۹۹-۲۹۸-۲۹۷-۲۹۶-۲۹۵-۲۹۴-۲۹۳-۲۹۲-۲۹۱-۲۹۰-۲۸۹-۲۸۸-۲۸۷-۲۸۶-۲۸۵-۲۸۴-۲۸۳-۲۸۲-۲۸۱-۲۸۰-۲۷۹-۲۷۸-۲۷۷-۲۷۶-۲۷۵-۲۷۴-۲۷۳-۲۷۲-۲۷۱-۲۷۰-۲۶۹-۲۶۸-۲۶۷-۲۶۶-۲۶۵-۲۶۴-۲۶۳-۲۶۲-۲۶۱-۲۶۰-۲۵۹-۲۵۸-۲۵۷-۲۵۶-۲۵۵-۲۵۴-۲۵۳-۲۵۲-۲۵۱-۲۵۰-۲۴۹-۲۴۸-۲۴۷-۲۴۶-۲۴۵-۲۴۴-۲۴۳-۲۴۲-۲۴۱-۲۴۰-۲۳۹-۲۳۸-۲۳۷-۲۳۶-۲۳۵-۲۳۴-۲۳۳-۲۳۲-۲۳۱-۲۳۰-۲۲۹-۲۲۸-۲۲۷-۲۲۶-۲۲۵-۲۲۴-۲۲۳-۲۲۲-۲۲۱-۲۲۰-۲۱۹-۲۱۸-۲۱۷-۲۱۶-۲۱۵-۲۱۴-۲۱۳-۲۱۲-۲۱۱-۲۱۰-۲۰۹-۲۰۸-۲۰۷-۲۰۶-۲۰۵-۲۰۴-۲۰۳-۲۰۲-۲۰۱-۲۰۰-۱۹۹-۱۹۸-۱۹۷-۱۹۶-۱۹۵-۱۹۴-۱۹۳-۱۹۲-۱۹۱-۱۹۰-۱۸۹-۱۸۸-۱۸۷-۱۸۶-۱۸۵-۱۸۴-۱۸۳-۱۸۲-۱۸۱-۱۸۰-۱۷۹-۱۷۸-۱۷۷-۱۷۶-۱۷۵-۱۷۴-۱۷۳-۱۷۲-۱۷۱-۱۷۰-۱۶۹-۱۶۸-۱۶۷-۱۶۶-۱۶۵-۱۶۴-۱۶۳-۱۶۲-۱۶۱-۱۶۰-۱۵۹-۱۵۸-۱۵۷-۱۵۶-۱۵۵-۱۵۴-۱۵۳-۱۵۲-۱۵۱-۱۵۰-۱۴۹-۱۴۸-۱۴۷-۱۴۶-۱۴۵-۱۴۴-۱۴۳-۱۴۲-۱۴۱-۱۴۰-۱۳۹-۱۳۸-۱۳۷-۱۳۶-۱۳۵-۱۳۴-۱۳۳-۱۳۲-۱۳۱-۱۳۰-۱۲۹-۱۲۸-۱۲۷-۱۲۶-۱۲۵-۱۲۴-۱۲۳-۱۲۲-۱۲۱-۱۲۰-۱۱۹-۱۱۸-۱۱۷-۱۱۶-۱۱۵-۱۱۴-۱۱۳-۱۱۲-۱۱۱-۱۱۰-۱۰۹-۱۰۸-۱۰۷-۱۰۶-۱۰۵-۱۰۴-۱۰۳-۱۰۲-۱۰۱-۱۰۰-۹۹-۹۸-۹۷-۹۶-۹۵-۹۴-۹۳-۹۲-۹۱-۹۰-۸۹-۸۸-۸۷-۸۶-۸۵-۸۴-۸۳-۸۲-۸۱-۸۰-۷۹-۷۸-۷۷-۷۶-۷۵-۷۴-۷۳-۷۲-۷۱-۷۰-۶۹-۶۸-۶۷-۶۶-۶۵-۶۴-۶۳-۶۲-۶۱-۶۰-۵۹-۵۸-۵۷-۵۶-۵۵-۵۴-۵۳-۵۲-۵۱-۵۰-۴۹-۴۸-۴۷-۴۶-۴۵-۴۴-۴۳-۴۲-۴۱-۴۰-۳۹-۳۸-۳۷-۳۶-۳۵-۳۴-۳۳-۳۲-۳۱-۳۰-۲۹-۲۸-۲۷-۲۶-۲۵-۲۴-۲۳-۲۲-۲۱-۲۰-۱۹-۱۸-۱۷-۱۶-۱۵-۱۴-۱۳-۱۲-۱۱-۱۰-۹-۸-۷-۶-۵-۴-۳-۲-۱-۰

دعویٰ نبوت اور دعویٰ الوہیت کا ذکر کیا ہے۔

بادشاہ اصنام دعویٰ نبوت کر دواست
گر خدا خواہد پس از سالہ خدا خواهد شد

عہد اکبری کے مورخ نظام الدین احمد نے طبقات اکبری میں اس محضر نامہ کا ذکر کیا ہے جو اکبر کے دعویٰ نبوت کی تمہید ثابت ہوا لیکن نظام الدین احمد نے بڑی احتیاط سے قلم اٹھایا ہے ایک جابر و قاہر بادشاہ کے جوتے کھل کر کھنکھائی آسان کام نہ تھا۔ ابوالفضل کی آئین اکبری کے اکبر کی بے راہ روی سے متعلق بہت سی باتوں کا بالواسطہ طعنه ہوتا ہے۔ ابوالفضل کا انداز مودخانہ نہیں خوشامداز ہے۔ ابوالفضل نے اکبر نامہ میں بھی یہی طعن اختیار کیا ہے مگر پھر بھی بہت سے سرسبز راہ معلوم جاتے ہیں۔

عہد جاہلی کے مورخ محمد قاسم ہندو شاہ استر آبادی نے اپنی تاریخ فرشتہ میں ۱۶۱۶ء تا ۱۶۲۷ء کے اکبر کے بعض چشم دید حالات لکھے ہیں مگر حالات کے دباؤ کی وجہ سے اس نے بہت سی باتوں کو چھپایا ہے۔ ای ڈی اے فریڈاؤ کی تاریخ مسلمانان پاکستان و جہان مطبوعہ لاہور، ص ۴۶۹، ابوالفضل القاری تاریخ سلطنت مغلیہ ص ۲۵۲۔ ابوالفضل نے اس حدیث بدیہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے افعال پر شیخ فرید بخاری کے نام جو تعزیری خط ارسال فرمایا ہے اس سے اکبر کے دعویٰ نبوت کی تصدیق ہوتی ہے۔ علامہ

عبدالحق محمود مکتبہ دارالاسلام، مطبوعہ دہلی، ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء (مسعود)

۱۔ طبقات اکبری، مطبوعہ گھنٹو، ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۷ء

۲۔ ایضاً، ص ۲۲۳ - ۲۲۴

۳۔ آئین اکبری، مطبوعہ حیدر آباد دکن، ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۵ء

۴۔ مورخین نے ابوالفضل کی خوشامد و چالوسی کا ذکر کیا ہے ولاحظہ فرمائیں: لے شارٹ، ہٹری آف انڈیا، مطبوعہ لندن، ۱۸۵۵ء، ص ۶۱۲

۵۔ اکبر نامہ، مطبوعہ گھنٹو، ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۷ء

۶۔ تاریخ فرشتہ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء

اس عہد کی ایک اور کتاب، غلامتہ المعارف فی اسرار العقائد (۱۰۳۵ھ/۱۶۲۶ء) میں شریعہ احمد بنوری علیہ الرحمہ نے نبوت سی گرامیوں اور بے راہ رویوں کا ذکر کیا ہے۔ اسی عہد کے ایک صریح معتمد خان نے جہانگیر نامہ میں اکبر کے بعض حالات لکھے ہیں جن کی عہد اکبری کے مورخوں کے بیانات سے تصدیق ہوتی ہے، بالواسطہ بھی اور بلاواسطہ بھی۔

عہد عالمگیری کے مورخ محمد کاشم خانی خاں نے اپنی تاریخ مغرب الباب (صد اول) میں بعض ایسے حالات لکھے ہیں جن سے بالواسطہ اکبر کی بے راہ روی کا علم ہوتا ہے، مگر اس نے بعض مقامات پر اکبر کا دفاع کیا ہے۔ اس میں جہانگیر کی شراب سے توبہ، شاہ جہان کی شراب نوشی اور پھر توبہ کا ذکر ہے۔

عہد شاہجہانی کے صاحب دبستان مذاہب نے بھی ایسے حقائق لکھے ہیں جن سے آخری دور میں اکبر کی بے راہی کا اندازہ ہوتا ہے۔ صاحب دبستان مذاہب ایک ایسا مورخ نظر آتا ہے جس نے ہر قدم پر خود غرضانہ کو قائم رکھا ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں ۲۰ سے زیادہ مذاہب دیان کا ذکر کیا ہے، پھر بھی یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ کتنے والے کا تعلق کس مذہب سے ہے۔ بعض محققین اس کا نام محسن خانی بتاتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ پارسی تھا، واللہ اعلم

عہد شاہجہانی کے ایک اعلیٰ تیار محکوس میٹروکی نے دین الہی کی اختراعات کا ذکر کیا ہے۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ اکبر نے سکندریہ میں ایک باغ کے اندر اپنا مقبرہ بنوایا تھا۔ باغ کے دروازے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صنوب ہونے اور حضرت مریم کی تصاویر تھیں۔ اور گنگا زب نے اپنے عہد حکومت میں ان کو ختم کروایا اور سیدی پھر وادی۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے جب اورنگ زیب شیلوی

۱۔ جہانگیر نامہ، مطبوعہ گھنٹو، ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۷ء

۲۔ دبستان مذاہب، مطبوعہ بیانی، ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۵ء

۳۔ محکوس میٹروکی نے ۱۶۵۶ء میں تقریباً ۱۵ سال کی عمر میں گنگا زب اور شہزادہ داراشکوہ کے ہاں تربیت پائی تھی۔

۴۔ ۱۶۵۸ء میں داراشکوہ اور اورنگ زیب کے مابین جنگ میں یہ دلائی حضرت لڑا۔ دارکے قتل کے بعد وہ بھی گنگا زب

سے برسرِ پیکار تھا تو باغی اس مقبرے میں گھس آئے، تمام طوائف سامان اور جوہرات لوٹ لئے۔ قبر کو دھوا کر اکبر کی ہڈیاں نکالیں اور ان کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

پروفسر محمد حبیب اور پروفسر محمد سلیم نے اپنی تصانیف میں عہدِ اکبری کی بہت سی بدعات اور گمراہیوں کا ذکر کیا ہے جن کی دسترس میں معاشرہ تاریخیں نہ ہوں وہ ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں جن مقاصد کے حصول کے لئے اکبر نے جدوجہد کی۔ بقول کے ایم پی کے گٹھ یہ تین اہم مقاصد تھے۔

(ا) قومی حکومت کا قیام

(ب) ہندوؤں سے مفاہمت

(ج) متحدہ ہندوستان

یہ تینوں مقاصد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مقاصدِ علیہ کی ضد تھے۔ حضرت مجدد نے مندرجہ ذیل تین مقاصد کے حصول کے لئے جدوجہد کی۔

(ا) اسلامی حکومت کا قیام

(ب) ہندوؤں سے عالمِ مفاہمت

(ج) اسلامی ہند کی تعمیر

انہیں مقاصد کے حصول کے لئے چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا خاں بریلوی نے بھرپور جدوجہد کی۔

۱۔ نکولس مینزکی، فسادِ مذہبیت، متعلیہ، مترجمین غلام علی، مطبوعہ آگرہ، ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء، ص ۱۲۲۔

۲۔ محمد حبیب، انڈین مسلم، مطبوعہ لندن، ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۶ء۔

۳۔ محمد سلیم، دین الہی اور اس کا پس منظر، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۶ء۔

۴۔ کے ایم پائیکر، اے سرٹھے آف انڈین ہسٹری، مطبوعہ ممبئی، ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء، ص ۱۵۵۔

۵۔ مولیٰ محمد سودا، فاضل بریلوی اور ترکیبِ مولات، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۹ھ/۱۹۸۰ء۔

(ب) محمد جلیل الدین، خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔

۶۔ محمد سودا، تحریکِ آزادی ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ان مقاصد کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل شعبوں میں بھرپور جدوجہد کی اور اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیں۔

(ا) شریعت و طریقت

(ب) سیاست و حکومت

(ج) معاشرت و معیشت

عوام و خواص شریعت سے بیگانہ نہ ہوتے جا رہے تھے۔ آپ نے اپنے علمی مکالمات اور کتب کے ذریعہ آتشِ شریعت کیا۔

بیشتر صورتِ طریقت کی حقیقت سے ناواقفیت کی بناء پر

لوہہ ہو رہے تھے، آپ نے ان کو طریقت کا واقف کار بنایا۔

نظریہ وحدۃ الوجود کی غلط

تعبیرات کی بنا پر ایک عالم گمراہ ہو رہا تھا، آپ نے اس نظر پر کلاج رکھی اور اس کے ساتھ نظر

وحدۃ الشہود پیش کیا، جو دل و دماغ دونوں سے قریب تھا۔

یہی نظریہ تھا جس نے فخر

اقبال میں ایک انقلاب پیدا کیا اور ایک نئی روح چھوٹی۔

حضرت مجدد نہ ہوتے تو اقبال

۱۔ کتبہاتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۸۲۔ نیز لاہور، ۱۳۹۹ھ/۱۹۸۰ء، ص ۱۱۱۔

۲۔ کتبہاتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۸۲۔ دفتر دوم، مکتوب ۳۳۔

۳۔ گلا اقبال، تعلیماتِ مجددیہ، جو اثرات مرتب کے کہ اقبالیات کی ایک اہم کڑی جس کی طرف توجہ دینے

۴۔ اقبال، کلمۃ توحید، ص ۵۱۔ اس سلسلے میں باقی مندرجہ ذیل تین مقالات نظم بند کے اور لائل و براہین سے

۵۔ حضرت مجدد سے اقبال کی حقیقت اور افکار اقبال پر ذکاوتِ مجددیہ کے اثرات کو بیان کیا اور یہ ثابت کیا کہ اقبال کے تصور

۶۔ انڈی میں مسیحی شاعر کا حضرت مجدد کا نظریہ وحدۃ الشہود سے اور علامہ اقبال اور حضرت مجدد الف ثانی مطبوعہ اقبال پریس لاہور

۷۔ اقبال، کلمۃ توحید، ص ۵۱۔ اقبال کے غرض خودی میں مقامِ وحدت، مطبوعہ اقبال پریس لاہور، ۱۳۹۹ھ/۱۹۸۰ء، ص ۱۱۱۔

۸۔ اقبال، کلمۃ توحید، ص ۵۱۔ اقبال کے غرض خودی میں مقامِ وحدت، مطبوعہ اقبال پریس لاہور، ۱۳۹۹ھ/۱۹۸۰ء، ص ۱۱۱۔

۹۔ اقبال، کلمۃ توحید، ص ۵۱۔ اقبال کے غرض خودی میں مقامِ وحدت، مطبوعہ اقبال پریس لاہور، ۱۳۹۹ھ/۱۹۸۰ء، ص ۱۱۱۔

۱۰۔ اقبال، کلمۃ توحید، ص ۵۱۔ اقبال کے غرض خودی میں مقامِ وحدت، مطبوعہ اقبال پریس لاہور، ۱۳۹۹ھ/۱۹۸۰ء، ص ۱۱۱۔

ہونے۔ حضرت مجدد اقبال کی آمد وقت تھے۔

تین سو سال سے ہیں بہت کے میٹھے بند

اب مناسب ہے تیرا فیض ہر عام لے ساقی

سیاست و حکومت میں حضرت مجدد نے جو اہم کارنامہ انجام دیا وہ اکبر کے ایک قومی نظریہ کے خلاف دوقومی نظریہ کا اعلان تھا۔ اپنے سیاسی مفاد کے حصول کے لئے اکبر نے دین الہی کے نام سے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی اس دین کا مقصد وحی ہی تھا کہ ہندو اور مسلمانوں کو ملا کر ایک نئی قوم تیار کی جائے۔ اسی نتیجے پر چودھویں صدی ہجری میں مشرکانہ دھرم نے کام کیا۔ بہر کیف حضرت مجدد نے اس کے خلاف نثر و جدوجہد کی اور یہ دین اپنی موت مر گیا اور رفتہ رفتہ اس کے اثرات بھی رائل ہو گئے۔ چنانچہ پاکستان ہٹری بورڈ کی تالیف :- اے شاد مہٹری آف ہندوستان کے نولٹ نے لکھا ہے۔

جہاں گیر کی تخت نشینی کے بعد دین الہی اپنی موت مر گیا۔ بہر کیف اس الحاد و ارتداد کے خلاف جو زور دارا دادا اٹھائی گئی وہ شیخ احمد کی آواز تھی جن کو حضرت مجدد دلت ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (ترجمہ انگریزی)

حضرت مجدد نے اکبر کے ایک قومی نظریہ کے خلاف دوقومی نظریہ پیش کیا اور یہ بتایا کہ ہندو اسلام دو علیحدہ حقیقتیں ہیں جو کسی طرح یکجا نہیں ہو سکتیں۔ اس سلسلے میں آپ نے بہت سے کتابیات تحریر فرمائیں آپ کی کوششیں دور جہاں گیری میں بار آور ہوئیں اور جہاں گیری نے امور مذہب و سیاست میں مشورہ کے لئے علماء کا ایک کمیشن مقرر کیا۔

اس کے بعد درشا، جہانی اور پھر دور عالم گیری میں حضرت مجدد کی مساعی نے (پنارنگ

۱۔ اے شاد مہٹری آف ہندوستان، مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۷ء، ص ۲۹۸

۲۔ مکتوبات اکبرانی، دفتر اول، مکتوب ۶۵ - ۶۱ - ۱۶۳ -

۳۔ مکتوبات ام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۵۳، تمام شیخ فرید بخاری -

دکھایا۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے دور عالم گیری کو حضرت مجدد کی مساعی کا نقد و نثر فرمایا ہے۔ اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔ حضرت مجدد کی سیاسی اعتدالات کے اثرات آنے والی چار صدیوں پر بہت گہرے پڑے۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے لکھا ہے :-

شیخ کے اثرات مغرب میں افغانستان، وسط ایشیا اور سلطنت عثمانیہ تک اور مشرق میں ملایا اور انڈونیشیا تک پھیل گئے۔ (ترجمہ انگریزی)

چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا خاں بریلوی اور ڈاکٹر محمد اقبال نے حضرت مجدد کے دوقومی نظریہ کے حیار کے لئے سخت جدوجہد کی۔ اس صدی میں دوسرے علماء نے بھی کوششیں کیں مگر ان کی کوششیں مصلحتوں کا شکار ہو کر ایسے نیشب و فراز سے گزریں کہ مروج کے لئے یہ فہرہ کرنا مشکل ہے کہ یہ کوششیں خاص اسلام کے لئے تھیں یا خلق آزادی کے لئے۔ بہر کیف کیا ہو جس صدی ہجری میں حضرت مجدد دنیوی بطل غلیل نظر آتے ہیں جنہوں نے اسلام اور نظام مصطفیٰ کا لغو و تباہی خواہیہ قوم کو بیدار کیا اور ایک نئی روح پیدا کر دی۔ ڈاکٹر حفیظ ملک نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے :-

فی الحقیقت آنے والی نسل کو شیخ احمد نے بے حد ترغیب دینا۔ ان کا لغو و تباہی

چلو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلو۔ مذہبی اور سیاسی حیثیتوں سے یہ

۱۔ اشتیاق حسین قریشی، مقدمہ ہٹری آف قریم مونس، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۷ء، ص ۲۰

۲۔ اشتیاق حسین قریشی، مسلم کمیونٹی آف انڈیا پاکستان، ص ۱۵۲ -

۳۔ کلیات اقبال کے نام سے اقبال کے فارسی کلام کا مجموعہ ایران شائع ہوا ہے جس کا دیباچہ احمد شوش نے لکھا ہے۔ اس دیباچے میں انہوں نے برصغیر پاک و ہند کو صرف ہند کے نام سے یاد کیا ہے اسلام اور ہند وازم کو ایک قرار دیا ہے اور ہند وازم کو دین متا قرار دیا ہے۔ رماد اہم۔ مشرکانہ دھرم کا نہ بھی بزرگ کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کے آگے سر نیزا رقم کیا ہے۔ سر شمش۔ بات سنت حیرت ناک ہے کہ کلام اقبال پر دیباچہ لکھنے والا خود اقبال سے اتنا دور ہے (۱۹۵۷ء)

نعرہ نہایت ہی فوری رس نتائج کا حامل ہوا۔ ان کی تعلیمات نے ممالک مسلم کو دنیاوی طور پر متاثر کیا اور ہندوستان میں حکومت کو لادینی بنانے کی مخالفت کی۔

ہندوستانی مسلم معاشرے اور وحشت کی اصلاح کے لئے بھی حضرت مجدد نے جبرپور کوشش کی۔ آپ کے مکتوبات شریعت اور دوسری تصانیف کے مطالعہ سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے مذہب و سیاست اور معاشرت کی اصلاح کے لئے جو جدوجہد فرمائی اس کو مختلف اوقات پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً

۱۔ دور اکبری ۱۵۵۵ء تا ۱۵۸۵ء / ۱۵۵۵ء تا ۱۵۸۵ء

۲۔ دور جہانگیری ۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۵ء / ۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۵ء

• قید جہانگیری سے پہلے ۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۵ء / ۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۵ء

• قید جہانگیری کے بعد ۱۶۰۵ء تا ۱۶۱۹ء / ۱۶۰۵ء تا ۱۶۱۹ء

• جہانگیر کے شکوے ۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۳ء / ۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۳ء

• جہانگیر کے لشکر سے ناجائز کے بعد ۱۶۲۳ء تا ۱۶۲۷ء / ۱۶۲۳ء تا ۱۶۲۷ء

اکبر کا آخری دور حکومت حضرت مجدد کی اصلاحی اور تبلیغی مساعی کا نقطہ آغاز ہے۔ جہانگیری دور میں یہ مساعی تیز تر کر دی گئیں۔ پھر اسی دور میں قلعہ گوالیار میں آپ کی نظر بندی نے آپ کی اسلامی کوششوں کے اثرات کو عوام و خواص اور حکومت وقت میں دیر پا اور مستحکم بنادیا۔ حضرت مجدد کی اسیری ۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۵ء اسلامی نظام حکومت کے لئے رحمت بنی گئی اور پھر خارا دایاں صاف ہو گئیں۔

۱۔ قلعہ گوالیار ۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۵ء / ۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۵ء

۲۔ مکتوبات ام رانی، دفتر اول، مکتوب ۱۹۱۱۹۳۔

۳۔ حضرت مجدد کی اسیری پر بحث کرتے ہوئے بعض حضرات نے نہایت غلط فہمیاں کی ہیں (باقی گزشتہ پریم)

حضرت مجدد اپنی اسارت کے عین دوران میں منزل مقصود کی جانب رواں دواں نظر آتے ہیں۔ یعنی نظر بندی ۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۵ء جبکہ آپ ایک سال قلعہ گوالیار میں قید رہے۔ دور جہانگیری ۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۵ء سبب آپ تقریباً پانچ سال جہانگیر کے لشکر میں رہے۔ دور جہانگیری ۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۵ء جب آپ تقریباً پچھراہ اپنی خانقاہ (سرحد شریعت) میں خلوت گزریں رہے اور آخر اسی خلوت گزینی میں ۱۶۰۵ء حضرت المظہر ۱۵۸۵ء کو وصال فرمایا۔

حضرت مجدد نے اسلام کے لئے اپنی تین دہائیوں میں کچھ نہادیا۔ ایک عربیت پسندی کی یہی شاہکار شاہیں کشیش کہیں جس سے مردہ دل زندہ ہو گئے اور ایک عظیم انقلاب آگیا۔ بادشاہ کے حضور سجدہ غلطی زمین دوس ہو قوت کر دیا گیا، گائے کی قربانی حرام ہو گئی اور سب سے پہلے خود جہانگیر نے قلعہ کا گڑھ میں حضرت مجدد کی موجودگی میں گائے ذبح کرانی۔ شربت پر پابندی لگادی

(باقی صفحہ ۴۰ کے) محرک اسی اسیری کو قرار دیا ہے مثلاً

(۱) ابن ابیہ، محمود لے شہادت پشتری آف اسلام، مطبوعہ کراچی ۱۳۳۵ء / ۱۳۳۵ء باب ۳ ص ۵۴۲

(۲) مکتبہ نظام جیلانی برقی، فلسفیان اسلام، مطبوعہ لاہور، ۱۳۳۵ء / ۱۳۳۵ء ص ۲۷۷

(۳) بی الاغانی اور قریم ناشرین مطبوعہ کراچی، ۱۳۳۵ء / ۱۳۳۵ء ص ۲۰ وغیرہ وغیرہ

تاریخی اعتبار سے یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ حضرت مجدد کی اسارت اور نہایت خالص کی بندت میں اس سال کا آغاز ہے۔ صاحب دفتر، مکتبہ برائے اسلام، مطبوعہ لاہور، ۱۳۳۵ء / ۱۳۳۵ء ص ۲۰ وغیرہ وغیرہ ہوتی تھیں۔ تاہم یہ غلط فہمی ہے۔ یہ بات بھی دیکھیں کہ یہ سبب نہیں کہ جہانگیر نے حضرت مجدد کا شہ قلعہ اور ممکن ہے حضرت مجدد کی اسارت کا جذبہ کئی سال بعد جوش میں پیدا کیا، جو خود جہانگیر کی اسارت پر منتج ہوا۔ (مسعود)

۱۔ بدالین سرحدی، احوال احمدی، مطبوعہ میا گڑھ، ۱۳۳۵ء / ۱۳۳۵ء ص ۱۸

۲۔ تزک جہانگیری، مطبوعہ لاہور، ۱۳۳۵ء / ۱۳۳۵ء ص ۶۹۸

حضرت مجدد کی باقیات صالحات میں اولاد مجاہد، تصانیف اور خلفاء یادگار ہیں۔
 — اولاد میں سات صاحبزادے ہوئے جن میں سے پانچ حضرت مجدد کی حیات ہی میں انتقال کر گئے، باقی دو صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد سعید (م ۱۶۶۸ھ/ ۱۶۶۸ء) اور حضرت خواجہ محمد مصوم (م ۱۶۶۸ھ/ ۱۶۶۸ء) نے بڑا نام پیدا کیا۔ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے ان دونوں صاحبزادگان سے گہرے مراسم تھے۔ بلکہ حضرت عالمگیر خواجہ محمد مصوم علیہ الرحمہ سے شرف بیعت رکھتے تھے۔ ایک اور موقع پر خواجہ مصوم نے عالمگیر کی درخواست پر اپنے صاحبزادے خواجہ بیعت الدین (م ۱۶۶۸ھ/ ۱۶۶۸ء) کو عالمگیر کے اصلاح باطن کے لئے لال قلعہ دہلی بھیجا جہاں انھوں نے قیام فرما کر عالمگیر کی روحانی تربیت فرمائی تھی۔ حضرت اورنگ زیب عالمگیر کا پرے (۱۶۷۱ء) آگے اس کی نسبت تقریباً ادا دوسرے ہے۔ محترم شیخ عثمان صاحب کی کتابت لندن سے مرقم کو یہ مقالہ وصول ہوا۔

اس مقالے میں فریقین نے حضرت مجدد کے ہائے علمی انداز و فکر افشاء کیا ہے، کبری پامی کے خلاف حضرت مجدد کی سماجی چہرہ نگری شاہ جہاں اور آخروں اورنگ زیب عالمگیر پر آپ کے اور آپ کی تعلیمات کے اثرات کو زیر بحث لایا گیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی غیر ضروری کوشش کی ہے کہ دوسرے فریقین نے اس بارے میں جو مثبت انداز و فکر اختیار کیا ہے صحیح نہیں۔ تحریک صدی ہجری میں حضرت مجدد کے خلاف جو کچھ لکھا گیا، فریقین نے اس کو بھی اچھا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ حضرت مجدد کو عالمی سیاسی اور روحانی پیشوا بنکر پیش کیا جا رہا ہے، یہ خیال میری صدی ہجری کی بہادر ہے۔ راقم کے خیال میں بنیادی طور پر یہ مقالہ ان اثرات کو ناسخ کرنے کے لئے لکھا گیا ہے جو گذشتہ برس میں حضرت مجدد پر لکھا گیا کام کے نتیجے میں مزید برآں کیلکولی برپا ہوئی تھی، اسی قسم کے کام بہتے ہیں، بسور

لے ملاحظہ فرمائیں: مکتوبات سعید، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء

دہلی مکتوبات مصوم، مطبوعہ کٹر، ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء

لے محمد بن، مقالات احمدیہ، مطبوعات مصر، ۱۰۸

لے دہلی مکتوبات مصوم، مطبوعات مصر، ۱۰۸، مستوفان، دار عالمگیری، مطبوعہ کٹر، ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء

عالم اسلام پر ایمان کیا ہے کہ انہوں نے نظام مصطفیٰ نافذ کیا اور دو لاکھ کے خرچ سے ناری مالگیری مرتب کر لی جو آج بھی تھ صغیر کا ایک عظیم ماضی ہے اور خانوادہ مجددیہ کا عالمگیر یا احسان ہے اس لئے یہ کتاب بے جا نہ ہوگا کہ حضرت مجدد اور ان کے اخلاف کا عالم اسلام پر احسان ہے۔
 خانہ ان مجددیہ اور عالمگیر کے تعلقات پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر شیخ محمد کرام نے لکھا ہے:
 تدریجی حیثیت سے اورنگ زیب اور حضرت مجدد کے خانہ ان کے درمیان قریبی روابط تھے اور حقیقت قابل توجہ ہے کہ قریباً وہ تمام اقدامات جو اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی سے متعلق تھے حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں ان سب اقدامات کی پُر زور تبلیغ و تلقین فرمائی تھی۔ (ترجمہ انگریزی)

حضرت مجدد کی تدابیر میں ان کے ناری مکتوبات شریف زیادہ مشہور ہوئے ہیں بلکہ پرشک ہیں اور عام و معارف کا خزینہ ہیں۔ ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء میں ان کا عربی ترجمہ مکرم سے شائع ہوا۔ ناری اور اردو ترجمہ کے متعدد ایڈیشن پاکستان و ہندوستان اور ترکی سے شائع ہو چکے ہیں۔ مکتوبات شریف کے علاوہ مندرجہ ذیل تصانیف آپ سے یادگار ہیں۔

اثبات النبوة، مبدا و معاد، مکاشفات غیبیہ، معارف لائبر، رد الرافضہ، شرح رباعیات خواجہ بزرگ، رسالہ توحید و تائید، رسالہ مقصد و العائین، رسالہ در مسئلہ وحدۃ الوجود، آداب المریدین، رسالہ جذب و سلوک، رسالہ علم حدیث وغیرہ۔

حضرت مجدد کی بیشتر نگارشات کی حیثیت خالص تخلیقی ہے۔ ایسی تخلیق بقول اقبال جس کا انگریزی میں ترجمہ نہیں کیا جاسکتا اور انگریزی زبان بایں ہر وسعت دہر گیری ایسے الفاظ سے خالی ہے جو افکار مجددیہ کی ترجمانی کر سکیں۔ حضرت مجدد کے خلفاء کی تعداد بھی کم نہیں، خلفاء میں صاحبزادگان کے علاوہ یہ حضرات زیادہ مشہور ہیں: خواجہ محمد اشرفی، خواجہ میر محمد نعمان بڑا پوری

لے محمد کلام، ہاشمی آف اسلام، پبلشرین ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء

لے تشکیل جدید، لیاقت، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء، ص ۲۹۸، ۲۹۹

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی شیخ محمد طاہر لاہوری شیخ اکرم بنوری شیخ بدرالدین سرہندی وغیرہ۔
حضرت مجدد کے عہد مبارک سے لے کر آج تک بے شمار علماء و صوفیائے آپ کو فرائض عقیدت
پیش کیے ہیں لیکن دورِ جدید کے تلامذین کے لئے عقیدت مندوں کا فرائض عقیدت پیش کرنا زیادہ
وزن نہیں رکھتا اس لئے یہاں صرف ان حضرات کے تاثرات پیش کئے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت
مجدد کو تاریخ کے آئینے میں دیکھا ہے جو عقیدت مندوں کو رات منہ نہیں بلکہ مورخ و محقق ہیں۔

(۱) مشہور مورخ و محقق ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی لکھتے ہیں۔

جہانگیر کے دورِ حکومت میں شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی آگے آئے، آپ کی
مسلک کششوں سے تحریک اُجائے دین کا آغاز ہوا، چنانچہ اس انقلاب و تبدیلی کے نتیجے میں سیاسی
سطح پر جو کششیں کی گئیں وہ اکبر، جہاں گیر، شاہ جہاں اور درگ زیب عالم گیر کے درباروں کی بدلتی
فضائیں مطالعہ کی جاسکتی ہیں۔ اکبر بادشاہ آزاد خیالی اور اتحاد کا نقطہ شروع تھا، جہانگیر کی
تحفہ نشینی سے اس آزاد خیالی کا زوال شروع ہوتا ہے، شاہ جہاں اگرچہ ایک پارسائی مسلمان تھا

لے ملاحظہ فرمائیں (۱) ذبہ القلمات، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء، ص ۲۱۰۔

(ب) شاہ غلام علی، مکتبہ شریف، مکتبہ اول، مطبوعہ لاہور، ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء۔

(ج) شاہ غلام علی، ایضاً، المطبوعہ لاہور، ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء، ص ۵۶۔

(د) تاجی شہزاد، ارشاد الطالبین، مطبوعہ لاہور، ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء، ص ۳۔

(ه) رحمان علی، تذکرہ علماء ہند، مطبوعہ کھنوس، ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء، ص ۱۱۔

(و) غلام علی آزاد بگڑی، سجدۃ الخوان فی آثار ہندوستان، ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء، ص ۲۴۔

(ز) حبیب الرحمن خاں شرفانی، قرۃ العین، مطبوعہ جبر آباد، دکن، ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء۔

(ح) صدیق حسن خاں، تقسیمِ ہند و الاحرار، مطبوعہ مجددی، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء، ص ۱۱۱۔

(ط) صدیق حسن خاں، ریاض الزماں، ص ۱۳۱، ۱۲۲۔

(ی) ابوالکلام آزاد، تذکرہ، مطبوعہ لاہور، ص ۲۵۵، ۲۵۱۔

اور دربار میں کسی قسم کی مذہبی و جعل برداشت نہیں کرتا تھا، تاہم اس نے غیر مسلموں کو بھی مطمئن رکھا
اور گزشتہ عالم گیریتوں کا نشان نصرت تھا (ترجمہ انگریزی)
(۲) ڈاکٹر محمد رفیع مغل سیاست پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

دورِ جہانگیری کی تاریخ لکھتے وقت اگر مغل سیاست پر حضرت مجدد کے اثرات کا کوئی ذکر نہ
کیا جائے تو اندیشہ ہے کہ یہ تاریخ ہی نامکمل رہے گی (ترجمہ انگریزی)

(۳) ڈاکٹر شیخ محمد اکرم مغل سیاست و حکومت کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بلاشبہ یہ کتنا زیادہ غلط ہوگا کہ دورِ اکبری سے لے کر دورِ جہانگیری تک حکومت کی مذہبی
پالیسیوں میں جو نشیب و فراز آتے رہے وہ بڑی حد تک حضرت مجدد اور آپ کی تعلیمات ہی کی
وجہ سے آئے ہیں (ترجمہ انگریزی)

(۴) ڈاکٹر حفیظ ملک، ڈاکٹر اقبال پر حضرت مجدد کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

شیخ احمد سرہندی کی عظمت اور جہانگیر بادشاہ کے سامنے سجدہ و تعظیمی سے آپ کے انکار کو
ڈاکٹر اقبال نے بہت سراہا ہے۔ مسلمانوں کے لئے آپ نے جو حضرات انجام دیں ان کو
فرائض عقیدت پیش کرتے ہوئے اقبال نے آپ کو ہندوستان میں ملت اسلامیہ کا روحانی نگہبان و
پاسبان قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جو خطرات اکبر بادشاہ کی مذہبی اور سیاسی بدعات و اختراعات نے
پوشیدہ تھے اللہ نے اس سے آپ کو بروقت آگاہ اور خبردار کر دیا (ترجمہ انگریزی)

(۵) مشہور محقق پروفیسر عزیز احمد، بغیر پاک و ہند میں حضرت مجدد کی اسلامی فداوت کو سراہتے
ہوئے لکھتے ہیں:-

۱۔ اشتیاق حسین قریشی، مقدمہ شری، آف می فریم موٹ، عبداللہ، مطبوعہ کراچی، ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء، ص ۲۰۔

۲۔ محمد رفیع مغل، لے موٹ شری، آن اسلامک انڈیا، مطبوعہ کھنوس، ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء، ص ۱۲، حاشیہ۔

۳۔ اہل ایم اکرام، مسلم سولیزیشن ان انڈیا، پاکستان، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء، ص ۲۰۱۔

۴۔ حفیظ ملک، مسلم سولیزیشن ان انڈیا، پاکستان، مطبوعہ کھنوس، ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء، ص ۵۵، ۵۲۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی نگارشات اور آپ کے اثرات نے ہندوستان میں اسلام کے انتشار اور اتحاد کو رکھا۔ آپ نے مذہب کی حرکتیت اور تصوف کی باطنی قوت کو دوبارہ مجتمع کیا۔
 اسلامی ہند میں مذہبی تصوف و فکر اسلامی کے سلسلے میں آپ کی خدمات نہایت ہی نمایاں اور ممتاز ہیں۔ (انگریزی ترجمہ)

۱۶) جمیل احمد حضرت مجدد کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے خراج عقیدت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

امام الہند شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی تصنیف کلماتِ بیانات میں آپ کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ نے اسلامی فکر میں بہت سی نامواریں کو درست فرمایا، آپ باطنی رہنمائی کے لئے مثالی نمونہ تھے اور آپ نے بہت سے حقانیت مندر کر و اشکاف فرمایا۔
 (ترجمہ انگریزی)

(۷) ڈاکٹر زبیر احمد لکھتے ہیں:-

شیخ احمد سرہندی کو بجا طور پر مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے دوسرے ہزار کے سکولوں میں ایک نئی روح پھونکی اور نہایت کامیابی کے ساتھ اکبر عظمیٰ کی محمدی سرگردوں کا مقابلہ کیا۔ (زبیر انگریزی)

فیہ قول
 حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام على رسولہ محمد وآلہ
وآصحابہ الطیبین الطاہرین اور حضرت قیوم البسمہ کی اودان قدسہ
پر اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمتیں نازل ہوں۔ ان میں سے

حضرت قیوم اول امام اولیادامت، امام ابوہامد ملت، خزینۃ الرحمتہ،
محبوب صہبائی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
بمک اولیا چوں او نزادہ محمد شہرہ چوں او ندادہ
زہد یکیش حدیث کہندہ نوشد کے داند کہ در عشقش گروشد
ہزار اندچین دستان گذار است کہ این گل کوئی بارغ ہزار است
نغمہ پیریں بنز و شش طفل راہ اند چمن لب تشنہ شیبہ نگاہ اند
قیوم دوم حضرت امام محمد معصوم قطب المندی عروۃ الوثقی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ہیں۔ (فرزند ارجمند حضرت مجدد الف ثانی)
زہد عترت کہ رب العرش دلو کہ بر سر تاج قیومیش نہاد

سلسلہ مراد ہمسہ پیران سے پیران اور زمان ہے۔

جہاں قائم باد او با خداوند
ز خود بگستہ با حق کرد پیوند
کر شد منصب قیومی اورا
علم شد نام در معصومی اورا
قیوم سوم = امام حزب اللہ حجتہ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں
خلف الصدق حضرت خواجہ محمد معصوم

امام اولیاء شاہ ولایت رئیس اصفیاء ماہ امامت
چنان روشن زرقے الوبر او سرخوردشید یک نعلت در او
فقیران درخش شایان درویش شکوہ مملکت را ز اندہ از پیش
قیوم چہارم = حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان اولیاء خواجہ
محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (فرزند اکبر شیخ ابوالعلی و ملیرہ حضرت خواجہ محمد نقشبند)

آن اختر رابع سموات خورشید نہایت ولایات
آن شاہ طریقت معظم آن ماہ شریعت مکرم
آن حاتم مظہر محمد اتم کمال دین احمد
آن صدر امامت ولایت آن بدر حلافت جلال
سلطان خلافتش و طیف بر تخت خلیفہ بن خلیفہ

ان حضرات کی اولاد کرام اور خلفائے عظام پر بحق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی
بے پناہ رحمتیں نازل ہوں

اس مختصر حمد و نعت کے بعد مسکین ابوالفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت
شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی بن امام الطریقیت مروج الشریعت حضرت
شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت عروۃ الوثقی امام محمد معصوم بن حضرت خزینۃ الرحمۃ
محمد دالہ ثانی شیخ احمد سرمدی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم، ناظرین کی خدمت میں
عرض گزار ہے کہ اسلام کے یہ چار بروج اور دین کے یہ چار رکن اپنے کمالات کی

مقول کی وجہ سے احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔ زبان کی کیا مہال کہ ان کے جمال کے اوصاف
یاں کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسم ذاتی کے چاروں حرف ان کے کمالات
ال نشان دہی کرتے ہیں۔ اللہ اور رحمن اللہ تعالیٰ کے اسم ذاتی ہیں۔ ان میں چار چار
حرف ہیں۔ محمد اور احمد حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مخصوص اسماء ہیں۔
ان میں بھی چار چار حرف ہیں۔ اسی طرح اسمائے الہی کے اُتہات یعنی اول و آخر
و ظاہر و باطن چار ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی کتب سماوی یعنی توریت و زبور و انجیل و
اور قرآن چار ہیں۔ اور ملائک مقرب بھی چار ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم کے خلفائے راشدین چار ہیں۔ اصحاب مذاہب مجتہد امام چار ہیں۔ اہل کائنات اسلام
یعنی کتاب، سنت، اجماع اور قیاس چار ہیں۔ قرب الہی کے مقام یعنی شریعت طریقت
حقیقت اور معرفت چار ہیں۔ بیت اللہ شریف کی دیواریں چار ہیں۔ بہشت کی نہریں
چار ہیں۔ عناصر تخلیق ہوا، پانی، آگ اور خاک جن سے مخلوق بنائی گئی چار ہیں۔

پہ دروکار کے اسماء و صفات میں طریقہ چار ہونے کا بکثرت ہے۔ بیان کرنا بڑا طویل
مقتضی موضوع ہے۔ اس اصول کے مطابق آخری زمانے میں بھی چار ہی شخص پیدا ہونے
چاہئیں، جو خدا و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے اسماء و صفات کے پورے
پورے کمالات کا مظہر ہوں۔ چنانچہ ہماری نگاہ میں وہ چاروں شخص قیوم اربعہ ہیں۔
جن کے اسمائے گرامی اد پر یکھے گئے ہیں۔ اسی مناسبت سے لفظ قیوم میں چار لفظ
ہیں۔ اور ان قیوم اربعہ کے اسمائے گرامی میں بھی چار چار حرف ہیں جو کمالات مذکورہ
کی اربعیت کے مظہریت پر دلالت کرتے ہیں۔

قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی کا اسم گرامی احمد ہے۔ جن میں جناب ختم المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام کمالات بطریق پیروی اور ولایت پائے جاتے ہیں۔
انجیل کا مبداء تعین اسم رحمن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم

سے اپنی تمام رحمت انجانب کو عنایت فرمائی، اور خدیجۃ الرحمۃ کا خطاب عطا فرمایا۔
رحمت، رحلن اور رحیم میں سے ہر ایک کے چار چار حروف ہیں۔ اسی مناسبت سے
حصہ کے منصب یعنی محمد میں چار حروف نظر آتے ہیں۔ اسی طرح سے حضرات
قیوم دوم، قیوم سوم اور قیوم چہارم کے اسماء میں بھی چار چار حروف ہیں۔ چوتھے قیوم
کے اسم مبارک میں جو محمد زیر ہے، چار حروف ہیں۔ چاروں قیوم کے اسماء گرامی میں
چار چار حروف کا ہونا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے
کمال کی مظہریت، اکمیت، اقیمت اور خاتمیت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی واسطے
حق تعالیٰ نے دین و دنیا کا تمام کاہنہ انہیں رحمت فرمایا۔ شریعت، طریقت، حقیقت
اور معرفت کو ان سے زیب و زینت حاصل ہوئی اور مجتہدین کے مذہب نے تقویت
پائی۔ اور چاروں خلفاء کے کمالات کا رواج ہوا۔

ان کے زمانہ سے پہلے اولیاء نے نفاذ شریعت کی طرف پوری توجہ نہیں دی تھی
چنانچہ بعض حضرات تو قص اور سمار تک کرتے رہے اور اکثر وحدت الوجود کے
قابل تھے۔ ان چاروں قیوم پر غم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص کمالات
منکشف ہونے کی اصل وجہ شریعت محمدیہ کی پابندی تھی۔ اس واسطے انہوں نے
شریعت کو تقویت دی اور جو کام شریعت کے خلاف تھے انہیں بند کیا۔

گذشتہ اولیاء امت کے کمالات، صرف ولایت کے متعلق تھے لیکن قیوم اربعہ
کو کمالات نبوی بھی بدرجہ انتہا نصیب ہوئے جو ہزار سال کے بعد ظاہر ہوتے ہیں
یہی وجہ ہے کہ اکثر اولیاء نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی وجہ کی بہت تعریف کی
ہے کیونکہ ان اولیاء نے جو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے مقام تک ترقی کی۔

بے شک و شبہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ولایت کے امام ہیں مگر باقی تین خلفاء
کے مقام کمالات نبوت میں ہیں۔ اگر ان اولیاء کو نبوت کے کمالات حاصل ہوتے تو یہ بھی

ان خلفاء کے مقام کی سیر کرتے۔ اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرح ان کی تعریف
ہوتے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ کمالات نبوت کو پہنچنا تو درکنار یہ حضرات حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے انتہائی مقام تک پہنچنا مشکل رسائی حاصل کر پاتے ہیں۔ کیونکہ حضرت علی کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ کو کمالات نبوت بھی پورے طور پر حاصل تھے۔ لیکن ولایت میں سب کے
سردار ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اولیاء کرام کے تمام سلسلے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
سے منسوب ہوئے۔

جب کمالات نبوت کا ظہور قیوم اربعہ پر ہوا تو باقی تین خلیفوں کے مقام تک
انہوں نے رسائی حاصل کی۔ اس طرح انہیں چاروں خلفاء کے مقامات معلوم ہوئے۔ اس
سے انہوں نے چاروں خلفاء کی تعریف بڑی شرح و بسط کے ساتھ کی۔ اور دل و جان سے
چاروں خلفاء کے جان نثار رہے۔ چونکہ چاروں قیوموں کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اس واسطے ان پر کمالات نبوت ظاہر ہوئے۔

مجتہدین اربعہ کے چاروں مذاہب کو انہیں سے تقویت ہوئی۔ یہ قوت شریعت کی
قوت سے وابستہ تھی۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قیوم اربعہ سے سنت رسول کے
کمالات کس قدر اجاگر ہوئے۔ کسی کی کیا مجال کہ ان کے کمالات کو بیان کر سکے، اور اگر
بیان کرے بھی، تو کون ہے جو ان کمالات کو سمجھ سکے۔ بس وہ اپنے کمالات سے آپ ہی
واقف ہیں۔

میری دلی خواہش ہے کہ ان بزرگوں، ان کے فرزندوں اور ان کے خلیفوں کے
حالات قیوم اقل حضرت محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر خانوادہ مجددیہ کے
آخری فرد تک بیان کروں۔ تاکہ لوگ ان کی احوال کے کمالات سے واقف ہوں۔ اور
مجھے دعائے خیر سے یاد کریں۔

تالیف کتاب کی اجازت میں نے اس کتاب کی تالیف کا ارادہ قیوم

چہارم خلیفہ اللہ کے حضور پیش کیا جب آپ سے اس بارے میں گزارش کی کہ اعجاز ہو تو اس موضوع پر کتاب تالیف کی جائے تو حضور نے میری التفاس وعرض منظور فرماتے ہوئے خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور اس کی تالیف کا حکم دیا۔ چنانچہ چند ایک ہفتے آپ کے سامنے ہی تیار ہوئے۔ جو آنجناب کی نظر کیمیا اثر سے گزرے۔ بعد ازاں قبلہ زین و زمان اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ اور ہم مجوروں کے سینوں میں داغِ ہجرت دے گئے۔ آپ کے وصال کے بعد دو سال تک اس وجہ غم و الم میں مبتلا رہا کہ قلم پکڑنے کی طاقت نہ تھی۔ قدرے ہوش آیا تو پھر طبیعت اس تالیف کی طرف مائل ہوئی۔

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

ترتیب کتاب میں اسلام کے چار ارکان کی مطابقت

رکن اول۔ قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی۔ آپ کی اولاد اور خلفاء کے احوال پر مشتمل ہے۔

رکن دوم، حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ، آپ کی اولاد اور خلفاء کے حالات پر مذکور ہے۔

رکن سوم، قیوم ثالث حضرت حمزہ اللہ خواجہ محمد نقشبند، آپ کی اولاد اور خلفاء کے سوانح قلم بند ہے۔

رکن چہارم، احوال قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ، آپ کے فرزندان اور خلفائے کرام کے تذکار پر حاوی ہے۔ علاوہ انہیں برصغیر کی سلطنت کے اُن حادثات اور واقعات کا ذکر بھی ہے۔ جو ان سے بطور کرامت ظہور میں آئے۔ ان کو اس واسطے مفصل بیان کیا ہے تاکہ اہل زمانہ کو تاریخ سیاست پر صحیح معلومات مل سکیں۔

آنجناب کے زمانے میں حسن قدر مشائخ، علماء اور شاعر تھے، ان کے حالات بھی

مکمل بیان کئے ہیں۔

چونکہ اس کتاب میں قیوم اربع، ان کے فرزندان اور خلفاء کا بیان ہے اس واسطے اس کتاب کا نام روضۃ القیومیت رکھا گیا ہے۔

اس کتاب میں جس قدر احوال اور اذکار لکھے گئے ہیں وہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے معتبر فرزندان سے براہِ راست نقل کئے گئے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قیوم اول کے حالات دو دسیوں سے ہم تک پہنچے اور قیوم ثانی و ثالث کے ایک دسیہ سے۔ چوتھے قیوم کے حالات پچھ دیے ہیں۔

کتاب کے اکثر حالات حضرت عروۃ الوثقیٰ کے ان نواسوں سے منقول ہیں جنہوں نے آنجناب سے تربیت پائی نیز قیوم رابع اور مولف کتاب کے والد بزرگوار شیخ حسن احمد لہ آبادی معلوم ہوئے۔ نیز اُن تالیف کی کتابوں سے لئے گئے جو حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ اور ان کے فرزندان کے احوال میں لکھی گئی تھیں۔ چنانچہ اس کتاب کے مستند ماخذ جو ہمارے زیرِ نظر رہے یا ہمارے مدد و معاون ثابت ہوئے حسبِ ذیل ہیں:

- ۱۔ تاریخ حضرات القدس جو حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ ملا بدر الدین کی تالیف ہے۔

- ۲۔ تاریخ زبیر المقامات برکات احمدیہ جو حضرت مجدد الف ثانی کے دوسرے خلیفہ خواجہ ہاشم کشمی کی تصنیف ہے۔

- ۳۔ تاریخ کوکب و ترتیب جو میرے جد بزرگوار حضرت امام المحققین شیخ محمد ہادی کی تصنیف ہے اور جس میں پانچ دفتر ہیں۔

- ۴۔ جغت الاحمدیہ یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تصنیف ہے لیکن اس میں مجمل حالات مندرج ہیں۔

۵۔ تالیف شیخ محمد ثانی الحال جو حضرت قیوم ثانی کے پوتے تھے۔

۶۔ تالیف سفر احمد جو حضرت قیوم ثانی کے نواسے تھے۔

۷۔ تجدید یہ یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے اس میں انحضرت کی تجدید الف کا حال خصوصیت سے درج ہے۔

۸۔ نجم الہدیٰ یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے۔

۹۔ تہذیب یہ بھی میرے جد بزرگوار حضرت شیخ محمد ہادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف ہے لیکن اس میں مروج الشریعت کے احوال مفصل اور دوسرے مشائخ کے عمل

حالات مندرج ہیں۔ علاوہ ازیں

۱۰۔ معصومیہ

۱۱۔ طبقات معصومی

۱۲۔ مقامات معصومی

۱۳۔ یا قوت انحر حسانت حمین تصنیف حضرت مروج الشریعت

۱۴۔ لطایف مدینہ تالیف شیخ عبدالاحد

۱۵۔ مقامات نقشبندی یہ حضرت قیوم ثالث کے فرزند ارجمند حضرت ابو العلی کی تالیف ہے اور اس میں قیوم ثالث کے احوال مندرج ہیں۔

۱۶۔ مناقب انحضرات جو شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ خواجہ محمد امین کی تالیف ہیں۔

ان کے علاوہ حسب ذیل تالیفوں میں ان کے حالات پائے جاتے ہیں۔

۱۔ مراۃ العالم جو سلطان عالمگیر کے حکم سے محمد رضا نے تالیف کی اور اس میں دس سالہ سلطنت کے حالات قلمبند ہیں۔

۲۔ مراۃ جهان نما جو محمد تقی نے سلطان عالمگیر کے حکم سے لکھی۔

کلیات اولیاء

۴۔ سفینۃ الاولیاء جو شہزادہ داراشکوہ کی تالیفات سے ہیں۔

۵۔ سکینۃ الاولیاء

اب ہم گذشتہ اولیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلوک کی اصطلاحات کو بیان کرتے ہیں تاکہ آنجناب اور ان کا باہمی فرق معلوم ہو جائے۔

اصطلاحات سلوک نقشبندیہ مجددیہ

پہلے ہم گذشتہ اولیا نقشبندیہ کی اصطلاحات کا ذکر کریں گے اور بعد میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصطلاحات مجددیہ کو بیان کریں گے تاکہ دونوں کا فرق معلوم ہو جائے۔

گذشتہ اولیاء نے تین سیریں مقرر کی ہیں یعنی سیر الی اللہ، سیر فی اللہ اور سیر عن اللہ باللہ۔

سیر الی اللہ سے مراد یہ ہے کہ عالم خلق سے عالم امر کی طرف جانا۔ واحدیت اور وحدت سیر الی اللہ میں داخل ہیں۔

سیر فی اللہ احدیت میں سیر کرنا ہے۔

سیر عن اللہ سے مراد احدیت حق سے کثرت خلق کی طرف آنا ہے۔

احدیت سے مراد صفات باری تعالیٰ کی تفصیل ہے۔ جو حقائق ممکنات کے لئے بمنزلہ اعیان ثابتہ ہے۔

وحدت سے مراد صفات کا محل بیان جو حقیقت محمدی ہے۔

احدیت ذات بحت ہے اور نسبت و اعتبار سے معرا۔

سیر فی اللہ کو سیر نظری قرار دیا گیا ہے۔ نہ کہ سیر قدسی، بحت اور احدیت

عالم مثال اور عالم شہادت ہیں۔ اس وحدیت و واحدیت۔ عالم مثال اور عالم شہادت کو حضرات الخمس کہتے ہیں۔

حضرات الخمس کا باہمی فرق محض اعتباری ہے۔ ورنہ درحقیقت احدیت سے لے کر کثرت خلق تک ایک ہی ذات اور ایک ہی وجود ہے۔

ان اولیاء کے منصب یہ ہیں۔ اول قطب الاقطاب۔ اس سے دوسرے درجہ پر فرد پھر غوث اور پھر قطب مدار۔ لیکن وہ غوث اور قطب مدار کو ایک ہی جانتے ہیں۔ چار اقوام ہیں۔ اور چالیس ابدال۔ ان کے بعد سبباً نقباً شرفاً اور رجال الغیب کا درجہ ہے۔

جس چیز کو اولیاء سلف نے سیرالی اللہ، وحدت اور واحدیت مقرر کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ولایت صغریٰ اور اسماء و صفات کا سایہ مقرر فرمایا ہے۔ احدیت کا نام ولایت کبریٰ اور دائرہ اسماء و صفات جو خلق کی طرف متوجہ ہے رکھا ہے۔ اور سیر فی اللہ کو سیرالی اللہ میں داخل فرمایا ہے۔ جس مقام کا نام گذشتہ اولیاء نے احدیت رکھا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے اوپر اور سولہ مقامات بیان فرمائے ہیں۔ اور ذات احدیت کو ان مقامات سے بھی پرے پرے یعنی ما وراء الوراہ فرمایا ہے۔ اور وہ مقامات یہ ہیں۔ کہ ولایت کبریٰ کے اوپر ولایت علیا ہے۔ اس ولایت علیا کا تعلق علیہم سے ہے اور ولایت کبریٰ کا علم سے۔ یعنی وہ اسم صفت تھا اور بیہ اسم ذات۔ کیونکہ ذات میں دو علم ہیں۔ علم الہک ہے اور علیہم مجدداً۔ ولایت علیا کے بعد کمالات نبوت ہیں۔ کمالات نبوت یعنی علم و قدرت وغیرہ صفات ہیں۔

کمالات نبوت بلحاظ مرتبہ تینوں قسم کی ولایت (صغریٰ، کبریٰ، علیا) سے فاضل

ہے اور ان کے مقابلے میں تینوں ولایتیں بمنزلہ قطرہ کے ہیں بلکہ کمالات نبوت کا ایک نقطہ سمندر سے بدرجہا بہتر ہے۔

کمالات نبوت کا انتہائی مقام قیومیت۔ حقیقت کعبہ حقیقت قرآن اور حقیقت نماز ہے۔ ان کے سلوک کا انتہائی مقام حقیقت نماز ہے۔ حتیٰ کہ ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انتہائی مقام بھی حقیقت نماز ہے۔ اس کے بعد معبودیت صرف ہے۔ کمالات نبوت کے مقامات بہت ہیں۔ جن کا بیان ذکر کرنا باعث طول است ہے۔ ولایت صغریٰ اولیاء کی ولایت ہے۔ ولایت کبریٰ انبیاء کی ولایت ہے۔ اور ولایت علیا فرشتوں کی ولایت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں جس قدر اولیاء گذرے ہیں سب کے سب ولایت صغریٰ میں تھے۔ اور اولیاء کے مختلف منصب مثلاً قطب، غوث وغیرہ بھی ولایت صغریٰ میں ہیں۔ ولایت کبریٰ، ولایت علیا اور کمالات نبوت تک ان میں سے کوئی بھی نہیں پہنچا البتہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ درجے عنایت ہوئے۔ ان کے ہزار سال گذرنے پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان مقامات کا ظہور ہوا۔ جن اولیاء را مجاذیب و مجانبین نے شریعت کی مخالفت کی ہے۔ اسی وجہ سے کی ہے کہ وہ کمالات نبوت کو نہیں پہنچے اور مقامات نبوت سے نا آشنا رہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مقام حضرت مجدد الف ثانی
ان کے بیٹوں اور خلیفوں کا طریقہ بعینہ حضرت ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا طریقہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیاء سے سابقہ کے مقرر کردہ منصبوں کو تسلیم کرتے ہیں لیکن غوث اور قطب میں امتیاز کرتے ہیں۔ ان کے بالمقابل آپا

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل کی کہ یہ امت باقی امتوں سے افضل اور صابر ہے۔ اس امت کی محافظت کرنے والے میں خود ہوں۔ اس امت کے مشائخ بہ سبب مرتبہ کی یلاری کے جو انہیں میری بارگاہ میں حاصل ہوا گذشتہ امتوں کے انبیاء کی طرح ہیں چنانچہ یہ بات قرآنی آیات اور نبوی احادیث سے ثابت ہے۔

قوله تعالى كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ دِينِي أَمْتِي
گذشتہ جکی ہیں ان میں سے تم سب سے اچھے ہو۔ (دہ ع ۱۲)

إِنَّا كُنْزُكَ الْوَكْرَدُ إِنَّا لَكُنْزُكَ الْوَكْرَدُ دیشک ہم ہی نے قرار
اتارا ہے اور بیشک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

نیز پروردگار نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہلینان قلبی کے لئے امت کے تمام حالات سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واقف کیا کہ اس قدر اولیا اور صالح مرد آپ کی امت سے ہوں گے۔

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی امت کے آخری زمانہ پر نگاہ کی تو دیکھا کہ اس زمانہ کے لوگ فسق و فجور اور حق تعالیٰ کی نافرمانی وادی میں غرق ہیں اور عہد نبوت سے دور ہونے کی وجہ سے تمام جہان میں ظلم و ستم پھیل جائے گا۔

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سے پہلے تو یہ دستور تھا کہ ایسے وقت میں کوئی نبی مبعوث ہو کر نئی شریعت لاتا (چونکہ آنحضرت خاتم المرسلین والنبیین تھے) اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آئے والا تھا۔ اس سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نسبت خاصہ الخاص کو جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کا منہا تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بل کر اتفاقاً اور انہیں

اس نسبت کا مظہر بنا کر انبیاء کو چھوڑ باقی تمام نبی فروع انسان سے افضل قرار دیا۔ اور ساتھ ہی یہ وصیت کی کہ یہ نسبت اہل امت کے سپرد کرنا۔ اور ان سے عہد و پیمان لے لیا کہ وہ اس کی پوری پوری محافظت کریں۔ اور جو شخص یہ نسبت کسی اور کے سپرد کرے اس سے بھی عہد و پیمان لے۔ جب ہزار سال کے بعد لوگ فسق و فجور میں پھیلنا ہونگے اور دنیا ظلم و ستم سے پُر ہو جائے گی۔ اور لوگ مگر اسی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ایسے وقتوں میں تو پہلے زمانے میں کوئی پیغمبر اولوالعزم صاحب شریعت پیدا ہوا کرتا تھا۔ اور نئے دین و خلعت میں پھیلتا تھا لیکن اس امت میں ایک ایسا شخص مبعوث ہوگا جو اس عزیز الوجود نسبت کا وارث کامل ہوگا۔ اور پیغمبر اولوالعزم کا قائم مقام ہوگا جو دین و ملت کو از سر نو نازہ کرے گا کتاب و سنت کو تقویت دے گا۔ اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک اس کے جذبہ کے نور سے منور ہو جائے گا اور مرتد بہ دعوت و مگر اسی مغلوب اور سرنگون ہو جائیں گی۔ جہان میں فرحت کے آثار نمایاں ہوں گے۔ نوگوں کو دین اسلام کی لذت اسے کی بشری احکام جو بدعت کے باعث بیا میٹ ہو گئے ہوں گے از سر نو تازہ حاصل کریں گے اور شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت ایک ہو جائیں گی۔ اس عزیز کی ہدایت و ارشاد کا نور اس کے فرزندوں اور خلفاء کے ذریعہ قیامت تک قائم رہے گا اور اس عزیز کا طریقہ اور سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے گا۔ اسی واسطے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس زمانہ کی بہت کچھ تعریف کی اور اس عزیز کے بارے میں جو اس زمانہ میں اس نسبت عیا کا وارث ہوگا بہت کچھ فرمایا۔ انشاء اللہ عنقریب ہم سب کچھ بیان کر رہے ہیں گے۔

وہدیت خاصہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”اس نسبت کا کہ از رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یافتہ بود بہ تمام فاضلین“

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورسیدن اہل بیت علیہم السلام حضرت محمد الف نانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جو نسبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوئی وہ آپ کے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر انہیں سونپی اور ان سے عہد و پیمان لیا کہ وہ اس نسبت کی محافظت کریں گے اور جس کے سپرد کریں گے اس سے بھی محافظت کا عہد و پیمان لیں گے اور یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ حقیقہً اس نسبت کا وارث پیدا ہوگا۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نسبت حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سپرد کی۔ انہوں نے اپنے نواسے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی۔ اسی واسطے امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو دفعہ جنا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس نسبت کا ظہور رہا۔ بعد ازاں پرشیدہ ہو گئی۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خَيْرُكُمْ الْقُرُونُ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُ تَحْتَهُ ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُ تَحْتَهُ سب سے اچھا زمانہ میرا ہے پھر وہ لوگ ہوں گے جو انحراف سے کام لیں گے اور اسی طرح بتدریج انحراف کرتے جائیں گے۔ ہزار سال بعد پھر اس نسبت کا ظہور ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَمْتِي اُولَٰهَا خَيْرٌ وَاٰخِرُهَا خَيْرٌ فِیْ وَسْطِهَا اَكْثَرُ مِیْرِی اَمْتِی کا شروع اور اخیر دونوں اچھے ہیں اور درمیانی حصہ گدلا ہے۔

چونکہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے آبائے کرام سے بھی نور حاصل تھا اس لئے وہ نور بھی آپ نے اس نسبت میں ملا دیا اور آپ نے یہ نسبت اولیوں کے

الربیع کے مطابق سلطان العارفین بایزید بطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی ہوگی یا نسبت سلطان المشائخ کی پیچیدہ رکھی گئی ہے اور سلطان المشائخ کا رُوح دوسری طرف ہے۔ سلطان المشائخ سے یہ نسبت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاصل ہوئی۔ ان سے شیخ علی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان سے خواجہ عبدالحق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو، جو خواجگان کے حلقہ کے سردار ہیں۔ اس وقت اس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نسبت میں ملا دیا تھا جو خواجہ صاحب پر ہوا۔

لیکن حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت اسی طرح چھپی رہی۔ کیونکہ اس نسبت کا وارث اور شخص تھا۔

خواجہ عبدالحق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ نسبت خواجہ شائف دیو گری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاصل ہوئی۔ ان سے خواجہ محمود الخیر فغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے شیخ علی رامینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بطور ودیعت مل۔ شیخ علی رامینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت غریبیاں بھی کہا کرتے تھے۔ ان سے یہ نسبت مولانا محمد بابا اسماعیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ملی۔ ان سے امیر کلال علیہ الرحمۃ کو۔ ان سے خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔

خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ پر اس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہنچا تھا بدرجہ اتم ہوا۔

لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت بدستور پرشیدہ رہی کیونکہ اس کے ظہور کا ابھی وقت نہیں آیا تھا۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ نسبت خواجہ علاؤ الدین عطار

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند

لمیہ الزامہ کو، ان سے خواجہ یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہنچی۔ یہ درحقیقت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔ لیکن انہیں یہ نسبت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوئی تھی۔ ان سے خواجہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے خواجہ گلشنی المکنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اور خواجہ گلشنی سے بعینہ وہ نسبت حضرت خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کو بطریق امانت پہنچی۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے پورے طور پر وہ نسبت شمس پوری میں اس نسبت کے وارث، یعنی قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی۔

نسبت انحصار خاص نبوت اور حضرت مجدد الف ثانی | اس وقت وہ نسبت جو رسول

خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کلمات نبوت کا انحصار خاصہ تھی حضرت مجدد الف ثانی پر ظاہر ہوئی۔ اور اس نسبت کے وہ علوم و اسرار حضرت مجدد الف ثانی پر ظاہر ہوئے جن کا کسی اہل اللہ پر ایک پر تو تک نہیں پڑا تھا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدعت و گمراہی کو جو اس وقت سارے جہان میں پھیلی ہوئی تھی نیست و نابود کیا، شریعت اور طریقت کا جو دور دورہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں از سر نو تازہ ہوا۔ گزشتہ زمانوں میں ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نہی ہوا کرتا تھا جو دین گدگد کو مٹا دیتا اور نئے دین کو مروج کرتا تھا۔ چونکہ اس امت میں منوخی اور تہذیبی نہیں اس واسطے وہ سابقہ نسبت جو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں آئی وہ اس زمانہ میں از سر نو تازہ ہوئی اور صحابہ کرام اور مجتہدوں کے بعد

مذہب میں جو نامواری داخل ہو گئی تھی اور شرعی امور میں جو علی الاعلان مخالفت رائج ہو گئی تھی، ان سب کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جڑ سے اکھیر دیا۔ اور انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ اور کوشش سے تمام جہاں مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا۔ اور انشاء اللہ قیامت تک اسی طرح منور رہے گا۔ حضور نے اس وقت البقیۃ صحابہ سے پوری پوری مشابہت پیدا کی۔ اسی واسطے جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مثل امتی کمثل امطر لا تذری اولھا حتی یراکھا اخرھا حیون میری امت بارش کی طرح ہے، نہیں معلوم اس کا شروع کچھ ہے یا اخیر۔

بعد الفلک سر محقق شد جل | از محمد شیخ احمد کاملی
خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نسبت علیہ حاصل ہوئے اور ان احادیث کا ذکر جو آنجناب کے حق میں واقع ہوئی عنقریب کیا جائے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی کے آباؤ اجداد کے حالات

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسبت میں شریف ہیں، اور شریف اس شخص کو کہتے ہیں جسے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد مادینہ سے شرف ملا ہو۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوبیسویں پشت میں امیر المومنین حضرت غم فادوق اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملتے ہیں۔ چنانچہ عنقریب ہی مفصل بیان کیا جائے گا۔

ایک روز جناب سرور
نبی اکرم نے اپنی دعائیں حضرت عمر کو مانگا | کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ

والہ وسلم قیدیہ قریش کے ایک مجمع کے پاس سے گزرتے جس میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ کی پیشانی میں ایسا نور مشاہدہ کیا جو دینِ متین کی عزت و نصرت کا موجب ہو سکتا تھا۔ اس واسطے آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بارگاہِ الہی میں التی کی اللہم اعز الدین من اسلام عمر بن الخطاب اسے معبود اس دینِ متین کو عمر بن الخطاب کے دین اسلام قبول کرنے سے غالب کر۔

یہی وجہ تھی کہ اس آخری زمانہ میں حبیب کہ دین بہت کمزور ہو چکا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند کے ہاتھ سے اس دین کی عزت حاصل ہوئی۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت کے لئے مخصوص تھی۔ کیونکہ ان سے دین متین کو رواج ہوا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تو کلام نہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین کو پورے طور پر رواج دیا۔ لیکن اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے اور نتیجہ نکل سکتا ہے کہ چونکہ اس وقت خود جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہزار ہا اصحاب بھی تھے جن میں سے ہر ایک دین کو رائج کر سکتا تھا لیکن اس آخری زمانہ میں جو فسق و فجور سے پُر اور ظلمت و عیسان سے لبریز تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے ہزار سال دور ہو جانے کے سبب تمام اہل جہان میں بدعت کا اندھیرہ تھا۔ اسلامی شعار کا کوئی پُرسان حال نہ تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو بدعت کو دور کر کے سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو از سر نو تازہ کرے اور اس کے وجود سے دین متین منور ہو جائے۔ پس اس حدیث کے معنی ایسے شخص کے حق میں زیادہ واضح اور صادق ہیں۔

چونکہ جناب سرویکائنات علیہ السلام تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام گزشتہ اور آئندہ سے

واقف تھے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نور نبوت سے معلوم کر لیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے آخری زمانہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہو گا جس میں مذکورہ بالا اوصاف ہوں گے۔ اور اس کے وجود سے سارا جہان منور ہو جائیگا اور بدعت مٹ جائے گی۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں باب بیٹوں کے حق میں یہ حدیث فرمائی۔

نیز جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے
 كَذَلِكَ يَحْدِثُ نَبِيًّا لَكُمْ عُمَرُ اَلْمِرَّةِ بَعْدَ كُنِي
 نبی ہوتا بھی تو عمر ہوتا ۔

یہ حدیث بھی معنوی طور پر حضرت مجتہد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صادق آتی ہے کیونکہ ختم المسلمین والنبیین علیہ السلام کے زمانے سے پہلے ہر ہزار سال بعد ایک صاحب شریعت نئی بعوث ہوا کرتا تھا جو نئے دین اور شریعت کو نیا ہی کیا کرتا تھا اس وقت میں بھی ایک شخص کا ہزار سال بعد پیدا ہونا ضروری تھا جو حکم وارشاد دین کو مضبوط کرتا اور جو کام انبیاء کرام کیا کرتے تھے۔ اس سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پرو مشرف ہوئے۔

چونکہ آنحضرت علیہ السلام کو یہ بات فوراً نبوت کے فوراً بعد معلوم
ہوتی اس لیے یہ حدیث دونوں کے حق میں مندرجہ ذیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! تیرے لئے اللہ تعالیٰ اور
مومنوں میں سے تیرا پیرو کافی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وارد
ہے۔ نیز اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے تو صرف اس واسطے کہ آنحضرت

علیہ السلام نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وحی اور کتاب کے موافق دیکھا۔
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محل زندگی اور بیان و تحریر عین قرآن
اور حدیث کے مطابق رہی۔ ان میں بال بھر کا فرق نہیں، برخلاف اس کے بعض
دوسرے مشائخ کا طریقہ احکام شریعت کے خلاف نظر آتا ہے، چنانچہ بعض وحدت
الوجود کے قائل ہیں، بعض سماع و نغمہ سنتے ہیں، یہ اعمال سراسر کتاب و سنت کے برخلاف
ہیں، طریقہ مجددیہ میں پہلے کی ترک کو حرام سمجھتے ہیں، یہ حدیث بھی حضرت مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں صادق آتی ہے۔

میں فرزند فاروق است چوں آب کنوں نطق از زبان او کس آب
سراپا نسوزد احسناق فاروق بہ زہر مشققت نزدیک فاروق

حضرت عمر اور نسیت حسن و حسین رضی اللہ عنہما
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے اور خلف الرشید ہیں۔ آپ کی عمر جناب سرور
کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت بیس سال کی تھی، عابدوں کے
رہبر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے حق میں بہت سی حدیثیں
فرمائی ہیں چنانچہ صحاح ستہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی دختر نیک اختر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام سے منسوب تھے۔

خیر الانساب کتاب میں جس میں مادات کے حالات دیئے ہیں اس وصیت کا
ذکر بھی ہے جو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اولاد کو فرمائی۔

اس وصیت کے بعد بڑے محنت ابوجعفر سے منقول ہے کہ اس نے وصیت
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نقل کنندہ ابو نصر بن یحییٰ سے پوچھا فاما العریة
فهل یبدخلون فی ہذہ الوصیة کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد

بھی اس وصیت میں داخل و شامل ہے؟ تو ابو نصر یحییٰ نے کہا ینظر کل من ینسب
الی الحسن والحسین ویصل بہما یدخلون فی ہذہ الوصیة
اور نہ کان الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابنتہ زوجت
ابو نصر رضی اللہ عنہما جس شخص کا سلسلہ نسب حسنؑ اور حسینؑ رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے ملتا ہے۔ وہ اس وصیت میں داخل و شامل ہے، چونکہ حسن رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند سے منسوب تھی
اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اس وصیت میں داخل ہے۔

خواجہ ناصر بن عبداللہ رضی
حضرت مجدد الف ثانی کے نامور اسلاف

سے تھے۔ خواجہ ابراہیم بن ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی تابعین میں سے تھے۔ خواجہ
اسحاق بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ تبع تابعین میں سے سب سے بڑے تھے
بہت مدوں میں بھی آپ کی شان نہایت اعلیٰ تھی۔

خواجہ ابو الفتح بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی تبع تابعین میں سے تھے۔
خواجہ عبداللہ واعظ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ خواجہ ابو الفتح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے بڑے فرزند ہیں، آپ اپنے زمانے کے محدثین اور مجتہدین کے سرور تھے، واعظ
بکثرت کیا کرتے تھے، اسی واسطے آپ کا لقب واعظ اکبر ہو گیا۔

خواجہ عبداللہ واعظ اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ واعظ اکبر یعنی خواجہ عبداللہ
کے فرزند ہیں، علم ظاہری میں آپ کو بڑی کمال تھا، اسی زمانے کے اکثر علماء آپ سے استفادہ
کیا کرتے، باپ کی طرح آپ بھی دعا کرتے تھے۔

خواجہ مسعود بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو خلفائے بنی عباس نے بڑی
منت سماجت سے محکم سے بلا کر بغداد میں رکھا اور آپ کے بڑے معتقد تھے، آپ

نے باطنی استفادہ بارہ اماموں اور اپنے والد بزرگوار سے بھی کیا کرتے تھے۔ کیونکہ اس زمانے تک رسم یعنی کہ باطنی استفادہ اپنے والد سے کیا کرتے تھے۔

خواجہ محمود بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نہایت عزیز الوجود تھے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے باطنی استفادہ کیا۔ خلیفہ وقت نے آپ کو لشکر کا سردار مقرر کر کے ترکستان کی لڑائی میں بھیج دیا۔ جہاں سے آپ فارغ اور کامیاب ہو کر آئے اور پھر غزنی کا قلعہ جاکر فتح کیا۔ خلیفہ نے اس قلعہ کی حکومت آپ کے سپرد کر دی۔

خواجہ نصیر الدین بن محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار کے بعد آپ قلعہ غزنی کے مالک ہوئے۔ آپ ہمیشہ کابل پر چڑھائی کرتے اور فتحیاب ہو کر آتے۔ حتیٰ کہ آپ نے کابل کو فتح کر کے اسے اپنا دار الخلافہ مقرر کیا اور وہیں رہنے سہنے لگے۔ آج تک ان کی اولاد کابل کہتے ہیں۔

سلطان شہاب الدین علی معروف بد فرخ شاہ کابلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ولی عہد خواجہ نصیر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برائے بیٹے تھے۔ باپ کے بعد تخت سلطنت پر جلیس فرمایا آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے موصوف تھے۔ آپ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں مذہب اسلام کو رواج دیا۔ اور ہندوؤں کے بتوں کی توہین کی۔ آپ پہلے مسلمان بادشاہ ہیں جو ہندوستان میں آئے۔ آپ نے بت خاںوں اور مندروں کو بگاڑا کر مسجدیں تعمیر کرائیں۔ اور ہندوستان کے تمام راجاؤں۔ برہمنوں اور سرکشوں کو تہ تیغ کیا۔ اور تمام ہندوستان پر قابض ہو گئے۔ اور پھر کابل گئے۔ بعد ازاں ایران۔ خراسان۔ بلخشاں اور تودان پر حملہ کیا۔ اور ایران پر قابض ہو گئے۔ وہاں کا انتظام کر کے آپ کابل لوٹ آئے۔

بعد ازاں آپ مغلوں اور پٹھانوں کے فتنہ قبیلوں میں زمین کو تقسیم کر کے ان کی حدیں مقرر کر دیں۔ اور ان سے قسم لی کہ اس حد سے آگے نہیں بڑھیں گے۔ آج تک

مغل اور پٹھان فرخ شاہ کی مقرر کردہ حدود پر قائم ہیں۔

آپ نے آخری عمر میں سلطنت کو ترک کر کے اپنے بڑے بیٹے کو ولی عہد بنایا اور خود گوشہ نشینی اختیار کی۔

آپ کا مزار کابل سے چند ایک فرسخ (تین میل) کا ایک فرسخ اس کے قاصد پرودہ میں ہے۔ جو درہ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے۔

آپ اس درجہ کے صاحب باطن تھے کہ عین سلطنت میں لوگ آپ سے باطنی استفادہ لیا کرتے تھے۔

خواجہ یوسف بن فرخ شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والد بزرگوار کے سلطنت کو ترک کر دینے کے بعد آپ خلیفہ بنے۔ آپ نہایت عادل اور صالح تھے۔ آپ بھی باپ کی طرح آخری عمر میں کاروبار سلطنت سے سبکدوش ہو گئے۔ اور بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد سے حاصل کیا۔

خواجہ احمد بن یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ نہایت متقی اور صاحب حال بادشاہ تھے۔ باپ کی طرح آپ نے بھی سلطنت چھوڑ دی۔ اور بیٹوں کو بھی اس کے چھوڑنے کا حکم دیا۔ بقصور اس اثنا اپنے بال بچوں کے لئے رکھ کر باقی تمام مال و اسباب فقیروں میں بانٹ دیا۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار اور شیخ شہاب الدین بہروردی دونوں سے کیا۔

خواجہ شعیب بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ باپ کے بعد خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ نہایت صاحب کشف و تصرف تھے۔

خواجہ عبد اللہ بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ اپنے والد کے مرید تھے۔ نیز حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے استفادہ کر کے خلافت حاصل کی۔

خواجہ اسحاق بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ مرد صاحب حال تھے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے۔

خواجہ عبد اللہ بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اپنے زمانہ کے متقی تھے۔ خواجہ اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ باطنی جہت آپ نے اپنے والد سے حاصل کیا تھا۔

خواجہ یوسف بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علوم ظاہری اور باطنی دونوں کے جامع تھے اور لوگوں کو دونوں علوم کا فائدہ پہنچایا کرتے تھے۔

خواجہ سلمان بن یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ باپ کے بعد آپ کو خلافت ملی۔ بہت سی خلقت آپ سے مستفید ہوئی۔ آپ علم، حلم، ورع اور تقویٰ سے آراستہ و موصوف تھے۔

خواجہ نصیر الدین بن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد اور مشائخ چشتیہ سے کیا۔

امام رفیع الدین بن نصیر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اپنے زمانے کے اعلیٰ مشائخ سے تھے۔ باپ کے بعد خلافت انہیں ملی۔

کہتے ہیں کہ آپ کو چار سو مائے خلافت ملی۔ سب سے اخیر آپ سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں کے خلیفہ بنے۔ آپ بہت مدت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہے۔ آپ ایسے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی۔ دارالارشاد سرہند کی بنا بھی آپ ہی سے ہوئی۔

دارالارشاد سرہند زاو اللہ شرفاً و کرمات کی بنیاد

جس مقام پر آج کل شہر سرہند واقع ہے وہاں قدیم زمانے میں ایک وختناک

اس علاقے میں شیر اور دندے رہا کرتے تھے۔ اس جنگل کا نام ہندی زبان میں سرہند بن گیا۔ شیر ہے۔ میہ ہندی میں شیر کو کہتے ہیں۔ اور دند جنگل کو، اسی واسطے جنگل میں سرہندی کہتے ہیں۔ واقعی یہ سرہند ہے۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انجناب کے فرزندوں جیسے شیراز، اسلام جن میں سے ہر ایک شیر خدا تھا، اس شہر میں پیدا ہوئے۔

اس جنگل سے کوئی تین کوس کے فاصلہ پر اس میں انبیاء کرام کی قبریں ہیں۔

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انبیاء کے مقبرے مشکوف ہوئے۔ یہ بھی اسی شہر کی بانی شرافت و قدر ہے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی شہر میں پیدا ہوئے کیونکہ اس کے قرب و جوار میں انبیاء کے مقبرے تھے۔ سلطان فیروز شاہ رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کے عہد سلطنت میں ایک دفعہ شاہی خزائنہ پنجاب سے دہلی جا رہا تھا۔ جب شاہی آدمی خزانہ لے کر اس جنگل میں پہنچے۔ انہیں آدمیوں میں سے ایک مرد خدا صاحب

حال تھا۔ اس نے کشف سے معلوم کیا کہ اس جنگل میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ایک شخص پیدا ہوگا جو سربراہ اور دہ امت ہوگا۔

جو لوگ خزانہ لے جا رہے تھے وہ سب اس مرد خدا کے معتقد تھے۔ ان پر اس کشف کا حال ظاہر کیا اور کہا کہ اگر یہاں شہر بنایا جائے تو بہت اچھا ہوگا۔

ان آدمیوں کو بھی وہاں کی آب و ہوا، ندیوں کی کثرت، تر و تازگی اور نظارے تھے۔ دلچسپ معلوم و محسوس ہوئے اس لئے سب کو یہ بات پسند آئی۔

علاوہ بریں اس گرد و نواح میں نزدیک کوئی شہر نہ تھا۔ صرف ایک سامانہ شہر تھا جو سرہند سے چوبیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ لوگ روپیہ داخل کرنے کے لئے سامانہ

جایا کرتے تھے۔ جو لوگ خزانہ پہنچا لے جا رہے تھے۔ سب کے سب مخدوم

جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو سلطان فیروز شاہ کے مرشد تھے، آئے، اور عرض پر دروازہ ہوئے کہ آپ سلطان سے درخواست کریں کہ یہاں شہر بنائیں۔ نیز اس مرد خدا کا مکاشفہ بھی عرض کیا۔ مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان لوگوں کی التماس قبول کی اور اپنے وطن مالوف سے دہلی آئے۔ سلطان استقبال کر کے بڑی عزت سے آپ کو شہر لایا۔ پہلی ہی مجلس میں مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بادشاہ سے اس مطلب کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے منظور کر کے اسی وقت حکم دیا کہ فلاں مقام پر شہر آباد کیا جائے۔

بانی سرہند خواجہ فتح اللہ | امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بڑا بھائی خواجہ فتح اللہ جو بادشاہ کا وزیر تھا اس کام کے سرانجام دینے کے لیے مقرر ہوا۔ خواجہ صاحب دو ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر وہاں آکر عمارت کے کام میں مشغول ہوئے۔ پہلے قلعہ کی بنیاد اس ٹیلہ پر رکھی جس میں جنگل تھا۔ قریباً ایک ہفتہ اونچی دیوار بنائی، جب دوسرا دن ہوا تو دیوار گر گئی۔ ہر روز اسی طرح ہوتا تھا کہ جب ایک ہفتہ دیوار تیار کرتے تو رات کو گر پڑتی۔ جب اس کی اطلاع بادشاہ کو دی گئی تو بادشاہ نے اس کا علاج مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کیا۔

مخدوم جہانیاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلیفہ اعظم و امام نماز امام رفیع الدین کو جو اکثر شہر سنام میں رہا کرتے ہیں، حکم دیا کہ وہاں جا کر حقیقت حال دریافت کر کے اطلاع دیں اس شہر کی ولایت و قطبیت بھی تمہارے متعلق ہے۔ اس مرد خدا کا آنا اغلباً تمہارے حق میں ہے، وہ سر بہ آودہ امت شمس تہماری نسل سے ہوگا۔

جب حضرت امام اس مقام پر آئے اور معلوم کیا کہ بادشاہی آدمی کسی دوست خدا کو زبردستی مزدوروں میں شامل کرتے ہیں اس واسطے وہ رات کو توجہ سے دیوار گرا دیتا ہے پھر امام صاحب نے توجہ کی وہ کونسا دوست خدا ہے تو معلوم ہوا کہ شاہ شرف بوعلی قلند

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ حضرت امام نے بہت کچھ معافی مانگی، شاہ شرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام صاحب کو فرمایا کہ یہ شہر اس شخص کے واسطے بنایا جا رہا ہے جو تمہاری نسل سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی مزدوری پر لگا پایا ہے۔ پھر حضرت امام نے پوچھا کہ اگر ایسا ہے تو آپ اسے گرا کیوں دیتے ہیں، فرمایا کہ صرف اس واسطے کہ آپ آجائیں۔ اب آپ آگئے ہیں۔ اب فارغ البالی سے اس قلعہ کو بنوائیں اور کسی قسم کا وسواس نہ کریں۔

بعد ازاں ایک اینٹ لے کر اس کا ایک سرا حضرت امام نے پچھڑا اور دوسرا شاہ شرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور سیم اللہ پڑھ کر قلعہ کے مغربی دروازہ کی بنا رکھی۔ بعد ازاں قلعہ اور شہر کی تعمیر حضرت امام کی توجہ شریف سے اختتام کو پہنچی۔

سبحان اللہ! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غوثان دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے شاہ شرف بوعلی قلندر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بزرگ کو آپ کی خاطر مزدور بنایا۔ شہر سرہند کی آبادی بارہ کوس میں ہے، قریباً تین کوس میں بڑا بازار ہے علاوہ اس کے کئی چھوٹے چھوٹے بازار جاسیج ہیں۔

شہر سرہند دار الخلافہ شاہجہان آباد سے شمال کی طرف سنتیس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اور لاہور سے مشرق کی طرف تیس فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ لاہور اور شاہجہان آباد کے وسط میں ہے۔ کابل سے اس کا فاصلہ ایک سو بیس فرسنگ ہے۔

سلطان فیروز شاہ نے حضرت امام کو بہت سے گاؤں بطور سبزی دے دیئے اور سرہند کا انتظام بھی انہیں کے سپرد کیا۔ واقعی باطنی ریاست اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حاصل تھی۔ کیونکہ آپ وہاں کے قطب تھے۔

حضرت امام کا مزار شہر سرہند میں ہے۔ شہر اور گرد و نواح کے لوگ آپ کے لئے عبادت گاہ کے وقت (بارہویں صدی ہجری) میں شہر سرہند آباد کرنے میں آباد تھا۔ بازار کو چھ مہلت عبادت گاہیں آباد کیں اور مساجد و مزارات کماں کے کماں تک پہنچے ہوئے تھے۔ لاکھوں کی آبادی، فقر و شہر کا امام اس شہر کی شان کو ظاہر کرتا تھا۔ مگر انقلاب زمانہ نے اسے عظیم شہر کو کس قدر تباہ کر دیا۔

مزار سے دینی و دنیوی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ ہر شخص مطلب برابری کے لئے ریختہ مبارک کی ایک اینٹ سے جا کر گھر میں محفوظ رکھتا تھا۔ جب مطلب حاصل ہو جاتا ہے تو اس اینٹ کا وزن کر کے اتنی مٹھائی بطور نیاز دیتا ہے۔

ایک روز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام کی زیارت کو گئے۔ فاتحہ کے بعد قبرستان کی بخشش کے واسطے بارگاہ الہی میں التماس کی کہ اس قبرستان سے عذاب دفع ہو جائے۔ الامام ہوا کہ ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھالیا گیا ہے۔ آپ نے دوبارہ عرض کی کہ بار خدایا تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں اور نیا کر۔ پھر امام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھالیا گیا ہے۔ پھر التجا کی تو حکم ہوا کہ ایک سال کے لئے عذاب دور کر دیا ہے۔ پھر عاجزی کی تو حکم ہوا کہ قہمانی خاطر قیامت تک اس قبرستان سے عذاب دور کر دیا ہے۔

ایک دفعہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار خدوم العبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی زیارت کے لئے گئے تو اس مشہور حدیث کے مصنفین کا خیال آیا کہ جب کوئی عالم کسی قبر کے پاس سے گزرتا ہے تو چالیس روز تک اس قبر سے عذاب دور رہتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی الامام ہوا کہ آپ کے لئے کی خاطر اس قبرستان سے قیامت تک عذاب دور رہے گا۔

بدین غیبی در عنانی توان ہر در کہ باز آئی
دے باشد کہ از رحمت بر دے خلق بہ کشائی

حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نہیں اور آدمی بھی آ کر اس شہر میں آباد ہوئے۔ اس وقت اس شہر میں جو چار قبیلے رہیں شہر گئے جاتے ہیں وہ ان چاروں غریبوں کی اولاد ہیں۔ ایک حضرت امام اور اقی تین ہمدانی۔ حضرت امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد کاہلی کے نام مشہور ہے۔ دوسرے کی

اولاد ہمدانی۔ یہ حضرت امام کی بیٹیوں کی اولاد سے ہیں۔ اور باپ کی طرف سے صدیقی ہیں۔ تیسرے کردیزی۔ یہ بھی صدیقی ہیں۔ فوہدانی اور کردینی خراسان میں شہر ہیں۔ چوتھے اہر وول۔ یہ بھی صبیح السبب شیخ ہیں۔ بخاری، اٹھائیچاند، بنی اسرائیل بعد میں آکر اس شہر میں سکونت پذیر ہوئے لیکن دوسرے شرفاء کے پھر بھی سابق ہیں۔ آج کل مسند میں دمشق کے قریب تالیس صبیح السبب قبیلے آباد ہیں۔ علاوہ انہیں ہزار ہا گھر چٹانوں اور مغللوں کے آباد ہیں۔

شہر مسند میری ولایت میں قرار عالم ہے اور
مسند مرکز جہاں ہے | حرمین اللہ تعالیٰ بھی تفسیر ولایت میں ہے۔

مسند کے مرکز عالم ہونے کی بددلیل ہے کہ تمام جہان کے دیباچہ سرحد سے مشرق کی طرف واقع ہیں۔ ان کا رخ مشرق کی طرف ہے اور جو مغرب کی طرف واقع ہیں ان کا پانی مغرب کی جانب بہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ سرزمین جہدستان میں تجارت اور مہرقتہ سے بیج لا کر اور شربت و بطیخی کی فراغت سرما حاصل کر کے بویا گیا۔ پھر سالہا سال آب فضل سے اس کی تربیت کی گئی۔ جب وہ پھل پھولا تو ان علوم و معارف کے پھل اس میں ملے، یعنی حضرت مجدد اور آپ کے فائدہ جو زمین امت ہیں اس سرزمین میں پیدا ہوئے۔

ایک اور جگہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:-
بیت اللہ کا نور | غایت الہی اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شرف سے شہر مسند میری جائے ولادت ہے میری خاطر گھر سے اندھارے کنوئیں کو پکڑ کر کے لے کر لے کر آیا گیا اور بہت سے شہروں اور مقاموں سے لے کر آیا گیا اور اس سرزمین میں ایک نور پھر آگیا جو نور ہے حقیقی و بے کہنی سے لیا ہوا ہے اس نور کی شعاعیں بیت

اللہ کی سرزمین پاک سے چمکتی ہیں، وہ اصل وہ نور میر سے ہی قلبی نور کی پسند ایک شعا میں ہیں جو اس سرزمین پر پڑ رہی ہیں۔ رنگ میں اس طرح ہیں جیسے مشعل سے چراغ روشن کیا جاتا ہے۔ **قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ** اسے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ہے۔ **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخُوْجُکَ وَالْاَرْضَ حَتّٰی اُوْرَی** اللہ تعالیٰ ہی زمین و آسمان کا نور ہے۔

نیز حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد اول کے مکتوب میں ۸۰ میں اس شہر کی شرافت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

بھل شہر میر ہند فیض و النوا کی کثرت اور اس کے ظہور کے سبب رشک ہندوستان اور غیرت ہندوستان بنا ہوا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ ہند میں ہے بلکہ مدینہ پاک کی کھڑکی ہے اس خاک بھر کے پانی سے گوندھی ہوئی ہے، اور اس کی مٹی میں محبت کی شراب سے ملی ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ مٹی کا جو شش اس کے طالبوں کے پوش گم کئے ہوئے ہیں اور وہاں کے رفاہوں سے سر و دستار چھین لئے ہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے :-

انہاں افیوں کہ ساقی درے افگند

حریفان را نہ مرماند و نہ دستار

ولایت کے حرج الجمع کے شہریت سے بھی سیراب ہے اور بھانا صحو و دعوت ترقی تازہ ہے۔ یہ سب ہدایت و انشاد کا اثر ہے، اور یہ قیوم و داد اس کا پرتو۔ کہاں تک اس مقام کی لطافت طبیعت کو بیان کروں۔ اور یہاں کے فیوض، اسرار، بخشش اور ایثار کو ظاہر کروں، مختلفہ طالبوں سے غنی، اور عقائد کیش منصفوں سے پوشیدہ نہیں کہ بخارا سے اسرار کا ایک گہر لایا گیا۔ جو دوسروں کے گھروں میں چمک رہا ہے اور غم خانہ سے متناقض کے حلق میں وہ شراب انطیجی جاتی ہے جو انہیں جہاں اور اپنے آپ سے بے خبر کر دیتی ہے۔

ہیں کنسم خود ز میکان را این بس است
بانگ و دردم اگر در وہ کس است

نظم

کنوں چوں ذکر ہندوستان فرقتاؤ
کوہاں قندیکہ شیریں تر زبان است
یکے ذیں تنگ شکر لائے نیرنگ
الاسودا نیباں شہر بیت در ہند
موازش زلف رخسار فتوح است
انہاں شہر یکجہ نامش مضمدا آمد
چہ معدن معدن قند معانی
مسکے حناتیم اہل اشارت
بود ہر حرف نامش بر غلیت
بود قلا ہسا در حجب نامش
دہن شدیم تاباں شد سخن گو
چہارم حرف کل جا راست و دل است
بر سر دشت ولایت چشمہ فراشت
ز نامش اول و آخر شہر دم
کہ شخصے نام بر آوے و آخرے
ہمیں تنہا با حمد او صحیح نیت
ہزار اندر چمن دستاں گذار است
مرا خود جگر در غم افتاد
کنوں در خط ہند و ستان بہت
سرا نیم گر شکیب آید و لم تنگ
کہ اندر پاسے او بہاد سر ہند
غبارش تو تیاںے چشم فرج بہت
بعد ما عجب کئے بر آمد
بہ شکر اوست این شکر فشانے
باسم کز میما شد بشارت
الف از راستی بگرفت رایت
کہ او صاف شہا آمد بکامش
ز مدد کار علم سر شد او
کہ دراز چار نعمت فی نوال است
پس از شمع نبوت نور برداشت
از آنجا سوئے درے راہ بروم
ز جہت ما است مریاب این مہمتا
چہ گویم با کسے کس محو نیت
کہیں گل بدلق بیان ہزار است

وے کز آن بردت و زکام است
چہ اندازد اش گور مشام است
بہ تذکیرش لے ہر ذرہ حاسر
قد کز انما انت مدکر
اگر ظاہر کند زامرا مورے
در اندازد بہ ہفت افلاک شورے
دعواں گر چہ صد دیا رواں کرد
یکے گفت و صدے دیگر نہاں کرد
ہمہ پیاں ہر دوش فضل راہ اند
چو من لب تشنہ نیلہ نگاہ اند
بلک اولیا چوں او نژادہ !
محمد شہرہ چوں او نژادہ
بہ صحرے سمند انجخت آن شاہ
کہ مانداز شاد را حجب زہ در راہ
جہاں دسائہ احسان او باد
فلک یلم بہ زندان او باد
بزرگ و خود دایں پاکیزہ دایاں !
بخصوت گاہ عصمت پارسایاں
ملک را گر چہ د عصمت سائی است
ازیشاں کردہ کسب پارسائی است
یا ہم پائے ہر مشہور گر مسند
زمین مقدس گر دیدہ ستر مسند
فرد تر طفل گان آن گذر گاہ !
قدم بر مسلک پیران آگاہ !
چہ گویم بدست پیران آن دریا
کہ آمد طفل آن در پیر و مہر
بزرگے بزرگانش ازین دہاں
کہ با خور دایں بزرگی داد ہذاں
چرا گردش فلک را گشت پیشہ
کہ برگرد سہر شش گرد و ہمیشہ
جہاں روشن ز راہ افور او
سرخورد شید یک خشت دراو

ہدایت کا رہا ایں دکاں را !

بود کا رہا بیت دیگر ایں را !

آپ امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
شیخ حبیب اللہ قدس سرہ | فرزندوں میں سے تھے اور باپ کے بعد امام
صاحب کی خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ اپنے زمانے کے ولی کامل اور

مشہور شخص تھے۔

آپ حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تخلص الرشید تھے۔ آپ
شیخ محمد | نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت
کے لئے تیار ہوئے۔ بہر مند کی ظاہری اور باطنی ریاست آپ ہی کے سپرد ہوئی۔
آپ شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند اور سجادہ نشین تھے۔ باپ
شیخ عبدالحی | کی طرح لوگوں کو سبکی کی راہ پر دلاتے رہے۔ علم ظاہری میں بھی جید عالم
تھے۔

آپ شیخ عبدالحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے اور
شیخ زین العابدین | خلیفہ مطلق تھے اور اپنے زمانہ کے شیخ اور ظاہری اور
باطنی علوم کے جامع تھے۔ لوگ آپ سے دونوں علوم کا فائدہ حاصل کرتے تھے۔
آپ شیخ زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مخدوم شیخ عبد الاحد قدس سرہ | کے بڑے بیٹے تھے۔ بہر مند کی ظاہری و
باطنی ریاست آپ کے سپرد تھی۔ حضرت مخدوم ہندوستان کے مشہور مشائخ
میں سے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
امت محمدیہ کے بڑے اولیاء | سے ہے کہ مخدوم عبد الاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
بلک یہ تمام عسریۃ امت محمدی کے بڑے اولیاء سے تھے۔

حضرت مخدوم عبد الرحیم نے جوانی میں ظاہری علوم حاصل کئے پھر شیخ عبد القدوس
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو کہ بڑے مشائخ چشم بیہ میں سے تھے پہنچ
کہ باطنی سلوک کی تعمیل کی۔ گو آپ کو تابا و اجداد سے خلافت سہروردیہ حاصل تھی۔ پھر بھی
سلوک چشم بیہ شیخ کی خدمت سے حاصل کیا۔ ظاہری علم میں چند ایک کتابیں باقی

رہ گئی تھیں کہ شیخ صاحب نے آپ کو حکم دیا کہ وہ بھی ختم کر کے آؤ۔ حضرت
مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ اگر اس وقت تک آپ کی زندگی نہ وفات
کی تو میں کہاں جاؤں گا؟

شیخ صاحب نے اپنے خلیفہ اور تمام مقام بلکہ اپنے وقت کے قطب شیخ
رکن الدین کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کتابوں کو ختم کر کے شیخ
رکن الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلوک باطنی میں سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا وہ
شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پورا کیا۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ کمال کیتھن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے باطنی
حصہ بہت کچھ حاصل کیا۔

شیخ کمال کیتھن اعلیٰ پایہ کے قادری شیخ تھے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی شان میں فرماتے ہیں کہ جب طریقہ قادریہ کے حالات کا کشف
ہوتا ہے تو غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا
کوئی شخص نظر نہیں آتا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خدمت میں رہ کر قادری
سلوک کو پورا کیا۔

حضرت مخدوم عبدالاحد اور شاہ کمال کی ملاقات
اللہ تعالیٰ علیہ کی کیفیت ملاقات یوں ہے کہ ایک روز حضرت مخدوم شیخ عبدالقدوس رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ شیخ جلال تھانیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھتے تھے کہ ایک
شخص سیاہ لباس پہنے ہوئے خانقاہ میں آیا۔ شیخ جلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ یہ
سپاہی آدمی ہے اس سے بادشاہی قور کے حالات پوچھنے شروع کیے۔ شاہ کمال رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سوال سے ناراض ہوئے۔ اور فرمایا کہ

شیخ صاحب میں تو آپ کو درویش سمجھ کر آپ کے پاس آیا تھا۔ لیکن آپ تو خود بادشاہ
نہ تھے بلکہ شیخ جلال چوتھے نہایت حلیم و خلیق تھے۔ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سے معافی مانگنے لگے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
میں جذبہ اور بے تعلقی کے آثار دیکھے تو بے اختیار ان کی ہمنشین کی طرف مائل ہوئے۔
محلے وقت حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ کمال سے ان کا نام اور مقام پوچھا
تو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں اور میں
المرقصبہ پائل میں رہتا ہوں جو سرسند سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اگر چاہیے ہمیں
لاستوق ہو تو وہاں تشریف لائیں۔

حضرت مخدوم چند روز بعد ہی پائل میں شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت
میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے مخدوم رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ نے بہت کچھ فوائد حاصل کئے۔ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مخدوم رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ میں محبت ہو گئی۔ چنانچہ اکثر اوقات شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مع حیا
سرسند میں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر میں کئی روز رہتے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسند و معاویہ میں فرماتے ہیں کہ نسبت
فدویت مجھے اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوئی اور انہیں ایک مروجہ صاحب جذب
سے حاصل ہوئی جو خوارق عظیم کے سبب مشہور تھے اس مروجہ سے مراد شاہ کمال رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

حضرت قیوم ربیع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اویس متاخرین میں سے اس قدر
نوافل بہت کم کسی ولی سے ظاہر ہوتے جتنے شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ظہور میں
آئے۔

شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر اوقات جنگل اور بیابان میں رہتے۔ جب کبھی

پیشے کی ضرورت نہ ہوتی تو اس وادی میں اپنا مکان شہر غوردار ہو جاتا، وہاں کے پائندہ سے آپ کو بڑی عزت کے ساتھ اپنے گھر لاکر کھانا کھلاتے۔ آپ کھا کھا کر اسی شہر میں رات رہتے، جب دن ہوتا تو نہ شہر کا نام و نشان ہوتا نہ لوگوں کا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات سمجھنے والوں مثلاً امام شافعی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیعتہ المقامات برکات، الاحمدیہ اور مکتبہ البدیعین صاحب حضرات القندوس جیسے حضرات نے حضرت مخدوم اور شاہ کمال کینتعلی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور شیخ عبدالقندوس اور ان کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات اپنی تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھ دیے ہیں، اس واسطے میں نے اس کتاب میں ان کے حالات نہیں لکھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیروہ ساحت بہت کی ہے کابل سے لے کر بنگال تک کی سیر کی ہے۔

شہر ریہاس میں ایک نہایت عمر رسیدہ مرد خدا رہا کرتے تھے جنہوں نے پچھلے زمانے کے بہت سے مشائخ کی زیارت و ملاقات کی تھی، حضرت مخدوم کچھ عرصہ ان کے پاس رہے اور بہت سے فوائد حاصل کئے۔

ایک دفعہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو پور گئے، وہاں پر ایک مرد خدا سید علی قوام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نام رہتے تھے جو نہایت صاحب حال، صاحب سکھ، صاحب وجد اور صاحب کساح سے تھے، آپ چشتیہ سلسلہ سے وابستہ تھے اور تین واسطوں سے شیخ نصیر الدین محمود چسپورغ و موی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کا سلسلہ ملتا تھا، حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی خدمت سے بہت کچھ حاصل کیا۔

نیز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بنگال میں شیخ بڑیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کی جو عموماً رات جاگا کرتے، اور رات کے وقت بہت بے قراری کریں و

لاری میں مشغول رہتے، ساری ساری رات آہ و بکا میں گزار دیتے، آپ نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت محبت ظاہر کی، چونکہ ان کے بعض افعال خلاف مشرع تھے اس لئے حضرت مخدوم ان سے پرہیز کرتے۔

نیز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو معتبر مشائخ سے تھے ملاقات کی، اس ملاقات کا اتفاق یوں ہوا کہ ایک روز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنا کہ شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک تالیش کی معرفت کی کوئی بات بتائی جس کی تاب نہ لا کر وہ مگر گیا، حضرت مخدوم ان کی ملاقات کی جستجو میں تھے کہ ان سے مل کر پوچھیں کہ وہ باز کوئی اتفاق جس سے درویش کا کام تمام ہو گیا، آخر مدت بعد شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتفاق سے کسی موقع پر سرہند آئے، حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شیخ صاحب کے آنے کی اطلاع ہوئی، تو انہیں لا کر اپنے گھر پر بٹھرایا، اور ان سے پوچھا کہ وہ کیا تھا جس نے درویش کا کام تمام کیا، شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ یہ تمام دنیا جو دکھائی دیتی ہے، حقیقی پروردگار کی ذات واحد ہے، جو وحدت سے کثرت میں آتی ہے، چونکہ وہ سادہ لوح تھا اس لئے اس بات کی تاب نہ لا کر مگر گیا۔

وقت کے امام اعظم | حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ظاہری علم میں ید بیضا حاصل تھا، گویا اپنے زمانہ کے امام اعظم تھے۔ اس زمانہ کے تمام علمائے آپ کو اپنا استاد مانا، آپ علم تصوف میں بھی زمانہ کے امام تھے، چنانچہ عوارف المعارف اور نقوص الحکم وغیرہ کتابیں اپنے شاگردوں کو نہایت شرح و بسط سے پڑھایا کرتے تھے۔

عالموں اور فقیہوں کے پیشوا شیخ میرک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو شہزادہ داراشکوہ کے استاد اور شطحات اور سفینۃ الاولیاء کے مؤلف تھے، علم ظاہری

اور باطنی میں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے۔

سب سے تعجب کی بات تو یہ ہے کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنا مشرب وحدت الوجود تھا اور اس مقام پر سخت مغلوب الحال تھے۔ لیکن پھر بھی کتاب وسنت بخوبی رعایت التوحید والتسلیم اسے ہاں بھر تہجد اور نہیں کرتے تھے اور جس کی بابت سن پاتے کہ وہ ذرا بھی خلاف شرع ہے اس کے قوی ہونے کا اعتبار نہ کرتے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بکثرت لوگوں کو ارشاد کیا چنانچہ ہزار ہا آدمی آپ کی خدمت سے مستفید ہوئے۔ تقریباً ہر وقت آپ کی خانقاہ میں سینکڑوں آدمیوں کا مجمع رہتا۔

آنجناب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خوارق عادات حضرت مخدوم کی کرامات اور کرامات اس قدر ظہور میں آئے کہ یہ سب تحریر سے باہر ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں فرماتے ہیں:-

”ہمارے والد صاحب کی خدمت میں بہت سے لوگ آیا کرتے تھے اور کہاتے تھے کہ ہم نے آپ کو کچھ مفلمہ میں دیکھا ہے۔ کوئی کہتا میں نے بغداد میں دیکھا ہے۔ اور اپنی آشتانی جلاتے تھے لیکن والد صاحب فرمایا کرتے کہ یاد رہے تو کبھی اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا اور تم کہتے ہو کہ ہم نے فلاں شہر میں دیکھا ہے۔ اور آشتا اپنے ہیں۔ یہ کس قسم کی تہمت مجھے لگاتے ہو۔ یہ محض افتراء پر بازی ہے۔“

خواجہ اشتم کشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہوں نے ذبذہ مقالات برکات احمدیہ جمع کی ہے۔ حضرت تھوڑی سی مسیوم زمانہ امام الدہ سے عروۃ الوثقی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سچا شخص جب آپ کے حجرے میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ کے تمام اعضا الگ الگ پرے ہیں۔

اس نے خیال کیا کہ شاید کسی دشمن یا سچے نے آپ کو قتل کر دیا ہے۔ روزنا پیتا باہر آیا۔ دوسرے دن حجر کی جب دونوں مل کر پھر حجرے میں گئے تو دیکھا کہ حضرت مخدوم صبح وسلام زندہ اپنی مندر پر مراقبہ کئے بیٹھے ہیں۔ وہ دونوں بے اختیار روتے ہوئے آپ کے قدموں میں گر پڑے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں منہ دیا کہ جب تک تم زندہ ہیں یہ روز ظاہر نہ کرنا۔

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ اکثر طریقہ نقشبندیہ کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کشفی نگاہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ مرکز اور شاہراہ ہر واقع ہے لیکن ہماری نگاہ میں کوئی اس طریقے کا صاحب نظر نہیں۔ جس کی ہم نشینی سے اس طریقہ کی برکتیں حاصل کی جائیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ آکرو حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ظاہر کی۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمیں بھی ان کی زیارت کا شوق تھا لیکن جب ہم نے سترندہ پہنچ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ اس وقت وہاں نہ تھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم شریعت اور حقیقت میں نہایت معتبر کتابیں ”الیف و تصنیف“ کی ہیں۔ ان میں سے کنوز حقائق اور اسرار الشہداء ہیں۔ ان میں پہلے پناہ علوم و معارف بیان فرمائے ہیں۔

حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ ۱۰۷۰ جمادی الثانی ۱۰۷۰ کو شہر شہید میں ہوا۔ اس وقت جناب کا سن شریف اسی سال تھا۔ جناب کے کنز کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت تھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلسلہ چشتیہ قادریہ اور سہروردیہ کی نسبت جو آنجناب کو حاصل تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انشاء

کی اور اپنی خانقاہ کی خلافت بھی انہیں ہی عنایت فرمائی۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کے منجملہ فرزند تھے۔ تین آپ سے عمر میں بڑے تھے اور تین چھوٹے۔ حضرت مخدوم کے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دوسرے تمام فرزند تعداد میں چھتے تھے۔ جو سب کے سب عالم اور کامل ولی تھے۔ لیکن ان کے دائرے کامرکز حضرت قیوم اول ہیں جس طرح آفتاب چھٹے آسمان کا ستارہ ہے جو تمام آسمانی ستاروں کا بادشاہ ہے اور الف بھی جو سب سے بڑے پر بحساب الجحد ہزار ہوتا ہے۔ اس واسطے الف امت کی تجدید حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت ہوئی جو گذشتہ اور آئندہ تمام اولیاء پر بادشاہ ہوتا ہے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شہر کے شمالی کنارہ پر واقع ہے۔

ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ زیارت سے فارغ ہو کر مزار کے ارد گرد کی قبروں پر جو لوگ دیاں میں برکت کے لئے اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں تاکہ رحمت الہی میں داخل ہوں۔ فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ عین فاتحہ کے وقت آپ کے دل میں خیال آیا کہ جب کوئی عام شخص قبرستان سے گذرتا ہے تو اس کے قدموں کی برکت سے چالیس روز کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھ جاتا ہے۔ لیکن مجھ میں اس قدر قابلیت نہیں کہ میرے سبب سے عذاب رفع ہو جائے۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کی برکت سے ہم نے قیامت تک اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیا ہے۔

کسی شخص نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال میں حسب ذیل تسلسلہ کہا ہے۔

قلعہ

آل شیخ کہ بود علم اندرون جان شکر ستر ازل و معدن
چون شیخ زمانہ بود در علم و عمل تاریخ وصال او بگو شیخ زمن
سخت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات، لکھنے والوں مثلاً بدر الدین صاحب حضرت تقدس اور خواجہ ہاشم صاحب برکات الاحمدیہ اور میرے دادا بزرگوار جو نوکب دربار کے مولف ہیں۔ اور حضرت شیخ محمد یادی قدس اللہ سرہم و غیب سرہ نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھی ہیں لیکن اس کتاب میں مفصل لکھنے کی گنجائش نہیں اس واسطے مختصراً لکھتے ہیں تاکہ فارسی اگنا رہ جائے۔

شہنشاہ جلال الدین اکبر ازید اور مسلمانان کے منہا

دسویں صدی ہجری میں سلطان جلال الدین اکبر دین اسلام سے پھر گیا۔ ہم اس کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ فیضی اور ابوالفضل دونوں بھائی اس کے مغرب فاس تھے جنہیں ظاہری علم میں بہرہ جیسا حاصل تھا۔ خصوصاً علم منطق، حکمت، طبعی اور ریاضی نامہ علماء انہوں نے خوب فخر و تحسین سے کیا تھا۔ ان علوم کا یہ کلیہ ہے کہ ہر شخص ان علوم میں غور کرتا ہے۔ اگر وہ اہل سنت و جماعت ہے تو اس کے عقیدے میں ضرور بعض فرق آجاتا ہے۔ ان دونوں بھائیوں کی بھی یہی کیفیت ہوئی۔ بلکہ دین حق سے بالکل منحرف ہو گئے۔ چنانچہ ابوالفضل نے بناؤں جاکر کفار کے علوم حاصل کئے۔ اسی اثنا میں بادشاہ کو علم ہندی کی رغبت پیدا ہوئی۔ ابوالفضل ان علوم کو سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کر کے بادشاہ کو بتایا کرتا۔ اور اس طرح علوم وینیت سے جاہل بادشاہ کو اس باطل علم کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ دن رات ابوالفضل سے مسائل پوچھتا اور ابوالفضل بھی ہندی

کو قتل کیا گیا چنانچہ اکبری دربار کے ایک شاعر نے کہا تھا۔
شاہ ما امان دعوائے نبوت میکند
سال دیگر گر خدا خواهد خدا خواهد شدن

واقعی ایسا ہی ہوا۔ کچھ مدت بعد خدائی دعوائی کیا۔ چنانچہ اس بے دین بادشاہ کی قبر کی یہ عبارت ہے۔ "جل جلالہ امت اکبرہ" دوسری قبر کی عبارت یہ ہے۔ "ما اکبر شاہہ تعالیٰ" اور نہت پر بیٹھ کر لوگوں سے اپنے آپ کو سجدہ کروانا۔ بادشاہی ملازم لوگوں کو ذہنی دہشت پکڑ کر لاتے اور سجدہ کر لاتے۔ اگر سجدہ کرنے سے انکار کرتے تو سزا پاتے۔ اسلام اور اہل اسلام کے لئے یہ بڑا نازک وقت تھا۔ محمد نبوت کو ہزار سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور دین متین بہت ہی کمزور ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا طریق ہے کہ ہزار سال بعد انبیاء کا دین کمزور ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں کوئی نبی الٰہ العزم صاحب شریعت نبی دین پھیلاتا ہے۔ چونکہ اس امت کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ختم المرسلین والنبیین ہیں۔ سو ایسے وقت میں پیغمبر و قہ پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ البتہ کوئی ایسا شخص ہونا چاہیے تھا جو پیغمبر الٰہ العزم کا قائم مقام ہو اور اس دین کو از سر نو تروتازگی بخشنے۔

قیوم اول مجدد الف ثانیؑ کے وجود پر احادیث نبویہ کے اشارات

کتاب جامع القدر میں یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں بیان کی ہے۔ خال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث اللہ احباء علیہ اس احد عشر مائۃ ستۃ وھو نور عظیم اسماء مسعود بین المسلمین الجائسین ویدخل الجنة بشفاعتہ رجالا لو فاجاب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر یہ دوسری امت کے شروع میں میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا۔ وہ شخص نور عظیم ہوگا۔ اس کا نام

ہرے نام پر ہوگا اور وہ ظالم بادشاہوں کے درمیان زندگی بسر کرے گا۔ اور اس کی شفاعت سے قیامت کے دن ہزار یا اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔

مجاہد الدین بن سید علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجمع الجوامع میں یہ **امت کا صلہ** حدیث حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں ملتی ہے۔ **قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یكون رجلاً في امتي يقال له صلته تدخل الجنة بشفاعته كذا وكذا** جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جسے خلقت صلہ کہیں گی۔ یعنی دو متفرق چیزوں کو ملانے والا۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شریعت اور طریقت کو ملائیں گے۔ اور اس کی شفاعت سے میری امت میں سے اس قدر آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم اول دوسری جلد کے چھٹے مکتوب میں جو آنجناب نے حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عودۃ الوثقی کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں الحمد للہ الذی جعل فی صلہتنا بین البھارین ومصلح بین الفلکیں اذ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا اور دو لشکروں میں صلح کرانے والا بنایا۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب ذیل وجوہ سے صلہ میں ایک تو آپ نے صحت و صباحت کو ملایا۔ یہ نکتہ اذن اللہ تعالیٰ حسب موقع بیان کیا جائے گا۔

دوسرے یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ شریعت کے مطابق اور دوسرے مسلوں کے مخالف تھا۔ چنانچہ دوسرے سلمہ والوں نے بعض مقامات پر عباسی اہل حق کی مخالفت کی۔ بعض وحدت الوجود کے قابل نہ تھے۔ سماع و فہم سنا کرتے تھے۔ حضرت قیوم اول کو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے

تو شجر کی کہ آپ کی طفیل قیامت کے دن امت محمدیہ علیہ النبیۃ والہما کے ہزار ہا آدم جنت میں داخل ہوں گے۔

امت محمدیہ کے علیہ الحق | میرا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُمّتِ محمدیہ امتی کا نبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علیہ بنی اسرائیل کے انبیاء کا سادہ رکھتے ہیں۔

بنی اسرائیل میں ہزار سال بعد حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام جیسے نبی پیدا ہوئے جنہوں نے الہی علوم و معارف کو ظاہر کیا۔ اس امت میں بھی ہزار ہا سال بعد کوئی ایسا شخص ہونا چاہیے جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی طرح ان علوم و معارف کو ظاہر کرے۔ جن کو کسی اور ولی نے ظاہر کیا ہو۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: اَوَمَتٍ اَوْ لَهَا خَيْرٌ وَاٰخِرُهَا خَيْرٌ قٰی وَاَسْطَہَا اَکْثَرُ۔ ترجمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اول و اخیر حضور اچھا ہے اور درمیانی گدلا۔ یہاں کہ درت یا گدلا پن سے مراد اسامہ و صفات کا مقام و ظلال ہے۔ اکثر اولیاء اللہ اس ہزار سال کے اندر پیدا ہوئے، وہ توحید و جود کی قائل اور سماع و غیرہ کی طرف مائل تھے۔ یہ ظلال صفات کی ابتدائی باتیں ہیں۔ اسامہ و صفات کی اصل کا ظہر تو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد میں ہوا۔ پھر ہزار سال بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں اس کا ظہور ہوا۔

شرعیات کی استقامت | شرعیات کی استقامت یا تو صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں تھی۔ یا حضرت محمد الف ثانی اور انجناب کے فرزندوں یعنی قیوم ثلاثہ کے زمانہ میں شرعیات اور علم

نے از سر نو زیب و زینت حاصل کی۔

اگر کوئی یہ کہے کہ ہوا اولیاء اس ہزار سال کے عرصے میں پیدا ہوئے ان میں اسما و صفات کی اصل کے کمالات نے کیوں ظہور نہ کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان میں اسما و صفات کی اصل کے کمالات پائے جاتے۔ تو وہ کبھی توحید و جود کی قائل نہ ہوتے اور نہ ہی رقص و سماع کرتے۔ کیونکہ یہ باتیں اسما و صفات کی اصل رقص و ظلال کے کمالات میں داخل ہیں۔ صرف ان کے ظلال (سایہ) میں ہیں۔ اگر توحید و جود رقص و سماع اسما و صفات کی اصل کے کمالات میں داخل ہوتے تو گدشتہ انبیاء اور صحابہ کرام وغیرہ بھی اس قسم کی حرکت کرنے لگتے۔ اللہ تعالیٰ کا طریق ہے کہ ہر ہزار سال بعد اصل الامم کے خاص کمالات جو صرف ذاتِ بخت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ظاہر ہوں اور وہ ان کمالات کے علاوہ ہوں جو ہزار سال میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ کیونکہ یہ کمالات ظلال کے کمالات سے بدرجہا افضل ہیں۔ وہ کمالات ظل ظلال میں۔ اور یہ اصل الاصول جس طرح یہ کمالات ان کمالات سے افضل ہیں اسی طرح وہ شخص جس میں یہ کمالات پائے جاتے ہیں اس شخص سے جس میں وہ کمالات پائے جاتے ہوں۔ بدرجہا افضل ہے۔ جیسا کہ انبیاء اولو العزم جو ایک دوسرے سے ہزار سال بعد پیدا ہوئے ہیں ان انبیاء سے افضل ہیں جو اس ہزار سال کے عرصے میں پیدا ہوئے۔

اس امت میں بھی اللہ تعالیٰ کے طریق کے مطابق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد اسما و صفات کی اصل کے کمالات ظاہر ہوئے اور ان کمالات کے رئیس حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انجناب کے فرزند ہیں اسی واسطے شرعیات کی استقامت امر معروف اور نہی عن منکر ان بزرگوں کا پسندیدہ طریقہ رہا ہے۔

وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سنتا اور رقص کرنا وغیرہ امتی محمدی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ان تمام آدمیوں کے لئے جو ہجرت سے ہزار سال بعد پیدا ہوئے، مطلق منع ہیں۔

انہیں کمالات کے سبب حضرات قبوہ اور بعد جن سے مراد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے فرزند رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ انبیاء اور خلفائے راشدین سے اکثر تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا وغیرہ سے افضل ہیں۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کمالات والوں کے حق میں فرمایا ہے۔ مثل امتی مثل امطر لا یدری اولھا خیراھا اخرھا رواہ ترمذی۔ ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت باریش کی طرح ہے۔ کبھی اس کا پہلا حصہ بہتر ہوتا ہے۔ اور کبھی پچھلا معلوم نہیں میری امت کا پہلا حصہ اچھا ہے یا پچھلا۔ کیونکہ وہی کمالات جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں تھے۔ اس وقت ظاہر ہوئے۔ کیونکہ ان بزرگوں کا اخیر اولیت کا سہ ہے۔ یہ سب غایت بزرگی دونوں فریق میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دے سکتے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے متاخرین بزرگوں کو انہیں دیکھا پھر بھی انہیں اپنے اصحاب کے برابر فرمایا ہے اگر دیکھ لیتے تو کیا فرماتے۔

حق تعالیٰ نے جو قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَالشَّاقِقُونَ الشَّقِيقُونَ اُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْاَوَّلِينَ وَاقْلِيلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ جو سابقوں کے سابق ہیں وہی اعلیٰ بہشت میں مقرب ہیں۔ اولین میں سے بہت سے لوگ اور آخرین میں سے تھوڑے اس قسم کے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی اور ایک موسوی عالم

حضرت قیوم ثانی مصمم دزمانی کے فرزند حضرت محمد اشرف کے نواسے شیعہ محمد عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار یعنی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ قابل میں میرے والد بزرگوار محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک یہودی مشرف بہ اسلام ہوا۔ اور انجیل کے حلقہ میں شامل ہوا۔ مرید ہونے کے بعد اس نے بیان کیا کہ میرے اسلام قبول کرنے اور مرید ہونے کا یہ سبب ہے کہ میں تورات پڑھا کرتا تھا۔ اس میں جب یہ آیت پڑھی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لی ہجرت کے ہزار سال بعد آخری زمانے میں ایک شخص امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ان اوصاف سے موصوف مبعوث ہوگا۔ اور پورے طور پر اس پیغمبر خدا علیہ النبیۃ والثناء کا نائب ہوگا۔ جب آپ کے مریدوں میں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف سنئے تو بعینہ وہ تھے جو میں نے تورات میں نے تورات میں پڑھے تھے۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے رہنمائی کی اور حقیقت اسلام مجھ پر واضح ہو گئی۔ آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند اور خلیفہ سمجھ کر میں نے اسلام قبول کیا اور مرید ہو گیا ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانی اولیائے امت کی نظر میں

داؤد قیسری جو نقوش کے شاعر ہیں۔ قیسری کے مقدمہ کی فصل دوسری میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک امام اور تارکے کا دورہ ہزار سال بعد ہوتا ہے۔ انبیاء سے اولو العزم کی شریعتیں بھی ہزار ہزار سال رہتی ہیں۔ پس اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک شمس

مبعوث ہوگا جو دین کی تجدید کرے گا اور انبیائے الٰہ العظم کا قائم مقام ہوگا۔

شیخ الاسلام احمد جام کی یثارت | شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقامات میں لکھا ہے کہ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میرے بعد شرعاً آدمی احمد نام پیدا ہوں گے۔ ان میں سے آخری شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ظاہر ہوگا۔ وہ آمت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اولیاء سے افضل ہوگا۔

احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند شیخ ظہیر الدین رموز العاشقین ہیں بکھتے ہیں۔ کہ میرے والد بزرگوار شیخ الاسلام حضرت احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر چھ ہزار آدمیوں نے توبہ کی۔ انہوں نے میرے والد سے پوچھا کہ ہم نے مشائخ کے مقامات سنے ہیں۔ اور ان کی کتابیں دیکھی ہیں لیکن آپ جیسے حالات کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو ریاضت اولیاء اللہ نے فرداً فرداً کی۔ وہ میں نے بھی کی بلکہ اس سے زیادہ بھی کی۔ اس واسطے حق تعالیٰ نے جو کچھ فرما فرما انہیں عطا کر رکھا تھا وہ سب کچھ مجھ اکیلے کو عنایت کیا۔ لیکن میرے چار سو سال بعد ایک شخص احمد نام مبعوث ہوگا۔ اس کے حق میں وہ عنایت الہی ہوگی۔ کہ تمام خلقت دیکھے گی۔ یہ فضل الہی ہے جسے چاہے عطا کرے یعنی اس میں تمام گزشتہ اور آئندہ اولیاء کے کمالات پائے جائیں گے۔ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت تک چار سو سال کا عرصہ گزرا۔ چنانچہ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال چھٹی صدی ہجری میں ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت دسویں صدی ہجری میں ہوئی۔ آنجناب نے الف ثانی ہجرت کے بعد خلعت پہنی۔

شیخ خلیل اللہ بدخشی کے مقامات میں شیخ خلیل اللہ بدخشی کی پیش گوئی | لکھا ہے کہ ایک روز شیخ صاحب نے فرمایا سبحان اللہ! خواجگان کے سلسلے سے ایک شخص ہندوستان میں پیدا ہوگا۔ جو امت مہدی صلوٰۃ اللہ وسلامہ کے تمام اولیاء سے افضل ہوگا۔ لیکن افسوس کہ ہماری زندگی اس وقت تک وفات نہ کرے گی۔ کہ ہم اس کی خدمت کریں۔ بعد ازاں ایک خط اپنی بیوی بزرگوار حضرت کا لکھ کر اپنے بڑے خلیفہ کو دیا کہ اسے بنگال کر رکھنا اور جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبعوث ہوں۔ یہ خط بری نیاز مندی سے ان کی خدمت میں پیش کرنا۔ تاکہ ہمارے حق میں دعا سے خیر کریں۔

جو ابو عبد الرحمن بدخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مکتوب کو تجدید قومیت کے اسوئیں سال حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت قیوم اول نے شیخ صاحب کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اور فرمایا کہ شیخ خلیل اللہ مت کے بڑے مشائخ سے نظر آتے ہیں۔

حضرت غوث اعظم کی زبان سے حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت کی خوشخبری | حضرت شیخ الجن والد انس سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھگل میں مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ اسلم سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا جس سے تمام جہان منور ہو گیا۔ اور دم بدم اس نور کی روشنی برپا ہوتی گئی۔ اس نور سے تمام گزشتہ اور آئندہ اولیاء کے چہرے منور ہو گئے۔ آنجناب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کہ یہ کس شخص کا نور ہے۔ امام ہوا کہ اس نور کا مالک تمام اولیاء سے افضل ہے۔ جو آپ کے پانچ سو سال بعد پیدا ہوگا۔ اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تجدید کرے گا۔ وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہوگا جو اس کی زیارت کرے گا اس کے فرزند اور خلیفہ بارگاہِ اہدیت کے صدر نشین ہوں گے۔

بعد ازاں شیخ الجن والانس نے اپنا خاص خرقہ اتار کر اپنی مخصوص نسبت و وصیت کر کے بطور امانت اپنے بڑے غریقہ کے حوالے کیا اور مصیبت کی کہ اسے پوری پوری حفاظت سے رکھنا۔ یہاں تک کہ ایک شخص پیدا ہوگا کہ اس کا پیر اس سے فیض حاصل کرے گا۔ اور اسے اپنے سے اونچا بھٹائے گا اور مریدانہ سلوک کرے گا۔ اسے ہمارا سدا ہر پہنچایا اور یہ خرقہ بطریقہ تحفہ اسے دینا۔ وہ خرقہ اس خاندان میں بطریقہ امانت رہا۔ آخر شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تسبیح کے دوسرے سال وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچایا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقعہ مفصل ذکر ہوگا۔

جب حضرت مخدوم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی زبانی
 حضرت مجدد الف ثانی کی پیدائش کی بشارت ہوئے اور ان سے توجہ باطنی کے لئے

اتماس کی تو شیخ صاحب نے فرمایا کہ آپ تحصیل علوم کر کے آئیں۔ حضرت مخدوم نے عرض کی کہ اگر اس وقت تک آپ کی عمر نے وفات نہ کی۔ حضرت شیخ نے اپنے بڑے بیٹے کی طرف اشارہ کیا کہ اگر میں نہ ہوں تو اس کے پاس آنا۔ پھر حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں خیال آیا کہ شاید اس وقت تک میری عمر وفات نہ کرے۔ حضرت شیخ نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس خیال سے واقف ہو کر فرمایا کہ گھبراہٹ نہیں۔ آپ جلد ہی ہی علوم کی تحصیل کر کے سلوک باطنی کو طے کریں گے۔ ہمارے کشف کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ لپیشانی میں ہمیں ایک نور دکھلائی دیتا ہے۔ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے ہاں ایک فرزند زریہ پیدا ہوگا جس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائے گا اور بدعت اور گمراہی ملبا میٹ ہو جائے گی۔ اس کا سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے گا۔ اس کے باطنی کمالات اس کے فرزندوں اور خلفائے

میں تک قائم رہیں گے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اس کی خدمت کروں گا۔ اور اس کی خدمت کو قرب یاد رکھا۔ الہی کا وسیلہ بناؤں گا۔
 حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک واقعہ دیکھنا جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت محبت والد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رات نماز تہجد کے بعد مراقبہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں تاریکی چھا گئی ہے اور بندر، کچھ اور سور تمام کائنات ارضی میں پسپل گئے ہیں اور لوگ ان کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں میرے سینے سے ایک نور نکلا جس سے تمام جہان منور ہو گیا ہے۔ اس نور سے ایک بجلی بجلی جس نے تمام بندروں، کچھوں اور سوروں کو جلا کر خاک تر کر دیا۔ اس نور میں سے ایک تخت نمودار ہوا جس پر ایک شخص تکبیر نکالے بیٹھا ہے اور ہزار ہا نورانی مرد اس کے گرد دست بستہ کھڑے ہیں۔ آسمان سے اس کے پاس فرشتے اگر بڑے ادب سے صاف بستہ کھڑے ہیں۔ اور تمام دنیا کے بے دین، ظالم، مرتد اور جبار بادشاہوں کو پکڑ کر اس کے روبرو لا رہے ہیں۔ انہیں بھیر کر بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔ اور ایک شخص یہ آیت یہ آواز بلند پڑھ رہا ہے۔
 وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَّقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوًّا کہ حق آیا اور باطل جاتا رہا۔ واقعی باطل ٹٹنے والا ہی ہے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صبح کو رات کا واقعہ فرد زمانہ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیان کیا۔ اور اس کی تعبیر پوچھی۔ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توجہ باطنی کے بعد حضرت مخدوم کو فرمایا کہ تیرے کشف میں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا فرزند زریہ ہوگا کہ اس کے وجود کے نور سے ظلمت و بدعت، سنت فحش علیہ التخیل والنسیات کی روشنی سے بدل جائیں گی۔ اور زمانہ بھر کے جبار اور اکابر

اس کی اطلاع کریں گے۔ اس کا ارشاد تمام جہان میں پھیلے گا اور اس کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا اور وہ اس امت کے تمام اولیاء کا سرور ہوگا۔

حضرت شیخ سلیم حسینی کی نگاہ میں | مراقبہ میں مستغرق تھے، اس اثنا میں کیا دیکھتے ہیں کہ مینورین سرسبز سے ایک نور ظاہر ہوا جس کی روشنی نے تمام زمین و آسمان کو گھیر لیا۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ الہی یہ کس کا نور ہے غیب سے الہام ہوا کہ امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک شخص میں شہر میں پیدا ہوگا جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ اور تمام خلقت اس کے فیض سے ہدایت پائے گی اور احکام شرعی اس کا طفیل از سر نو تازہ ہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ نظام ناروئی کی نظر میں | بادشاہ جلال الدین اکبر مرتد ہوا اور اسلام بہت کمزور ہو گیا تو لوگ حضرت شیخ نظام ناروئی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو کہ مقتدا سے اہل اسلام تھے گئے اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے بارے میں اتفاق دعا کی۔ آپ نے بڑی توجہ کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ قریب ہی ایک شخص پیدا ہوگا جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ اس کی توجہ سے کفر و بدعت کی ظلمت نور سنت سے بدل جائے گی۔ اور اسلام کو رونق تازہ حاصل ہوگی اور شریعت اور طہارت کو زہد و زینت حاصل ہوگی اور شرع کے مخالف طریق منسوخ ہو جائیں گے اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہان مشرق و مغرب تک منور ہو جائے گا اور اس کے ارشاد کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا۔

حضرت شیخ عبداللہ علاؤ الدین سہروردی کی زبان پر | جب ہندوستان میں اکبر قدرت مجدد الف ثانی کے وجود معنوی کی خبر بادشاہ کا ظلم و ستم اور کفر کا ہندوستان میں گھبراہٹ مہزوں مسلمانوں کو ہر روز پکڑا کر بادشاہ کے پاس لایا جاتا، مسجد کے تہ پر مجبور کیا جاتا، اگر انکار کرتے تو قتل کئے جاتے تو تمام مسلمان حیران ہو کر شیخ علاؤ الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اپنے زمانے کے شیخ و بزرگ تھے اور انجی کی کہ آپ اسلام کی مدد و اعانت فرمائیے شیخ صاحب نے توجہ باطنی کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ مجھ پروردگار کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ غفریب ہی ایک شخص ہجرت ہوگا جو تمام گذشتہ اور آئندہ اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ اس کی توجہ شریف سے جہان کی ملکی فرحت سے بدل جائے گی اور دین اسلام میں رونق آئے گی۔ دنیا میں طراوت اور تازگی ظاہر ہوگی۔ اس کے ارشادات ہدایت کے نور سے زمین و آسمان منور ہو جائیں گے اور وہ نور قیامت تک قائم رہے گا۔

نجومیوں اور خوشیوں کے اعلان | جب ہندوستان کے بادشاہ کے ظلم و ستم کی تکلیف ہندوستان کے مسلمانوں پر بدرجہ کمال پہنچی اور تمام جہان گھبرا اٹھا۔ اس وقت بہت لوگوں نے نجومیوں اور ریشیوں سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کب تک اس آفت دین و دنیا سے نجات دے گا اسی اثنا میں خان اعظم جو سلطنت کا اہم رکن تھا اور جسے اسلام سے بڑی محبت تھی۔ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور غلبہ کفر کی وجہ سے آتش حسرت میں جلتا تھا اس نے سلطنت کے تالوں اور منجھوں کو بلا کر پوچھا۔ اس معاملہ کی کیفیت بیان کرو۔ انہوں نے اس سے چالیس روز کی مہلت مانگی کہ ہمیں اپنے علوم میں خوب غور و خوض کر لینے دو پھر ہم اس کا جواب دیں گے۔ خان اعظم نے یہ بات مان لی۔ چالیس روز منجھوں نے آکر کہا کہ ہم نے اپنے علم میں خوب غور کیا ہے۔ اوصاف فنی سے یوں معلوم

ہوتا ہے کہ مخترب ایک شخص پیدا ہوگا اس جیسا پہلے کوئی اس امت میں پیدا نہ ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ اس کی توجہ سے دین اسلام کی ترقی تازگی ہوگی۔ اور کفر و بدعت مغلوب ہو جائیں گے۔ یہ لوگ بے عزت و خوار ہوں گے۔ مگر اسی اور بے یقینی جزئہ سے اکھر جائے اس کا طریقہ بعینہ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریقہ ہوگا۔ اور مشائخ گذشتہ کے نصاریت جو مخالف شرع تھے مثلاً وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماع و غنم سنا سب کا قلع قمع ہو جائے گا۔ چند سال بعد اسلام کو رونق ہوگی۔ شاہی اختر شناس جو سب منجوں سے لائق تھا کہنے لگا۔ چند روز سے ایک ستارہ طلوع ہوا ہے جو اس ہزار سال کے عرصے میں طلوع نہیں ہوا۔ اگر خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے پہلے وہ ستارہ طلوع کرتا تو کسی اولاد الحرم نبی کی پیدائش پر دلالت کرتا چونکہ اس امت میں پیغمبر کا مبعوث ہونا محال ہے اس واسطے ضروری ہے کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اور قائم مقام ہو۔ اور تمام نیلر سے و گمراہ مذاہب اور طریقوں کو برطرف کرے۔ اور جہان میں فرحت کے آثار پیدا ہوں بعینہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو از میر و منور کرے۔ اور جہان بھر کے صاحب اقتدار اور سرکش آپ کی اطاعت کریں۔ اور تمام کے دل پر اس کا رعب چھا جائے اور اس کا ہر عمل شریعت کے عین مطابق ہو۔ اس کے طریقے والے عبادت بکثرت کریں گے۔ نجومی نے خان مذکور کو کہا کہ آپ بھی اس سلسلہ میں شامل ہوں گے۔ اس روز سے خان اعظم حضرت مجدد العالی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد ہوا۔ اور دن رات انجناب کی بعثت کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ شہید کے دوسرے سال شرف زیارت و اراوت سے مشرف ہوا۔ ان شاء اللہ حسب موقعہ یہ بیان کیا جائے گا۔

مولانا عید الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے

مولانا عید الرحمن کی بشارت | زمانے کے جید عالم اور صاحبین کے سردار تھے

فرماتے ہیں کہ یس ایک دفعہ اکبر آباد سے واپس آیا۔ اتفاقاً ایک منزل میں میرے پاس میں درہن ہوا۔ میں جنگل میں ٹھہر گیا۔ اور میرے ہمراہی مجھے چھوڑ کر چل دیئے میں گھڑی گھڑی قضاے حاجت کے لئے جاتا تھا۔ اتنے میں رات ہو گئی۔ اس جنگل میں قریب ہی ایک غنی آباد مل تھا۔ میں جاؤں کے مارے وہاں چلا گیا۔ کہ چلوںات یہیں بسر کروں۔ آدھی رات گزری تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑی فوج نمودار ہوئی ہے۔ اور ہوتے ہوتے اس محل کے قریب آ پہنچی ہے۔ پھر امنوں نے نہایت عالی شان فرش اس محل میں بچھایا۔ فرش پر ایک تخت لاکر رکھا۔ بعد ازاں ایک نوجوان آکر اس تخت پر بیٹھا اور ہزار ہا آدمی اس کے گرد گرد برے ہی ادب سے کھڑے ہو گئے۔ آخر مجھے معلوم ہوا کہ یہ جنوں کے بادشاہ کی فوج ہے۔ یہ معلوم کر کے میں بہت ڈرا۔ اتنے میں جنوں کے بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر سولے ہزاری قوم کے غیر قوم کا کوئی فرد بھی ہے۔ آخر مجھے پتہ اس کے پاس لے گئے۔ اس نے مجھے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ایک ملا مرد ہوں۔ اس نے کہا۔ ہم بھی مسلمان ہیں۔ چند علمی کلمات بیان کرو۔ تاکہ تمہارے علم سے فائدہ اٹھائیں۔ میں نے چند ایک حدیثیں فقہ اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کے متعلق بیان کیں اور ساتھ ہی کہا کہ ان دونوں ہمارے علم بہت کم ہو گیا ہے۔ اس نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا ہمارا بادشاہ کافر ہے۔ اس نے کہا ہم بھی اس بارے میں اس پر سخت ناراض ہیں۔ اور ہمیں اپنے علم سے معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص مبعوث ہونے والا ہے جس کی ایکست سے اللہ تعالیٰ کفر کی تائید بھی کو سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے بدل دے گا۔ اور اس کا طریقہ تمام اولیائے امت سے جدا گانہ اور افضل ہوگا۔ اس کے تمام افعیاع و اطوار اور اقوال و افعال سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہوں گے۔ اس کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گا اور قیامت

ملک رہے گا۔ آپ ضرور اس شخص کی زیارت کریں گے۔ مولانا عبدالرحمن قدس سرہ
اسی روز سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتقد ہو گئے۔ حتیٰ کہ
تسجد پر و قیومیت کے پہلے سال ہی آنجناب کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی اور صالحین عصر کے خواب

شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اکبر بادشاہ کے وقت میں سلطنت
کے ایک اعلیٰ رکن تھے، ہم ان کا مکتوب اساحال بادشاہ کے مرتد ہونے کے بیان
میں کچھ آئے ہیں۔ آپ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور جہان میں کفر کے غالب
آنے سے متفکر اور مغموم رہتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک رات انہوں نے واقعہ بین
دیکھا کہ تمام جہان میں اندھیرا چھا گیا ہے اور ایک قوی الجتہ ہاتھی لوگوں کو ہلاک کر رہا
ہے۔ اتنے میں ایک نورانی مسرد خدا بہت سی فوج لے کر جن کے چہروں سے نور
چمک رہا تھا اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی مشعل تھی، ظاہر ہوا ہے جن کی روشنی سے
جہان اور تمام اہل جہان عرش سے فرش تک منور ہو گئے۔ اس مرد خدا اور اس کی فوج
کا وہ نور ساعت بہ ساعت بڑھ رہا ہے۔ اور پکے درپکے اور فوجیں بدستور آ رہی
ہیں۔ حتیٰ کہ تمام دنیا اس فوج سے پیر ہو گئی۔ اس مرد خدا کے نور کی شعاں میں شیخ
سلطان پر بھی پڑیں۔ اس مرد خدا نے غضب کی ایک نگاہ ہاتھی کی طرف ڈالی۔
دیکھتے ہی ہاتھی زمین پر گرا۔ تڑپا اور مر گیا۔

شیخ صاحب نے رات کے واقع کا ذکر صبح معبروں کو لے کر کیا تو سب نے
یہی جواب دیا کہ اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ غضب ایک شخص پیدا ہو گا جس
کی توجہ کے نور سے کفر کی تاریکی جو اس وقت جہان پر چھائی ہوئی ہے، اسلام کی روشنی

سے بدل جائے گی اور بدعت و گمراہی جہان سے بالکل ختم ہو جائیگی۔ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ
والسلام اور سیر نو تازہ ہوگی اور یہ فوج جو اس کے ہمراہ ہے وہ اس کے فرزند اور خلیفے ہیں
جو سب کے سب بدعت اور گمراہی کو جوڑے اکھیر پھینکیں گے اور سنت و ہدایت کو زندہ
کریں گے۔ دن بدن اس عزیز کا طریقہ ترقی کرنا جائے گا۔ چنانچہ عام دنیا اس سے مستفید
ہو جائے گی۔ اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور
دن بدن زیادہ ہوتا جائے گا۔ وہ قوی الجتہ ہاتھی اکبر بادشاہ ہے جسے حق تعالیٰ اس
عزیز کی توجہ اور غضب کے سبب دنیا سے اٹھائے گا۔ آپ اس عزیز سے ملاقات کر نیچے
بلکہ آپ کے قرب و جوار سے ہی ظاہر ہو گا۔ اور آپ اس کے قریبی اصحاب سے ہوں گے
ان اشارات کے بعد حضرت شیخ قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
فائزہ مخلص اور معتقد بن گئے۔

ان اشارات کے بعد بھی حضرت شیخ صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے حق میں اور کئی واقعات بھی مشاہدہ کئے۔ حتیٰ کہ اپنی بیٹی کی شادی حضرت مجدد
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی۔ چنانچہ اس کی مفصل کیفیت انشا اللہ تعالیٰ اپنے
مقام پر بیان کی جائے گی۔

خان اعظم کا حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق ایک خواب | خان اعظم جو
ایک مشہور

رکن سلطنت تھے۔ ایک رات خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا جگل ہے اور اس میں ایک
دریا تاریکی سے پُر ہے اور اس دریا سے سانپ، کچھو کچھو نکل رہے ہیں جس طرف اس
دریا کی لہریں جاتی ہیں اس طرف کی زمین سیاہ ہو جاتی ہے۔ درختوں کے پتے گر جاتے
ہیں۔ اسی اثنا میں آسمان سے ایک آدمی نازل ہوتا نظر آیا۔ جس کے نور کی شعاں سے
تمام زمین مشرق سے مغرب تک منور ہو گئی۔ جہاں پر اپنا قدم رکھتا ہے۔ وہیں سے

پہنچے جاری ہو جاتا ہے۔ ہزار ہا پرند اس چشمے سے پانی پیتے ہیں۔ نہاتے ہیں۔ نہانے اور پینے سے ان کی شکلیں اور رنگ روپ میں نکھار آ جاتا ہے۔ وہ چشمہ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ تمام جہان اس کے پانی سے سیراب ہو گیا ہے۔ اور وہ سانپ اور بچھو اس سے ہلاک ہو گئے ہیں اور درختوں کے پتے انہ سر نو تازہ ہو گئے ہیں اور وہ سیاہ دریا بالکل معدوم ہو گیا ہے۔

خان اعظم نے صبح اس خواب کی تعبیر معجزوں سے پوچھی تو انہوں نے بہت سوچ بچار کے بعد کہا کہ اس سیاہ دریا سے مراد ہندوستان میں کفر کا غلبہ ہے اور سانپ اور بچھو ملحد اور بے دین لوگ ہیں جو شخص آسمان سے اُترا ہے وہ جناب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اتم ہے جو عنقریب پیدا ہوگا اور اس کے قدم مہمنت لزوم سے ہدایت و ارشاد کا چشمہ جاری ہوگا جس کے نور ہدایت سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائے گا۔ تاریکی۔ بدعت اور گمراہی کا دریا نابود ہو جائے گا۔ اس کے نور ارشاد سے تمام بے دین اور ملحد مر جائیں گے۔ دین اسلام کو رونق ہوگی مسلمانوں کو فرحت نصیب ہوگی۔ اور وہ شخص تمام مشائخ امت سے افضل ہوگا۔

یہ سن کر خان اعظم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زیادہ معتقد ہو گیا اور آنجناب کا انتظار کرنے لگا۔ ہر کسی سے آپ کے علامات پوچھا کرتا۔ جہاں تک کہ آنجناب کے جہاں آداسے مشرف ہوا۔

صدر جہاں کا حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں ایک خواب | سید صدر جہاں ایک صوفی بزرگ

سید تھے۔ آپ اکبر کے مقرب بلکہ مدد اللہ تھے لیکن بادشاہ کے بے دین ہو جانے سے ہمیشہ غمور رہتے تھے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ سیاہ رنگ کے بگڑے

نے تمام جہان کو تاریک کر دیا ہے اور ہوا کی تندی سے درخت اور عمارتوں کی بنیادیں اکھڑ گئی ہیں اور ان بگڑوں میں بچھو اڑتے چلے آ رہے ہیں اور لوگوں کو کاٹ لے رہے ہیں اور بہت سے لوگ ان کے کاٹنے سے مر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں مسوہند کی زمین سے ایک نور نکلا جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے اور وہ بگڑے گم اور بچھو ہلاک ہو گئے۔ اس نور میں سے ہزار ہا خوش رنگ و خوش وضع پرندے نکل کر فصیح زبان سے ذکر خدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَذَهَبَ الْبَاطِلُ کہہ دے حق آگیا اور باطل جانا رہا۔

صبح سید صدر جہاں نے یہ خواب شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خلیفہ شیخ جلال قدس سرہ کی خدمت میں بیان کیا اور تعمیر پوچھی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ بگڑوں سے مراد بدعت گمراہی اور کفر کا غلبہ ہے جو ان دلوں پھیل رہا ہے۔ اور بچھوؤں سے مراد بدعت اور گمراہی کے سرغنہ ہیں جو لوگوں کو راہ حق سے ہٹا کر راہ باطل پر لاتے ہیں اس نور سے جو سر زمین مسوہند سے نمودار ہوا وہ مرد خدا مراد ہے جو اس شہر سے پیدا ہوگا۔ اور جس کی توجہ کے نور سے تمام جہان منور ہو جائے گا۔ بدعت اور گمراہی اٹھ جائے گی۔ بدعت و گمراہی کے سرغنہ ہلاک ہو جائیں گے۔ ان پرندوں سے مراد اس مرد خدا کے اصحاب اور خلیفے ہیں۔ جن کا طریقہ امر معروف کی ہدایت کرنا اور نہی منکر سے باز رکھنا ہوگا۔ وہ مرد خدا تمام مذاہب کی خرابیوں کو دور کر دے گا۔ اس کا طریقہ جہان میں پھیل جائے گا۔ اس کے ارشادات اور ہدایت کا نور قیامت تک قائم رہے گا۔ اور آپ اس کے اصحاب اور مقرب قرار پائیں گے۔ یہ سن کر صدر جہاں کے دل میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت پیدا ہو گئی اور آنجناب کی اجنت کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ تجدید کے دوسرے سال شرف قدوسی دولت سے مشرف ہوا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقع بیان کیا جائیگا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی ولادت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبدالاحد اکثر میر و سیاحت کی طرف مائل رہتے خواجہ ہاشم کشمی زبدۃ المقامات برکات احمدیہ میں سمجھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مخدوم کا گذر قصبہ سکندرہ میں جو دہلی سے اکیس میل ہے ہوا۔ وہاں علماء وقت سے حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ جب لوگوں نے آپ میں صلاحیت کے انوار دیکھے تو بہت دلدادہ ہو گئے۔ اور نہایت تعظیم و تکریم کے لئے لگے۔ اسی اثنا میں وہاں کی ایک پاک دامن شہر کے حکام اور صیغہ نسب شدہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم کے سینے سے ایک نور نکلا ہے جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے ہیں۔ اس نور میں ایک تخت نمودار ہوا ہے جس پر ایک عزیز تکیہ لگا ہے بیٹھا ہے۔ اور تخت کے گرد تمام گزشتہ اور آئندہ اولیائے امت دست بستہ کھڑے ہیں اور ایک شخص اعلان کر رہا ہے کہ یہ مخدوم عبدالاحد کا فرزند ارجمند ہے جو تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔

صبح اس نے یہ خواب اپنے خاوند کو سنایا۔ حضرت مجدد کی والدہ اس نے کہا کیا کروں کہ میرے ہاں کوئی بیٹی نہیں جو یہ سعادت ابدی حاصل کروں۔ اس صاحبہ نے کہا میری نہایت ہی صالحہ ایک بہن ہے اس کی شادی اس مرد سے کر دینی چاہیے۔ اس نیک مرد نے حضرت مخدوم سے اس بات کا ذکر کیا۔ پہلے تو حضرت مخدوم نے اس سے انکار کیا لیکن جب انہوں نے بہت منت و سماجت کی تو آپ نے قبول کیا اور نکاح کر کے اسے سہتارے آئے۔ اس پاک دامن صالحہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

جب اکبر بادشاہ کا ظلم و ستم ہندوستان کے مسلمانوں پر حد سے زیادہ ہو گیا

پہان بھر میں کفر پھیل گیا تو مسلمانوں میں اتنی قدرت بھی نہ رہی کہ ہر مذکورہ ای میں یا اپنے دین کا اظہار کر سکیں۔ ہر گلی کوچے میں بادشاہ کی مورت پتھر کی دیوی کی طرح سجا کر رکھی رہتی تاکہ خلقت اسے سجدہ کرے اگر کوئی سجدہ کرنے سے انکار کرتا تو اسے قتل کر دیا جاتا۔ جب یہ حالت ہو گئی تو بارگاہ الہی میں زمین و آسمان رونے لگے پروردگار! یہ رزق تیرا کھاتے ہیں اور پرستش خیر کی کرتے ہیں زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے نڈا ہوئی کہ عتقرب میں ایسا شخص پیدا کروں گا جو حضور کی شریعت کی برکت سے یہ بدعت اور گمراہی ہدایت اور ارشاد سے دور کر دے گا۔ اور ہدایت کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا۔

جب جمعہ کی رات ۱۰ محرم کو حضرت مجدد الف ثانی والد بزرگوار کی پشت سے ہم مادر میں داخل ہوئے تو تمام موجودات نے باہم ایک دوسرے کو مبارکباد دی تمام حیوانات نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی کہ اب وہ وقت آئے والا ہے کہ یہ بدعت و گمراہی اس کے صاحبِ جلال کے وجود کی برکت سے ملت احمدیہ میں بدل جائیگی اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چرچے ہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ولادت

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ولادت با سعادت شہر سرہند میں جمعہ کی رات قریباً نصف رات گزرے ۱۳ رقبوال ۱۰۹۰ ہجری کو ہوئی۔ یہ چودھویں کا چاند مکرمت کے افق سے طلوع ہوا۔ اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہان پر نور اور اہل جہان مسرور ہو گئے۔

مہرے بر اورچ سپہ کمال طالع شد

کہ کس نذیر چشماں ماہ در منزل سال

حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت فقط خاشع سے

نکلتی ہے شمسِ حجاب کے مطابق آفتاب اس وقت بُرجِ حمل کے غارِ شرف میں تھا جو سورج کی تمام منزلوں سے اعلیٰ اور اشرف ہے۔ اہل شام کے نزدیک یہ تشرین کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یشابت اور الہام کے مطابق حضرت محمد و الف ثانی جنی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو البرکات لقب شریف بدر الدین اور اسم مبارک شیخ احمد مقرر کیا۔

شہر ملک لاہور شیخ احمد بن شمس مادرِ آیام کم زاد

حضرت محمد و الف ثانی کی ولادت کے چند واقعات

حضرت مخدوم اول محمد و الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے بعد مجھے غشی آگئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ تمام اولیائے امت ہمارے گھر میں آئے ہیں اور ایک شخص کہتا ہے کہ حق تعالیٰ نے گزشتہ و آئندہ تمام ادویا کے سارے کمالات اپنے فضل و کرم سے شیخ احمد کو عنایت فرمائے ہیں اور اسے اپنی رحمت کا خزانہ بنا دیا ہے۔ دوستو! اس کی زیارت کو دو کیونکہ پروردگار کا حکم ہے کہ جو شخص اس کی زیارت کرے گا۔ میں اس کے گناہ بخش دوں گا۔ قیامت کے دن اسے اپنے مقربوں میں داخل کروں گا۔

آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے فرزند سعادت مند شیخ احمد کی ولادت کے دن میں نے دیکھا کہ حضرت خاتم المرسلین و النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بذات

خود اندامِ کرم ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوئے ہیں اور تمام انبیاء اور آسمانی فرشتے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلو میں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فخرِ زندگی مبارکباد دے رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بیٹے کو بڑی خوشی سے گود میں لے کر دائیں کان میں آذان اور بائیں میں کبیر کہہ کر منہ پایا کہ میرا یہ فرزند میرے تمام کمالات کا وارث اور میرا قائم مقام ہوگا اور میری امت کے دنیوی اور آخری تمام کارخانے کو منجھائے گا۔ اب میرے دل کو تسلی ہوئی پھر حضرت مخدوم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے امت کی طرف سے اپنے آپ کو کس طرح فارغ کر لیا۔ حضور مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب تک تو ہم مع صحابہ کے امت کی طرف متوجہ تھے۔ ہزار سال کے عرصہ میں جس قدر اولیا پیدا ہوئے۔ ان میں سے کسی کو بھی ساری امت کے کارخانے کو برواشت کی طاقت نہ تھی کہ ہم اس کے حوالے کھنٹے اور بارگاہ حقیقی میں خلوت گزریں ہوتے۔ اب یہ فرزند ایسا ہوا ہے کہ اب ہم ساری امت کا دنیاوی اور آخری کارخانہ اس کے اور اس کے فرزندوں کے سپرد کر کے فراغ دلی سے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں خلوت اختیار کر لیں گے۔ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ہر پیغمبر اولو العزم ہزار سال تک خلقت کی طرف متوجہ رہتا ہے بعد ازاں جب اور پیغمبر آجاتا ہے تو پھر پہلا پیغمبر بارگاہ خداوندی میں خلوت گزریں ہوتا ہے۔ اس امت کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ہزار سال امت کی طرف متوجہ رہنا لازم تھا اور بعد ازاں کوئی ایسا پیغمبر اولو العزم نہ ہوا جو آپ کا قائم مقام ہوتا کیونکہ گزشتہ زمانے میں انبیائے کرام کی بعثت اور تہذیب کا یہی دستور چلا آیا ہے کہ بعد کا نبی پہلے نبی کے دین کی ترجمانی کرتا اور اسے مضبوط بناتا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اس واسطے اس امت میں علمائے امت کو نبی اسراہیل کے انبیاء کا سامنے نہ دیا گیا

ہے تاکہ دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کریں اور تقویت دیں۔ گذشتہ زمانے میں جب ہزار سال بعد کوئی اولوالعزم پیغمبر اور رسول مبعوث ہوتا تو ساتھ ہی سابقہ دین بھی جاتا رہتا۔ حق تعالیٰ اس کی بجائے کوئی اور اولوالعزم پیغمبر بھی دیتا۔ پورے نئی شریعت عنایت کرتا ہزار سال بعد کوئی ایسا شخص مبعوث ہونا ضروری تھا جو پیغمبرِ اولوالعزم کا قائم مقام اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وارث کامل اور نائب اتم ہوتا۔ اور اسی دین کو دوسرے ہزار سال میں از سر نو تازہ کرتا۔ چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیلی نہیں۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی انھیں الخاص نسبت جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہوا۔ مبارک ہیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو پہنچی۔ وہی اس فرزند کو جو پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام کمالات کا وارث کامل ہے یعنی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسرے ہزار سال کے شروع میں ملی۔ اسی واسطے دین کی تجدید اور شریعتِ ستیم کو تازہ زندگی نصیب ہوئی۔

سرزمین پر انوار کی بارشیں | حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے دن فرشتے انبیاء اور اولیاء اور رسولوں کی روحیں اس کثرت سے زمین پر آئیں کہ تمام شہر سرسبز اور اس کا گرد و نواح چمک ہو گیا۔ اور نور کے ستر ہزار جھنڈے لاکھ شہر سرسبز میں گاڑ دیئے گئے۔ جن کی شعاعوں سے باطن کی آنکھیں چندھیا جی گئیں ایک فرشتہ بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ انبیاء کے تمام کمالات بطریق وراثت اور اولیاء کے کمالات بطریق ریاست قائم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کو جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قائم مقام اور نائب اتم ہے یعنی شیخ احمد مجدد الف

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نوازے گا اور امت محمدی علیہ السلام و الفتنائے تمام اولیاء و اصفیاء اس کی اتباع میں ہوں گے کیونکہ وہ تم سب میں سے افضل ہے۔

ہنگامہ اولیاء چوں اور نژادہ محمدؐ چوں اور نژادہ

شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور حضرت

کے پیر شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے دن سرسبز میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ آسمان سے فرشتے گروہ درگروہ کعبہ پر آ رہے ہیں اور وہاں سے شہر سرسبز کی طرف جلتے ہیں۔ اور کعبہ پر نور کے ہزار ہا جھنڈے گاڑ دیئے ہوئے ہیں۔ اور کعبۃ اللہ کی چھت پر منادی کر رہے ہیں۔ گوگو! آج رات ہندوستان میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے جس کے سبب سے حق تعالیٰ دین اسلام کو عزت دے گا اور بدعت و گمراہی کو برطرف کرے گا۔ اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ کرے گا۔ اور وہ تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔

چندیں ہزار صبح خدا سے بکار رفت

نابوالعجب بہ مثل تو مخلوق خلق شد

ایک بزرگ شیخ ابوالحسن نبی کریم کی ایک ہزار سالہ تربیت کا ثمرہ | چشتی نام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے وقت سرسبز میں تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آنجناب کی ولادت کی رات میں نے واقعہ میں دیکھا کہ اس شہر میں تمام اولیائے امت جمع ہیں اور ان کے درمیان نور کا ایک منبر رکھا ہوا ہے جس پر ایک مرد خدا کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ گوگو! تمہیں مبارک ہو کہ آج رات ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کی

روح کو جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہزار سال اپنی گود میں تربیت کیا۔ اور امت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اولیاء کو جو کمالات فروا فرما نصیب تھے وہ اس اکیلے کو یکبارگی عنایت ہوئے اور اپنے تمام کمالات کا منظر نامہ بنایا ہے

ہزار سال بیاہ کتنا باغ نقیبیں زرشاخ ہمت چو نتو گئے بار آید
ہر قرآن و ہر قرن چو نتوئی نبوی بروزگار چو تہ کس بروزگار آید

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سے بے کمرسات روز تک جب تک حقیقہ نہ ہو چکا تمام راگ و رنگ کے ساز، مثلاً بائسری، وصول، دف، طبلہ، چنگ، ساز لگی۔ ٹھونک وغیرہ سے سرتلی آواز نہ نکلی اور شراب میں سے نشہ کی قوت زائل ہو گئی، عیش و عشرت کی محفلوں کا لطف جاتا رہا۔ چنانچہ ان دنوں میں جب عشرت بازوں نے اپنی عیش میں لطف نہ دیکھا تو ان بڑے اعمال سے توبہ کی۔ لوگوں نے جب توبہ کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ان دنوں عیش کا لطف جاتا رہا ہے مفت میں انہی عذاب جاری گردن پر بڑھتا جاتا ہے۔ اس واسطے ہم دست بردار ہوتے ہیں

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایام ولادت میں موجودہ رقص سماع و فحش وغیرہ مخالفت شرع امور سے جن میں وہ مبتلا تھے باز آگئے کیونکہ سماع و فحش و رقص وغیرہ سے انہیں لطف نہیں آتا تھا۔ یہ دیکھ کر تمام صاحب حال حیلان رہ گئے۔ جب اس باذکی تہہ تک پہنچنے کے لئے توجہ کی تو حق تعالیٰ نے انہیں بذریعہ الہام خبر دی کہ ان دنوں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو امور شرع کی تمام مخالفت کو دور کر دے گا۔ اور اس کے وجود کے نور سے بدعت اور گمراہی مٹ جائے گی۔ اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو برواق ہوگی۔ بدعت کے متعلقہ امور زائل اور سنت نبوی اور شریعت کے مناسب امور

ظاہر ہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم ولادت اکبر کا تخت الٹ گیا | پر اکبر بادشاہ ہند کا تخت الٹ گیا۔ پھر لوگوں نے درخت کیا، پھر سڑنگوں ہو گیا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا۔ اسی اثنا میں بادشاہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ شمال کی طرف سے یعنی سرہند کی طرف سے جو کہ دہلی سے شمال کی طرف ہے۔ ایک درخت لٹک رہا آئی اور تخت کو معہ بادشاہ اٹھا کر دے مارا۔ اس خواب کے ڈر سے رات روز ملک بادشاہ کی بنیان بند رہی۔ تمام ارکان سلطنت نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ بادشاہ کو ان دنوں کیا ہو گیا ہے۔ کون مرض لاحق ہو گیا ہے۔ کہ اس حال میں گرفتار ہے۔ تمام ماذق طیبیوں کو اکٹھا کر کے بادشاہ کے پاس لے گئے جب ساتویں دن بادشاہ نے گفتگو کی تو کہا مجھے کوئی مرض نہیں اور اپنے خواب کو بیان کیا۔ تمام عقل مند تارگئے اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ بادشاہ پر کوئی آسمانی بلا نازل ہوگی۔ اور اس کی باطل رسم و آئین کو درہم برہم کر دے گی۔ خزان اعظم اور سید صدر جہان نے بھی اس کے پیشتر ایسے خواب دیکھے تھے اور معجزوں اور عجوبوں سے یہ بات تحقیق کر چکے تھے علاوہ انہیں شاہی تخت کو چند مرتبہ الٹے ہوئے دیکھ چکے تھے۔ ان سب واقعات کے ساتھ ساتھ پندھوں۔ معجزوں اور عجوبوں کے خبر دینے کو ملا جلا کر بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوں گے۔ یہ سنتے ہی بادشاہ پر و ہشت چھا گئی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچپن

حضرت قیوم اول سنت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے عین مطابق پیدا ہوئے۔ نہ کہن میں آپ کبھی ننگے نہ ہوئے۔ اگر بول و براز کے موقع پر اتفاقاً کبھی

آپ کا بدن مبارک شکا بھی ہو جاتا تو بڑی جلدی بدن کو ڈھانپ لیتے۔ جیسا کہ عام بچوں کا قاعدہ ہے کہ نجاست سے بدن اور لباس کو آلودہ کر لیتے ہیں اور پڑے رہتے ہیں۔ آپ نے کبھی ایسا نہ کیا۔ آپ کبھی نہ روتے۔ پھر ہر وقت خوش و خرم اور خندان رہتا اگر سالہا جن اور ساری رات دودھ پلانے میں غفلت ہو جاتی تو بھی آپ نہ روتے اور نہ دودھ مانگتے۔ آپ ہر دلعزیز تھے جو آپ کو دیکھتا۔ بے اختیار اس کے دل میں آپ کی محبت بیدار ہو جاتی۔ آپ چند دنوں میں اس قدر نشوونما پائی۔ جتنی اوروں کو مہینوں میں ہوتی ہے۔ اور آپ کو مہینوں میں اس قدر نشوونما ہوئی۔ جتنی دوسروں کو سالوں میں ہوتی ہے۔

قادریہ فیضان کا حصول | ایک سالہ شیر خواہ گی کے زمانے میں آپ لاغر ہو گئے۔ اسی اثنا میں شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ اتفاقاً شہر سرہند میں آ سکے۔ حضرت مخدوم قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لائے۔ کہ ان کے حق میں دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مرض کو اس بچے سے نازل کرے۔ جب شاہ کمال نے دُور سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت مخدوم کو اس تعظیم سے تعجب سا آیا کہ حضرت شاہ کمال نے یہ کس کی تعظیم کی ہے۔ شاہ کمال نے تعجب کی وجہ پوچھ کر فرمایا کہ ہم نے اس بچے کی تعظیم کی ہے جو تمام اولیائے امت سے افضل ہو گا۔ عنقریب یہ ایسا آفتاب بنے گا۔ کہ اس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک پر نور ہو جائے گا۔ اور یہ بدعت اور گمراہی کو ہر طرف کر دے گا۔ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ کرے گا۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور قیامت تک قائم رہے گا۔ یہ وہی عزیز ہے جس کی تشریف آوری کی خبر کئی اولیائے امت نے دی ہے اور بہت سے آدمی اس کی آمد کے منتظر ہیں۔ بعد ازاں اپنی زبان

مبارک آنحضرت کے منہ میں رکھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ صاحب کی زبان کو دیر تک منہ میں دبا رکھا۔ جب چھوڑا تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس بچے نے تمام قادریہ نعمت ہم سے حاصل کر لی ہے۔ جب کبھی شاہ کمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند میں تشریف لاتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں خوش خبری سناتے کہ عنقریب یہ بچہ اس اسرتیہ کا مالک ہو گا۔ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے خرقہ کو جو بطور امانت ان کے پاس موجود تھا اپنے پوتے شاہ سکندر کو دیا اور وصیت کی کہ عنقریب اس خرقے کا مالک ظاہر ہو گا۔ یہ خرقہ اے دے دینا۔ یہ وصیت کر کے اشارہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کیا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ابھی سات سال کا تھی کہ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وارثانی سے رحلت فرما گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی ظاہری تعلیم و تدریس

آقا بدر الدین سرہندی مصنف حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمیری مصنف زبۃ المقنا برکات الاحمد یہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر تعلیم کے لائق ہوئی تو آپ کو مکتب میں لایا گیا۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصے میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اور دوسرے علوم کی تفصیل اپنے والد ماجد مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت سے علوم انجانب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد ماجد سے حاصل کئے۔ پھر سیاکوٹ تشریف لے گئے۔ اور مولانا کمال کشمیری سے جو محقق و دقیق علامہ روزگار عابد اور

زائد تھے، معقولات کی بعض کتابیں جن میں مولانا ممتاز تھے، نہایت تحقیق و تدقیق سے پڑھیں
پھر حدیث کی بعض کتابیں شیخ خوارزمی کبروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ مولانا یعقوب
کشمیری سے جنہوں نے عربی الشرفین پہنچ کر بڑے بڑے محدثوں سے استفادہ کر کے
سند حاصل کی تھی، پڑھ کر سند حاصل کی، بلکہ سلسلہ کبروی میں آپ مولانا کے مرید ہوئے
یہ تمام علوم آپ نے بلوغت سے پہلے پہلے ہی حاصل کر لئے تھے، جب آپ علوم ظاہری
کی تحصیل سے فارغ ہوئے تو اپنے والد ماجد کے حضور ہی میں طالب علموں کو پڑھانا شروع
کیا، حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کتب حدیث و تفسیر اور حدیث
کو مسلسل درس کی اہانت جو آنجناب کی اولویت کے سبب آپ کو پہنچی اور حدیث، یہ
ہے۔ الحمد للہ من یرحمہم اللہ من تبارک و تعالیٰ ارحم الراحمین
الارضی یرحمکم من فی السماء۔ رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے جو
روئے زمین پر ہیں ان پر رحم کرو تو جو آسمان میں ہے وہ تم پر رحم کرے گا۔
محدثین کے پیشوا، محققین کے خلاصہ شیخ عبدالرحمن سے جو اپنے زمانے کے بڑے
محدث اور عالم تھے سند حاصل کی، چونکہ آنجناب رحمت الہی کے خزانہ تھے اس واسطے وہ
حدیث جس کا تعلق رحمت سے ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مسلسل آپ
کو پہنچی، حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علوم ظاہری کی تحصیل کے وقت چند ایک
ایک رسائل تصنیف فرمائے اور ان میں نہایت عجیب و غریب اور نادر مسائل مندرج
فرمائے۔ رسالہ تسلیہ اسی وقت کی تصنیف ہے، علوم ظاہری میں آنجناب کو اس قدر محنت
حاصل تھی کہ آپ کے شاگرد مجتہد کے درجہ کو پہنچے اور خود آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس
بات کے آخری مجتہد تھے، آنجناب نے ایسے ایسے عجیب و غریب مسائل بیان فرمائے
ہیں جنہیں امام ابو حنیفہ شافعی ابو یوسف اشعری اور ابو منصور مازنی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم
نے بھی افتاء نہیں فرمایا تھا، انشاء اللہ حسب موقع اس کا ذکر کیا جائے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اشرف مصافحہ ہیں

حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص سات وسیلوں سے مجھ سے مصافحہ کرے گا اس کے لئے
پہشت واجب ہو جائے گا۔

مولانا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار شخصوں کے وسیلہ سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کا مصافحہ نصیب ہوا، اس کی ترتیب یہ ہے:

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاجی عبدالرحمن بخشی کابلی المعروف بہ
حاجی رمزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مصافحہ کیا، اور انہوں نے حافظ سلطان ادہمی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ سے جن کی عمر ایک سو دس سال کی تھی اور انہوں نے شیخ محمود الغفری رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ سے اور انہوں نے شیخ سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور انہوں نے حضرت
دعوت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے۔

اس کتاب کے مولف کمال الدین محمد حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چھ وسیلوں سے
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مصافحہ نصیب ہوا جس کی ترتیب یہ
ہے:

پہلے نے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت خلیل الرحمن
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مصافحہ کیا، انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت خازن الرحمت رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے حاجی رمزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اٹھ۔

حضرت قیوم اربع خلیفہ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت
یہ بھی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ

والہ وسلم کے مابین چار شخص ہیں جن میں سے ایک چرت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قیوم اول کا اکبر آباد کا پہلا سفر

اکبر آباد کے علماء حاضر خدمت ہوتے ہیں | حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کی تحصیل اور تعلیم کے کام سے فارغ ہو کر عین جوانی کے شروع میں دار الخلافہ اکبر آباد کا رخ کیا۔ جہاں کہ اس وقت بادشاہ (اکبر بادشاہ) کا پایہ تخت تھا۔ چونکہ اس کے دربار میں اکثر علمائے نامدار موجود تھے۔ اس واسطے آپ کو وہاں جانے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ جب آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف فرما ہوئے تو بادشاہ کا تمام شکر آپ کی علییت سے حیران رہ گیا۔ تمام علمائے زمانہ اپنے علم کو آنجناب کے علم کے مقابلہ میں اس طرح خیال کرتے تھے جیسے کہ پیادہ کے سامنے سوار کی برتری۔ فخر کے ساتھ حدیث و تفسیر کی کتابوں کی سدا آنجناب سے حاصل کر لے لگے۔ آنجناب کی شاگردی پر بڑا فخر کرتے۔ اور آنجناب کو مجتہد زمانہ مانتے۔ علمائے کرام تو جوق در جوق آپ کے درس میں ہر روز حاضر ہوتے۔ اور اکبری لشکر کے بہت لوگ بھی آپ کی زیارت کا ہی فخر حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ آنجناب کے اجتہاد کا شہرہ تمام اہل شکر میں ہو گیا۔

سید حم چشتی کے ایک خلیفہ | ایک روز شیخ سلیم چشتی کے ایک صاحب حال خلیفہ جو آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات سے متعارف تھے۔ اور جانتے تھے کہ آپ بیکتا کے روزگار ہیں۔ بلکہ خواب میں آنجناب کے حلیہ بالک کو بھی دیکھ چکے تھے۔ اور آنجناب کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ حضور کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے۔ اور غور سے آنجناب کے چہرہ مبارک کو دیکھنے لگے۔ اہل مجلس نے ان سے آنجناب کو غور سے دیکھنے کی وجہ دریافت کی

و انہوں نے اپنا خواب مع حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلیہ مبارک کے سنایا کہ یہ وہی شخص ہیں جن کی خبر اکثر اولیائے امت نے دی ہے لیکن ابھی تک آنجناب نے تجددی امور کو سر انجام دینا شروع نہیں کیا تھا۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی مبارک میں مقام سجدہ سے لے کر دونوں جمعوں کے درمیان مقام تک ایک سرخ لکیر شاہ کی طرح چمکا کرتی تھی جو آنجناب علی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید کی علامت تھی۔ اس صاحب حال عزیز نے لوگوں کو بتایا کہ یہ سرخ لکیر آنجناب کی بزرگی پر دلالت کرتی ہے۔ یہ علامت گذشتہ و حال کے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئی۔ عنقریب ہی یہ بزرگ حق تعالیٰ کی طرف سے ان باتوں کا اظہار کریں گے۔ جنہیں نہ کسی گذشتہ شیخ نے کیا۔ نہ آئندہ کوئی شیخ کرے گا۔ آپ نے ارشاد کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیلے گا۔ اور قیامت تک یہ فیضان جاری و ساری رہے گا۔

الوالفضل اور فیضی حضرت مجدد کی خدمت میں | میں سے جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرتا وہی کہتا کہ عنقریب ہی اس شخص سے کوئی امر عظیم ظاہر ہوگا جو اس سے پہلے کسی سے ظاہر نہیں ہوا۔ ابوالفضل اور فیضی جو اکبر بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے۔ مقرب خاص تھے۔ اس وقت علم و فضل میں سربراہ تھے۔ بے نظیر تھے۔ چنانچہ ابوالفضل نے بادشاہ کی تعریف میں انہی دونوں ایک قصیدہ کہا جس میں اپنے علم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

دہ سال پہنچ پیش پیکر کافریں برو تحصیل کردہ ام زعمیہ مقدسہ

ان کے بھائی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر شن کر آنجناب کی زیارت کے مشتاق ہوئے۔ اس نے بہتیری کوشش کی کہ کسی طرح آنجناب ان کے گھر شریف

لائیں لیکن بے سود چنانچہ دونوں بھائی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت اخلاص کا اظہار کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ان کے حال پر عنایت و شفقت فرمائی۔ دوسرے دن انہوں نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کی تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ دونوں بھائیوں نے حسبِ دستور خدمت کے مراسم ادا کئے۔ اور تین دن اور تین رات بطور مہمان رکھا اور شاگردوں کی طرح خدمت سب لاتے رہے۔ دونوں بھائیوں اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بہت محبت ہو گئی اور اکثر ملاقات کا اتفاق ہونے لگا۔ جو تحفہ دونوں بھائیوں کو بادشاہ کی طرف سے یا کسی دوسری طرف سے آتا۔ وہ آنجناب کی خدمت میں پیش کرتے۔

خواجہ ہاشم کشمی زبدۃ المقامات، برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ ابوالفضل کے ایک شاگرد نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ ابوالفضل نے اپنے ایک ارشاد کو چند ایک کلمات لکھ دیئے ان میں اپنے مدعا کے ثبوت کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کلام کو بطور سند پیش کیا اور ساتھ ہی حضرت کی بہت تعریف کی۔ جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد پر دلالت کرتی تھی۔ ابوالفضل اور فیضی کی طبیعت تفسیر بے نقط کی تصنیف کی طرف مائل ہوئی۔ اگرچہ خود دونوں بھائی علم میں یکساں زمانہ تھے۔ علاوہ بریں تمام علمائے ہند مثلاً مولانا جلال پوری، تلمیذ وغیرہ کو بھی بلایا۔ اور تفسیر نہ کوہ کی تصنیف کا آغاز ہوا۔ چند ایک جزیں بھی گئیں۔ اتفاقاً ایک مقام پر پہنچ کر تمام علماء اور وہ دونوں بھائی رک گئے۔ اور کچھ پیش نہ گئی۔ ابوالفضل نے حضرت قیوم اول کو تکلیف دی کہ ہم دونوں بھائی اور تمام علماء اس مقام پر مجبور ہو گئے ہیں نیز اس نے اپنے عجز کا اعتراف کیا اور عرض کی کہ اگر آپ تحت اللفظ عبارت ہی لکھیں تو بھی ہم غنیمت سمجھیں گے اور احسان مانیں گے کیونکہ ہم اس مقام پر مجبور ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے کبھی بے نقط عبارت تحریر نہیں کی تھی۔ لیکن ان دونوں بھائیوں کی التجا سے قلم اٹھایا اور اس مقام کی تفسیر قلم برداشتہ نہایت فصیح و بلیغ عبارت میں لکھ دی۔ جس پر کہ تمام بڑے بڑے علماء کا قافیہ تنگ ہو گیا تھا۔ اور قصص اور شان نزول بات اس قسم کے لکھے۔ کہ جن کی سمجھ سے تصور حیران تھا۔ پھر تو ہر روز اس تفسیر بے نقط کے دفتر کے دفتر لکھے جانے لگے۔ اس تفسیر کا اکثر حصہ یا تو خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے یا آپ کی مدد سے تصنیف ہوا۔ یہ دیکھ کر ابوالفضل اور فیضی اور تمام علمائے ہند حیران رہ گئے۔ اور آنجناب کے علمی مقام اور اجتہاد کے معترف ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی سے ابوالفضل اور فیضی کا منظر

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابوالفضل کے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوالفضل کی مجلس میں تشریف فرما تھے فلسفیوں اور ان کے علوم کی صفت ہونے لگی۔ اور اس قدر مبالغہ ہوتے لگا۔ کہ بار بار علماء سے دین کی توہین ہوتے لگی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بوشش اسلام سے اس بات کو برداشت نہ کر سکے۔ فرمایا کہ فلسفی لوگ جن علوم کا اپنے آپ کو واضح قرار دیتے ہیں مثلاً الہیات، کائنات، نجوم، حیثیت اور طب وغیرہ اور جو دین میں قدرے کار آمد بھی ہیں۔ وہ ان کمینوں نے انبیائے گذشتہ کی کتابوں اور ان کے کلام سے چرائے ہیں اور جو علوم ان کمینوں کی طبیعتوں کا نتیجہ ہیں جیسے ریاضی اور طبیعی وغیرہ۔ اس قسم کے علوم سے ان کو کیا فائدہ یہی وجہ ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ علمائے حق نے ان تصنیفات میں ان پر کھڑا فتویٰ دیا ہے۔ جب ابوالفضل نے یہ سنا تو سخت ناراض

ہوا۔ اور کہنے لگا کہ خضر الی نے نامعقول کہا ہے۔ یہ بات منکد حضرت مجتہد العتباتی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت برا فرماتے ہوئے۔ اور ابو الفضل کو سخت حسرت کہہ کر مجلس سے
اٹھ گئے۔ ابو الفضل اپنے کہنے سے سخت نادم ہوا۔ اور بہت معافی مانگی بلکہ دوسرے
روز خود حضرت مجتہد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت پر حاضر ہو کر عرض کی۔
جو کچھ کل مجھ سے ہوا سہوا ہوا جو کچھ آنجناب فرماتے ہیں وہی حق ہے جناب کسی قسم
کا طعن نہ کریں۔ آنجناب کو بڑی محنت و ساجست سے سہارا کر کے اپنے گھر لے گیا۔

میرے دوست کتاب والدہ زہرا فرماتے ہیں کہ ایک بار عید الفطر کے روز حضرت
مجتہد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو الفضل کے گھر تشریف لے گئے۔ اس دن چاند کی
انتیسویں تاریخ تھی۔ آسمان ابر آلود ہوئے کی وجہ سے سوائے بادشاہ کے کسی نے چاند
کو نہیں دیکھا تھا۔ صرف بادشاہ کی گواہی پر لوگوں نے عید کر لی تھی۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے احتیاطاً اس روز روزہ افطار نہ کیا۔ عصر کا وقت تھا کہ آنجناب کی ابو الفضل سے
ملاقات ہو گئی۔ ابو الفضل نے کہا کہ روزے کے آثار جناب کے چہرہ مبارک سے عیاں ہیں
فرمایا واقعی میں روزے سے ہوں۔ ابو الفضل نے کہا۔ تاہم جہان نے عید کی ہے۔ آپ نے
روزہ کیوں رکھا۔ فرمایا آسمان اس قدر ابر آلود نہ تھا کہ کسی کو بھی چاند دکھائی نہ دیتا
کیا صرف بادشاہ ہی نے دیکھا۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ واقعی بادشاہ نے چاند دیکھا۔ تو
اس معاملہ میں صرف ایک دو آدمیوں کی شہادت منظور نہیں۔ اس موقع پر ایک مجمع کی گواہی کی
ضرورت تھی جس کی تکذیب عقل نہ کر سکے۔ علاوہ انہی روزے اور عید کے بارے میں بادشاہ
کی گواہی مطلقاً معتبر ہے کیونکہ وہ دین سے منحرف ہو کر مرتد ہو گیا ہے۔ ابو الفضل نے کہا
تاہم کا علم کافی ہے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قاضی کا علم معاملات ملکی میں
کھات کر تپے عبادت میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ آخر اس نے کہا کہ ان کو کچھ
کو جانے دیجئے۔ آج عید ہے افطار فرمائیے گا۔ چنانچہ پانی منگا کر ہاتھ میں لیکر آنجناب کے

کے قریب ملے گئے۔ آنجناب نے پیالے پر ہاتھ مارا جس سے ساہ پانی اس کے
ہاتھ پر پڑا۔ چوہو کہ وہ بادشاہ کا وزیر اعظم تھا۔ اس لئے کہ مول کے بھیگ جانے سے
نہایت افسوس ہوا۔ لیکن زبان سے کچھ نہ کہا اس لئے کہ بہت شخصوں نے اگر چاند کے دیکھنے
کا دعویٰ آنجناب نے خود اٹھ کر پانی لیا اور روزہ افطار فرمایا۔ چند روز بعد پھر
مصل اور حضرت مجتہد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ملاقات کا اتفاق ہوا۔ تو
کے دو بارہ فلسفیوں کی تعریف اور علمائے متکلمین کی توہین شروع کر دی۔ اور
حقوق الیام کے نہ ہونے کی وجہ سے آسمان سے فرشتے نازل نہیں ہو سکتے۔ آنجناب
عقل و فطرت کے دلائل و براہین سے ثابت کر دیا ہے کہ فلسفیوں کے نزدیک بے حقوق الیام
نہایت ناممکن ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حکیم فرشتہ کو مجردات سے شمار کرتے ہیں۔ اور متکلمین
سے پس ان دونوں کے لئے آسمانوں کا رستہ ہیں نہ ہونا زمین پر آنے سے روک
سکتا۔ چنانچہ وہ ان میں سے اس طرح گذر آتے ہیں جس طرح نظر عینک میں سے
نورانی مشینے میں سے۔ ابو الفضل نے کہا کہ ممکن ہے کہ فرشتہ نازل کرے۔ لیکن یہ
معلوم ہوا کہ ایک مقررہ شخص پر اتارتا ہے۔ اور اشارہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تمہیں کیونکر معلوم
ہوا کہ انصاف فرمایا اور ابن سینا حکیم تھے؟ کہا۔ کتابیں اور ان کے علوم ان کی حکمت
و کلمات کرتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پس اسی طرح قرآن اور حدیث
کلمات ہوتا ہے کہ انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نبی تھے۔ اور فرشتہ انہی
پر اتارتا تھا۔ یہ سن کر ابو الفضل خدا بخش ہو گیا۔

حضرت مجتہد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت قہر و غضب سے "الحب
والبغض للہ" کہہ کر ابو الفضل کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس
شعنائی ترک کر دی۔ اس نے بہتیری دفعہ معافی مانگی اور کئی مرتبہ آنجناب کے

درد و ملت پر حاضر ہو کر معافی کا خواست گزارہ ہوا۔ لیکن آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی سلام علیک بھی نہ کی۔

آنجنابؐ نے رسالہ اثبات نبوت اسی موقع پر تصنیف فرمایا تھا۔ اس کی تصدیق کی وجہ یہی بلا الفضل والا منظرہ تھا۔ اس منظرے کے معنوں سے عرصے بعد شاہزادہ جہاں کے اشارے پر ابوالفضل کو قتل کر دیا گیا اور اس کے سر کو کوٹا کر گٹ واسے تاپ اور میں پھینکا گیا۔ یہ قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت و تصرف کا ظہور تھا۔ کسی شخص نے اس کے قتل کی خوب تاریخ لکھی ہے۔ مصرعہ

شیخ اعجازانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیحد

ابو الفضل کا حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مناظرہ اور اس کا قتل ہونا دونوں آنجناب کی تسبیح بد سے پہلے وقوع میں آئے۔

شیخ عید الاحد اکبر آباد میں | جو تکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اکبر
 میں رہتے ہوئے مدت گزرتی تھی اس لئے بچہ
 کے والد بزرگوار حضرت مخدوم انجناب کے شوق دیدار سے بے قرار ہو کر باوجود ضعف
 پیری اور بعد مسافت اکبر آباد تشریف لائے، شاہی لشکر کے آدمی جیب آپ کی زیارت
 کو آئے تو پوچھا کہ اس بڑے بابے میں جناب نے اس قدر تکلیف کیوں اٹھائی؟ فرمایا
 اپنے فرزند ارجمند شیخ احمد کی ملاقات کے لئے آیا ہوں۔ ع

یوسف زود بہ کنعان یعقوب پرل آمدہ

چونکہ حضرت مخدوم کو قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حد سے زیادہ محبت تھی چنانچہ اپنے آپ سے بھی انہیں عزیز سمجھتے تھے۔ اس لئے ان کی جدائی گوارہ نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت قیوم اول بھی اپنے والدینہ گوارہ کے آتے ہی ساتھ ہوئے اور وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ بعد ازاں جمعہ انہیں کی خدمت میں رہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شیخ سلطانؒ کی دختر نیک اختر سے شادی

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکبر آباد سے واپس آ رہے تھے تو اتنا اُٹے
دہلی اور سرسید کے مابین شہر تھانیر میں آپ کا گزر ہوا۔ وہاں کے رئیس شیخ سلطان
ملاکت ہوئی، آپ بادشاہ ہند کے بڑے مقرب اور اسکی طرف سے دہلی اور لاہور کے درمیان معلق
المقرر ہوئے تھے جیسا کہ پہلے تھوڑا سا بکھا گیا ہے۔

حضرت مجدد کی شادی کے لئے شیخ سلطان کو حکم | تعالیٰ تعین نے جناب
کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا جو شیخ صاحب کو
کہے ہیں کہ تمہاری بیٹی آج کل غورہ توں میں سے سب سے نیک ہے تمہاری اور
ان عادات اسی میں ہے کہ اس کا نکاح شیخ احمد سرہندی سے جو کہ میرا فرزند اور
معلم ہے کرو۔ جب شیخ صاحب بیدار ہوئے تو حیران رہ گئے کہ وہ شیخ احمد
کی کون ہیں۔

دوسری بار پھر خواب میں جناب خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شیخ سے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علیہ مبارک بیان فرمایا۔ جب شیخ سلطان سے لے کر ایسے شخص کی تلاش کی۔ اتفاقاً حضرت قیوم اول بھی ان دنوں تھانگیر میں مسلمات آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخ سلطان سے بیان فرمائی تھیں۔ انجناب میں پائی گئیں۔ تاہم شیخ سلطان اطمینان قلبی کے لئے حکم تائی کے منتظر رہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ تین روز سے میں کہہ رہا ہوں کہ اپنی بیٹی کی شادی شیخ احمد سوہنوی سے کر دو۔ تم اس بات کو نہیں مانتے۔ اگر اب بھی نہیں کرو گے تو تمہارا ایمان سلب کر لیا جائے گا۔

علاوہ انہیں شیخ سلطان اس سے پہلے خواب میں دیکھ چکے تھے کہ ایک مرد خدا پیدا ہوگا جس کے وجود کے نور سے تمام جہان منور ہو جائے گا اور بدعت اور گمراہی کو جہاں اٹھا دیں گے۔ وہ مرد خدا یہی شیخ احمد سرہندی ہیں۔

دوسرے روز شیخ سلطان نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خواب کا ذکر کیا۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ اس معاملہ میں میرا اختیار نہیں۔ اگر میرے بزرگوار اس بات کو منظور فرمائیں تو مجھے بھی منظور ہوگا۔ حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو بڑی خوشی سے منظور فرمایا۔ چنانچہ انہیں دونوں شیخ سلطان کی بیٹی شادی کر کے اسے اپنے وطن ملاؤف میں لے آئے۔

اس شادی کے بعد حضرت مخدوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط مال و دولت بکثرت ملا۔ اپنے والد بزرگوار کی حویلی چھوڑ کر ایک نئی حویلی بنوائی۔ پھر آج کل آنجناب کا روضہ مبارک اور آنجناب کی اولاد کا محل ہے۔ حویلی کے ہی ایک مسجد بنوائی۔ جب کبھی آپ اپنے بھائیوں کو یاد فرمایا کرتے تھے تو پرانی جلیا کرتے۔ اسی سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائیوں کی اولاد کا لقب "حویلی والے" پڑ گیا۔

جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت بھی حضرت مجدد الف ثانی کے ہتھ میں آئی۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہ صلی اللہ تعالیٰ علیہا وسلم سے نکاح کرنے کے بعد مال و دولت بکثرت نصیب ہوا۔ چنانچہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے: **وَوَجَدَكَ عَائِلًا حَافِيًا**۔ اور تنگ دست پایا۔ سو غنی کر دیا۔ اسی طرح حضرت مجدد اس شادی کے بعد غنی ہوئے۔ شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی بیٹی کے نکاح کے بعد خواب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ رہے

دیکھ رہے ہیں کہ فقہ اس بات پر فخر ہے کہ میری امت میں شیخ احمد سرہندی پیدا ہوئے ہیں۔ پھر خطبہ کے دوران ایک کاغذ پر تحریر فرمایا ہے کہ میرے جادہ اصحاب راشد ہیں۔ پانچواں دوست شیخ احمد ہیں۔ فرمایا کہ جو شخص اس میں شک کرے گا اس کے ایمان میں پورا پورا فرق آجائے گا۔

شیخ سلطان نے خواب کے شک میں دو گناہ ادا کیا۔ اور فقیروں اور مسکینوں کو بہت سادہ پیو دیا۔ اور اس بات کا شک یہ بجالائے کہ ایسے شخص سے رشتہ نہ ہو جو امت میں سے افضل ہے۔

تیسرے دن سے پہلے عالم شباب میں ایک بار حضرت مخدوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت کمزور ہو گئے۔ چنانچہ صنعت اس قدر طامی ہوئی کہ زیت کی امید باقی نہ رہی۔ زہرے عصر نے شیخ سلطان کی بیٹی احمد آنجناب کے حرم مترم تھے۔ از سر نو وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی۔ اور نہایت عجز و انکساری سے بارگاہ الہی میں آنجناب کی شفا کے لئے دعا کی۔ عین دعا میں خواب کا غلبہ ہوا۔ کیا دیکھتی ہیں کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ خاطر جمع رکھو بھی اللہ تعالیٰ نے آنجناب سے ہزار کام لینے ہیں جن میں سے ابھی ایک کا بھی طہیہ نہیں ہوا۔ اس کے بعد جلد ہی آنجناب شفا یاب ہوئے۔ اور آنجناب کو قرب الہی کا وہ درجہ عنایت ہوا۔ اس سے زیادہ خیال ہی میں نہیں آ سکتا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کو خرقہ خلافت ملا

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکبر آباد سے واپس آئے اور شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کرنے کے بعد اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں سرہند ہی رہے۔ اور بالحق کمالات کا فیضان حاصل کیا۔ جب حضرت مخدوم یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد کی رحلت کا وقت قریب آ گیا۔ تو

آپ نے تمام بیٹوں کو بلایا اور خرقہ خلافت جو سلسلہ گنگوہی، سہروردیہ میں کہاؤا جہاد سے حاصل تھا۔ اور خرقہ خلافت چشتیہ جو شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا تھا اور خرقہ خلافت قادریہ جو شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوا۔ سب کچھ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما کر اپنا قائم مقام اور جانشین متعین فرما دیا۔

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رسالہ "مبدأ و معاد" میں فرماتے ہیں کہ مجھے نسبت خردیت کا سرمایہ اپنے والد نیر گوار سے ملا۔ اور انہیں ایک مرد خدا سے جو نہایت صاحب جذبہ، کرامات و خوارق میں مشہور تھے ملا۔ (یہاں مرد خدا سے مراد شاہ کمال کیتھلی ہیں)۔

نیز اس مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس درویشی کو عبادت ناقہ کی توفیق حاصل تھی۔ نافذ نماز کے ادا کرنے کی توفیق اپنے والد ماجد سے حاصل ہوئی۔ اور انہیں یہ سعادت اپنے شیخ جو چشتیہ سلسلہ میں سے تھے نصیب ہوئی۔ یہاں شیخ سے مراد حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

شجرہ چشتیہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلسلہ چشتیہ اپنے والد ماجد حضرت مجدد شیخ عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملا۔ انہیں شیخ برکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ محمد عادل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں اپنے والد شیخ احمد عبد الحق

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ علاء الدین علی احمد برکات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ قریب الدین مسعود احمد ہتھی معروف بہ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں خواجہ قطب الدین کاکلی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں خواجہ معین الدین سجری اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شاہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ حاجی شریف زبیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ یوسف چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ ابو محمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ ابواسحاق شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ علی دیوبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ بسیرہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ مدنیہ مرعشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں سلطان ابراہیم ادوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں فضیل عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں عبد الاحد زبیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں حسن بھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہیں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ وغیرہ میں لوگوں کو مرید کرتے۔ اور اسی واسطے انتخاب کے خلفاء۔ آج تک مختلف سلسلوں میں لوگوں کو مرید کرتے ہیں۔ لیکن ان حضرات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پوری متابعت کی وجہ سے اپنے مریدوں کو خواہ کسی سلسلہ میں ہوں مخالفت سنت مثلاً رقص و سماع اور توجید و جودی سے بالکل منع فرماتے ہیں کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید سے پیشتر سالکوں کی ترقی شرعی امور کی مخالفت اور جہ سے ممدود ہو گئی تھی۔

اولیاء اللہ کے یہ سلسلے ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود شریعت کے توسط سے از سر نو

متبع شریعت ہوئے۔ چنانچہ اس کا مفصل حال اپنے موقع پر کیا جائے گا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ قدس سرہ کے حالات

حضرت باقی باللہ بزرگ قدس سرہ کے والد بزرگوار قاضی عبدالسلام ہیں جو اپنے زمانہ کے مشہور ولی اللہ تھے۔ دن رات خوف خدا سے گریہ و زاری میں مشغول رہتے خواجہ باقی باللہ کابل میں پیدا ہوئے۔ لکھن سے ہی بزرگی کے آثار جناب کی پیشانی سے ظاہر تھے۔ آپ نے ظاہری علوم کو مولویت کے درجہ تک حاصل کیا۔ نادر النہر کے مختلف علاقوں کی بہت سی سیاحت کی اور وہاں کے علماء و مشائخ سے ظاہری اور باطنی فیض کا حصہ حاصل کیا اور سلسلہ خواجگان کے خلفاء سے بہت سی نعمتیں حاصل کر کے ہندوستان آئے۔ یہاں پر بھی بہت سے فوائد حاصل کئے۔

آپ رام خدا میں حد سے زیادہ گوشش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اکثر جنگلوں اور بوہڑوں اور قبرستانوں میں راتیں جاگ کر بسر کرتے۔ اور تلقین کی کثرت کی وجہ سے مجذوبوں کے پیچھے دس دس روز تک دوڑتے پھرتے اور وہ انہیں پیفر مار کر ہٹاتے لیکن آپ ان کے پیچھے دوڑنے سے باز نہ آتے۔ اور آگ اور پانی کی بالکل پروا نہ کرتے۔ اور کچھ بستی برف اور بارش سے احتیاط نہ کرتے۔ حتیٰ کہ وہ مجذوب مہربان ہو کر اپنے خون نعمت سے آپ کو معمور کرتے۔

خواجہ یاشم کشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ برکات اللہ تعالیٰ میں بکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ فرماتے ہیں کہ ہمارا کام خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبند اور ان کے خلفاء کی وجہ سے سرانجام ہوا ہے۔

علامہ ازہبی حضرت خواجہ بزرگ حضرت تھامس النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اویسی

تھے۔ آپ کے متصل حالات آپ کا ماور النہر، بخشاں اور ہندوستان میں سیاحت کرنا۔ مشائخ زمانہ سے ملاقات کرنا۔ ان سے فیض حاصل کر کے ہندوستان میں اقامت پذیر ہونا۔ اور آپ کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال کی کتابوں خصوصاً حضرات القدس اور برکات اللہ محمدیہ میں تفصیلی طور پر درج ہیں اس واسطے یہاں پر آپ کے مفصل حالات نہیں لکھے گئے۔

ایک روز حضرت خواجہ بزرگ، حضرت خواجہ بزرگ بہاؤ الحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مراد چچا زاد پر بیٹھے ہوئے تھے کہ تو خیر اللہ کر نے خواجہ بزرگ کو فرمایا کہ عزیز من عنقریب ملک ہندوستان میں حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نائب انم مبعوث ہوگا۔ صحابہ کرام کے بعد اولیائے امت میں کوئی ولی اس جیسا پیدا نہیں ہوا۔ اور قریب بعد میں کوئی ایسا پیدا ہوگا۔ تمام اولیاء کی توجہ اس کی طرف ہے ہر ایک اسے اپنے سلسلہ میں لانا چاہتا ہے۔ تاکہ اس کے وسیع سے ان کا سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے۔ اور قیامت تک قائم رہے۔ کیونکہ اس کی ہدایت و ارشاد کے نور کی شعاعیں عرش سے فرش تک پہنچیں گی۔ اور قیامت تک بدستور رہے گا۔ چارویں یہ آئندہ ہے کہ وہ ہمارے سلسلہ میں مبعوث ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امتیاز غالب ہے کہ ہماری یہ امید برآگئی۔ بہتر یہ ہے کہ ہم ہندوستان جاؤ اور اس مرد خدا سے ملو ایسا نہ ہو کہ تم سے پہلے اسے کوئی اپنے سلسلے میں لے آئے۔ اور جو نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا فرمائی تھی وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہم تک بطور امانت پہنچی ہے۔ وہ ہم نے اپنے خلفاء کے سپرد کر دی ہے۔ آج کل وہ نسبت ہمارے سلسلہ کے سب سے بڑے خلیفہ خواجہ ابھنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ہے۔ اقلب ظن یہ ہے کہ وہ عزیز اس نسبت کا وارث ہوگا۔ پہلے خواجہ ابھنگی کے پاس جاؤ اور ان سے یہ نسبت حاصل کر کے ہند کا سرخ کر۔ پھر یہ نسبت

اس عزیز کو پہنچاؤ۔ تاکہ حق اپنی اصل جگہ پہنچ جائے۔ (اس کا مفصل حال پہلے گزر چکا ہے)

نسبت نقشبندیہ | حسب الحکم خواجہ نقشبند خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی اس معاملہ سے گاہ کر دیا تھا۔ اثنائے راہ میں خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں فرمایا کہ پٹا ! ہم تمہارے منتظر ہیں حضرت خواجہ بیرنگ یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ اور بڑی جلدی خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے گذشتہ احوال دریافت فرمائے۔ یہ حالات سن کر سرد و خواجہ صاحبان چند روز خلوت میں رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ تمہارا حکام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور خواجگان کی روحانیت کی تربیت سے سرانجام ہوتا۔ اور حضرت خواجہ بزرگ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو تمہیں میرے پاس بھیجا ہے۔ یہ نسبت ہو اور ہند جاؤ۔ کیونکہ وہ تم سے ایک نسل قبیلہ ہونے والا ہے۔ خواجہ بیرنگ یعنی اللہ تعالیٰ عنہ حسب الحکم خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہند کی تیساریں میں مشغول ہوئے۔

خواجہ باقی باللہ کی ہندوستان میں تشریف آوری

ملا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت القدس میں اور خواجہ ہاشم کرشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات اللہ علیہ میں بکھٹے ہیں کہ حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ جب مخدوم خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے ہندوستان جانے کا حکم دیا تاکہ اس سلسلہ شریف کو آپ کے طفیل رواج ہو۔ تو میں نے اس کام کی بندی کی وجہ سے معذرت کی۔ انہوں نے استغفار کیلئے کا حکم دیا۔ جب میں نے استغفار کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بھنی پر ایک طوطا بیٹھا ہے۔ میں نے نیت کی کہ اگر یہ طوطا خود اگر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو یہ سفر میرے لئے بامراد نہ ہوگا۔ یہ خیال کرتے ہی وہ طوطا اُن کے سر پر بیٹھ گیا۔ میں نے اپنا دم اس کی چونچ میں ڈالا۔ بعد ازاں اس طوطے نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔

جب یہ واقعہ میں نے خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا کہ تمہیں جلدی ہندوستان جانا چاہیے۔ کیونکہ طوطا ہندوستان کا پرندہ ہے۔ کوئی مرد خدا ہندوستان میں تمہارے دامن تربیت میں آئے گا جس سے تمام جہان اور اہل جہان منور ہو جائیں گے۔ اور تمہیں بھی اس سے باطنی فائدہ بہت کچھ ہوگا۔ مدت سے تمام اولیاء اس مرد خدا کے آنے کے منتظر ہیں جلدی جا کر اس سے ملو معلوم ہوتا ہے کہ وہ عزیز ہو تمہارے دامن تربیت میں آئے گا۔ اس نسبت عزیز الوجود کا وارث حقیقی ہے۔ یہ سارا قصہ زمانے کے بعد حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ یہ آپ کے حال کا اشارہ ہے۔

حضرت باقی باللہ کی حضرت مجدد کی خواب میں ملاقات

اور قلا بدر الدین اپنی خوابوں میں دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ میں تمہارے شہر سرہند میں پہنچا۔ تو مجھے خواب میں بتلایا گیا کہ تم اب قطب الاقطاب کے پڑوس میں آگے ہو اور پھر اس کا تعلق یہی بتایا۔ صبح یہاں کے مشائخ اور گوشہ نشینوں کی دیکھ بھال کی کسی کو بھی اس صورت و شان کی گاتہ پایا۔ اور نہ ہی قطبیت کے آثار کسی میں معائنہ کیے۔ نہیں نہ کہا شاید اس شہر کے کسی باشندہ میں قطبیت کی قابلیت ہو جس کا ظہور بعد ازاں ہونے والا ہو۔ جب آپ کو دیکھا تو تمام حلیہ مل گیا۔ اور آپ میں قطبیت کے آثار بھی پائے۔ جن دونوں حضرت خواجہ بیرنگ سرہند میں وارد ہوئے ان دونوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامن کوہ کی سیر کو گئے ہوئے تھے۔

سمرقند میں سرہند حیران ہو گئی

خواجہ ہاشم کشمی اور قلا بدر الدین اپنی خوابوں میں دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ میں نے شہر سرہند میں وارد ہو کر خواب میں دیکھا کہ زمین سے کدو کی شکل کا ایک شعلہ نکلتا ہے جس سے تمام جہان منور ہو رہا ہے۔ اور دم بدم اس کی روشنی بڑھتی جاتی ہے اور اس ایک شعلہ سے ہزار ہا اشخاص نے اپنے اپنے چراغ روشن کیے ہیں جس کی تہ تمام جنگل چراغوں سے پیر ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس شعلہ سے مراد ہی عزیزیہ ہے جس کی خاطر تم آگے ہو اور وہی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خاص کا وارث ہے۔ یہ اشارہ بھی آپ ہی کے حق میں ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کے ساتھی مشک کے لگے

خواجہ ہاشم کشمی برکات الامجد میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کہتا تھا کہ جب حضرت امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہندوستان کی طرف روانہ کیا۔ اس وقت میں موجود تھا۔ جب قدیم خدمت یاروں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ کے ساتھ خواجہ بیرنگ کو چند روز کی ہونٹ بینی میں خلعت خلافت دے کر ہندوستان روانہ کیا ہے۔ تو مارے غیرت کے بہت جھجھکے کہ ہم نے اتنی مدت خدمت کی اور اس جوان نے جلدی خلافت کا منہ حاصل کر لی۔ جب حضرت خواجہ خواجہ امکنگی نے یاروں کی شورش کی خبر سنی تو فرمایا۔ یارو! تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اس جوان کا کام سرانجام کر کے میرے پاس بھیجا گیا تھا۔ صرف ہم سے اس نے اپنے حالات کی تصحیح کر کے خلافت حاصل کی ہے۔ ہندوستان میں ایک کا عظیم درپیش ہے۔ اسے اس کام کے لئے وہاں بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ عام اولیائے امت اس غزنیہ کے منتظر ہیں۔ اس واسطے اس عزیز کا کام مکمل ہو گیا۔ جب حضرت خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ امکنگی سے رخصت ہو کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے تو اثنائے راہ میں آپ نے بہت سے واقعات دیکھے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوشان پر دال ہیں چنانچہ ان میں سے چند ایک لکھے گئے ہیں۔ لیکن نام کا لکھنا طوالت کا موجب ہے۔ جس سے پڑھنے سننے والے کی طبیعت پر ایک گونہ لال آجاتا ہے۔ اس واسطے چند ایک واقعات کو کافی سمجھا گیا ہے۔

جب حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہندوستان میں داخل ہوئے تو اس غزنیہ کی ہر جگہ جستجو کی جس کے حالات اور جس کی علامات حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے معلوم ہوئے تھے۔ اور خواہوں میں دیکھ چکے تھے۔ لیکن کہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ نہ ملا۔ آخر

جب دارالارشاد سرہند میں پہنچے جو اس عسکرین کی جائے پیدائش ہے۔ تو واقعہ میں دیکھا کہ واقعی یہ شہر اس عوزیہ کا ہے۔ چند روز وہاں ٹھہرے اور حد سے زیادہ جستجو کی۔ لیکن چھپو اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیر کو گئے ہوئے تھے۔ یہاں پر بھی عوزیہ کو نہ پایا۔ پھر خیال کیا کہ شہر دہلی جو ہندوستان کا دارالسلطنت ہے۔ وہیں چلیں شاید اتفاقاً اس شہر میں اس عوزیہ کی ملاقات نصیب ہو۔ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلی تشریف لائے تو قلعہ فیروززی میں قیام کیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں اس عوزیہ سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ اور وہ نسبت جو حضرت خواجہ امکنگی سے بطور امانت لائے تھے۔ اس نسبت کے وارث یعنی اس عوزیہ کو دی۔ اس عوزیہ سے مراد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جبکہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہی مفصل بیان کیا جائیگا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر حج پر

حضرت خواجہ باقی باللہ سے پہلی ملاقات حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سے بیت اللہ شریف کی زیارت کے مشفق تھے لیکن جناب والد ماجد کی خدمت کی وجہ سے یہ امید بہ نہیں آتی تھی جب اسجناب کے والد ماجد اس دنیا سے فانی سے رحلت فرما گئے تو زیارت بیت اللہ شریف کا ارادہ کر لیا۔ کسی دوسرے کو اس کی اطلاع نہ کی۔ اور تنہا اس سفر مبارک پر روانہ ہوئے۔ جب شہر دہلی میں آئے تو مولانا حسن کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو شروع سے حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتقد تھے۔ حاضر خدمت ہو کر خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات اور مناقب بیان کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت شوق ہوا۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے بھی اس

سلسلہ کی بہت کچھ تعریف سنی تھی۔ حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی عوزیہ ہیں جن کی تشریف آوری کی خوشخبری حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دی تھی۔ حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ وطن مالوف سے یہاں کیوں آئے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دلی ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ہی فرمایا۔ آپ حرمین الشریفین کی زیارت کو جا رہے ہیں۔ اگر پھر عرصہ میرے پاس رہیں تو فضل الہی سے امید ہے کہ جو کچھ آپ کو اس سفر سے حاصل ہونا ہے وہ یہیں سے حاصل ہو جائے گا۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بات سن کر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اچھا تمہیں روز ٹھہریں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مان لیا بعد ازاں حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلوت میں سے جا کر خواجگان نقشبند کے طریقہ کے مطابق ایک نشان دیا جس سے دن بدن بلکہ آٹا فانا آنجناب کو ایقان و الہمیان حاصل ہوا۔ اور معاملہ ساعت بہ ساعت ترقی کرتے گئے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام گزشتہ و آئندہ اولیائے امت سے سبقت لے گئے۔ اور جہاں تک زیادہ سے زیادہ کمال حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس سے وہم و قیاس میں نہیں آسکتا۔ وہاں تک آپ نے ترقی کی۔ مثلاً قطبیت، فردیت، قیومیت، خلقت، طینت، اصالت، بقیت اور تجدید الف ثانی سب کچھ حاصل کر لیا۔

پہلے پہل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی دور میں

کو توحید وجودی کا انکشاف ہوا۔ چنانچہ خود آنجناب ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ انابت کے ایک روز بعد بے خودی کی کیفیت جسے بڑے بڑے اولیاء معتبر سمجھتے تھے۔ اور غیبت سے موسوم کرنے میں مجھ پر بھی طاری ہوئی۔ اس میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سمندر تمام جہان کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور تمام دنیا سے اس طرح نمایاں ہوں جیسے پانی میں کسی چیز کا عکس۔ یہ بے خودی آہستہ آہستہ غالب آتی گئی۔ اور دیر تک رہنے لگی کبھی ایک پہر کبھی وہ پہر یہ حالت رہنے لگی۔ بعض اوقات ساری ساری رات بیخود رہنے لگا۔

جب یہ حالت حضرت خواجہ باقی باللہ سینگ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی تو فرمایا یہ ایک قسم کی فنا ہوتی ہے۔ آپ نے مجھے دوسروں کے سامنے ایسی کیفیت کے ذکر سے منع فرمایا۔ اور اس کی نگہداشت کا حکم دیا۔ دو روز بعد مجھے وہ فنا حاصل ہوئی۔ جو عام اولیاء میں مروج ہے۔ جب اس کی کیفیت خواجہ باقی باللہ سے عرض کی تو فرمایا اپنے کام میں لگے رہیں۔ بعد ازاں فنا کے فنا حاصل ہوئی۔ پھر حضرت خواجہ باقی باللہ نے پوچھا کہ کیا آپ جہان کو ایک دیکھتے ہیں اور متصل اور واحد کی پہچان کرتے ہو۔ میں نے عرض کی جناب ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ فنا قابل اعتبار ہے۔ کہ باوجود دیر کے اتصال بے شعوری حاصل ہو۔ اسی رات اس قدر ہی فنا حاصل ہوئی۔ میں نے اس کی کیفیت بول عرض کی۔ کہ پیسے مجھے حق تعالیٰ کا علم حاضر حاصل ہوا۔ پھر ایک نو ظاہر ہوا۔ جس نے تمام چیزوں کو لپیٹ لیا۔ میں نے اس قدر حق تعالیٰ سمجھا۔ اس نور کی رنگ سیاہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حق مشہود ہے لیکن نور کے پردے میں۔ نیز فرمایا کہ یہ نور پھیلا ہوا ہے۔ اس واسطے معلوم ہوتا ہے کہ ذات حق کا تعلق متعدد اشیاء سے ہے۔ جو اوپر نیچے واقع ہیں۔ پھر مجھے وہ پھیلا ہوا نور سکڑتا ہوا معلوم ہوا۔ حتیٰ کہ ایک نقطہ سا بن گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس نقطہ کی نفی کر دینی چاہیے۔ میں نے سوچا ہی کیا وہ

میں درمیان سے جاتا رہا۔ پھر حیرت طاری ہوئی کہ اس مقام پر مشہود حق خود بخود جب میں نے اس کا ذکر جناب خواجہ باقی باللہ سے عرض کیا تو فرمایا کہ یہی حضور ہند پر اور نسبت نقشبندیہ ہے۔ اسی حضور کو حضور بے غیب بھی کہتے ہیں۔ اسی پر نہایت کے مدارج ہدایت میں حاصل ہوتے ہیں۔ یہ نسبت طالب کو اسی طریق تک اخذ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسرے سلسلوں میں پیر کے بتائے ہوئے راہ و انداز سے۔ ان پر عمل کرنے سے اصل مقصود کی راہ یا تھ آتی ہے۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

مجھے یہ نسبت عزیز الوجود چند روز میں حاصل ہوئی۔ پھر اس نسبت سے ایک اور فنا متحقق ہوئی۔ اس فنا کے حصول ہونے سے دل کو اس قدر وسعت حاصل ہوئی کہ اس وسعت کے مقابلے میں تمام موجودات عرش سے فرش تک اس طرح تھیں جیسے ایک کے مقابلے میں رانی بلکہ اس سے بھی کم۔ بعد ازاں اعجاز ہزار عوالم کو فردا فساد عالم خود دیکھا اور اپنے آپ کو یکن پر سب کچھ پایا۔ یہاں تک کہ ہر فرد عالم بلکہ ہر ایک سے حق تعالیٰ دکھائی دیا۔ پھر تمام جہان کو ایک ذرہ سے بھی کم نہ دیکھا۔ بعد ازاں اپنے آپ کی بلکہ تمام عوالم کی اس میں گنجائش نہ رہی۔ بلکہ آپ کو ایسا نور پایا۔ جو ہر ایک سے میں پھیلا ہوا ہے۔ اور تمام جہان کی مختلف صورتیں اس میں گھل مل گئی ہیں۔ بعد ازاں اپنے آپ کو اور ہر ایک ذرے کو تمام جہان کے قائم رہنے کے باعث دیکھا۔ جب یہ کیفیت خواجہ صاحب سے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ توحید میں حق الیقین کا علم یہی ہے۔ اور اسی نظام کو جمع الجمع کہتے ہیں۔ بعد ازاں تمام جہان کی مختلف صورتوں کو سارے پہلے دیکھا کرتا تھا۔ اب وہ وہی اور خیالی دکھائی دیتے لگیں اور ہر ایک ذرے سے جسے میں حق تعالیٰ دیکھا کرتا تھا بغیر کسی تغیر و تبدل کے وہی دیکھنے لگا۔ اس دیر

سے بڑی حیرت ہوئی۔

فصوص الحکم کے معارف سے قلبی کیفیت در ہو گئی | اسی اثنا میں فصوص

”وان شئت قلت الذی عا الحق شئت انه خلق وان شئت قلت انه خلق من وجه وان شئت بالحیرت بعد التمايز بینہما۔ جو میں نے اپنے والد ماجد سے سنی ہوئی یاد آگئی۔ اس عبارت سے وہ حیرت و گھبراہٹ دور ہو گئی۔ بعد ازاں کیفیت بھی حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں عرض کی۔ تو فرمایا کہ ابھی حضور صاف نہیں ہوا۔ اپنے آپ میں لگے رہو۔ حتیٰ کہ موجود اور مہیوم کی تمیز کر سکو۔ میں نے فصوص کی عبارت جس میں عدم تمیز باقی جاتی تھی پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی شیخ نے کامل حال کو بیان نہیں کیا۔ بعض اہم نسبتوں کی عدم تمیز ثابت ہے۔ میں حسب اللہ شاد اپنے کام میں مشغول رہا۔ اللہ تعالیٰ نے دو روز بعد فضل اپنے فضل و کرم سے مہیوم اور حقیقت کی تمیز عنایت فرمائی۔ جس سے موجود حقیقی اور مہیومی میں تمیز کی۔ اور صفات۔ افعال اور آثار جو مہیوم دکھائی دیتے ہیں وہ حق یہانہ سے معلوم ہونے لگے۔ پھر ان صفات اور افعال کو محض مہیوم پایا۔ اور خارج میں سوائے ایک ذات کی کسی اور وجود کو نہ دیکھا۔ جب یہ کیفیت حضرت خواجہ صاحب سے عرض کی۔ تو فرمایا کہ ”فرق بعد از جمع“ کا مقام ہے۔ تمام اولیائے گدشتہ و آئندہ کی کوشش اور رسانی صرف اسی مقام تک ہے۔ اسی مقام پر تمام مشائخ نے مقام تکمیل وار شاد رکھا ہے۔ اس سے آگے حسب استعداد ظاہر ہوتا۔ جو کمالات اور ول کو مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقطورے دونوں میں حاصل ہو گئے۔

گلے بردندہ نہیں دلیز نسبت بآں در گاہ والا دست بر دست

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجرید الف

توحید و جودی کے نظریات سے شروع | انا فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجرید الف اول اور قیومیت کی خلعت پہننے کے بعد توحید و جودی کے مذکور بالا کمالات و مقامات سے تہ تی کر کے اور اصل اصول سے جو کمالات نبوت کا انحصار خالص ہے اور سوائے صاحب کرام کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ ہر طرف ہوئے اور یہ خلعت خلعت نبوتیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پوری پوری پروری پر مشتمل ہیں۔ تو جو کچھ صاحب نے اس سے پیشتر توحید و جودی کے بارے میں لکھا۔ یا فرمایا تھا۔ اس سے قائم رہے اور رجوع فرمایا۔ چنانچہ خود ہی اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے مکتوب ۲۰۶ میں جو نئے سلسلہ کے بارے میں لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے جو معارف توحید و جودی حیرہ کے بارے میں لکھے ہیں وہ محض عدم اطلاع سے لکھے گئے۔ جب مجھے کام کی اس حیرت معلوم ہوئی۔ تو جو کچھ ابتدا اور وسط میں لکھا گیا۔ اس میں شرمندہ اور مستغفر ہوا۔ استغفروا للہم و اتوب الیہم من جمیع ذلک سبحانہ و تعالیٰ۔

ایک اور مقام پر آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ جو کلام میں نے توحید و جودی کے بارے میں کیا ہے اور لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے اس سے اب میں توبہ کرتا ہوں۔ کہ یہ بھی لوگوں میں مشہور ہو جائے کیونکہ مشہور شدہ گناہ کے مقابلہ میں توبہ بھی مشہور شدہ چاہیے۔ مقام وحدت الوجود کے شروع کے احوال آنجناب پر اس قدر غالب آئے کہ جو شخص آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو قلم کو قلم لگانا۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگلی کٹ جاتی۔

خواجہ ہاشم کشمیری برکات الاحمدیہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ تاج الدین

حضرت خواجہ بریگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفا کے مزاج تھے۔ ایک دن حضرت خواجہ باقی باللہ بریگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج الدین کو حکم دے رکھا تھا کہ دوستوں کے حالات اور واقعات کو دریافت کر کے مجھے بتایا کریں لیکن میرے حالات کو آپ نے مستثنیٰ کر رکھا وہ بذات خود سنا کرتے تھے۔ ایک روز ابتدائے حال میں شیخ تاج نے مجھے کہا کہ اے جوان کیا وجہ ہے کہ تم اپنا کوئی حال نہیں بتاتے۔ میں نے انہوں کو کہہ کر میرے احوال آپ کے سننے کے لائق نہیں۔ شیخ تاج نے جب مجھے زیادہ مجبور کیا کہ اگر کوئی واقعہ دیکھا ہو تو بیان کرو۔ اتفاقاً انہیں دونوں نے خواب دیکھا تھا۔ میں نے شیخ تاج کی طرف توجہ کر کے اس پر تعریف کیا ہے۔ تو بے خود ہو کر گر پڑے ہیں۔ جب انہوں نے بہت کچھ منت و سماجت کی تو میں نے انہوں کو جذبہ واقعہ مذکورہ بیان کیا۔ وہ واقعہ سن کر شیخ تاج کی حالت بدل گئی۔ اور جو حالت میں نے خواب میں دیکھی تھی اس کا اثر ظاہری طور پر پیشیا تاج پر ہو گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت خواجہ باقی باللہ بریگ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتے ہوئے ابھی ایک ہفتہ گذرا تھا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ بریگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک مخلص کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت حسب ذیل مضمون پر ایک خط لکھا۔

”ایک شخص شیخ احمد نام سرمند کا رہنے والا کثرت علم اور قوت عمل سے مالا مال چند روز میرے پاس رہا۔ میں نے اس کی حالت سے بہت سے عجائبات مشاہدہ کئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی دن آفتاب روحانیت میں گر چکے گا۔ جس سے تمام جہان روشن ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اس کے کامل احوال کا مجھے یقین مل رہا ہو گیا ہے۔ اس شیخ مذکورہ کے بھائی اور رشتے دار بھی ہیں جو سب کے سب صالح اور عالم ہیں۔ ان میں چند ایک سے ملاقات نصیب ہوئی۔ اس کے فرزند بھی اسرار الہی اور جو اعلیٰ

ہیں۔ عجب استعداد کے مالک ہیں۔ امید ہے کہ ان میں سے ہر ایک چراغ ہوگا۔ جس سے جہان اور اہل جہان ہر دو منور ہو جائیں گے۔“
مختصر یہ ہے کہ وہ شجرہ طیبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے نیک اور عمدہ پھول عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دروازے کے فقیروں کے دل بھی عجیب ہیں۔ قیامت تک ان کے ارشاد و ہدایت کا نور منقطع نہیں ہوگا۔

حضرت خواجہ بریگ باقی باللہ کی نسبت معہود کا حصول

حضرت خواجہ باقی باللہ بریگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امانت و لائیت کی سپردگی | اس بات کے شکر تیریں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کا کام آسان کر دیا کہ ایسی فضیلت اور ثناء بیت لائیت کے شخص (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو آپ کی جناب میں پہنچایا جو لائیت کے انتہائی درجے کو پہنچا۔ اور ہدایت و تکمیل کو کامل درجے تک حاصل کیا۔ ہمیشہ انہیں کا ذکر کرتے۔ اور اس بات پر فخر کیا کرتے تھے۔

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلوت میں تھا کہ فردا امانت عطا کی جو پیغمبر رحمت و صلۃ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بطور امانت خواجہ اسمٰعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی۔ اور خواجہ اسمٰعیل نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت کے بموجب کہ اس نسبت کو اس کے ولادت تک پہنچا دینا (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی۔ اور جو واقعات کہ یہاں آئے سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دیکھے تھے۔ آپ سے بیان فرمائے۔ نیز اس ملک میں اپنے آئنے کا مقصد بھی بیان فرمایا کہ ہمیں خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

صرف تہادی خاطر اس ملک میں بھیجا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کوئی سبقت سے جائے اور اس
گورنر کو جو امت کے سلسلوں کے گورنر کا شاہ گورنر ہے اپنا سر حلقہ بنا دے۔ اور یہ نسبت
کہ میری جلت کے دو ہزار سال کے شروع میں ایک شخص مبعوث ہوگا۔ اسے پہنچائے
سو وہ نسبت کئی دہائیوں سے حضرت خواجہ نقشبند کو پہنچی۔ اور حضرت خواجہ بزرگ
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خلیفہ کے سپرد کی۔ اور وصیت کی کہ جب اس نسبت کا وارث
ہوے اسے یہ پہنچا دینا۔ وہ نسبت چند واسطوں سے اب تک پہنچی۔ اور حضرت خواجہ
نے حکم دیا کہ کہ یہ نسبت اس کے وارث کو پہنچا دینا۔ اور ساتھ ہی وارث کا خلیفہ وغیرہ
بھی بیان فرمایا۔ وہ علامات اور نشانات آپ میں پورے طور پر پائے کہ یہ نسبت آپ کے
حوالے کرتا ہوں۔ سو اپنی امانت لے لے۔ پھر نسبت مذکور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو القا فرمائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر
ہے کہ یہ امانت پورے طور پر تمہیں مل گئی۔ آج ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ اور حق اپنے
مرکز پر آٹھ ہزار ہے۔ عنقریب ہی اس نسبت کا ظہور پورے طور پر آپ پر ہوگا۔
حضرت خواجہ نے نسبت القا کر کے فرمایا کہ میں نے سچے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک
طوطا ہے جس کی چونچ میں اپنا لعاب دہن والا۔ اور اس نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ اور
خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس واقعہ کی تعبیر یوں کی تھی۔ کہ تمہارے طفیل ایک ایسا
عزیز رو بکار ہوگا جس سے تمہیں نعمت عظمیٰ حاصل ہوگی۔ علاوہ انہیں باقی دوسرے واقعات
بھی آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دیکھے تھے۔ اور جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔
بیان فرمائے۔

خلافت کے بعد پہلی بار سرسند میں تشریف آوری | بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نے نسبت خاصہ نصف و حبیب متاخر ہجری حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

والقا فرمائی۔ پھر حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کامل ہجرت
وقت دے کر آپ کے ہمراہ چند اپنے مقبرہ اصحاب کئے۔ اور سرسند شریف کی
طرف رخصت فرمایا۔

علامہ بدر الدین سرسندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمی
برکات الاحمد یہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خلافت کے بعد حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ
قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم نے اس تین چار سال کے عرصہ میں پیری نہیں کی۔ بلکہ کھیل کھیلے
ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری یہ دوکانداری اور کھیل بے فائدہ نہیں رہی۔
لیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا شخص اس سلسلے میں آہی گیا۔

انہیں دلوں میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے یہ سچ سچا ہوا اور
مرفقہ سے لاکر ہندوستان کی بابرکت زمین میں بویا۔ طالبوں سے ہماری سرگرمی اسی
وقت تک ہوتی ہے جب تک ہم ان کے معاملہ سے فارغ نہ ہو لیں۔ چونکہ اب ہم ان کے
ہم سے فارغ ہو گئے ہیں۔ اب ہم مشغیت سے کنارہ کش ہو کر طالبوں کو ان کے سپرد
رہنے رہیں گے۔

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی
سرسندی روحانی تربیت کا آغاز | رضی اللہ تعالیٰ عنہ وادارہ ارشاد سرسندی میں
تشریف لائے اور اس پاکیزہ شہر میں سچے طالبوں کی تربیت میں مشغول ہوئے تو تقویر
ہی عرصہ میں ہزار ہا لوگ آپ کے ہاتھ چٹم سے سیراب ہوئے۔

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمد یہ میں لکھتے ہیں کہ عین ارشاد
کے وقت حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض اعلیٰ مقاصد کے لئے گوشہ تنہائی
بھی اختیار کیا۔ اس اثنا میں اور طریقے پر خواجہ صاحب سے اپنا مشاوارہ عرض کرتے
تھے۔ جب آنجناب کو یہ بات معلوم ہوئی۔ تو خواجہ بزرگوار کی خدمت میں ایک عرضی

لکھی جس میں ظاہر کیا کہ تجدید الف ثانی کے مقدمات مد پیش تھے اس واسطے چند روز
قدحے نہائی اختیار کی گئی ہے جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

حضرت قیوم اول مجدہ الف ثانی رضی اللہ
اولیائے امت کا تعاون | تعالیٰ اعزہ فرماتے ہیں کہ جب خواجہ باقی باللہ بیگز

قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر میں نے سلوک کو مکمل کیا۔ تو امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کے تمام گزشتہ و آئندہ اولیا میرے مدد و معاون رہے۔ اور ہر ایک
نے مجھے اپنے اپنے مقامات کی سیر کرائی اور تربیت دی۔ بعد ازاں تابعین اور صحابہ
کرام میرے کام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اپنی قوت تصرف سے مجھے اصل الاصل اور
قابلیت اولی کے مقامات میں جے حقیقت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تعبیر
کرتے ہیں۔ پہنچایا۔ اس قابلیت سے اوپر بھی عروج حاصل ہوا۔ اور وہاں سے اس مقام تک
عروج حاصل ہوا جو اس قابلیت سے اوپر ہے۔ اور وہ قابلیت اس مقام کے لئے بجز
تفصیل ہے اور وہ مقام اس قابلیت کے لئے بمنزلہ اجمال ہے اور وہ مقام اقطاب
محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کی روحانیت کی تربیت سے ترقی واقع ہوئی۔ اقطاب کا انتہائی عروج اسی مقام تک
ہے اور دائرہ طہینت محض اسی مقام پر ختم ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں نخل اصل سے ملا ہوا
ہے۔ چند ایک اس مقام کے متنازع میں بعض قطب افراد کی ہم نشینی کے سبب مقام
ممتزج (جہاں نخل اصل سے ملا ہوا ہے) تک ترقی کرتے ہیں۔ مجھے اس مقام پر پہنچ کر
جو مقام اقطاب ہے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے قطبیت
ارشاد کی خدمت عنایت ہوئی۔ اور میں اس منصب سے سرفراز ہوا۔ پھر عنایت خداوندی
شامل حال ہوئی۔ تو وہاں سے اوپر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اصل سے جابلا۔ اور
وہاں پر فنا و بقا حاصل ہوئی۔ جیسا کہ پہلے مقامات میں۔ وہاں سے پھر مقامات
(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اصل میں ترقی عنایت فرمائی۔ اور اصل الاصل تک پہنچایا۔ اور منصب فردیت سے اس
نقیر کو مشرف فرمایا۔ و حقیقت مجھے نسبت فردیت کا سرمایہ جو اولیائے امت کا آخری
عروج ہے اور جو اس سے ملا ہوا ہے۔ اپنے والد شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سے حاصل ہوا تھا۔ اور انہیں ایک صاحب جذبہ قوی مرحوم دا سے جو خوارق عظیم میں
مشہور تھے۔ حاصل ہوا تھا۔ لیکن مجھے صنعت بصیرت اور نسبت کی قلت ظہور کے باعث
اپنے آپ میں بالکل معلوم نہ تھا۔ مجھے علم لدنی حضرت محضر علیہ السلام کی روحانیت سے
حاصل ہوا۔ لیکن صرف ایک وقت تک جب تک اقطاب کے مقامات سے گزرا

۱۔ اصطلاحات صوفیہ میں قانوناً قصوری مقامات ہیں۔ قناعہ شعور کو کہتے ہیں۔ ذات احد میں
درجہ استغراق ہوتا ہے کہ اپنا بھی ہوش نہیں رہتا۔ ایک مکمل بے خودی طاری رہتی ہے۔ یہ بھی من رفت
و خیال نہ ماند۔ اس کو توینی نہ منم بلکہ اوست۔ اس ہوش میں نہ رہنے کا بھی ہوش نہ رہے تو اسے
فنا الفناء کہتے ہیں۔ فنا سے افعالی، فنا سے صفاتی، فنا سے فاعلی۔ تمام عیوہ علیحدہ مقامات ہیں۔
بقا جو بقا فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ وہی مقام صوفیاء ہے۔ (استفادہ از سر ولبران۔ فوقی)
۵۲۔ دنیا کے تصوف میں فرد ایک نہایت اہم منصب ہے۔ قطب عالم ترقی کر کے منصب فردیت پر
پہنچتا ہے۔ فردانیت پر پہنچ کر تصرفات سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ قطب مدار عرش سے تخت انشائی
تک متصرف ہوتا ہے اور خود متحقق ہوتا ہے۔ تصرف اور تحقیق میں بڑا فرق ہے۔ قطب مدار علی الدوام
تجلی ذات صفات الہی میں ہوتا ہے۔ فرد تجلی ذات میں قطب مدار خاص ہے اور فرد خاص اسی طرح
فردانیت مقام مرتبہ اور انبساط ہے۔ اس منصب پر انسان کی اپنی مراد باقی نہیں رہتی۔ اولیاء
اللہ تجلی افعالی تجلی۔ اواحد اور تجلی انامی ہوتی ہے۔ بعض مقام صوفیوں اور بعض مقام شکیں
ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مقامات حروف ب سے ماوراء ہوتے ہیں۔ مگر اہل فردانیت ان تمام
مقامات سے برتر ہوتے ہیں۔

تھا۔ لیکن اس مقام سے گزرتے پر اہل مقامات عالیہ میں نزولیات حاصل ہونے پر علوم اپنی ہی حقیقت ہیں۔ اور آپ میں خود بخود پائے جلتے ہیں عزیزین! مجال نہیں کہ درمیان میں آئے مجھے نزول کے وقت جس سے مراد "عن سیر علی اللہ باللہ کے مقام" اللہ باللہ ہے۔ دوسرے سلسلوں کا مشائخ کے مقامات کا عبور نصیب ہوا۔ اور ہر مقام سے مقررہ حصہ لیا۔ ہر ایک مقام کے شیخ نے بطور ضیافت کچھ نہ کچھ عنایت کیا۔ اور اپنی اپنی نسبت کا نذرانہ مرحمت فرمایا۔ بعد ازاں مجھے مقام جدید میں لے آئے۔ اس مقام میں بے اندازہ جذبات کے مقام جمع ہیں۔ اس سے بھی نیچے لائے۔ اس کا آخری رتبہ مقام قلب ہے۔ جسے مقام جامع بھی کہتے ہیں اور اسی مقام پر اترنے سے ارشاد تو تکمیل کا تعلق ہے۔ مجھے اس مقام سے بھی نیچے لائے۔ اس سے پہلے اس مقام میں تمکین پیدا ہوئی۔ عروج واقع ہوا۔ اس موقع پر اصل کو بھی سائے کے رنگ میں چھوڑ دیا۔ مقام قلب پر جو عروج حاصل ہوا۔ وہ تمکین سے مل گیا۔

مشائخ کے باطنی احوال اور ان مقامات کا عروج و نزول اور سیر و سلوک کا حال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک میں لکھا ہوا ہے۔ انبیاء و اولیاء کے مقامات کے احوال اور سیر و سلوک جس قدر آنجناب پر منکشف ہوئے۔ اس کا عشر عشر بھی کسی گذشتہ و آئندہ ولی پر نہ ہوا۔ نہ ہو گا۔ چنانچہ آنجناب ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ سلوک کا کوئی کوچہ ایسا نہیں جس کا عبور اس فقیر کو نصیب نہ ہوا ہو۔ نیز آنجناب فرماتے ہیں کہ قطب ارشاد "جو نسبت فریبت کا جامع ہوتا ہے عزیز الوجود ہے۔ اس قسم کا موتی عرصہ دراز کے بعد ظہور میں آتا ہے۔ اسی کے نور

عروج و مواصل سیر الی اللہ ہے۔

اور سے عالم ظلماتی منور ہو جاتا ہے۔ اس کے ارشاد و ہدایت کا نور سارے جہان پر پھیلتا ہوتا ہے۔ محیط ہے فرش کے مرکز تک جس کسی کو ہدایت اور معرفت حاصل ہوتے ہیں۔ اسی کے وسیلے ہوتے ہیں۔ البتہ جو شخص اس کے قطب ہونے کا انکار کرتا ہے وہ حق تعالیٰ کی معرفت سے بالکل محروم رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص قطب ارشاد سے واقف نہیں۔ اور ذکر الہی سے بھی غافل ہے۔ لیکن اس کا معتقد اور مخلص ہے۔ اور اس کی قطبیت کا قائل و مقرر ہے۔ اس واسطے صرف محبت و اخلاص کی برکت سے قطب ارشاد سے اس کے باطن میں رشد و ہدایت کا نور پہنچے گا۔ قطب ارشاد کا نور تمام جہان کو سمندر کی طرح گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔ اور سمندر منجمد ہے۔ اس میں حرکت

لے معارف تصوف میں قطب ارشاد کی اہمیت اور منصب اہل سلوک کے لئے بڑی اہم چیز ہے۔ صوفیاء اسلام نے اگرچہ اس کی تشریح میں بڑا مواد ہم پہنچایا ہے مگر حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے فتویات میں قطب ارشاد کے منصب اور مقام کو خصوصیت سے بیان فرمایا ہے۔

ہر زمانہ میں قطب کا ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن ساری دنیا میں بیک وقت بڑا قطب ایک ہی ہوتا ہے جسے قطب عالم، قطب کبریٰ، قطب مدار، قطب الاقطاب، قطب جہاں یا قطب ارشاد کہا جاتا ہے۔ عالم متنی اور علوی اس کے تصرف میں ہوتے ہیں اور سارا عالم اس کے فیض و برکت سے قائم رہتا ہے۔ اگر قطب ارشاد کا وجود نہ ہوتا تو سارا عالم درہم برہم ہو جاتا ہے۔ قطب ارشاد حق تعالیٰ سے براہ راست فیض حاصل کرتا ہے۔ اور اس فیض کو اپنے ماتحت اقطاب میں تقسیم کرتا ہے۔ کسی بڑے شہر میں حکومت اختیار کرتا ہے۔ برقی عمر پاتا ہے۔ نور خاصہ مصطفویٰ کے طفیل اس کی نگاہیں ہر چیز پر پڑتی ہیں وہ سونے جاگتے کاغذات کائنات کی نگہانی کرتا ہے۔ اقطاب کی ترقی و تنزلی اور تقرری اس کے ہاتھ میں موقی ہے۔ ولی کی تقرری و معزولی اسی کے اختیار میں ہے۔ خود ولایت شمس لکھتا ہے مگر دوسروں کو ولایت قمری میں رکھتا ہے۔ قطب ارشاد منظر تجلی اسم و جان ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

بالکل نہیں۔ جب کوئی شخص قطب ارشاد کی طرف مخلصانہ طور پر متوجہ ہو رہا ہے اور قطب ارشاد بھی اس کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تو طالب کے دل میں ایک دریا بہنے لگتا ہے جس کی راہ توجہ اور اخلاص کے موافق اس سمندر سے سیراب ہوتا ہے خلقت کو جو فیض پہنچتا ہے وہ قطب ارشاد کی وساطت سے پہنچتا ہے منصب فرویت سے کسی کو فائدہ فیض حاصل نہیں ہوتا لیکن فرد کا عروج قطب ارشاد سے زیادہ ہے۔ اس واسطے اگر وہ نون منصب ارشاد اور فرد ایک شخص کو حاصل ہوں تو ایسا شخص نور علی نور ہے۔ مدت دراز کے بعد ایسا بے نظیر گوہر ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت مجدد اہل ثانی کو خلعت مجدیوتی سے سلا لایا

حضرت سلطان الاولیاء قیوم ربیع خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تجدید الفتن ثانی کی پہلی علامت و نشانی یہ ظاہر ہوئی کہ آنجناب سے شرعی امور کے عین مطابق مشابہت تجلیات و ظہورات احوال و معارف اور علوم ظاہر سہل لگے۔ اور وحدت الوجود کے متعلق حالات جو اس سے پیشتر

ایسی حاشیہ صفحہ سابقہ آؤ کہ وہ علم مظہر خاص نبوی الوہیت میں۔ قطب ارشاد کی ترقی جاری رہتی ہے۔ وہ نورانیت کے مقام تک ترقی کرتا جاتا ہے اور مقام مجدیوتی پر پہنچ جاتا ہے۔ اہل اللہ میں اس کا نام عبد اللہ ہوتا ہے۔

قطب ابدال۔ قطب اقامیم۔ قطب ولایت وغیرہ تمام قطب ارشاد کے ماتحت ہوتے ہیں۔ قطب عباد۔ قطب زیاد۔ قطب عرفا۔ قطب متوکلان تمام کے تمام قطب ارشاد کی نگرانی پر کام کرتے ہیں۔ (استفادہ از مہر دبیران)

آنجناب پر ظاہر ہوئے تھے مفقود ہوتے گئے۔ کیونکہ جو حالات وحدت الوجود کے متعلق ہیں وہ ولایت صغریٰ میں ہیں جو عام اولیا کی ولایت ہے۔ جو احوال سالک پر ولایت عظمیٰ جو علی الترتیب ولایت انبیاء اور ولایت ملائکہ ہیں۔ اور کمالات نبوت و رسالت وغیرہ۔ جو کمالات نبوت کے انتہائی مقام میں وارد ہوتے ہیں۔ وہ خزانہ نبوت شریعت کے موافق ہوتے ہیں۔ کمالات نبوت میں شریعت کی عین حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور کلام کے مسائل کے حقائق جو شرح و قیام۔ ہدایہ اور شرح عقائد میں ہیں منکشف ہو جاتے ہیں۔ حضرات انبیاء اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علوم و معارف اور خاص الخاص کمالات دراصل وہی علوم و معارف ہیں۔ جن سے شریعت کی صورت ظاہر ہوتی ہے۔ شریعت کی حقیقت کمالات نبوت میں ہے۔

والایت اور نبوت کا مقام | جن علوم و معارف کا ذکر اولیاء نے کیا ہے جیسے وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماج و فتنہ سننا۔ یہ انبیاء کے کمالات و معارف سے نہیں بلکہ مقام ولایت میں سے ہیں۔ جو ولایت انبیاء کا ناطق کلام ہے۔ جن کی تیسرے ہے۔ ”الولایۃ من النبوت“ کہ ولایت نبوت سے افضل ہے اور بعض نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ اسی نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہوتی ہے۔ ولایت کو نبوت پر اس واسطے فضیلت ہے کہ ولایت میں خلقت سے منہ ہو کر حق تعالیٰ کا رخ کیا جاتا ہے۔ اور نبوت میں حق تعالیٰ سے منہ ہو کر خلقت کی طرف رخ کیا جاتا ہے۔ پس جو رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے وہ اس سے جو خلقت کی طرف ہے۔ بہرہ و افضل ہے۔ لیکن وہ یہ نہ سمجھے کہ ولی کا مدانی الحق ہونا ہی اس کے واسطے نقصان کا موجب ہے۔ کیونکہ مقام ولایت کا عروج ذات تک نہیں ہوتا۔ بلکہ صفات تک ہوتا ہے اور صفات ہی سے نزول کرتا ہے۔ چو کہ ذات کی نگہانی اس کی دامنگیر ہے۔ اس واسطے نزول ہی میں کل الوجود نہیں کر سکتا۔ اور ہدایت اور ارشاد بھی کا حقہ نہیں کر سکتا۔ لیکن برخلاف اس

کے نبوت کا سروج ذات تک ہے۔ وہاں سے کامل تربیت حاصل کر کے پورا پورا نزول ہوتا ہے اور ہدایت اور ارشاد بھی پورا حاصل کر سکتا ہے۔ یہ مطلق ولایت اور نبوت اس قسم کی ہوا کرتی ہے۔ اگر بالفرض ولایت نبوت سے افضل ہوتی تو حق تعالیٰ کلام مجید میں ولایت کی تعریف کرتا۔ اور انبیاء کو اولیاء کہہ کر تعریف کرتا۔ اونی مقام کو اعلیٰ مقام پر کیونکر ترجیح دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی مقام پر انبیاء کو ولایت سے موصوف نہیں فرمایا جہاں کسی نبی کی تعریف کی ہے نبوت سے کسی ہے نہ کہ ولایت سے۔ جابجا پروردگار نے انبیاء کی تعریف میں ”وَكَانَ مَرْسُوكًا وَنَبِيًّا“ فرمایا ہے۔

صوفیائے متقدمین نے جو وحدت الوجود علوم معارف انبیاء نہیں فرمایا ہے کہ وہ علوم معارف ان پر ظاہر ہوئے ہیں جو وحدت الوجود وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ خاص الامام علوم معارف انبیاء کے ہیں۔ ہزار باعلوم و معارف اس قسم کے ہیں کہ انہیں انبیاء سے منسوب کرنے سے غار آتی ہے۔ اگر یہ علوم و معارف انبیاء کے ہوتے تو وہ خود اور ان کے اصحاب وحدت الوجود کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے۔ اور سماع و نغمہ سننے۔ کیونکہ انبیاء کا خاصہ ہے۔ کہ جو حق بات جوتی ہے اسے ظاہر کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے۔ خواہ اس کے اظہار سے انہیں کسی طرح کی ہی تکلیف کیوں نہ پہنچے۔ اگر ایسا نہ کریں تو گویا وہ حق پرستی کرتے ہیں۔ پھر ان کے سوا اور کون ہے جو حق بات کا اظہار کرے۔ اور اس کی تحقیق کرے اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں انبیاء کی تعریف کی ہے۔ ان کی حق پرستی اور راستی کا اظہار فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کا کلام غیر غیریت، عابدیت اور عبودیت کے بارے میں ہے۔ نہ کہ توحید و اتحاد پر۔ اور حرمت سماع اور نغمہ پر ظاہر ہے۔ نہ حالت پر۔ وحدت الوجود اور سماع و نغمہ کے حق میں یہ کہہ دینا کہ اس سے انسان خدا رسیدہ بن جاتا ہے۔ عام سی بات ہے جو علوم و معارف توحید و عبودیت اور سماع و

علوم کے متعلق ہیں۔ وہ انبیاء کے علوم سے نہیں۔ بلکہ یہ علوم ولایت انبیاء میں داخل ہی

فلسفہ وحدت الوجود امت محمدیہ کے اکثر علماء و مشائخ کا مقبول نظریہ رہا ہے۔ تسنن کے کئی غلواد فی نظریہ کے مؤید رہے ہیں۔ خصوصاً حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نظریہ کی ترجمانی کے بارے عالم اسلام کو متاثر کیا۔ آپ کے شاگردان کرام نے اس فلسفہ کی ترجمانی اور اشاعت میں بڑی بڑی کراں قدر کتابیں لکھی گئیں ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ رحیمی کے بلند قدر ترجمان خود حضرت مجدد الف ثانی ہیں ان کے بیشتر مشائخ وحدت الوجود کے قائل تھے۔ مگر جس کو دریں حضرت مجدد نے پیغمبر میں اچانے ابن ادریس ہدایت کی وقتہ داری نبھائی اس وقت بہت سے صوفیائے خام نے وحدت الوجود کی آڈ میں اتحاد و حلول، جملگی تمکیک، حق و باطل کی یکجہتی، کفر و اسلام کی ہم آہنگی کو تصوف کا ایک اعم مسئلہ قرار دے دیا تھا۔ حضرت شیخ اکبر ابن عربی نے وحدت الوجود (سمہ اوست) کو عملی انداز میں پیش کیا تھا مگر اکبری و دیگر گمراہ صوفیوں نے ”سحوں و اتحاد“ کی مزا دیں مگر ایوں کو منظر عام میں لا رکھا تھا جس سے اسلام کی بنیادیں کھوکھلی ہو گئیں۔ ان مدعیان بے خبر نے عوام کو یہ نعرہ دیا کہ دنیا میں جو کچھ ہے بس خدا ہی ہے۔ زمین بھی خدا، آسمان بھی خدا، شجر و حجر۔ نباتات و جمادات، نور و ظلمت، خیر و شر، کفر و اسلام، غریب و ہر چیز خدا ہی خدا ہے۔ حضرت مجدد نے ان گمراہ کن نظریات کے خلاف جنگ کی۔ ابن عربی کے نظریات اور صوفیائے خام کے نعروں میں امتیاز ثابت کیا۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں واضح کیا کہ یہ لوگ وحدت الوجود اور ہمد اوست کے نظریہ کی غلط تعبیر کر رہے ہیں۔ آپ نے ان گمراہیوں کی زد کو روکنے کے لئے وحدت الوجود کی دیوار کھڑی کی جسے اصل علم نے تسلیم کیا۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں بار بار رقص و سرود، سماع و نغمہ کو خلاف شریعت قرار دیتے ہوئے امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اتباع شریعت اور سنت ہی اصل دین قرار دیا۔

(مرتب)

ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کے وقت حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام ملائکہ مقربہ اور تمام اولیائے امت سیرت شریف فرما ہوئے خود دست مبارک سے ایک نہایت شاندار خلعت جو پہلے کبھی کسی نے نہیں دیکھی تھی اور گویا وہ محض نور یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنائی اور فرمایا کہ یہ تجدید الف ثانی کی خلعت ہے۔ ہم نے تمہیں اپنی امت کے واسطے اپنا نائب اتم مقرر کیا ہے چنانچہ امت کا دینی دنیاوی تمام کام خانہ تمہارے حوالے کیا ہے آئندہ دینی اور دنیاوی مثلاً فیض، رشد، ہدایت، ایمان، رزق، روزی، عمر، شفا، مرض وغیرہ جو ہوں گے تمہاری وسالت سے ہوں گے جو قرب و منزلت اللہ تعالیٰ نے تمہیں عنایت سے پہنچائی وہ اولیائے امت میں سے کسی کو نہیں کی اور نہ آئندہ کرے گا۔

گوئے عارفان رازمیدان ربودہ

تجدید الف ثانی را تو سزاوار بودہ

اب میں امت کی طرف سے فارغ البال ہوں۔ کیونکہ جو اس جہان کے امد ہمارے سپرد تھے وہ سب تمہارے سپرد کر دیے۔ اب ہم مطمئن ہو کر یاد الہی میں مشغول ہوتے ہیں ہماری امت کے خیر گیر رہنا علاوہ انہیں ایک اور اہم کام تم سے لینا ہے۔ بعد ازاں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے دیوان قدس کے اوراق میں آنجناب کا اسم شریف خزانۃ الرحمت مجدد الف ثانی تحریر فرمایا۔ اور ملائکہ کرم و بیہ کو حکم دیا کہ زمین و آسمان میں منادی کر دو کہ پروردگار عالم نے اپنے کمال فضل و کرم سے تجدید الف ثانی کی خدمت شیخ احمد کو عنایت فرمائی ہے اور ان کا نام دیوان قدس میں ”مجدد الف ثانی“ لکھا ہے۔ تمام مخلوق کو مطلع کر دو کہ جو شخص دین و دنیا کی سعادت چاہتا ہے وہ ان کی اطاعت کرے اور جو تجدید وغیرہ کے کمالات کو جن

سے وہ دوسرے اولیائے ممتاز ہیں۔ مانے۔ اگر انکار کرے گا تو اس پر غضب الہی نازل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اتباع شریعت محمدیہ کا اعلان

اولیائے تسلیم کیا۔ حتیٰ کہ آنجناب کے پیروں حضرت باقی باللہ بیگز رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آنجناب کے کمال کا اعتراف کیا۔ اور اطاعت کی اور اگر آنجناب سے توجہ باطنی حاصل کی جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب بیان کیا جائے گا۔ تمام مخلوقات انبیاء و رسل و صحابہ و ملائکہ و تمام اولیائے امت نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک باد دی اور تمام گذشتہ اور آئندہ اولیائے امت سے آپ کو افضل تسلیم کیا۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سرور کائنات خلعت موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ تجدید الف ثانی کی خدمت میرے پیرو ہوئی ہے اور تجدید کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب تجدید اور اس کے تابعین پر شرعی علوم و معارف تکمیل ہوتے ہیں۔ اب یہ ضروری ہے کہ کسی اہل اللہ پر خلاف شرع معافیت ظاہر نہ ہوں اور ان سے کوئی بات خلاف شرع سر نہ ہو۔ مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا۔ قص و سماع کا مظاہرہ کرنا۔ کیونکہ معدودے چند ان کے احوال سے مشرف ہوئے ہیں۔ ہزارہا اشخاص ان کے معتقد ہیں۔ اور ان کے احوال تک نہیں پہنچے۔ صرف ان کے اقوال و افعال اپنے کر کے ان پر عمل کرتے ہیں اور مگر اسی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ کسی ولی اللہ سے خلاف شرع کوئی بات ظاہر نہ ہوگی۔ ہم نے اولیاء کے لئے وحدت وجودی کا مقام پسند کر دیا ہے۔ آئندہ جو وحدت وجود کا دعویٰ کرے گا۔ جھوٹا سمجھا جائے گا۔ سارے لوگوں کو بھی سماع و غف سے ترقی نصیب نہ ہوگی۔ آئندہ جو شخص ایسے افعال کا شریک ہوگا مگر ہر گز۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادب نبوت، سجا لاکر اپنے جیب مبارک کو آستان رسالت کی خاک پر ملا۔

مجدد صدی | ہدایت ہو۔ اسی کے طفیل سے ہو اس ستو سال کے عرصہ میں جس قدر غوث، قطب، ولی وغیرہ ہوں گے ان کے تمام منصب سب اسی مجدد کے فیض کے محتاج ہوں گے۔ لیکن مجدد صد سالہ اور مجدد الف ثانی میں فرقی ہے جو ستو اور ہزار میں ہے۔ بلکہ مجدد الف ثانی، مجدد صد سالہ سے ہزار درجہ زیادہ ہوتا ہے۔

مجدد الف ثانی اور مجدد صد سالہ کی یہ تعریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی گئی ہے۔ اسی مکتوب میں نہایت گہرے علوم و معارف بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ان علوم کا اقتباس اولیٰ نبوت کی شمع سے کیا گیا ہے۔ جو مجدد الف ثانی کے بعد بعیت اور وراثت سے از سر نو تازہ ہوتے ہیں۔ ان علوم و معارف کا مالک ترجان موجودہ مجدد الف ثانی ہے۔ چنانچہ مخفی نہیں ہے کہ جو علماء ان علوم و معارف کو دیکھتے ہیں۔ جو ذات صفات، افعال، احوال، موجدیات اور ظہورات کے متعلق ہیں۔ تو وہ یہی جانتے ہیں۔ کہ یہ علوم و معارف علماء کے علوم اور اولیاء کے معارف سے بلند درجہ ہیں۔ بلکہ ان علوم کو ان علوم سے وہ نسبت ہے جو معز کو پرست سے ہے۔ وہ مغز ہیں اور یہ پوست۔

مکتوبات میں چند ایک اور مقامات پر بھی اپنی تجدید کی تشریح فرمائی ہے۔ چنانچہ مکتوب،

حضرت مجدد الف ثانی کے تجدیدی کارنامے کی تفصیل پر بغیر کی اسلامی تاریخ پر بھی جانے والی کتابوں میں جا سکتی ہے۔ خصوصاً حضرت مجدد کے خلف، مجدد دوم کے علماء و شائق نے اور پاک ہند کی تہذیبی اور دینی حقیقت پر لکھنے والے حضرات نے بھرپور روشنی ڈالی ہے۔ آپ نے جس دور میں اہلکے دین کی وراثت سنبھالی تھی وہ جلال الدین اکبر کے مہم از سر نو تازہ کا گہوارہ تھا۔ اس وقت عالم اسلام ہزاروں

سے جو اپنے بڑے فرزند ارجمند خواجہ محمد صادق کے نام لکھا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ بیٹا باب

ہندوستان میں صفحہ شامی آگے قسم کی مگر ایسوں اور بدعتوں کے طوائفوں کی زندگی میں تھا۔ انہوں نے علماء کی تحریک پر دوبارہ میں ایک مفسر نامہ پیش کیا جس میں اسلام کی حاکمیت کی بجائے اکبر بادشاہ کو عقل اور عامل مطلق، اور مجدد اعظم قرار دے دیا گیا۔ وہ طاقت اور مذہب کا شمشیر بن گیا۔ اس مفسر نامہ کی رائی اور ترمیم پر تو ملایا مبارک بیٹے ابوالفضل اور قیس بنی تھے۔ مگر اس کے متوہین میں ان علماء کرام نے جنہوں نے مجدد الف ثانی علماء سوء کا نام دیتے ہیں ان کے نام بھی سامنے آتے ہیں جو اللہ کے خوف سے بے باک ہو کر جلال التین اکبر کی بدعات کے سامنے سرسود ہو گئے۔ یہ مفسر نامہ ملکی قوانین بن گیا۔ اور ترمیم پر ایک بچہ بلا اعتبار سبب مقت اس "عین کبریٰ" کے سامنے تسلیم نم کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ اسلام "خلافی" اڑایا جانے لگا۔ کفر والی حرکات قوت پھیلنے لگیں۔ ہندوستانہ رسومات دوبارہ ادرعایا میں مقبول ہونے لگیں۔ علماء کا تسخیر اڑایا جانے لگا۔ اسلامی عقائد پر پابندی لگ گئی۔ اور الحاد و بے دینی خنکی ہو کر اپنے لگی۔ ملا عبد القادر بدایونی ایک ایسا حق گو مؤرخ ہے جس نے اکبری دربار کی ان غیر اسلامی حرکات کو سب سے پہلے طشت از باں کیا۔ اور اپنی کتاب منتخب التواریخ کے صفحات کو ان لمحاتہ لفظی فنون کا ترجمان بنایا۔ وہ دیکھتے ہیں کہ اگر دربار میں مجددین اسلام جن میں امام غزالی، شمس الدین خلکانی، ام ابو حنیفہ اور دوسرے حضرات کے اقوال پیش کئے جاتے تو ابوالفضل جیٹ بول اٹھتا کہ فلان خلوانی قدر کفایت دوز، فلان چڑھے والے کا قول دوبار میں کیا حقیقت کہ کھتا ہے۔ اکبر تا یکہ تا درست ہے۔" دوبارہ کی یہ حالت ایرانی اور عراقی شیعوں نے مثنیٰ تو جو حق و حقوق ہندوستان پہنچا شروع ہو گئے۔ صحابہ کے کارناموں کو سچ کیا جانے لگا۔ خلفائے ثلاثہ، قدس صغیرین وغیرہ کا ذکر اکبر کی زبان سے ایسے غلط انداز میں ہوتا کہ اہل ایمان کی رنجش کا پتہ چلتا تھا۔ اسلامی عقائد شروء نشر قیامت، ویدیا الہی، جنت و دوزخ، نور و کبر اسلام کے عقائد دوبارہ کہ ان سمرے علماء و ائمہ کے سامنے باوجود اطفال بن کر رہ گئے۔ اکبر دوبارہ میں بیٹھے بیٹھے حضور نبی کریم کے واقعہ مہراج پر گفتگو کرتا تو کہتا کہ دیکھو میں یاد دہ ہو کر ایک

وہ وقت ہے کہ گذشتہ امتوں میں ایسے وقت میں حیب کہ جہاں پر بدعت و کفر کی تباہی چھائی ہوئی تھی پیغمبر الودعوم مبعوث ہوا کرتے تھے۔ اور نئی شریعت دلا کر دیتے تھے۔ لیکن اس امت میں جو کہ تمام امتوں سے نیک اور افضل ہے۔ خاتم الانبیاء جناب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے علماء کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے ہم مرتبہ قرار دیا ہے۔ انبیاء کے وجود سے صرف اولیاء کے وجود پر انکشاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سو سال بعد اس امت میں مجدد پیدا ہوتا ہے جو شریعت کو زندہ رکھتا ہے خصوصاً نو سال بعد پچھتے وقتوں میں کوئی الودعوم پیغمبر صاحب شریعت جدید مبعوث ہوا کرتا تھا لیکن اس زمانے میں بیک عالم، عارف، مکمل معرفت والا اس امت میں دکھارہے۔ گذشتہ امتوں کے

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ آگے، ٹانگ اٹھاؤں پھر دوسری اٹھاؤں تو زمین پر گر جیسا ہوں۔ بعد اعراب کا ایک پیغمبر کس طرح آسمان پر جا سکتا ہے اور عقل کیسے مان سکتی ہے۔ معاملہ یہاں سے آگے بڑھ گیا۔ تو اسلامی فتوحات، غزوات اور بیاد و راز کارناموں کا مذاق اڑایا جانے لگا۔ اکبر کی بے دینی کا یہ عالم تھا کہ جن لوگوں کے نام کے ساتھ محمد مصطفیٰ، احمد یا محمد بنی آنا۔ انہیں خالی نام رکھنے پر مجبور کیا گیا۔ علی، سو، ای، کتابوں میں حضور کی توییت اور صحابہ کے مناقب پچھنے سے وسوسہ کش ہو گئے۔ ہندو متفقین اور ہندو نواز مسلمان مولفین حضور کی ذات مقدس پر اعتراض پکھنے لگے۔ دیباہیں تیار پڑھنا شروع کر دی گئیں۔ مسجد کی خانوں کی آوازوں پر پابندی لگا دی گئی۔ نماز، روزہ، حج ساقط قرار دیئے گئے۔

یہ تھے وہ حالات جن میں شیخ محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدم آگے بڑھائے۔ اور فخر حق بند کیا۔ یہ تھا وہ ماحول جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تجدیدی کارنامے نوثر ثابت ہوئے اور یہ تھے وہ طوفان جن کے مقابلہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوہ گراں بن کر کھڑے ہوئے۔ (مرتبہ)

اسی الودعوم پیغمبر کا قائم مقام ہو۔

ایک مقام پر اس بارے میں فرماتے ہیں: یہ کمالیت جو ہزار سال بعد وجود میں آئی ہے آخر نبی ہے جو اولیت کے رنگ میں نمودار ہوا ہے۔ شاید اسی واسطے جناب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: "اولہم خیرا و آخرہم خیر" پہلے اچھے ہیں اور آخری۔ لیکن اولہم و آخرہم "پہلے یا پچھ کے نہیں فرماتے۔ اول اور آخر کی مناسبت زیادہ دیکھی جو ترو کا مقام ہوا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اس امت کا آغاز اور انجام دونوں اچھے ہیں۔ درمیان میلا ہے۔ واقعی اس امت میں اگرچہ لغزش ہے لیکن مقہوری بلکہ بہت ہی مقہوری۔ متوسط میں یہ نسبت ہرگز ہرگز ایسی تو نہیں۔ لیکن بکثرت ضرورت ہے بلکہ بہت ہی زیادہ۔ اگرچہ متاخرین میں یہ نسبتاً قلیل ہے لیکن یہ لحاظ کمیت و کیفیت بہت اعلیٰ درجہ کی لیکن سابقین سے مناسبت دی ماسی واسطے جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "السلام بد غریبا و سبعود کما بد اقطوب اللغریبا" اسلام غریبی کی حالت میں ظاہر ہوا اور غمگین ایسا ہی ہو جائے گا جیسے شروع ہوا تھا۔ سونو بچوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اسلام کے اخیر کی ابتدا جناب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال دوسرے ہزار سال کے بعد شروع میں ہوئی۔ کیونکہ ہزار سال کے عرصے کے مختلف معاملات میں یقین تبدیلی ہو جاتی ہے چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیل نہیں رہی اس واسطے ضرورتاً سابقین کی نسبت اسی تروتازگی سے متاخرین میں ظاہر ہوئی۔ اور شریعت کی پابندی اور ملت کی تجدید دوسرے ہزار سال کے شروع میں ہوئی۔ اس بات کے سچ گواہ حضرت علی علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

فیہن روح القدوس اباز مد و فرماید
دیگران ہم یکھند آنچه میجامے کرد

بھائی جان! بیاریات عام لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اسے پورے طور پر سمجھا نہیں جاسکا۔ لیکن اگر انصاف کو کام میں لائیں اور ایک دوسرے کے علوم و معارف کو جانچیں اور احوال کی صحت و سقم کو دیکھیں تو وہ شرعی امور کے مطابق ہیں یا مخالف اور پھر یہ دیکھیں کہ شریعت اور نبوت کی تعظیم و توقیر کس میں زیادہ ہے ایسا کرنے سے شاید اصل حقیقت سے واقف ہو کر بہت دھرمی چھوڑ دیں۔ شاید آپ نے دیکھا ہی ہوگا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے کہ طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کے خادم ہیں۔ اور یہ کہ نبوت و ولایت سے افضل ہے۔ خواہ ولایت اسی نبی ہی کی کیوں نہ ہو۔ نیز لکھا ہے کہ نبوت کے کمالات کے سامنے ولایت کے کمالات کی کچھ حقیقت نہیں۔ کائنات سمندر کے مقابلہ میں قطرہ ہی کی نسبت رکھتی۔ اسی قسم کی اور باتیں بھی تحریر فرمائی ہیں خصوصاً مکتوبات میں سلسلہ مجددیہ کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اصلی عرض بغیر حق کی نظائر اور اس راہ کے طالبوں کو خوشخبری دینا ہے نہ کہ اپنے آپ کو ادروں سے فضیلت دینا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی معرفت اس شخص پر حرام ہوتی ہے جو اپنے آپ کو سب سے اچھا۔ چہ جائیکہ اکابر کی نسبت اپنے آپ کو اچھا جانے لگے۔

وے چوں شہر مرا برداشت از خاک / سزو گر بگذرانم سر بر افلاک
من آن خاکم کہ ابر تو بہ سادی / کند از لطف بر من قطرہ بادی
اگر بر روید از تن صد زبانم / چو سوسن شک لطفش کے تو انم
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شہید الف ثانی کی خلعت کا نزول بروز جمعہ دسویں ماہ ربیع الاول سن۱۰۰۰ ہجری کو ہوا۔ شمسی حساب کے مطابق سورج حمل کے گیارہ درجے طے کر چکا تھا۔ اور اہل شام کے حساب کے مطابق تشرین کی دسویں تاریخ تھی۔

اللہ تعالیٰ

حضرت مجدد الف ثانیؑ کو خلعت قیومیت عطا فرماتے

ایک روز حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ظہر کے بعد مراقبہ کئے بیٹھے تھے۔ اور ایک حافظ آنجناب کے حضور میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ کہ مراقبہ میں آنجناب نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی نوری خلعت اپنے آپ پر مشاہدہ کی۔ اسی وقت وہاں ہوا کہ یہ تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پیغمبر الاول العزم کو عنایت کرنا ہے۔ سو یہ خلعت آپ کو بلحاظ حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وراثت اور تالیع ہونے کے عطا کی جاتی ہے۔ آج سے تمام مخلوق کا قیام آپ کی ذات سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔

بعد ازاں حضرت سید الانبیاء اپنے ہاتھ سے دستار قیومیت پہناتے ہیں | المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور اپنے دست مبارک سے حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر اپنی دستار مبارک باندھی اور منصب قیومیت کی مبارکادی۔ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ منصب کسی کو عطا نہیں ہوا تھا۔ صرف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا ہوا۔ جو اس امت کے قیوم اقل ہیں۔

قیوم بمنزل جواہر اور

قیوم کائنات کے انتظامی امور کا نگران ہے | ذات حق کو چھوڑ کر اور باقی

جو کچھ ہے سب اس جوہر کا عرض ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا وزیر اعظم اور نائب تم ہوتا ہے
اسے تہجونی سے ایک ذات مرحمت ہوتی ہے۔ جسے ذات محسوب کہتے ہیں۔ جس پر
ہم ممکنات کے حقائق کا قیام منحصر ہوتا ہے۔ یا وجود جوہر ہونے کے جوہریت کا
الفاظ اس پر زیب نہیں دیتا۔ اس کی ذات کو وہ قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے
کہ جوہریت کا اطلاق ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ تمام جہان اس کے مقابلے بمنزل عرض
ہے۔ اس لئے اسے سوائے جوہر کے اور کیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جوہر بغیر عرض نہیں اور
عرض بغیر جوہر نہیں۔ غوث، قطب، فرد، ابدال اور اقناد وغیرہ سب قیوم کے نائب
اور پیش کار اور خدام ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ المحمل ہوتا ہے۔ تمام
جہان کے معاملات اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ جہان اور اہل جہان کی توجہ کا
قید ہوتا ہے۔ خواہ وہ اہل جہان کو یہ معلوم ہو یا نہ ہو۔

ہزار سال بعد ایک قیوم پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ انبیاء اولوالعزم مبعوث ہوتے
آئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کے درمیان کچھ کم ہزار سال کا وقفہ تھا۔ چونکہ وہ قدرت کا زمانہ تھا۔ اور کوئی ایسا نبی یا ولی
اس زمانے میں پیدا نہ ہوا جو اصلاح مخلوق کا کام کر سکتا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی امت کی خاصی تعداد بھی مرتد ہو گئی تھی۔ انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے
شروع کر دیا تھا۔

جواہر میں اصل بھی ہزار سال بعد پہاڑ میں آفتاب کے فین سے

لعل نایاب | تیار ہو کر نکلتا ہے اور جو لعل دو پہاڑوں سے نکلے وہ نہایت نادر و

ہفتا ہے گوہروں کا بادشاہ ہوتا ہے جو جہان بھر کے لعل و جواہر سے بچتا ہوتا ہے۔ اور

قیوم اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے ماتحت تمام

قیوم اول کا مقام | اس اوصاف و صفات شیونات، اعتبارات اور اصول ہوں اور

تمام گزشتہ اور آئندہ مخلوقات کے عالم موجودات انسان، وحوش، پرند، نباتات
ہر فی روح، پتھر، درخت، برود بھر کی ہر شے، عرش، کرسی، لوح، قلم، ستارہ، ثوابت
سورج، چاند، آسمان، برود سب اس کے سامنے ہیں ہوں، افلاک و برود کی حرکت
و سکون، سمندروں کی لہروں کی حرکت، درختوں کے پتوں کا ہلنا، بارش کے قطروں کا گرنا
پھلوں کا پھلنا، پرندوں کا چونچ پھیلنا، دن رات کا پیدا ہونا، اور گردش کنندہ
آسمان کی موافق یا موافق رفتار سب کچھ اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بارش کا ایک
قطرہ ایسا نہیں جو اس کی اطلاع بغیر کرتا ہو۔ زمین پر حرکت و سکون اس کی مرضی کے بغیر
نہیں۔ جو آرام و خوشی اور بے چینی اور رنج اہل زمین کو ہوتا ہے اس کے حکم بغیر نہیں
ہوتا۔ کوئی گھڑی، کوئی دن، کوئی ہفتہ، کوئی مہینہ کوئی سال ایسا نہیں جو اس کے حکم
بغیر اپنے آپ میں نیکی بدی کا تصرف کر سکے غلبہ کی پیدائش، نباتات کا اگنا، غرضیکہ
جو کچھ بھی خیال میں آسکتا ہے وہ اس کی مرضی اور حکم کے بغیر ظہور میں نہیں آتا۔
دوئے زمین پر جس قدر زاہد، عابد، امیر اور مقرب، سیح، ذکر، فکر، تقدیس اور
تذکرہ ہیں، عبادت گاہوں، چھوٹوں، کیٹوں، پہاڑ اور دریا کنارے، زبان قلب
روح، سرخشی، اخفی اور نفس سے شاغل اور مشغول ہیں۔ اور حق طلبی کی راہ میں مشغول
ہیں۔ سب اسی کی مرضی سے مشغول ہیں۔ گو انہیں اس بات کا علم ہو یا نہ ہو۔ اور جب
ان کی عبادت قبول نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوتی۔

کاتے جہاں لبر نہ دوسرے بھنائے اور

برجہ خاکداری روان است حکم او

چوں جادہ صحابی چوں لوح در بہا

الباکھی نہ پہلے پیدا ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ وہ فعل جو وہ پہلے ہونے لگا ہے۔ وہ حضرت
قیوم اول اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ ہیں۔ آفتاب سے مراد حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور دو پہاڑوں سے مراد حضرت عقیق اکبر اور حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ یہ دونوں اسلام کے سب سے بڑے پہاڑ ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کا حسب النسب
حضرت قیوم اول رضی اللہ
ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اور انجمن کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

جب آفتاب رسالت پناہ نے ان دو پہاڑوں پر سایہ ڈالا۔ اور ہزار سال تک
کمالست نبوت اور انوار رسالت، فیضان قیومیت کی تربیت، اولیوں کی طرح پہاڑوں
کے کانوں پر چلتی رہی۔ اور جب وہ تربیت، درجہ کمال کو پہنچی۔ اور کھیتی اپنے اختتام
کو پہنچی تو گہروں کے بادشاہ یعنی قیومیت کے جواہر اقدس خاتم المرسلین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت، یافتہ آفتاب رسالت کے فعل ظاہر نبوت ۵

چو خورشید رسالت شد زہر پیرا	بہ زہر ساینہ این لعل پیدا
منور گشت چوں نورشن زہر بین	اشارت می کنم از ہر دو شہ جبین
بہا اور نباشد در بدخشاں	بود روشن بہ رنگ لعل رخشاں
انفل چوں الف ثانی شد مجدد	بعالم گشت پیدا شیخ احمد
بنام او کہ اول چوں الف ہست	وہیں خلقتش بعد از الف ہست
ہمہ نئے نہیں می گشت معدوم	بعالم گرد و دے بمجو قیوم
نہ قیومیکہ بعد از یک ہزار است	چنین داف کہ تا این روزگار است
یہاں ہست فیض جہاں دولت	بود تا این زمین و آسمان

قیومیت کی طہیت اصالت ثبوتی سے ہے | شرط طہیت اور اصالت
یعنی جو شخص قیوم ہے۔ اس کی مٹی میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کے جسم مبارک کا خمیر ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلعت و منصب
مہر و طہیت سلسلہ میں عنایت ہوئی۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس دنیا سے سفر سکے
سات ہزار تریس سال گذر چکے تھے۔ اور زمین و آسمان کو پیدا ہونے دو ارب بتیس کروڑ
سال لاکھ تریس سال ہو چکے تھے۔ ماہ رمضان کی ستائیسویں تاریخ بروز سوموار جب
کہ حساب شمسی پندرہین میزان اور اہل شام کے حساب کے مطابق قیام عقیقہ انحضرت
صلی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلعت و منصب قیومیت عنایت ہوئے۔

طہیت اصالت مجبوریہ ذاتی حق تعالیٰ نے اپنے کمال فضل قیوم اول مجدد الف ثانی کو عنایت کی تھی

طہیت سے مراد جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کا خمیر
اصالت کا درجہ طہیت سے اعلیٰ ہے۔ اور مجبوریہ ذاتی کا درجہ تو اصالت سے بھی اعلیٰ اور
میں ہے۔ مجبوریہ بھی کسی قسم کی ہوتی ہے۔ افعالی، صفاتی، ذاتی، افعالی مجبوریہ امت
کامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اکابر اور اہل کربلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
مجبوریہ انبیاء کو حاصل ہے اور ذاتی مجبوریہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کا خاصہ ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے سبب حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آنجناب کے دو تین فرزندوں کو اس نعمت غفلت سے مشرف فرما دیا گیا۔ اور یہ محبوبیت ذاتی طینت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔ سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دو تین فرزندوں کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

حضرت مجدد کا بدن حضور نبی کریم کے بقعہ خمیر سے بنایا گیا تھا | حضرت قیوم

اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز کے بعد دعائیں مشغول تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آنجناب کا تمام بدن مبارک شمع کی طرح روشن ہو گیا ہے۔ اور آفتاب کی طرح چمکنے لگا اور اس میں سے اس قسم کی شعاعیں نکلتی ہیں کہ جن کی تاب آنکھیں نہیں داسکتیں۔ اسی اثنا میں الہام ہوا کہ آپ کا یہ بدن حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے خمیر سے بقعہ سے ہے۔ ہم نے آپ کی خاطر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے خمیر سے کچھ حصہ رکھ لیا تھا۔ کیونکہ قیومیت اور محبوبیت طینت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم ثانی عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات حصہ اول کے مکتوب بانوسے میں جو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "جناب سرور دین و دنیا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت کا کچھ بقعہ رہ گیا تھا۔ اسے پہلے ہی طور پر اپنی امت کی ایک سعادت مند کو عطا فرمایا اور اس سے اس کی طینت کا خمیر کیا گیا۔ اس طریق پر اس فرد کو اصالت سے بھی بہرہ ور کیا۔ اس فرد کی طینت سے جو کچھ بچا۔ وہ قیوم ثالث۔ پھر قیوم اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نصیب ہوا۔ حضرت ہمدی علیہ السلام کو اصالت سے جو حصہ نصیب ہوگا۔ وہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کی طینت سے ہے؟

اسی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: "جب محفل عالی یعنی محفل انبیاء مقام اصالت | کرام میں پہنچے۔ تو وہاں اتنی بھیر تھی کہ بیٹھنے کو جگہ نہ ملتی تھی وہاں پر صرف انبیاء ہی تھے۔ جن میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان خاص تھی۔ انہوں نے اہل مجلس کو فرمایا کہ جگہ فراخ کر دیں جب جگہ ملی تو میں مع اپنے فرزند محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹھ گیا۔ یہ مقام اصالت ہے جو حق تعالیٰ نے انبیاء کو عنایت کر رکھا ہے۔ یا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب کے دو تین فرزندوں کو ان حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب نصیب ہوا ہے۔ ان فرزندوں سے مراد قیوم ثلاثہ ہیں۔

کشفی نظر میں مقام اصالت کی شکل ایسی دکھائی | اہل طینت محمدی کا مقام | دی جیسے کوئی اونچا سا چبوترہ ہو۔ جو سوائے انبیاء کرام کے کسی کو نصیب نہیں تھا۔ اس چبوترے کے چار زینے تھے۔ اور ہر ایک زینے میں ایک اکابر دین میں سے جلوہ فرما تھا۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طینت محمدی سے بہرہ حاصل تھا۔ اس واسطے انہیں اس چبوترے تک عروج نصیب ہوا۔ اس چبوترے کے دائیں طرف وہ انبیاء تھے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ انہیں ان انبیاء میں جگہ دی گئی۔ جو سر زمین ہند میں مبعوث ہوئے۔ اور فرمایا کہ انبیاء کا لباس ہماری نسبت اعلیٰ درجے کا تھا۔ جب ہم وہاں بیٹھے تو تمام حاضرین ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمارے حال پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ وہاں ہر ایک دو اور آدمیوں کے لئے جگہ خالی تھی۔ الہام ہوا کہ وہاں پر بھی آپ ہی کے فرزند بیٹھیں گے۔ ان فرزندوں سے مراد قیوم ثالث و رابع مروج الشریعت ہیں۔

مقام ضمیمت | زینے ہیں۔ اور یہ شکل میں مریح ہے۔ انبیاء کے چوتھے بھی چاہے ہیں۔ اس مقام کو حضرات مسرہند کی اصطلاح میں صفوف اربع کہتے ہیں۔ یہ صفوف باہر حقیقت صلوٰۃ کا انتہائی مقام ہے۔ بعد ازاں حق تعالیٰ نے حضرت قیوم اول اور قیوم ثانی کو حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاص مقام میں جو ان صفوف اربع کے علاوہ ہے۔ بطریق خادمیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مشرف فرمایا۔ یہ وہی مقام ہے جس کی نسبت حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجھے ایسا وقت بھی ہے جس میں نہ کسی ملک مقرب اور نہ نبی مرسل کا دخل ہوتا ہے۔

یہ مقام حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت اور اتباع کے طور پر ہوتا ہے۔ تو یہ لازم نہیں آتا کہ وہ شخص نبی ہو گیا ہے یا نبی کے مساوی ہو گیا ہے۔ منصب نبوت کو حاصل کر لیا اور ہے۔ اور کمالات نبوت کو حاصل کر لیا اور بات ہے۔ حضرت سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امتی اور تالبع اور خواہ مقامات الہی کے انتہائی مقام تک پہنچ جائے پھر بھی طفیل ہے۔ لیکن انبیاء طفیل سے بری ہیں۔ تبعیت کا ان میں نشان تک نہیں۔ محض متبوع ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ اکرموا اعمتکموا النخلہ فانھا خلقت من طینت آدم علیہ السلام یعنی چھوٹی کھجور کی عزت کرو۔ یہ آدم علیہ السلام کی طینت سے بنائی گئی ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کے جسم مبارک کو خمیر کر رہے تھے اور غالب مبارک تیل ہو جانے کے بعد آپ کے خمیر میں سے کچھ مٹی بچ رہی۔ تو حکم الہی سے اس کو کھجور کا دھت بنایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کے سر کو کاٹا جائے۔ تو پھر ترو تازہ نہیں ہوتا۔

جس طرح انسان کا سر کاٹ جانے کے بعد زندہ نہیں رہتا۔ جب کہ کھجور کے دھت کو حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے بنایا گیا ہے پھر ایک دھت کو طینت آدم پر تسلیم کرنے وقت کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تو پھر حضرات قیوم اربع صلی اللہ تعالیٰ علیہم کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت سے تخلیق کرنے پر اعتراض کیوں ہیں۔

جن دونوں حق تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان مقامات و کمالات مثلاً تبعید الف۔ طینت اور اصالت وغیرہ سے مشرف فرمایا۔ تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم اول پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ تم میرے حقیقی فرزند ہو جس طرح میرے بیٹے قاسم اور امیر اھلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ جس قدر کمالات اور مراتب اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کئے ہیں اور یا امت میں سے کسی کو نہیں دیئے۔ تمہاری بعثت میرے ہزار سال بعد ہوئی کہ ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی مبعوث ہونا چاہیے تھا۔ جو تجدید کرتا۔ جیسا کہ پہلے وقتوں میں ہوتا آیا ہے۔ سو تم میرے حقیقی فرزند اس لئے مبعوث ہوئے ہو۔ جو پیغمبر العزم کے قائم مقام ہو۔ تم سے میرے میں گواہی ملے کہ ترو تازہ ہو گئی۔ زینت نصیب ہو گئی۔ اور جو کام نبی اولوالعزم سے ہوتے ہوں گے اور تمہیں میرے کمالات خاصہ مثلاً قیومیت طینت اصالت بطریق وراثت پوری نصیب ہوں گے۔ چونکہ اسلام کے شروع میں میں خود اور میرے اصحاب موجود تھے۔ اس لئے اس وقت ایسے شخص کے مبعوث ہونے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس وقت جب کہ تمام جہان بدعت و ظلمت سے پر ہے ضروری ہے کہ تمہاری توجہ کے نور سے متور ہو اور دین اسلام کو از سر نو رونق ہو۔

بعد ازاں حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہمارا تمہارا فرزند ہے، اور قاسم اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھائی ہے۔ جو حق تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت قیوم اول کو بغل میں لیا۔ اور ازادہ عنایت و شفقت فرمایا۔ کہ تم میرے فرزند ہو۔ گویا گھر کا کوئی کام کر رہی ہیں اور فرماتی ہیں کہ بیٹا یہ کام تم بھی کرو۔ اور جو حدیث شریف ہمارے مزار ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وارد ہوئی ہے۔ فَوَعَدَنَّاكَ كَذِبًا ۖ اِنْ زَنْدَةً رَّبَّنَا تَوْصُوهُ رَبَّنَا ۚ فَرُودِي ۚ ہے کہ جناب خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند سے وہی کام ہو جو انبیاء الوالعزم سے ہوتا آیا ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی قسم کا کام ظہور پذیر ہوا۔ یعنی جناب کی توجہ سے دوسرے ہزار سال میں دین اسلام کو ترو تازگی نصیب ہوئی۔ اور بدعت اور گمراہی زائل ہو گئی۔ اور جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کا دینی و دنیوی کارخانہ اور رحمت الہی کا خزانہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کو تاج قیومیت اور خطاب "خزینۃ الرحمت" ملے

ہم ناظرین کی خدمت میں اس سے پیش تر بھی عرض کر چکے ہیں کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمیشہ کعبہ کی زیارت کا شوق رہا۔ لیکن بعض موانع کی وجہ سے زیارت میر نہ ہو سکی۔ اس سال آپ کے دل میں وہ شوق بہت زیادہ ہو گیا۔ چنانچہ آنجناب اسی شوق میں بے قرار رہنے لگے۔ ایک دن اسی بے قراری کی حالت میں بیٹھے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ انسان فرشتے جن وغیرہ تمام مخلوقات نماز ادا کر رہی ہے۔ اور آنجناب کی طرف رخ کر کے سجدہ کر رہی ہے۔ جب آنجناب نے توجہ کی تو معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ خود آنجناب کی ملاقات کے لئے آیا ہے اور آپ کو گیر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے ہر شخص کعبہ کی طرف سجدہ کرتا ہے وہ آپ کو ہی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اسی اثنا میں الہام ہوا کہ ہم ہمیشہ کعبہ کے مشتاق تھے۔ ہم نے کعبہ کو ہماری زیارت کے لئے بھیجا ہے۔ تمہاری خانقاہ کی زمین بھی کعبہ کا حکم رکھتی ہے۔ جو نور اللہ میں تھا وہی ہم نے تمہاری خانقاہ کی زمین میں منعکس کر دیا ہے۔ بعد ازاں کعبہ نے آنجناب کی خانقاہ میں حلول کیا۔ اور خانقاہ کی زمین کعبہ کی زمین سے مل گئی۔ اور اس مسجد کو بیت اللہ امین سے پوری پوری فنا و بقا حاصل ہوئی۔ اور آنجناب کی خانقاہ کی زمین میں تمام علاقہ کعبہ متحقق ہو گئے۔ فرشتہ غیب نے آواز دی کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد تمام مسجدوں سے افضل ہے۔ جو ثواب ان تمام مسجدوں

سے بچانا۔ پھر اظہار پر سے آسانی سے گزارنا۔ بڑے اعمال کا حساب۔ میسز ان
وغیرہ سے بچاؤ۔ جو رحمت کے متعلق ہیں۔ سب قیوم ثانی معصوم زمانی حضرت
عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا۔

حضرت قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکتوبات شریف
کی پہلی جلد کے مکتوب نمبر ۳۱۱ میں جو حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔

ہائے دوپیشی است مربی ما ہجوا الف رب حبیب خدا
میسر تکلیم کلیم اگر است لام مربی خلیل اللہ است

اس میں ہائے دوپیشی کا اشارہ رحمت الہی کی طرف ہے۔ جو حضرت قیوم
اول حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ سے منسوب کرتے
ہیں، لیکن اس دوپیشی کا کوثر شرح و بسط سے بیان کرنے کے لئے ایک بڑی ضخیم
جلد مطلوب ہے۔ کچھ تھوڑا سا حال "کشف الحقائق" میں جو مقامات قیومیت کے
بارے میں لکھی ہے درج فرمایا ہے۔ اگر کسی کو ہائے دوپیشی کے کمالات کی تفصیل کا
شوق ہو تو کشف الحقائق کا مطالعہ کرے۔

کہ ”وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ تَبْعَثَ رَسُولًا“ یعنی ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک کہ ان کے پاس پیغمبر نہ بھیج لیں۔

اب یہ دونوں آیتیں ایک دوسرے کے خلاف نظر آتی ہیں، کیونکہ ایک جگہ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم مشرک کو نہیں بخشیں گے اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ جب تک رسول بھیجیں گے عذاب نہیں دیں گے۔ دونوں متہددوں نے اپنی اپنی دلیلیں کے لئے ایک ایک آیت پیش کی ہے اس پر حاکم میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے یہ ہے کہ یہ تو ناگوار سا معلوم ہوتا ہے، کبھی شخص کو نبی کی وساطت کے بغیر بہشت میں تو داخل کر لیا جائے لیکن یہ بھی انصاف نہیں کہ کسی کو اطلاع دیئے بغیر عذاب دے دیا جائے، انجناب کی برائے ہے کہ ایسے شخصوں کو انہیں قیامت کے دن حشر کے بعد چوپاؤں کی طرح خاک کر دیا جائے گا۔ انجناب یہ مسئلہ سمجھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ معرفت غریبہ انبیاء کی خدمت میں پیش کی تو سب نے پسند فرمائی۔ اور قبول کی، اسی طرح انجناب دالہ علیہ کے کافروں کے بچوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ بھی خاک کر دیئے جائیں گے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ رائے ہے کہ انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا کیونکہ وہ اسلامی ولایت میں نہیں لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان بچوں کو اہل قمر کے بچوں کی طرح داخل بہشت فرماتے ہیں کیونکہ وہ معصوم محض ہیں اور معذور ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل اجتہاد یہ بکثرت ہیں، یہاں پر لایا ”مثبت نمونہ از خروارے“ صرف انہیں دو مسائل پر اکتفا کی ہے۔ اگر کسی کو انجناب کے مسائل اجتہاد یہ دیکھنے کا شوق ہو، تو انجناب کے کلام مبارک ”ہر سہ جلد مکتوبات و ہفت رسائل“ کا مطالعہ کرے۔

ملا عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے وقت میں بڑے جید عالم تھے، اور انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی حالات مجاہدوں سے سنے تھے

کی سال مرید ہوئے۔

اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انجناب کی طرف ایک مکتوب لکھا جس میں ان یاروں کے حالات پوچھے جو انجناب کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ نے ہر ایک کا مفصل حال لکھ دیا۔

خواجہ ہاشم کشمیری
حضرت مجدد الف ثانی کا حضرت باقی باللہ کی نگاہ میں تعالیٰ

رکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مجلس نے نہایت عاجزی اور الحاح سے التماس کی کہ کمالات الہی کا آخری درجہ عنایت ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہند میں تشریف لائیں گے تو ان سے تمہارے واسطے التماس کی جائے گی، اور وہ تمہارے حق میں خاص توجہ کر کے تقدیر کے عرصہ میں مقامات عالیہ پر پہنچا دیں گے۔ اور جو تمہارا مدعا ہے ہم پورا ہو جائے گا۔ اسی طرح علوم طریقت کے حقائق اور دقائق اور مقام گذشتہ اور آئندہ اولیاء کے درجات و مقامات اور احوال بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تحقیق کر لیا کرتے تھے، جو کچھ انجناب اس بارے میں فرمایا کرتے تھے خواجہ صاحب سے قبول کر لیا کرتے تھے۔ اور انجناب تعریف و توصیف بدرجہ عنایت کیا کرتے تھے۔ ذیل میں اس مکتوب کا ترجمہ جو خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا تھا درج کرتے ہیں۔

”ارشاد کی مستند زیادہ وسیع اور
حضرت خواجہ باقی باللہ کا ایک مکتوب“

منور ہو، خواجگان کے طریقہ کے بارے میں جو رسالہ لکھا ہے اس کا مسودہ تیار ہو چکا ہے اسے خواجہ برہان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُسے اہل نظر و محبت کی آنکھ کا شرمہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ

یہ رسالہ نہایت لطیف اور اعلیٰ پایے کا ہے۔ میری دلی تمنا یہ ہے کہ آپ خواجہ احوال کے احوال کی تفتیش فرمائیں۔ شاید کچھ اور باتیں ظاہر ہو جائیں۔ جب اس کا مطالعہ کیا تو خیال آیا کہ باتیں طرف یعنی عالم ادراج ان کے متعلق تھے۔ لیکن جب حاضر وقت ہوا تو وقت حاضری کی کمزوری کی وجہ سے مترود ہوا۔ کہ اس سے کون شخص مراد تھا لیکن ظن غالب یہ ہے کہ یہ اشارہ خواجہ صاحب کی طرف تھا۔ ایک قوطیقہ میں دیکھنا چاہیے تاکہ کوئی چیز ظاہر ہو جائے۔ دوسرے ان کی باتوں میں پاکیزگی جھلکتی ہے۔ آپ کے بعض جوابات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بحسب خلقت نہایت در بدایت مخلوق ہوئے ہیں۔ کیا عجیب ہے کہ وحدت علیا کے مقام تلے جو قابلیت مطلق ہے کوئی نقطہ علم مخلوق ہو۔ اندر راہ ہر یانی وہاں بھی دیکھیں۔

نیز حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام پر بھی نظر ڈالیں کہ اس مقام میں داخل ہو کر نزل کیا ہے۔ یا کسی اور راہ سے کنارے پر آئے ہیں۔ شاید کہ اس نقطہ کے اوپر کی مخلوقیت اس مقام کے عدم تقریر کا سبب ہوئی ہو۔ اندر راہ نہایت بہت ہی تفتیش کریں کیونکہ اس بارے میں بڑی تشویش ہو رہی ہے۔

اور اتنا اس یہ ہے کہ قتالے بشریت کے بارے میں بھی تو جرح نہ کریں۔ کہ آیا میں فنا فی اللہ کے مقام کے بغیر کوئی اور مقام بھی ہے یا صرف اسی مقام میں داخل ہونے پر منحصر ہے۔ ان تمام لوگوں سے جو اس مقام سے بالا بالا پیدا ہوئے ہیں۔ یہ ظاہر ہوا ہے کہ وہ اسی طرح محفوظ ہیں۔ اور قتالے بشریت کے ظہور میں کسب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نیز جو لوگ اسی مقام وحدت تلے موجود ہوئے ہیں۔ خواہ وہ جذبہ کی راہ گئے ہوں یا غیر حذر کی بہر حال عود بشریت سے محفوظ ہیں۔

نیز خاندان جبروت جو مقام انبیاء علیہم السلام ہے میں بھی ایک نظر ڈالیں اس میں کوئی ایسا مقام ہوگا جو عود نہ کرے۔ بے شک کہ دیتا ہوگا۔

نیز مقام فنا فی اللہ پر بھی ایک نگاہ ڈالیں۔ شاید اس خطا ہری راہ کے علاوہ کوئی اور راہ بھی اس کی ہو۔ شاید اللہ تعالیٰ کے بعض پیارے اسی راہ سے داخل ہوئے ہوں۔ میرے باقی حالات اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح معلوم ہیں۔ اور کیا رکھوں کیونکہ کئی ایک مقامات کے نام معلوم ہیں نہ علامات۔ تغیرات کو کیونکہ لکھوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ حسب معنی کارروائی ہوگی۔ محمد صادق اور تمام بھائیوں کی طرف سے نیاز مندی قبول فرمائیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ

حضرت باقی باللہ اور مجدد الف ثانی رحمہما اللہ | مناسب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سالانہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر تھے۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانی سے سلوک طریقت اور احوال مشائخ اس طرح پوچھنے میں جس طرح مرید اپنے پیر سے ہچکچاتا ہے۔ اس سکتوب میں متوقف۔ جس کا ترجمہ کا (مترجم) نے لفظ میرے سے کیا ہے۔ یہ مراد حضرت خواجہ صاحب ہیں۔ جو اپنے احوال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ رہے ہیں۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند سے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے دہلی تشریف لائے۔ حضرت خواجہ صاحب آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر تمام مریدوں اور خلفاء سمیت استقبال کے لئے آئے اور آپ کو نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لایا گیا اور انجناب سے مریدانہ سلوک کیا۔ چنانچہ انہیں سند پر بٹھایا۔ اور خود ان کے مدبر دست بستہ کھڑے ہوئے اور اپنے تمام خلفاء اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر کے تاکیدا فرمایا کہ جو کچھ میرا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکم کریں۔ اس پر عمل کرو۔ اسی میری خواہش ہے اور یہی میرا طبع ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی قیومیت کے دوسرے سال میں حضرت باقی باللہ بزرگ کا ایک اہم اقدام

حضرت باقی باللہ مرید مجدد الف ثانی کی خدمت میں اس مایہ ناز حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ مگر بعض اصحاب نے اس بارے میں حجت پیش کی تو خواجہ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر تم اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں چلے جاؤ۔ حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ایسے آفتاب میں کہ ان کے مقابلہ میں ہم جیسے مزاروں تارے بے نور ہوتے جا رہے ہیں۔ اسی امت میں سے جو چار شخص افضل ہیں ان میں ایک شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسند ارشاد پر بٹھا کر خود باقی تمام مریدوں کی طرح آنجناب کی خدمت کرنے میں مصروف رہے۔ اور جب آنجناب کی مجلس سے اٹھتے تو ادباً اُٹے پاؤں واپس آتے۔ کبھی اپنی پیٹھ آنجناب کی طرف نہ کرتے۔ ہر روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نوجہ خاص کے لئے اتماس کرتے۔ آنجناب بھی تواضع اور فروتنی سے پیش آتے تاکہ کہیں ترک ادب نہ ہو جائے۔ حضرت خواجہ صاحب اسی مطلب کے لئے ہر جمعہ شام یہی التماس کرتے۔

شاہ سکندر کبیر کی جناب غوث الاعظم کا خرقہ پیش کرتے ہیں | جب حضرت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے سرہند میں واپس تشریف لائے تو اسی اثنا میں شاہ سکندر کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرقہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ ان کے دلوں شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن کا ذکر اس سے پہلے آپ کا ہے اور جن کے پاس حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرقہ بطور امانت تھا اور حکم تھا کہ جب اس کا وارث ملے اسے دے دینا اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت وہ خرقہ اپنے پوتے اور خلیفہ قائم مقام شاہ سکندر کے حوالے کیا اور وصیت کی کہ جب اس خرقہ کا وارث ہموں تو اُسے دے دینا شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ خرقہ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر رکھ دیا تھا۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہید اور قیومیت کی خلعت پہنی اور آنجناب کا طنطنہ روئے زمین پر اور آسمان تک پھیل گیا۔ تو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرمایا کہ اب یہ خرقہ قیومیت تک کو پہنچا دو۔ شاہ سکندر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرقہ کو دینے میں قدرے تاثر کیا کہ گھر کی نعمت غیر کو کیونکر دوں۔ شاہ کمال کبیر رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ تاکید کی کہ میرے حق کو کیوں رکھ چھوڑا ہے۔ جلدی یہ خرقہ انہیں پہنچا دو۔ پھر شاہ سکندر نے دیدہ دانستہ غفلت کی تو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو یہ خرقہ اس کے وارث کو دو۔ ورنہ نسبت سلب ہو جائے گی۔ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اب وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ حضور صبح کی غار کے بعد حلقہ احباب میں مراقبہ کرتے بیٹھے تھے کہ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خرقہ لائے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ

عہدہ نے مراقبہ سے فارغ ہو کر وہ خوشتر پہنچا۔ اور فتاویٰ نسبت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اتنے میں نسبت کا درجہ یہ ہے اس قدر غلبہ کیا کہ نقش بند یہ نسبت دب گئی پھر نسبت نقش بند یہ ابھری اور قادر یہ نسبت منظور ہو گئی۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ کبھی وہ نسبت غائب آجاتی اور کبھی یہ۔ اتنے میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام پیروں اور اپنے طریقہ کے تمام خلیفوں، مریدوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی رکاب میں تشریف فرما ہوئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقش بند بھی تمام پیروں اور اپنی طرفہ کے تمام خلیفوں اور مریدوں اور حضرت صدر الدین اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں تشریف لائے اس مجلس میں حضرت خواجہ باقی باللہ بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی موجود تھے۔ ان تمام ارواح قدسہ نے اسی شاندار تقریب میں گفتگو فرمائی۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس مرد بزرگ یعنی قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں میں ہماری نسبت کی، یعنی لوگوں میں شاہ کمال چتر اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان چوس کر تمام قادر یہ نسبت سے لی دجیا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے، اس لئے سب سے ہمارا حق وفاق ہے۔ اور مناسب ہے کہ یہ عزیز ہمارے سلسلہ کو رواج دے اور اس کی خدمت کرے۔ خواجہ بہاؤ الدین نقش بند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اب وہ ہمارے سلسلہ ارشاد کا مندر نشین ہے۔ اور جو نسبت معبود و جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بطور امانت پہنچی ہے۔ وہ اسے ہمارے وسیلے سے پہنچی ہے۔ اس پر ہمارا حق ہے کہ وہ ہمارے سلسلہ کو رواج دیں۔ اتنے میں سلسلہ چشتیہ کے بزرگ تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ ہم بھی اس امر میں شریک ہیں کیونکہ اس مرد خدا کے آباؤ اجداد ہمارے سلسلہ چشتیہ سے تھے۔ اسی طرح سلسلہ سہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ کے مشائخ بھی تشریف لائے اور اصرار کرتے گئے کہ انہیں ہمارے سلسلہ تصوف کی ترجمانی پر لگایا جائے۔ غرضیکہ ہر سلسلہ کے مشائخ آنجناب کو اپنی طرف کھینچتے تھے

تاکہ ان کے سلسلے کو رواج دیں۔

خواجہ ہاشم اور ملا پدر الدین علیہما الرحمۃ اپنی مستند تہ سچوں میں لکھتے ہیں کہ اس قدر اویاسے اہمیت کی روحیں سرسند شریف میں جمع ہوئیں کہ تمام گھر کو بچے بازار بلکہ شہر کا گرد و نواح اور اس پاس کے گاؤں اور شہر پرچہ ہو گئے۔ اور چاروں طرف انوار کی بارشیں ہوتی دکھائی دیتی تھیں۔ اور صبح سے ظہر کی نماز تک یہی مشاہدہ و مذاکرات ہوتے رہے۔ آخر سب نے جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رجوع کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس وقت و کرم ہر ایک کی تسلی کی اور دلاسا دیا کہ تم سب اپنی اپنی نسبت اس عزیز کو دے دو۔ جو شخص اس سلسلے میں داخل ہوگا۔ اس کا اجر تمہیں بھی مل جائے گا۔ اور اس کے ہاتھ سے سلسلہ عالیہ نقش بند یہ کو زیادہ رواج ہوگا۔ کیونکہ اسے نسبت معبود میری سنت کی اتباع کی استقامت، اسی سلسلہ سے ہاتھ آتی ہے۔ اور اسی سلسلہ کے سرور حضرت صدر الدین اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد باقی تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ نیز اس طریقہ میں سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور امور بدعت سے کنارہ کشی حد سے زیادہ پائی جاتی ہے اس سے دوسرے درجہ پر اس سلسلہ سے سلسلہ قادر یہ کو رواج بھی ہوگا۔ کیونکہ اس سلسلہ کا حق بھی اس پر ثابت ہے۔ باقی سلسلے مثلاً چشتیہ، سہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ کو بھی اس سے کچھ فائدہ ہوگا۔ بعد ازاں تمام سلسلوں کے مشائخ نے جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق اپنی اپنی نسبت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کیا اثر میں گدائی۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نسبتوں کو اپنے طریقہ میں ملا لیا۔ اور اپنی نسبت خاصہ کو جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ممتاز فرمادیا۔ ان نسبتوں پر والا جن کے سبب وہ ساری نسبتیں منور ہو گئیں۔

نسبت خاصہ | حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں انجناب کی نسبت خاصہ اور باقی تمام سلسلوں کی نسبتیں ملی ہوئی ہیں۔ آپ کے طریق کا مالک تمام اولیاء اللہ کے سلسلوں سے بہرہ ور ہوتا ہے اور دنیا میں سلاسل میں چاہیں اس کا اثر ملتا ہے۔ حضرت قیوم اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اختیار تھا کہ جس شخص کو جس سلسلہ میں چاہیں مرید کریں اور اس سلسلہ کا حقیق عام کریں لیکن ان کے بعد ان کے خلفاء کو سختی سے ممانعت کر دی کہ سوائے نقشبند اور قادریہ سلسلہ کے کسی کو مرید نہ کریں۔ کیونکہ ان دو سلسلوں کا حق باقی سلسلوں کی نسبت فائق ہے اگرچہ حضرات قیوم اربعہ بھی کسی کو ان دو سلسلوں کے سوا باقی سلسلوں میں شافروں اور مرید کیا کرتے تھے۔ گو سلسلہ علیہ السلام میں تمام سلسلے پائے جاتے ہیں لیکن سوائے دو طریقوں کے اور کسی میں مرید نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے سلسلوں میں بعض بدعات بھی درآئی ہیں مثلاً وحدت الوجود کا قائل ہونا، سماع و نغمہ سنانا، لوگ عام طور پر اپنی سہولت کے لئے اس خاطر دوسرے سلسلوں میں مرید ہوتے ہیں کہ ان کے لئے مذکورہ بالا اختلاف شرع بائیں مباح ہو جائیں۔ اور اپنی گردن کو شریعت کے جوٹ سے آزاد کرنے کی اجازت پاس لیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسرور مجددیہ سختی سے منع فرماتے ہیں کہ دوسرے سلسلوں میں کسی کو مرید نہ کرو۔ البتہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر قادر یہ طریقہ میں مرید کرتے ہیں۔ لیکن عقیق اور مثل وحدت الوجود اور سماع و نغمہ سے تاکید منع فرماتے ہیں۔ چونکہ حضرت مجدد العالم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نسبت محمود طریقہ نقشبندیہ میں حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے سلسلہ نقشبندیہ کو کثرت سے شائع کرتے ہیں۔ بعد ازاں تمام مشائخ نے اسی عہد کے مطابق اعلان کیا اور قاضی کہا اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رخصت ہوئے۔

یہ واقعہ سوموار کے روز ۱۵ شعبان ۱۰۸۰ھ ہجری کو شہید و قیومیت کے دوسرے سال عصر اور مغرب کے درمیان ظہور میں آیا۔ شمسی حساب کے مطابق جو تو کی پندرہویں

تاریخ تھی۔

صدر جہان اور خان اعظم حلقہ مریدین میں

اسی سال سید صدر جہان اور خان اعظم جن کے خوابوں اور واقعات کا ذکر اس

سلسلہ میں خان اعظم حضرت مجدد العالم ثانی کے عقیدت مند ارادے و بارگاہی میں سے ایک تھے۔ ان کا نام خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش خان تھا۔ آپ میر شمس الدین محمد خان جو اکبر کے قریب امراء میں سے تھے کے بیٹے تھے۔ اکبر کی پیدائش سے پہلے ہی اکبر کا والدہ نے خان اعظم کی والدہ کو کہہ دیا تھا کہ اگر مجھے اللہ جیادے تو تم اسے دودھ پلانا۔ چنانچہ اکبر کی پیدائش پر خان اعظم کی والدہ جی جی بیگم نے اکبر کو دودھ پلایا۔ اس طرح خان اعظم اکبر اوشاہ کے رضاعی بھائی تھے۔ خان اعظم کی والدہ شمس الدین اکبر شہید ہوئے تو اکبر نے ان کے اس بچے کو بڑی شفقت ہی ۱۵۳۳ھ میں مرزا عزیز کوکلتاش خان اعظم کو کہہ کر پکارا جس نے لگا۔ صبار میں پرورش پانے کی وجہ سے اکبر سے بے تکلفی بھی تھی۔ اور بعض اوقات گستاخانہ انداز لگھو بھی اختیار کر دیا جاتا۔ جسے اکبر خندہ پیشانی سے برداشت کر دیتا تھا۔ اگر کبھی حد سے زیادہ گستاخی ہوتی تو اکبر کو کتا کریر سے اور کو کہہ کے درمیان دودھ کی نہر چاہاں ہے۔ مجھے لالہ مارنا ہے۔ ۱۵۴۵ھ میں عبداللہ اور یک (جو حضرت مجدد العالم ثانی کا مرید تھا) کی طرف سے سفارت آئی۔ تو ان کے لئے عظیمہ تعالفت ساتھ آئے۔ اکبر نے آپ کو دیباں پور کا علاقہ جاگیر کے طور پر دے دیا تھا۔ جب اکبر حضرت خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے پاکپتن شریف آیا تو کئی ہفتے خان اعظم کا مہمان رہا۔ خان اعظم نے اکبر کے نام امراء، فکروں اور رشتہ داروں کو گران قدر تعالفت دے کر اپنی فیاضی اور دیبا دیبا کا سکہ بجا دیا۔ ۱۵۴۹ھ میں اکبر نے صوبہ گجرات بھی خان اعظم کی جاگیر میں دے دیا۔ ۱۵۵۳ھ

سے پیشتر ہو چکا ہے۔ انجناب کے مرید ہوسے حضرت مہدوالف تانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دینی حاشیہ سفر مباحثے آگے) میں کبیر نے حبیب دین الہی کی بدعتوں اور کفریات کو ملک میں رائج کرنا شروع کیا تو اہل دہلیاد میں سے خان اعظم کا پٹھان قبضہ تھا جس نے بڑھ کر مخالفت کی۔ اور بادشاہ کی بادی کردہ قبضہ پر برساتی شروع کر دی چنانچہ جاگیریں ضبط کر لی گئیں۔ اور خان اعظم کو اگر کے بارے میں کہہ دیا۔ مگر خان اعظم کی گردن نہ جھکی۔ سستہ کے آفر میں کبیر نے مل کر کے دوبارہ جاگیر سال کی۔ تو خان اعظم نے جاگیر لینے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے خان اعظم کے پوتے پیا طلب التین کو منانے کے لئے کہا۔ اس سے سفارتیں کرائی۔ خان خاناں نے زور دیا مگر خان اعظم سرنگوں نہ ہوئے۔

۱۶۹۹ء میں کبیر نے بڑی منت ماحبت کے ساتھ خان اعظم کو سپہ سالاری کا عہدہ قبول کرنے پر آمادہ کر دیا۔ ۱۷۰۱ء میں جنگاں میں بغاوت ہوئی تو خان اعظم نے جین تدریس سے اسے دبا دیا۔ ملک کے مختلف علاقوں میں شورشیں برپا ہوئیں تو خان اعظم کی تدابیر اور شہر دو تون آگے بڑھ کر کام آئیں۔

۱۷۰۱ء ملک اکبر بادشاہ کا دوبارہ دین اسلام اور مذہب کے خلاف ایک مرکز بن گیا تھا۔ اسلام کی ہر چیز کا تسمیر اٹایا جانے لگا۔ حتیٰ کہ اکبر نے حکم دیا کہ تمام امراء اور عمارتیں تباہ کر دیں۔ مولانا عبدالنور دہلوی نے لکھا ہے۔ جنگ تارین لا بر باد وادہ منہ چنند خان اعظم اکبر بادشاہ کو عزیز بھی تھا۔ اہل بیٹوں کا ہم پایہ بھی تھا۔ مگر وہ اسلام کی محبت کی بنا پر اکبر کی کسی تر یا انعام کی پیادہ نہیں کرتا تھا۔ وہ سپاہی زادہ تھا۔ اور سپہ سالار تھا۔ اس نے مذہب کے خلاف اقدام کرنے والوں کو بڑا ٹوکا۔ دہلیاد میں بادشاہ کے چہیتے ابو الفتن اور میر کو لکھا۔ دہلیاد فوج بڑے بہوشیار تھے۔ سامنے چپ رہتے۔ علیحدگی میں بادشاہ کے کان بھرتے رہتے۔ بادشاہ نے خان اعظم کو دہلیاد میں طلب کیا۔ خان اعظم نے بڑا کہا۔ میں ایسے مرگود و دہلیاد میں

نے بھی ان کے توتے میں بہت مہربانی کی۔ اور بہت سے مکتوب انہیں دو کے نام لکھے اور دونوں حضرات آپ کی نصوحی توجہ کے مرکز رہے۔

(بقیہ حاشیہ سفر مباحثے آگے) نہیں آنا چاہتا۔ اس کی توبین ہوتی ہو۔ ابو الفضل نے اپنی کچھ دار تحریر میں فرماں شاہی بھیجے مگر خان اعظم نے کسی فرمان کی پرواہ نہ کی۔ اور اعلان کر دیا کہ میں راج پرجا نوازا ہوں اور بادشاہ کے تمام فرامین کے جواب میں ایک خط لکھا کہ دین و ملک کے بدخواہوں نے آپ کو راہ راست سے ہٹا کر یہ دین اور گمراہ کر دیا ہے۔ انہوں نے آپ کو ایسی پیڑ پٹھانی ہے کہ آپ نے بادشاہت کے ساتھ نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا ہے۔ کیا آپ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ یا خلق القم کا معجزہ رونما ہوا ہے۔ چار اصوات راشد آپ نے بنائے ہیں یہ تو کس حقیقت میں آپ کے بدخواہ ہیں اور خوشامد کر کے آپ کی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ میں آپ کا غلام ہوں راج بیت اللہ کو جاد ہوں آپ کے لئے خانہ کبیر میں باکر دعا کر دوں گا۔

خان اعظم اپنے تمام اہل و عیال نوکران اور خدمت گزاروں کو لے کر جہاز میں سوار ہوئے اور دہلیاد حبیب میں جا پہنچے۔ مسلمان رہائے آپ کو بڑی شان و شوکت سے الوداع کیا۔ حرمین الشریفین میں خان اعظم نے اپنی سناوت سے اہل مکہ اور اہل یمن کی ہجولیاں بھردیں۔ سستہ میں واپس آئے تو اکوٹ دہلیاد میں بلا کر رہیں عزت کی۔ جاگیریں بیاں کیں۔ اس خان اعظم بہادر میں سکونت پذیر ہو گئے۔ بیٹوں کو بھی اکبری دہلیاد سے جاگیریں ملیں۔

۱۷۱۲ء میں اکبر مر گیا تو خان اعظم اور دوسرے مذہب پسند امراء جہانگیر کی تخت نشینی کے لئے کوشاں تھے۔ جہانگیر نے عمارت حکومت بٹھلائی۔ خان اعظم کے تمام اعزازات میں اضافہ کر دیا۔ مگر ایک وقت آیا کہ جہانگیر نے خان اعظم کو دہلیاد کے خلاف سازش کرنے اور اپنے حامیاد خرد کو تخت پر بٹھانے کی کوشش پر قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد دہلیاد ملی۔ تو خان اعظم ۱۷۲۲ء میں احمد آباد گجرات میں چلے گئے جہاں فتنہ ہو گئے۔ خان اعظم ایک بہادر سپاہی

نیز اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقوشان معلوم ہوتی ہے۔

مکتوب: حضرت خواجہ باقی باللہ
حضرت باقی باللہ کا ایک خصوصی مکتوب

قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق سبحانہ تعالیٰ کمال کے اعلیٰ درجے پر پہنچائے یاد رہے، یہ زمین بزرگوں کے نصیب کا ایک پیالہ ہے۔ اس میں نہر موت نکلتی ہے، نہیں جو حقیقت ہے، کھس جاتی ہے۔ پیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں گو ابا خوسرو، خرقہ خانی علیہ الرحمۃ کا مرید ہوں لیکن اگر اس وقت خرقہ خانی زندہ ہوتے تو اوچھوڑ پیری کے میری مریدی کرتے، جب کہ ان بے صفتوں کی یہ صفت ہو تو پھر کہہ کر ان آثار و صفات کا گرفتار طلب گاری کے لوازمات پر جان کو فدا نہ کرے۔ اور جو ہاں سے خوشبو میرا آئے۔ کیوں اس طرف نہ جلتے۔ اب ہماری سستی اور دیر کوئی بے نیازی یا استغناء کی وجہ سے نہیں بلکہ حکم پر موقوف ہے۔

دابقہ حاشیہ سفوح سے آگے ایک دین پسند امیر اور باندہ پر سپہ سالار کی حیثیت سے نام آور ہوئے۔ جہاں گیسرا اپنی تمام بدگمانیوں کے باوجود ترک جہانگیری میں خان اعظم کو بدیع حسین پیش کرتا ہے۔ آپ کو بری و بار کی بدعات اور بدکاریوں کے لیے اعتدالیوں کے خلاف ہمیشہ لگے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصوصی عقیدت مندوں اور تحریک احیائے اسلام کے نزدیک دوست خدای تھے۔ نور اللہ سر قند کا ملا بدایونی نے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں لکھا ہے کہ تاج عالم نے سب راہی پیدا کر کے دین الہی کو قیوم کر دیا تھا۔ دینی مسافرا و وحی اور گمراہ لوگوں کے۔ مقرر کیا کہ کربلا، یزید، پیر، اسزین ہو گئے تھے۔ (روایت علم بافتوا ب) (مرتب)

اگر اس مع خواجہ زکریا سلطان دیں خاک، ہر فرق قناعت بعد انہیں ہم نے اپنی موجودہ حالت اور جہتی خواہش ظاہر کر دی ہے۔ اب جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے اس کی ہدایت کرے اور خود پسندی اور گمان سے چھڑائے۔

دوسرے چار مقصد یہ ہے کہ میر صاحب فریاد پوری نے اظہار طلب فیض کیا تھا اسے آنجناب کی خدمت میں بھیج دیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی استعداد کے مطابق بہرہ ور ہو جائے گا۔ اور کمالی خواجہ رعایت حاصل کریں گے۔ والسلام

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکتوب کے جواب میں جو کچھ لکھا۔ تو واضح اور کھلا کی علامت ہے۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد کے معلوم ہوتا ہے کہ تین مہینے بعد پھر خواجہ صاحب نے ایک مکتوب اہمیت عاجزی اور الحاح اور اشتیاق سے پھر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا اور وہ یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی برکات سے غائب فقرا اور مساکین کو منزل مقصود پر پہنچاتے۔ مدت سے میں نے درگاہ ولایت میں اپنی نیاز مندی عرض نہیں کی۔ اس کیفیت کو مرا نامہ بر ضرور خدمت ولایت میں عرض کر دے گا۔ ایسی صورتیں خود ہی نکل آیا کرتی ہیں اور کیا عرض کروں کہ یہ کم درویشوں کی باتیں جناب کی خدمت میں بکھانا بڑی جرأت کی بات ہے۔ اور دنیاوی اوضاع و اطوار کی حکایت بہت بے چارہ معلوم ہوتی ہیں۔ ہمیں اپنے حد کو نہ نظر رکھ کر فضول باتوں سے بچنا چاہیے۔ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشتیاق و آرزو یہاں تک ہے کہ حسب ذیل دو شعر ہمارے مدعا کے گواہ ہیں۔

بس تشنہ لبس خرابم نے دوست در حیرت یک دم آیم بے دوست
ہر جب کہ ترشے تو بسینم در عیش آیم و نبشیتم
یہ مکتوب پڑھ کر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار تھے اور حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے دلی دروند ہو گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی قیومیت کے تیسرے سال میں حضرت باقی اللہ بزرگ کی خدمت میں

مذکورہ بالا مکتوب پہنچنے پر حضرت مجدد اپنے پیرو مرشد کی نظر میں آئے۔ بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار ہو کر چھل کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنی تو پاپا وہ شہر سے باہر آئے اور دروازہ کھالی تک آنجناب کا استقبال کیا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لائے۔ اور اپنے سامنے آنجناب کو سناٹا بنا دیا۔ پچھلے در اپنے حلقے کا سردار آنجناب ہی کو نیا باد اور خود باقی مریدوں کی طرح حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ جب حلقہ یا مجلس سے جس میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا کرتے آتے تھے تو اسے پاؤں واپس آتے تاکہ آنجناب کی طرف پہنچ نہ ہو جاتے۔ بلکہ نانا سلوک کیا کرتے تھے۔ کہ جس طرف آنجناب ہوتے اس طرف آپ پیٹھ نہ کرتے۔ اور اپنے مریدوں کو بھی تلقین کرتے۔ کہ جو آداب و استقبالیہ اور متابعت ہماری کرتے ہو آنجناب کی جی کیا کرو۔ نیز فرماتے کہ اپنے باطن کو ہماری طرف متوجہ نہ کیا کرو۔ بلکہ حضرت مجدد کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوا کرو۔ حضرت خواجہ صاحب جو آداب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر سجا لایا کرتے تھے۔ یہ واقعات وہ ہیں جو خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ الدین مرشدی کی تاریخوں میں ملتے ہیں۔ مزید برآں ہم نے حضرت خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تین زبان مبارک سے بھی سنے ہیں۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے مرشد میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے حجرے میں گت پر آؤ مکہ آگئی۔ کہ اتفاقاً حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ تین تہا آنجناب کی نیابت سے حجرے تک آئے۔ خادم نے آنجناب کو جگہ اچھا کیا۔ لیکن خواجہ صاحب نے منع فرمایا۔ اور خود بڑے ادب و نیابت کے ساتھ کڑکڑاتی دھوپ میں آستانہ کے کھڑے رہے۔ چنانچہ جب میر بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے اور آواز دی کہ باہر کون ہے؟ تو حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ فقیر محمد باقی ہے۔ یہ سن کر آنحضرت بڑے اضطراب کے ساتھ تخت پر سے اچھلے اور بڑے اقتدار و احسان کے ساتھ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اندر لائے اور آداب و زانو ہو کر بیٹھے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ کہ جب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مریدوں کو فرمایا کہ تم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور وہیں یاد الہی میں مشغول رہو۔ اور جس شغل میں وہ تمہیں مشغول کریں اسی میں لگے رہو۔ بلکہ ان کے دُروہ ہماری طرف بھی توجہ نہ کرو۔ یہاں تک کہ ہماری طرف لگے اٹھا کر بھی نہ دیکھو۔ تو اس وقت مجھے فرمایا کہ شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا آفتاب ہے جس کے مقابلے میں ہمارے جیسے ہزار ستارے ماند ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے امت محمدی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی دلی نہ ایسا پیدا ہوا نہ آئندہ ہوگا۔ چنانچہ میر مذکور نے حضرت قیوم ثانی معصوم زبانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص ریا علی سے نقل کیا ہے کہ حضرت

قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں باہر
عرض کرتے کہ میں آپ کے اس سلوک سے بہت شرمندہ ہوتا ہوں، لیکن خواجہ صاحب
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ ہم اپنا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں
حضرت خواجہ باقی باللہ ہرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولایت اور ولایت

انے اپنے ایک کتاب میں پادشاہ کے کھینچے اور ہر ایک
دائرہ میں انتہائی کمالات الہی و ربیہ فرماتے جو کسی ولی باللہ کو نصیب نہیں ہوتے، ایک
دائرہ میں ولایت اور دوسرے میں ولایت نگہ داروں کی تہذیب اور تربیت (تعمیر) میں
کمال الہی اور پورے میں کمال مطلق ان پادشاهوں میں تہذیب میں کئی ہزار
ہزار کے ۱۴ بجے۔ پادشاہی امت میں سے افضل ہیں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پادشاهوں کے مملکت کے شروع میں لکھا ہے (اسب کا
سرور مانا ہے) یعنی وہ تمام اولیات امت کے سرور ہیں۔

ایک روز حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ
اپنے مرشد پر توجہ نسبت | تعالیٰ علیہ نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اب مجھ میں جماعتی کمزوری کے آثار زیادہ ظاہر ہونے لگے
ہیں، اس زندگی کی امید کم ہے پھر اپنے شیر خواجہ اور خور و سال بچوں خواجہ عبداللہ
اور خواجہ عبید اللہ کو گود میں اٹھا کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے التماس
کی کہ ان دونوں نور دیدہ کے حق میں توجہ فرمائیں، آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
حسب الارشاد ان مخدوم زادوں پر ایسی توجہ کی کہ اس کا اثر حضرت خواجہ صاحب علیہ السلام
پر بھی ظاہر ہوا، نیز فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غائبانہ آنجناب
کے فرزندوں کی طرف توجہ کی، چنانچہ ہندوؤں کے مکتوبات میں جو حضرت خواجہ صاحب
کے فرزند کے نام لکھا ہے، بیان فرمایا ہے، اکبناٹ کے احوال لکھنے والوں نے بھی

ان بیان ہے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ہم پر بھی توجہ کریں، پہلے تو حضرت قیوم اول مجدد الف
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ادب و انکسار سے مسافری مانگی کہ ہمیں ترک ادب نہ
دیا جائے لیکن حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، کہ بھائی بالطنی ترقی
میں وقت تک صرف وحدت الوجودی کے مقام تک آکر رک گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے
ہم کو اپنے فضل و کرم سے وہ مقامات عالیہ عنایت فرمائے ہیں جو اولیائے امت
میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوتے، معارف شرعیہ کے وہ علوم آپ پر ظاہر ہوتے ہیں
صرف انبیاء کا حصہ ہیں، بڑی ہی بد قسمتی ہوگی اگر آپ ایسی نعمت سے محروم رہیں
بہ حضرت خواجہ صاحب بہت درپے ہوئے اور خطرہ تھا کہ ہمیں عدم تعمیل ارشاد
سے تنکب نہ ہو جائیں، عموماً حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُعا اور توجہ
یعنی یعنی اپنے کمالات کا خلاصہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اولیائے
امت سے افضل بنایا، اپنے پیروں کو ارہمہ ان کی خواہش کے مطابق کی، حتیٰ کہ عنایت
میں سے ان کا مقصود حاصل ہوا، خواجہ صاحب نے اس موقع پر اپنے مریدوں کے
لئے اشارت فرمایا ہے۔

خواجہ باہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تاریخ میں یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرماتے
ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ صاحب کے بڑے خلیفہ شیخ "ابن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" کو
جن کا حال مقصود اس پہلے لکھا گیا ہے، ذرا فی سنا ہے، فرماتے تھے کہ میں نے
حضرت خواجہ صاحب سے سنا، جو فرماتے تھے کہ ہم حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی توجہ مبارک سے ان مقامات میں پہنچے جو پہلے ہم نے کبھی بھی نہ دیکھے تھے، ان
توجہ نے ہمیں توحید و جدی کے مقام سے اٹھا کر مقامات شریعہ میں پہنچا دیا۔

عزیز متوقف

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر عام جلسوں میں آشناء و بریکانہ و یار و اغیار کے دو برو فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ اور طفیل سے معلوم ہوا کہ توحید تو ایک تنگ کوچہ ہے۔ شاہراہ سلوک تو اس سے بہت وسیع ہے۔

مکتوبات کی پہلی جلد میں جو عرض و دشقیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیر حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لکھی ہیں ان میں سے بعض میں لکھا ہے کہ میں نے ”عزیز متوقف“ کو فلاں مقام تک پہنچایا اور فلاں مقام سے فلاں مقام تک ترقی کرائی۔ یہاں ”عزیز متوقف“ سے مراد ان کے پیر بزرگوار یعنی حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی ہیں۔

چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب علیہ الرحمۃ بیٹھے تھے کہ اتنے ہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مکتوب عرض داشت کی صورت میں آیا۔ اس میں بھی عزیز ”متوقف“ کے احوال درج تھے۔ جب پڑھا گیا تو بعض یاروں نے جرات کر کے پوچھا کہ ”عزیز متوقف“ سے کون شخص مراد ہے؟ حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں ہی ”عزیز متوقف“ ہوں۔ مجھے انہوں نے اپنی توجہ سے مختلف مقامات پر پہنچایا ہے۔ اور پھر اشارتاً عزیز متوقف کہتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکبرس عرضداشتیں حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لکھی ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کا مطالعہ کرنا چاہے۔ تو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد دیکھے۔ اس کتاب میں ان کی کتب انش نہیں۔

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے رجعت ہو کر دارالارشاد سوسہند کی طرف لوٹ آئے

اس کے بعد ملاقات نصیب نہ ہوئی۔

”مرأت عالم“ اور ”مرأت جہاں نما“ میں

مرآۃ العالم اور مرآۃ جہاں نما جو سلطان اورنگ زیب کے حکم سے تالیف کی ہیں اور جس میں ابتداء خلقت سے لے کر اورنگ زیب کی پہلی وہ سالہ حکومت کے حالات مندرج ہیں۔ اور اس میں تمام واقعات اور حادثات جو جہان میں گئے ہیں۔ علاوہ انہیں انبیاء، اولیاء، بادشاہ، علماء، شعرا، اہل حرفہ وغیرہ سمجھی حالت درج ہیں۔ اس کتاب میں حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آداب جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سہا لایا کرتے تھے بطور عجب روزگار درج کئے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی نے لاہور میں تھن خواجہ باقی باللہ کی رحلت کی جانگاہ خبر سنی

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر دہلی سے واپس آئے تو خود اعرصہ دارالارشاد سرہند میں رہ کر حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کے مطابق شہر لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ لاہور کے تمام ممتاز شرفا آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سن کر غم کے بل استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ اور نہایت اعلیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لائے۔ اس شہر کے بڑے بڑے رئیس اور علماء مثلاً مولانا طاہر مولانا حاجی محمد، مولانا جمال تلوی رحمہم اللہ علیہم وغیرہ صبح و شام آنجناب

کہ خدمت میں رہنے لگے۔ یہ لوگ ان واقعات سے پہلے ہی آپ سے واقف تھے۔
کیونکہ مشائخ علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت کی خبر دے
دی تھی۔ جب انہوں نے یہ سنا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ پیر و مرشد ہونے کے باوجود
مریدیوں کی طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب سجالاتے ہیں۔ اور
باطنی توجہ کا استغناء بھی آپ ہی سے کرتے ہیں تو ان کا اعتقاد پہلے کی نسبت بدلتا
ہو گیا۔ ان لوگوں کی پیروی سے غماز ہش مٹی، کہ کسی طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوں
سو اللہ تعالیٰ ان کی نورانی قسمتی سے آنجناب کو شہر لاہور میں لایا۔ انہوں نے آنجناب کی
تشریف آوری کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا۔ اور آنجناب کی خدمت کو دونوں جہان کی سعادت
خیال کر کے بعد قبائل، قوم، تابعین، لواحقین اور شاگردوں وغیرہ کے ہزار ہا درہزار مرید
ہو گئے۔ لاہور اور اس کے مضافات کے ہزار ہا آدمی بھی آنجناب مجدد الف ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ ارادت سے مشرف ہوئے۔

خواجہ ہاشم برکات الامدیہؒ میں کہتے ہیں کہ مولانا
مولانا جمال تلویؒ | جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک بڑا شاگرد تھا۔
کہنے لگا کہ ایک روز مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کمال اعتقاد سے حضرت مجدد
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے اٹھ کر آپ کی تعین مبارک اٹھا کر اپنے سینے سے
لگا لیں۔ جب حضور اٹھے تو پتائیں، لیکن مولانا کا یہ تعظیم کرتا ہم شاگردوں کو ناگوار
گزارا۔ کیونکہ ہمارا خیال تھا کہ دونوں حضرات علم میں یکساں ہیں۔ اور وسع اور صفائی میں
میں بھی مولانا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ کم نہیں۔ جب ہم باہر آئے
تو آگے بڑھ کر مولانا سے پوچھا کہ آپ جیسے عالم و متورع شخص کا اس طرح تواضع کرنا
اور اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا غیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مولانا جمال تلوی علیہ الرحمۃ نے
فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم باللہ اور اسرار الی مع اللہ سے واقف

اکرم ہیں۔ ان کی عزت کرنا ہمارے لئے لازم ہے۔ تاکہ ہم ان کی تواضع کرنے سے اجر
عظیم حاصل کر لیں۔

ایک روز مولانا جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد
وحدت وجود کا ماز | الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آنجناب علوم ظاہری
باطنی کے جامع ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ بہت سے کامل اولیاء مسلمانہ وحدت الوجود
جو دنیا پر فروع کے بالکل خلاف ہے، کے قائل ہیں۔ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے مولانا جمال تلوی کے کون میں چند ایک کلمات بیان فرمائے جن کو سن کر
مولانا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور چہرے کی رنگت اس طرح بدل گئی جس طرح
ایک مریض انسان ہوتا ہے۔ زراوت مبارک پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دے کر رخصت ہوئے
اسی کو معلوم نہ ہوا کہ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبان گوہر فشاں سے
فرمایا۔ اور مولانا کے کان میں کیا پردہ دیا۔

ندائم چہ گفتی چہ انگشتی کہ گفتی و از دیدہ نوحی رنجی

حضرت ملا جمال تلوی قدس سرہ اکبرؒ دور کے ایک بلند پایہ عالم دین، امیر تعلیم اور ساکب تھے۔ لاہور
میں میڈیسیٹل کی توسیع عدالت کی جگہ ایک محلہ تھا۔ اسی محلہ ملا جمال تلوی کا دینی دارالعلوم تھا۔ اس میں
علم فقیرانہ اور فقروں کو سک کے ساتھ معروف تدریس تھے۔ آپ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے عاقبات سے پہلے فلسفہ وحدت الوجود کے سخت توحید تھے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے
عنایت کا یہ عالم تھا کہ زندگی کے پورے بارہ سال بلا تفریق حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر انوار پر حاضر ہوتے
اسی اور فاتح خوانی کے بعد روحانی فیوض سے بہرہ ور ہوئے۔ ایک بار کئی روز کھانا میسر نہ آیا تو خانہ خاں
نے بلخ کی طرف جانے لگے۔ ایک قوت کی شاع پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ حالانکہ اس موسم میں قوت پر کھل کا موسم
نہ تھا۔ درخت کے پتوں میں سرسبز مٹ ہوئی۔ تو ایک نورانی شکل کا بزرگ قوت کھانا دکھائی دیا۔ کہنے

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب منزلیں طے کر کے شہر لاہور میں پہنچے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف الدار سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کی رحلت | حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رحلت کی خبر آئی۔ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کر بہت افسردہ خاطر ہوئے۔ اور وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سرہند پہنچے تو دو تین دن رہ کر دہلی جانے کا ارادہ کیا۔ اسے میں خان عبدالعزیم خان خاناں اور مرتضیٰ خاں جو حکومت کے اعلیٰ پائے کے امیر اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مخصوص مرید تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واپس آنے کے لئے عرض کی۔ کیونکہ جب حضرت خواجہ صاحب نے اپنے تمام خلیفوں اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ تو ان دنوں یہ دونوں شخص دکن میں تھے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھان کی طرف بھی خط لکھ دیا تھا۔ کہ تم نے بھی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ وہ اس خط کو دیکھتے ہی روانہ ہوئے۔ آخری وقت حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت تاکید سے فرمایا کہ تم سب قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جانا اور ان کی خدمت کو دین و دنیا کی سعادت کا سرمایہ سمجھنا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد خان خاناں اور مرتضیٰ خاں دونوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک احیائے اسلام نے مغل دربار کے بہت سے نیک دل

حضرت خواجہ باقی باللہ سیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ۵ جمادی الثانی ۱۰۱۰ کو ہوا۔ اور شہر دہلی کے باہر شمال کی طرف آپ کا مزار نہایت زریب عزیت کے ساتھ آپ کے معتبر خلیفہ مرزا احسان الدین نے تعمیر کرایا۔ چونکہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مرضی تھی کہ مرقد کے اوپر عمارت نہ بنوائی جائے۔ اس لئے جب انشا عمارت نہ بنوائی گئی۔ صرف ایک وسیع اور بلند چبوترہ مایا بنوایا لیکن نہایت ٹھگی اور نفاست کی شان جھلکتی تھی۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کے مزار کا امتیاز | عجیب تصرف یہ ہے کہ موسم گرما میں عین دوپہر کے وقت اگر کوئی شخص زیارت کی خاطر چبوترہ پر قدم رکھتا ہے تو وہ جگہ پاؤں کو سرد معلوم ہوتی ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو گرمی کی تاب نہیں لاسکتا۔

حضرت قیوم رابع خلیفہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر انوار الہی کا مظہر ہے۔ آج کل حضرت خواجہ صاحب کا مزار مبارک شہر شاہجہان کے عین مرکز میں ہے اور آنجناب کے مرقد کے ارد گرد بٹا وسیع قبرستان ہے۔ امرا اس قبرستان میں اپنی قبر کے لئے جگہ حاصل کرنے کی خاطر مہریت سارو پیسے صرف کرتے ہیں۔ پھر بھی قیمت سے ہی جگہ ملتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شاہجہان آباد والوں کے لئے بڑی بابرکت زیارت گاہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۰ سے آگے) اور اہل ایمان مسلمان امرا کو شائر کیا تھا چنانچہ غوث اور لالچ کے باوجود چند امرا سے دریافت ہے آپ کے نظریات کی بڑھ چڑھ کر تائید کی۔ ان امرا میں شیخ فرید بخاری، قلیچ خاں صدر جہاں، مرزا کریم خان عالم، خواجہ قاسم الدین، عبدالرحیم خان خاناں اور مہابت خان وغیرہ تو حضرت مجدد الف ثانی کے عقیدت مند اور جان نثار مرید تھے۔ شیخ فرید نے فقہ ارتداد دین اور بدعت دین

اس قبرستان میں اپنی قبر کے لئے جگہ حاصل کرنے کے لئے بہت سا روپیہ صرف کرتے ہیں۔ پھر بھی قیمت ستمی جگہ ملتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شاہجہان آباد والوں کے لئے بڑی بابرکت زیارت گاہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس کے روز حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ اور مراقبہ طویل کے بعد بہت سی مٹھائی منگا کر ان کی روح پر مفتوح کو ثواب بخشا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو فرزند تھے۔ خواجہ عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خواجہ عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ آپ کے تین بڑے خلیفہ تھے۔ شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ الہداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ یہ تینوں حضرات خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تجویز و تکفین کے وقت حاضر تھے۔

الہی کو روکنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا تھا۔ ان میں سے اکثر نے جہانگیر کی تخت نشینی میں اہم کردار ادا کیا۔ اور جب جہانگیر بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا تو ان امرائے اپنی قوت سے جہانگیر کو خلاف اسلام قوانین کے نفاذ سے روک جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ (مرتب)

حضرت مجدد الف ثانی خواجہ باقی باللہ کی تعزیت کے لئے

دہلی تشریف لائے

حضرت خواجہ باقی باللہ اور ملا بدیع الدین برکات احمدیہ اور حضرات القدس میں تحسین فرماتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اظہار غم کے لئے دہلی تشریف لائے۔ تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب نے حب و متوہ انجناب کا استقبال کیا اور انجناب باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلقہ اور مراقبہ میں حاضر ہوئے اور حد سے زیادہ ادب بجالائے اور انہیں انجناب سے بیعت کی۔ اسی اثنا میں شیطان نے ہمتوں کو ورغلا کر گمراہ کیا اور قیومیت کا منکر بنا دیا۔ اور صحبت منقض ہو گئی۔ یعنی وہ لطف جاتا رہا۔ انجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بہت سمجھایا۔ وعظ و نصیحت کی۔ لیکن بے پروا صرف اتنے پر اتفاق کی بلکہ بعض تو حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر جا کر حضرت قیومہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہلاکت کی دعائیں کرنے لگے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان بے جا تجاویز کرنے والوں کی نسبت مذہب کر لی۔ جب پھر بھی وہ باز نہ آئے۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ کر مر مر بند چلے گئے۔

شیخ تاج جو ایسے لوگوں کے پیش پیش تھے۔ ان
 شیخ تاج کی کیفیت کے دل میں بھی ان کی باتیں سن سن کر کچھ شک رہا۔

آگیا تھا وہ بھی اپنے وطن چلے گئے۔ اثنائے سفر میں ایک صاحب کشف و کشف نے خواب میں دیکھا کہ ہر ایک درویش نے ایک ایک چراغ روشن کیا ہے۔ چنانچہ ایک بجلی کو ندی جس سے تمام چراغ بجھ گئے۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ یہ چراغ سترہ مجتہد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف درویشوں کی توجہات ہیں اور وہ بجلی حضرت مجتہد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ ہے۔

جب شیخ تاج اپنے وطن پہنچے تو اپنے باطن کی طرف بڑی توجہ دی لیکن باطنی احوال کا نام و نشان تک نہ پایا۔ شیخ تاج بہت مخموم ہوئے۔ جب منور ہوئے تو خواب میں دیکھا کہ اولیائے امت کی ایک بڑی بھاری مجلس منعقد ہے۔ شیخ تاج بھی اس مجلس کے ایک کونے میں بیٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک نے شیخ تاج کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تم اولیائے امت میں سے سب سے افضل کے منکر ہو گئے ہو۔ کیا تم میں سے نہیں کہ اس عسکر کا منکر ہونا دینی و دنیوی تباہی کو دعوت دینا ہے۔ اور اس حالت میں ایمان کا سلب ہونا یقینی ہے۔ اس انکار کو چھوڑ دو اور توبہ کرو۔ اس مجلس کے تمام اولیائے فردا فردا شیخ تاج کو یہی عقاب کیا۔ شیخ تاج حیران تھے کہ یا الہی! وہ کونسا بزرگ ہے جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے اور میں کب اس کا منکر ہوا ہوں۔ کہ تیرے غضب و قہر کا مستوجب ہو گیا ہوں۔ ناگاہ شیخ صاحب کیا دیکھتے ہیں کہ اس مجلس کے صدر نشین حضرت قیوم اول مجتہد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور تمام اولیائے امت کا رخ حضور کی طرف ہے۔ اور اس مجلس کے سر دائرہ خود آپ ہی ہیں۔ بعد ازاں تمام اولیائے امت نے متفق ہو کر کہا کہ یہی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ شیخ تلخ نے کھیرا کہ بڑی عاجزی۔ کہے ساتھ حضرت قیوم اول مجتہد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ چونکہ میں آپ کے مخالفوں میں بیٹھا تھا اس لئے میرے دل میں شامت نفس اور اغوائے شیطان سے شک و شبہ آگیا تھا۔ اب میں مولیٰ کا خواستگار

دانا ہوں۔ حضرت مجتہد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم جیسے شخص سے یہ بات کب معلوم ہوتی ہے۔ تین مرتبہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج کا کان پکڑ کر یہی فرمایا۔ جب شیخ تاج نے صدمہ زیادہ عجز و زاری کی تو آنجناب نے شیخ تاج کی نصیحتات کاٹ کر مٹا دیں۔

شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
شیخ تاج حضرت مجدد کے غلاموں میں | یہ واقعہ دیکھ کر سخت شرمسار ہوئے
 اس شبہ سے جو آنجناب مجتہد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ان کے دل میں تھا سخت ادم ہوئے۔ اور توبہ کی۔ پھر جب اپنے احوال کی طرف توجہ کی تو اپنے احوال میں کمال رشد پایا۔ بعد ازاں ایک خط اپنے پیر بھائیوں خصوصاً مولانا محمد قلیچ کی طرف جو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سالار تھے اور مرزا حاتم الدین کی طرف اس مصنف کا لکھا کہ تم سب حضرت قیوم اول مجتہد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض نہ کرو۔ اور اس عرض میں مجتہد فقیر کا دعا و سلام بھی عرض کرو۔ کیونکہ انہوں نے خواب میں میرے قصور کو معاف فرمایا ہے۔ اب امید کرتا ہوں کہ ظاہر میں بھی میرے قصور کو معاف فرما دیں گے۔ دوسرے دھلی کے یاروں کو بھی واضح ہے کہ میں شخص نے پہلے حضرت مجتہد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا اور ابھی تک آنجناب مجتہد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے وہ مرید ہے اور جو بن رجوع مخوف ہو گیا ہے وہ بھی مرید ہے۔ کیونکہ ایسے شخص کا منکر جو تمام اولیائے امت سے افضل ہو مرید ہوتا ہے۔ یہ دو روزہ زندگی آسان ہے لیکن یاد رکھو جو اسی انحراف کی حالت میں فوت ہو جائے گا۔ آخری وقت میں اس کا ایمان ضرور بالضرور سلب ہو جائے گا۔ تم سب اپنے پیر بھائیوں کو اطلاع دے دو۔ جب کچھ مدت بعد شیخ تاج دہلی میں آکر حاجی کے حجرہ میں مقیم ہوئے۔ اور ملا حسن جعفر بگ اور خواجہ محمد صدیق آپ کی خدمت میں آئے

تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آیا جناب کی طرف سے اس مضمون کا ایک خط آیا تھا۔ یا یا
لوگوں کی بنائی ہوئی بات ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا واقعی خط میری طرف سے تھا۔ معاملہ کی
حقیقت یوں ہے کہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو گیا تھا۔ سو انجناب
کے ہاتھ سے میری گوشمالی ہوئی۔ اور پھر میں معتقد بنا اور وہی کے باروں کی طرف متوجہ
ہوا۔ تو ان کے باطنی احوال میں رشد و ہدایت دکھائی نہ دی۔ میں نے تعبیر کی لیکن مقصد اذہ
نہ آیا۔ انہوں نے جو خواب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دیکھا
تھا۔ بیان کیا۔

خواجہ حسام الدین کا خواب | تھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم منبر پر جلوہ فرما ہو کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاد و شائش
کا اعلان فرما رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فصیح کلمات
سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح مہر شرح ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم از روئے فخر فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کا فخر حاصل ہے کہ
میری امت میں ایسا بزرگ ظاہر ہوا ہے جس نے میرے دین کی تجدید کی ہے۔ اور یہ بزرگ
تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ یہ سن کر تمام یاروں نے تویہ کی اور اپنے اپنے عقیدہ
سے سخت ناوم ہوئے۔

شیخ تاج کا حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں غرضیہ | شیخ تاج نے حضرت
اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک غرضیہ ان لوگوں کی سفارش اور طلب معافی تقبیرات کے بارے
میں لکھا اس غرضیہ میں یہ واقعہ بھی لکھا کہ کوئی بزرگ کسی مسجد میں مراقبہ کرنے بیٹھا تھا کہ
استغفر میں ایک سوداگر غار اندر گئے کے لئے اسی مسجد میں آیا۔ اس کی مکر یہ پانسو دینار کی

ہمیا فی حق۔ وہ اسے نہ ملی۔ اس نے خیال کیا کہ شاید اسی بزرگ نے اٹھائی ہے۔ اس نے
اپنے آدمیوں کو کہا تو انہوں نے اس بزرگ کو بہت مارا پیٹا۔ آخر اس بزرگ نے چارہ ناچا
مان لیا۔ اور کہا کہ اچھا میں بھی ادا کرویتا ہوں۔ بعد ازاں سوداگر کو وہ ہمیا فی کسی اور جگہ سے
ملی۔ جو تکلیف اس نے بزرگ کو دی تھی۔ اس کے بارے میں ڈرا۔ اور اس مرد بزرگ کی
خدمت میں حاضر ہو کر طرح طرح کی عاجزی کی۔ اس مرد خدا نے فرمایا۔ پیارے اتم اس
قدر عاجزی کیوں کرتے ہو جس وقت مجھے تجھ سے تکلیف پہنچی تھی۔ اسی وقت اللہ نے
مے میں نے عذر کر لیا تھا کہ اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہوں گا جب تک تمہیں
اپنے ساتھ نہ لے چلوں گا۔ اس عرض سے غرض یہ ہے کہ اسلاف ایسا کرتے ہیں امید
کہ آنجناب بھی ان لوگوں کے قصور سے درگزر فرمائیں گے۔ حضرت قیوم اول مجدد
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج کی سفارش سے ان لوگوں کے قصور کو
معاف فرمایا۔

دہلی کے مشکوک لوگوں کو معافی | حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے
عرس کے موقع پر دہلی تشریف لائے۔ تو تمام یاروں نے آنحضرت مجدد الف ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال کیا۔ اور تمام نے ہنگامے سر جو کر پکڑے یاں گردن میں ڈال لیں۔ اور
اسی بیعت کدائی سے آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر
ہوئے۔ شیخ تاج نے بھی حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور ان کی سفارش کی۔ آنجناب رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے ازراہ نطفہ و کرم سب کو معاف فرما دیا۔ اور ان کے قصور بخش دیے
انہیں دونوں خواجہ حسام الدین نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضرت ختم المرسلین صلی

خواجہ حسام الدین حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ ایک خاص رقیبہ
آئندہ ملے گا

جلال الدین اکبر بادشاہ کے اعلانیہ دعویٰ الوہیت پر حضرت مجدد الف ثانی اور دوسرے مسلمانوں میں اضطراب

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ ہندوستان کا بادشاہ (اکبر) دین اسلام سے مرتد ہو گیا تھا اور اس نے نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا تھا۔ اب اس نے خدائی کا دعویٰ بھی شروع کر دیا۔ اس کے املو لوگوں کو زبردستی لاکر سجدہ کر داتے تھے کہ بادشاہ کو خدا مانو۔ یہ ملعون بادشاہ فرعون کی طرح سخت نخوت پر بیٹھ کر خلعت سے سجدہ کرتا تھا اور آفاک کچھ لاکھ تھے "میں تمہارا سب سے اعلیٰ پروردگار ہوں" کا دم مارتا اور فرود مردہ کی طرح دعوت کے سخت پر بیٹھ کر ملن الملک کہیں کا ہے ملک کا تقارہ بجاتا تھا۔ اسلام اور مسلم دونوں کے لئے یہ جہان بہت تنگ ہو گیا۔ اگر لوگ بادشاہ کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے تھے تو قتل کر دیے جاتے تھے۔ بہت سے جانیباڑ مسلمان اسی طرح قتل ہو گئے۔ لیکن سیدہ نہ کیا اور بادشاہ کے آگے نہ ہٹے۔ اسی طرح ہزار ہا آدمی جرہہ ز قتل ہوتے۔ جب خلعت بہت گھبراگئی تو سب جمع ہو کر حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عالم پناہ میں فریاد لائے۔ اور زبان حال سے عرض کیا کہ ہم آپ کی قیومت کی آمد آمد کے منتظر تھے۔ اور ہمارے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اس خیر ادویا کی بعثت کی برکت سے اس بلا سے بچائے گا۔ لیکن تعجب ہے کہ ہم سالہا سال سے اسی طرح مصائب میں گرفتار چلے آتے ہیں حضرت مجدد الف ثانی نے غیرت میں آکر بادشاہ کے خلاف سخت نالائشگی کا اظہار کیا۔ اور اس کے دفعیہ کے لئے توجہ کی۔

مجدد الف ثانی کا پہلا اقدام
خان خانان، خان اعظم، سید صدر بہاؤ
اور مرتضیٰ خاں وغیرہ کے ہاتھ "سجودِ اکبر" اور
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتد اور اکبر بادشاہ کے مقرب خاص تھے۔ حضرت

عبدالرحیم خان خانان جہانگیری دیار کا ایک رکن اور خلیفہ حکومت کا ستون مانا جاتا تھا۔ اکبر بادشاہ نے شیر بادشاہ اور فتح رسلت بیسیرم خان کا بیٹا تھا۔ سنہ ۹۶۰ھ میں لاہور میں پیدا ہوا۔ ابھی تین سال کا تھا کہ والد کا انتقال ہو گیا۔ بچپن میں سے ہی پستوں پر آگئے۔ بیسیرم خان پر سختیاں ہونے لگیں۔ اہلار اور دربار کا آنا جانا بند ہو گیا۔ گھر قریب تان کا نمونہ بن گیا۔ بلکہ زندان خانہ نظر آئے لگا عبدالرحیم نے ہوش جمایا تھا کہ مصائب کی آندھیاں چنے لگیں۔ گھر آج گیا۔ خاندان برباد ہو گیا۔ توبہ پور سے دہلی اور دہلی سے احمد آباد آئے۔ بیسیرم خان کو موت نے آدھ چھا۔ مگر اکبر نے حکم بھیجا کہ عبدالرحیم کو دربار میں بلا لے۔ سنہ ۹۶۹ھ میں یہ پانچ سال کا بچہ جب دربار اکبری میں پہنچا تو دربار میں باپ کے دشمنوں کا تسلط تھا۔ عبدالرحیم کے باپ کے خلاف گفتگو ہوتی۔ الزامات دھرائے جاتے۔ برائیاں سنائی جاتیں۔ خدایوں نے مذکورے ہوتے تو بچہ سن سن کر سہم جاتا۔ مگر اکبر کی شفقت نے اسے سہارا دیا۔ اسے مرزا خان کہہ کر بارگاہ نے لگا۔ اکبر کے سایہ میں پرورش پانچواں لایہ بچہ بن شعور کو نیپا تو ایک باکمال سپاہی، علم و فضل کا منبع، مری فکر و دانش میں اپنی مثال آپ بن کر ابھرا۔ وہ خود عالم تھا۔ علماء کا قدر دان تھا۔ شعر اور صاحبِ قلم تھا۔ لغویں اور ادیبوں کا مربی بن کر کھڑا ہوا۔ عربی بلا کلفت بولتا۔ فارسی اور ترکی میں باکمال تھا۔ وہ سن و حال و پلیرین کو خواں ہوتا۔ جوہر جانا مصوٰفہ تصویر بنانا۔ مگر دل والے اس کے حسن کے سامنے سجدہ ریز ہوتے اس کا پناہ گزین علم، ابنِ بعیت، شعراء اور اہل کمال سے بھرا رہتا تھا۔ اور وہ انعام و اکرام کی حسین برساتا جاتا۔ وہ اکبر کا منظورِ نظر تھا۔ اپنے اعلیٰ کردار اور حسنِ اخلاق سے ہر دلعزیز تھا۔

خان خانان عبدالرحیم کی خان اعظم مرزا عوید کو کھٹاش کی بیٹی ماہ بانو بیگم سے شادی کر دی۔

سنہ ۹۷۰ھ میں پہلی بار عبدالرحیم نے اپنی تشییر کے جوہر دکھائے اور پنجاب پر حملہ آور تو قتل کو

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہ کو نصیحت آمیز مکتوبات اور کلمات کہلا بھیجے کہ اگر وہ اس دعوے سے باز آجائے اور توبہ کرے اور مسلمانوں کو تکلیف نہ دے تو بہتر و دروغتیب الہی کا منظر رہے۔ ان حضرات نے بادشاہ کو بذات خود بھی سمجھایا لیکن بے سود۔ جب انہوں نے دیکھا کہ مرتت سے کام نہیں نکلتا تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات اور تصرف کا رعب اس کے دل میں بٹھایا۔ بادشاہ پہلے ہی وقت تک خواب دیکھ چکا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے بزرگوں اور ستارہ شناسوں کے اخبار و اقوال جو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے بادشاہ کی سلطنت میں زوال آنے کے متعلق تھے بادشاہ کو سنائے اور بتائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۱) آگے اور بفاؤن کو تیس تیس کر دیا۔ ۹۸۳ھ میں احمد آباد کی حکومت کر سہرورد کا حکمران مقرر کر دیا۔ ۹۸۶ھ میں شہباز خان میر پرملک کیا تو عبدالرحیم نے برہہ کر اس کے پاؤں کاٹ دیے۔ ۹۹۰ھ میں شہباز احمد سلیم جس کی عمر ۱۳ سال تھی کا انا لبق مقرر ہوا جبکہ عبدالرحیم کی عمر ۲۰ سال تھی۔ جہانگیر تخت نشین ہوا۔ تو عبدالرحیم کو خان خانان کا خطاب ملا۔ وہ جہانگیر کے قریبی اور باہتمام اور میں سے تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی سے بے حد عقیدت تھی۔ وہ دیاری قیاحوں اور غیر اسلامی رسوم کے سخت خلاف تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جو سازشیں ہوتیں یا شاہزادہ نقاب نازل ہوتا۔ خان خانان سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے فیصلہ کے خلاف عبدالرحیم خان خانان نے جہانگیر کو بڑے اعتماد سے سمجھایا۔ جب آپ گوالیار میں پس و پور زندان میں تھے۔ تو عبدالرحیم خان خانان کے مشورے سے ہی مہابت خان نے جب جہانگیر کو قید کر لیا تھا۔ یہ ان اہل ایمان امراء سے تھا جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں مغل دربار کی بدعات کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

(استفادہ از دربار اکبری)

پہلی کامیابی | پانی اور اعلان کیا گیا کہ آج سے لوگوں کو اختیار ہے۔ خواہ وہ دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں رہیں خواہ بادشاہ کے اختراع کردہ دین الہی میں آجائیں۔ جو ملازم لوگوں کو زبردستی بادشاہ کے پاس سجدہ کے لئے لا کر تے تھے۔

۱۔ اکبر کے مزید ہونے کا عندیہ ہر مسلمان کو ہوا۔ اہل ایمان کے دل بیٹھ گئے۔ ملا عبد القادر بدایونی نے اپنی مشہور کتاب منتخب التواریخ میں بڑی تفصیل کیا کہ اکبر کے کفریہ اقوال و اعمال کا تذکرہ کیا ہے۔ ملا بدایونی نے لکھا کہ اگر نہ مگر ای میں مبتلا ہوتے ہی لوگوں کو ایک حکم دیا لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ۔ ابوالفضل نے مہاجرات کے ترغیب میں اکبر کو خلیفۃ اللہ لکھا۔ اکبر کی حضور سے صداوت کا یہ عالم ہو گیا کہ جن لوگوں کے نام کے ساتھ محمد احمد محمود مصطفیٰ تھا۔ اسے خان سے بدل دیا گیا۔ سکون پر کلمہ طیبہ کی جگہ رام اور بیتا کی تصویریں چھپنے لگیں۔ شاہی مملکت اور دربار میں نماز ادا کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔ مسجد میں افان دینا بند کر دی گئی۔ اگر ہندو کسی مسجد پر قبضہ کر لیتے تو اسے ملہم کر دیا جاتا تھا۔ ماہ رمضان کے روزے کو "ماہ گرسنگی و تشنگی" کہا جانے لگا۔ اکبر نے اپنے عمال کو دکنہ جمع کرنے سے روک دیا۔ حج پر جانے والوں پر پابندی لگا دی گئی۔ صرف اسے ہی حج پر جانے دیا جاتا جسے ملک بدر کرنا ہوتا تھا۔ مسئلہ کلام، دیدار الہی حشر و نشر کے قسز اڑائے جاتے۔ اکبر نے دیار میں اعلان کر دیا کہ عقل و دماغی کی بات محمد سے دریافت کی جائے۔ علماء سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ اکبر کو حضور کی سنت اور اعمال سے تھا۔ وہ حضور کے مخرج کا مذاق اڑاتا تھا۔ وہ صحابہ کرام کے کارناموں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا اور دربار کے شیعہ امراء صیاب پر سب و شتم کرتے تو خوش ہوتا۔ اسلام کے مسئلہ جمل اور قیاس کو اکبر اور اس کے حامی ایک مذاق قرار دیتے۔ جنگ صفین، بغیر فک، پنجاب، کام خنوم، بنت علی، تعمیر کوثر، خلافت اصحاب ثلاثہ اس کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتے تھے۔

انہیں تاکید منع کیا گیا کہ آیت کسی کو زبردستی نہ لایا جائے۔

(بقیہ ماث صفحہ سے ملے گی)۔
 علمائے کرام کی رائے کو کفایت دوزوں، درزیوں، حلوائیوں اور بازوؤں کی رائے قرار دی جایا کرتی تھی۔ اگر کسی کو گالی دینا ہوتی تو اسے فقیر کہہ دیا جاتا۔
 اکبر نے اسلام سے منحرف ہونے کے بعد ایک چھل تن مجلس قائم کی۔ یہ مجلس ہر سہد کو اپنی تہیں عقلوں کی سان پر چڑھاتے۔ اگر کوئی مسئلہ کی عقل میں آتا تو اسے دین لہجہ کا حصہ بنا دیا جاتا ورنہ باوجود اطفال قرار دیا جاتا۔ عقل جناب سائل کو دیا گیا۔ انسانی معنی کو غلطی سے انیت قرار دیا گیا۔
 نجم پوچھنے کو ایک فرسودہ رسم قرار دیا گیا۔

یہ تھے وہ مولے مولے اعتدالت جس سے اکبر نے اسلام کی بیخ کنی کر دی۔ اور لوگ مضطرب ہو کر مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پشیمے۔ آپ نے اکبری دہ کی اس اضطرابی حالت کو اپنے ایک مکتوب نمبر ۳۳ میں لکھا۔ مسلمان نہ ہر اسلام سے عاجز تھے۔ اگر وہ اسلام کا اظہار کرتے تو انہیں قتل کر دیا جاتا۔ اکبر کی ان سب ہودگیوں کو دیکھ کر حضرت مجدد الف ثانی تو کہا ملا زدی نے بھی اسے مرتد ہونے کا فتویٰ دے دیا تھا۔ ساری ممکنات میں شراب نوشی کی عام احیاء مل گئی۔ بلادی نے ایسے غدار اور قاضیوں کے نام لکھے ہیں جو کثرت شراب نوشی سے مرگئے تھے۔ نکاح کے معاملہ میں یہ نعرہ عام تھا "خدا ایک وزن یکے" شیطان پورہ کی تعمیر کی گئی جس میں زمانہ کی عام اجازت تھی۔ جواہریوں کی سہولت کے لئے شیطان پورے میں ایک جواہر خانہ قائم کیا گیا۔ سود حلال قرار دیا گیا۔ فت منی عبد السمیع درباری عالم نے رشوت لینا و فتن زراہ سے دیا۔ دار الحی مندرائے کا عام رواج ہو گیا۔ حاجی، بلاجم سرہندی نے ایک حدیث نکالی کہ ایک صحابی کے ریش تیرا شہید بیٹے کو حضور نے دیکھا تو فرمایا۔ یہ جنتیوں کی شکل ہے۔ چنانچہ دار حیاں مندرجہ چائے لگیں اس قسم کی خرافات کا چرچا ہوا۔ تو مسلمان گھبرا اٹھے۔ اس موقع پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل ایمان امرار کو مکتوبات لکھے۔ اور انہیں تحریک احیائے اسلام پر آمادہ کیا۔

(مرتبہ)

اس مطلب کے لئے ایک دن مقرر

ابن الہی اور دین مصطفیٰ کا مقابلہ ہو گیا۔ جو خلقت کو دین حق اور دین الہی میں سے ایک کو اختیار کرنے کے لئے بلایا جائے۔ جب یہ خبر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی تو فرمایا کہ کشف یوں ظاہر ہوا ہے کہ اس مقررہ دن بادشاہ غرضبانی بالضرور نازل ہوگا۔ جب وہ مقررہ دن آیا تو کافرو مرتد بادشاہ نے اپنے محل کے خانہ میں بیٹھ کر محل کے نیچے کے وسیع میدان میں دربار عام کیا۔ اس وسیع میدان میں دو سطوح بنائیں۔ ایک کو زرد دیا سے آراستہ اور جواہر اور یاقوت سے جڑا کر لایا گیا اور دوسرا نام بارگاہ اکبری رکھا۔ دوسری پرانی بارگاہ جس میں پرانا ہونے کے وجہ سے قائم نہ تھے اب بھی سکتے تھے۔ اور اسے جگہ جگہ سے کیرے نے کھا کر چھلنی بنا رکھا تھا۔ اس کا نام بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکھا گیا۔ بارگاہ اکبری میں قسم قسم کے لطیف خفیں اور پر تکلف کھانے اور میوے سجائے گئے اور بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بالکل نامرغوب طبع بے مزہ طعام رکھا گیا۔ اب لوگوں کو عام اجازت دی گئی کہ جو شخص چاہے بارگاہ اکبری میں داخل ہوا اور جو چاہے بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں آئے۔ بادشاہ کے بڑے بڑے عہدہ دار اور امیر و وزیر سلطنت کے تنخواہ دار تو بارگاہ اکبری میں داخل ہوئے۔ اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے تمام مریدوں مثلاً مریم خاں، مرتضیٰ خاں، سید صدر جہان، اور خان غلام وغیرہ اور بہت سے غریب لوگوں سمیت جو اسلام کے شہیدانی تھے جناب سید الاولین والاخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بارگاہ کی طرف آئے۔ اتنے میں ایک سید مرد عہدہ دار بادشاہ کے خوف سے اکبری بارگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک پٹھان مرید نے جو بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بیٹھا تھا۔ اسے کہا۔ ارے سید! آج اکبری بارگاہ میں جاتا ہے لیکن قیامت کے دن اپنے جد امجد حضرت محمد مصطفیٰ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائے گا۔ یہ سن کر وہ سخت شرمندہ ہوا۔ اور بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوا۔ دونوں قرین کھانا کھانے میں مشغول تھے کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بھیجا کہ بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گرد اگر ایک لکیر کھینچ آئے۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ اور پھر مٹھی بھر خاک جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے دی تھی۔ بادشاہ کی طرف پھینکی۔ اس کے پھینکنے ہی شمال کی طرف سے ایک اندھی اُٹھی جس نے اکبری بارگاہ کو تہ و بالا کر دیا چنانچہ طلسم کے رکاب خیموں کی میخیں اور رسیاں وغیرہ اکھر گئیں اور مارے عجیبے اور ساٹھان اہل بارگاہ کے سروں پر پڑے۔ جتنا لیکہ وہاں ایک ہلاکت غیر منظر تھا جس بالائے شانہ بیٹھا تھا اس کے کوار بادشاہ کے سر پر لگے۔ چنانچہ اس کے سر پر سات زخم لگے۔ اکبر بادشاہ زمین پر گر پڑا۔ جس سے اس کی ہڈیاں ٹوٹ چور ہو گئیں۔ ایک بگولا بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گرد اگر دیکھ رہا۔ لیکن اندر سے آدمیوں کو کسی طرف کی کوئی تکلیف نہ دی۔ یہ لوگ بڑی دلی جمعی سے کھانا کھانے میں مشغول رہے۔ سات روز بعد اکبر بادشاہ ان زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسا اور داخل فی اُتار ہو گیا۔

۱۰ اکبر بروز جمعرات ۱۲ جمادی الآخر ۱۵۷۴ء کو مر گیا تھا۔ وہ اپنی زندگی کا تریسٹھ دن جشن مناجا کا تھا۔ اکبر کی موت کے ساتھ ہی دین الہی ختم ہو گیا۔ اس کے ماننے والوں میں سے اکثر امراء اور سپہ سالار پہلے ہی موت کی وادی میں چلے گئے تھے۔ دین الہی پر ایمان عارضی تھا۔ اکبر نے اپنے دین کا کوئی جانشین نہ بنایا۔ چنانچہ اس کا مذہب اس کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ البتہ اس کے دین کی بہت سی بدعات اور رسومات ایک عرصہ تک رائج رہیں جو حضرت محمد کی سلسل کوشتوں سے جہاں گبر کے آخری دور میں ختم ہوئی تھیں۔

اس روز ہزار ہا آدمی

معاذین سلطنت حضرت مجدد الف ثانی کے مرید بن گئے

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے

ماں جہاں لودھی اور سکندر خاں لودھی اور دیبا خاں اسی روز مرید ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات میں خاں جہاں لودھی کے نام بہت سے مکتوب لکھے ہیں اور چند ایک مکتوب سکندر خاں کے نام بھی لکھے۔ بہادر خاں کا یلیپ سا خاں اور شاہ جہاں پور اور شاہ آباد کا بانی دلیر خاں اور بہادر خاں بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ جہاں پور دہلی سے قسطنطنیہ کی طرف چالیس فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہے۔ بہادر خاں بعد میں آنجناب کے خلیفہ حضرت شیخ آدم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرید بنا۔ اور دلیر خاں حضرت قیوم ثانی کا مرید بنے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا

عالم اسلام کے علماء و مشائخ حضرت مجدد کے مرید بن گئے | جب حضرت
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرہ خراسان اور نادر اور بختان وغیرہ میں پورے طور
پر پہنچی۔ تو ان ملکوں کے تمام چھوٹے بڑے علماء و نجباء کے تلیف و ملاوہ بن گئے ہر ایک
کے دل میں یہ یقین تھا کہ کسی طرح آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ویرانہ فرحت
آوار سے مشرف ہو۔

علمائے کرام کا ایک فوری قافلہ | شیخ طاہر نجفی بختان کے بادشاہ کا مقرب
خاص تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ خلیفہ سرور
کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم معہ غلامے راشدین تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں کہ
میرے لیے بے زیا نہیں کہ تو بادشاہ کی خدمت میں پڑا رہے۔ بہتر ہے کہ تو حضرت قیوم
اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔ اسی دن صبح کو شیخ
نے بادشاہ کی رفاقت چھوڑ دی اور ہندوستان کا رخ کیا۔ راستے میں مولانا صالح گوٹا جی سے
ملاقات ہوئی۔ مولانا نے بھی اس بار سے میں خواب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ بھی اس ارادہ سے
ہیں آپ کے رفیق ہو گئے۔ جب یہ دونوں بزرگ شہر طائفان پہنچے۔ اور مدرسہ میں کسی رفیق
راہ کی جستجو کی۔ ان دونوں طائفان کے بڑے جید عالم مولانا یار محمد مدرسہ کے معلم تھے۔
جب آپ سے ان دونوں کی ملاقات ہوئی۔ اور آپ نے ارادہ پوچھا تو دونوں نے اپنے

پہنے ارادے سے الگ ہی دی۔ مولانا یار محمد نے بھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی صفت و ثنا سنی ہوئی تھی۔ بے اختیار ان دونوں کے ہمراہ ہو بیٹھے۔ اب تین
لوگ تھے۔ شیخ عبدالحق شاد مانی نے خواب میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشخبری
سنی ہوئی تھی وہ بھی حضور کو زیارت کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ بھی ان تینوں سے آگے
شیخ صاحب بھی تھائی سے تنگ آگئے تھے۔ جب انہوں نے شیخ صاحب سے ملاقات
کی۔ ایک دوسرے کے ارادے سے واقف ہوئے تو پاروں متفق ہو گئے اور روانہ
ہوئے۔ جب شہر برک میں آئے جو کہ کابل اور قندھار کے درمیان واقع ہے۔ تو شیخ
احمد برکی جس نے حضور کے چند ایک مکاتیب کا مطالعہ کیا تھا بہت سے امداد بھی
من پکا تھا۔ اور دیدار فرحت آثار کا اذہر مذاق تھا۔ اور اپنے دارالعلوم کا صدر مدرس تھا۔ ان
تینوں کے ساتھ ہو لیا۔ وہاں کے بڑے شیخ مولانا یوسف کی بھی ساتھ لیا۔ شیخ یوسف نے پہلے
بے احوال باطنی سے حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں بھیج کر پوچھ لیا تھا کہ آیا یہی
جنا ہے یا کچھ اور بھی۔ اور حضور نے جواب میں لکھا تھا کہ یہ بھی ابتدائی احوال ہیں۔ چونکہ
وہ مسنونہ حضور کی زیارت کے لئے جا رہے تھے۔ شیخ یوسف بھی ان کے ساتھ ہوئے
آخر تمام منزلیں طے کر کر کے دارالارشاد سرسند میں پہنچے۔ اور حضرت قیوم اول مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمال جہاں آبرائے مشرف ہوئے حضور نے ہر ایک پر بہت بہت
مہربانیاں کیں۔ شیخ احمد برکی کو ایک ہفتہ اپنے پاس رکھا اور خلافت دے کر وطن کو

شیخ احمد برکی حضرت مجدد کے خاص رفیق ہیں۔ تھے۔ ملا بد الدین سرسندی نے حضرات القدس میں
کے تفصیلی حالات قلمبند کئے ہیں۔ ان کی تحقیق کے مطابق آپ کابل اور قندھار کے درمیان ایک قصبہ دار
میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت خواجہ باقی باللہ کے مرید تھے۔ وطن سے علیٰ اوقصہ کا حکمران بن کر گئے۔
اور حضرت مجدد کے حکمران کا ملا لکھ لیا۔ تو سرسند پہنچے۔ اور حضرت مجدد کے مرید ہوئے۔ وہ اپنے

رخصت کیا۔ بلکہ اس ولایت کی تعلیمت بھی عنایت فرمائی۔ وہاں پر شیخ صاحب کو قیام عامہ نصیب ہوئی۔

خراسان اور بدخشاں کے ہزاروں لوگ حلقہ ارادت میں | **تو اسان بدخشاں**

آدمی شیخ صاحب کے معتقد ہو گئے۔ اس ولایت کے بڑے شیخ حسن بھی شیخ احمد کے مرید ہوئے اور شیخ صاحب کو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ انجناب نے شیخ حسن کو بھی خلافت دے کر خراسان بھیجا اور شیخ احمد برکی کو لکھنؤ دیا۔ اگر تم ماوراء النہر جاؤ تو شیخ حسن کو خراسان میں رکھو۔ کیونکہ یہ بھی تمہاری سلطنت کے ایک رکن ہیں۔

شیخ یوسف برکی کو بھی اسی سال خلافت دے کر خراسان بھیجا گیا۔ جہاں شیخ مذکور کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ شیخ یوسف کی مرتبہ خراسان گئے۔ اور کچھ عرصہ شہر جانندھری میں قیام کیا۔

مولانا صالح گولامی کو کچھ عرصہ خدمت میں رکھ کر بدخشاں کی خلافت عنایت کی اور رخصت فرمایا۔ مولانا مذکور کو بدخشاں میں قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ اس ولایت کے تمام چھوٹے بڑے آپ کے معتقد ہو گئے۔

ماشاء اللہ سابقہ سال کے خلافت کے قلمبخت تھے۔ آپ نہ صرف حضرت قیوم اول کے زیر تربیت رہے بلکہ منقطع نظر بھی تھے حضرت مجدد نے آپ کی وفات پر آپ کے بیٹوں کو تہنیتی پیغام میں لکھا کہ شیخ احمد برکی عالم اسلام میں اللہ کی آیات سے ایک آیت تھے۔ وہ مقبول بادگاہ رسالت تھے۔ حضرت نے آپ کو آخری مکتوب لکھا تو اس میں حکم دیا۔ اگر خدا خواستہ رخصت کا وقت آجائے تو شیخ حسن کو اپنا نائب مقرر کرنا۔ مکتوب نے چند روز بعد ۱۲۸۵ھ میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ (مرتبہ)

مولانا یار محمد طائفانی کو بھی خلافت عنایت کر کے طائفان میں جو بدخشاں کی سرحد پر واقع ہے بھیج دیا۔ اس کے گرد و نواح کے ہزار ہا لوگ مولانا کے مرید ہوئے اور فوائد حاصل کئے۔

مولانا قاسم علی کو جو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فدوی مرید تھا۔ اسی سال خلافت عنایت کر کے ماوراء النہر بھیج دیا۔ وہاں کے عیار لوگوں نے مولانا سے فوائد کثیر حاصل کئے۔

سلسلہ مجددیہ کی ایران میں اشاعت و مقبولیت | **حضرت قیوم اول**
مجدد الف ثانی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ علیہ احمدیہ کا رواج خراسان، بدخشاں، اور توران میں اس قدر ہوا کہ وہاں کوئی شہر، گاؤں یا قصبہ ایسا نہ تھا جہاں پر اس سلسلہ علیہ کے خلفائے ہوں۔ اور وہاں کے بڑے بڑے آدمی ان کے معتقد نہ ہوں۔ جتنا کہ عبداللہ خاں اور یک جو تمام ولایت توران، خراسان اور بدخشاں کا بادشاہ تھا۔ حضرت قیوم اول محبت و اہل ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایسا معتقد ہو گیا کہ جو کام کرتا حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ضعف کی اجازت سے کرتا۔ اگر کسی کام کے لئے خلفاء ابائے نہ دیتے تو اس سے باز رہتا۔ کئی دفعہ اس نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عریضے بھی لکھے۔ اور خاسیہ نہ ہی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہو گیا۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفاء کی خافقاہوں کا خرچ جو اس کے ملک میں تعین خود اپنے خزانے سے دیتا۔

اسی سال میر محمد لغمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جو مسند زین الدین کے بعد پیدا ہوئے تھے، ملاقات دے کر دکن بھیجا۔ اس علاقے میں میرزا گور کے ارشاد نے یہاں تک ترقی کیا کہ مراقبہ کے وقت خاتما میں چار سو سوار اور بے شمار پیادے ہمارے گرد آگئے تھے۔ اور ایسا جھوم ہو گیا کہ ہندوستان کے بادشاہ نے ڈر کر میرزا گور کو دین سے واپس بلوا کر اپنے پاس رکھا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ ملا میر بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی سال اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔

حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں شاہ توران عبداللہ اوزبک کا ایک مراسلہ

چونکہ سلطنت ایران میں مذہب و فاضلین کے خاسان کے رافضیوں کا حشر کا پورے طور پر رواج اور دربر ہو گیا تھا اور اس ملک کے تمام شہر اور گاؤں رافضیوں سے پر ہو گئے تھے۔ اس فرقہ شیعہ کو یہاں تک ترقی ہوئی کہ وہ سرزمین اس قوم شوم قدم شامت، لادہم سے پر ہو گئی، مسجدوں اور مدرسوں میں اعلانیہ تین خلفائے راشد اور حضرت مہاشائے صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گالی گلوچ پکے تھے اسوہ نیرت اہل سنت و جماعت نہایت آزدہ خاطر تھے۔ خاص کر ماوراء النہر کے لوگ اور دیوان کے علماء جن میں نہ ہی خوش اور جذبہ ایمانی بہت تھا۔ اس طرح جلتے تھے جیسے مل کا دھواں آگ پر چل جاتا ہے۔ ہر روز اپنے بادشاہ عبداللہ اوزبک کو ایران سے جہاد کرنے

کے لئے آتے۔ چونکہ عبداللہ اوزبک ایران پر امن، دیندار اور متقی میرزا گور آدمی تھا اس لئے وہ نہیں چاہتا تھا کہ شرعی محنت کے بغیر کسی پر دست دراز کرے۔ اور کہتا تھا کہ میں میرزا گور کو قلعہ سے بہاد کر دوں گا۔ لوگ کہتے کہ ردِ رافضی سے جہاد اڑا جائے۔ کیونکہ وہ تین خلفائے دشمن ہیں۔ بادشاہ نے کہا: مجھے یہ ثابت نہیں ہوا کہ آیا وہ فی الواقعہ تین خلفائے دشمن ہیں۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی جائے۔ اگر آنجناب ان لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم دیں۔ تو بہاد کرنا چاہیے۔ عبداللہ خاں نے علماء کی خواہش کے مطابق حضور کی خدمت میں عرضی بھیجی کہ اگر اجازت ہو تو ایران میں سے جہاد کیا جائے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقت معلوم کر کے ایک خط اور ایک رسالہ جس میں خلفائے راشدین اور حضرت مہاشائے صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل اور ان کے حق میں وارد شدہ احادیث مشروح لکھیں۔ عبداللہ خاں کی طرف ارسال فرمایا اور حکم دیا کہ یہ رسالہ ایران میں بھیج دیا۔ ایران جہاں میں تو بہتر درجہ جہاد کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ اور فتح نصیب ہوگی۔

جہاد اللہ علیہ نے وہ رسالہ شاہ ایران عباسی کی خدمت میں بھیجا۔ ایرانیوں نے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل کو قبول کیا۔ لیکن باقی تین خلفاء اور حضرت مہاشائے صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام اصحاب کی تکفیر کی۔ سبب الہی یہ نہیں ہے۔ تاہم دشت، تاک، خمبہ سبب کہ عبداللہ خاں آگ ہو لا دیا۔ اور اس نے قوم کفائی کو جب تک میرا گھوڑا ستر وار بار بار میں روانہ کر کے نمودن میں نہ تیرے گا۔ تلوار نیام میں نہ آروں گا۔

چنانچہ عبداللہ خاں اوزبک ایک لشکر سوار کے ساتھ ایران کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں جو گاؤں اور شہر آتا وہاں کے باشندوں کو تیغ سے دریغ سے قتل کرتا۔ حسبِ نیکیات، عبداللہ خاں عباسی نے ایران سے سنی تو ایک بہت گرجے شکوہ لشکر کے ساتھ حرکت

کی جانب دوڑا، لشکر اُٹھ اُٹھ ہوئے، تو عبداللہ خان نے پہلے نہ سب اہل سنت جماعت
شاہ عباس کو سکھایا، اس نے انکار کیا، اور اسے مجبوراً عبداللہ خان نے تلوار اٹھائی
ایڑائی بھی پھیر کر رہے، اور تخت ہنگامہ ہوا، آخر میں فتح تلوار بیل کی ہوئی۔
شاہ عباس بھاگ نکلا، اور اس کی مادی فروغ قتل ہو گئی

ایک اور روایت ہے کہ عبداللہ خان نے لڑائی سے پہلے
لڑائی سے پہلے ایک پیغام | شاہ عباس نے عبداللہ خان کو کہلا لیا کہ تم تمہیں
دیکھ جنگ کرتے ہو، کیونکہ اسے خیال تھا کہ میں قوی ہوں اور پھر زور ہوں اور عبداللہ
خان لاغر اور کمزور ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہ پیغام عبداللہ خان نے اپنی بہادری ظاہر کرنے
کے لئے بھیجا تھا، ہر سال دونوں اس بات پر متفق ہو گئے اور لشکر سے ایک طرف
اگے آئیں، کشتہ لڑا، آخر عبداللہ خان نے شاہ عباس کو پھینکا لیا، شاہ عباس نے
کہا کہ اب ہمیں فوج سے لڑائی کرنی چاہیے، عبداللہ خان نے یہ بھی منظور کر لیا، اس لڑائی
میں بھی خان توران ہی غالب آیا، عبداللہ خان نے قتل ہوا کا حکم دے دیا، کہ جاں لیا، کوئی
ایڑائی ہے اس کا سر قلم کر دو، چنانچہ ایران کے تمام شہروں قبضوں اور گاؤں کے آدمی قتل
کئے گئے، اور اپنی قوم کو پورا کرنے کے لئے کسی کو زندہ نہ چھوڑا، خون کے دریا بہنے لگے
لیکن مشہد شریف بہار حضرت امام مہدی علی رضاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مقدس ہے، اہل
اس میں ہیں، جو رافضی تلوار تہیج گئے، وہ مشہد کے اس مزار میں پناہ گزین ہوئے
عبداللہ خان نے سفر امام رضا علیہ السلام
عبداللہ خان امام رضا کے مزار پر | تعالیٰ عنہ کی خاطر انہیں اسان دی، لیکن یہ
مزار متعدد کی زیارت کے لئے گیا تو ایک شخص کو مزار کا دیوار پر بیٹھ دیکھا جس کے جوتوں کے
تلوؤں پر تینوں خلفاء کے نام لکھے ہوئے تھے، خان نے نیزہ کے اس ملعون رافضی کے
تلوؤں پر وار کیا، جس پر وہ زمین پر گر ا، تو اس کے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ اس کی پیچھے

بار ہو گیا، اور فی الفور داخل فی اللہ ہوا، باوجود یہ بات، دیکھنے کے باقی یہ اگر نہیں کو کچھ
نہ کہا، عین فتنہ کے وقت ایک رافضی نے جو گھات میں بیٹھا تھا خان نے کچھ پتیر پھینکا،
جو خان عبداللہ سے چوک کر مزار مبارک پر لگا، عبداللہ خان نے کہا میں اس مزار مقدس
کی ہرمت محفوظ رکھوں، لیکن ان بدجنوں نے کچھ خیال نہ کیا، بلکہ ان کی گستاخی کی ہے، اس
نے غصے میں آکر کہہ دیا کہ کی گزند نہ چھوڑو، چنانچہ مشہد شریف میں بھی خون کا انبار
ہو گیا، عبداللہ خان نے شاہ ایران کو بلوایا کہ اس نے یہ جنگ اور خونریزی محض اللہ کے

علی علیہ السلام اور عبداللہ خان علیہ السلام اور شاہ عباس کے درمیان جنگ کے واقعات کو بری تعبیر سے کیا
گیا ہے، ہم شہری آفت پرشیہ کے ایک انگریز مصنف بریگزٹیر جنرل سر جیمز سائیک کا ایک مختصر نمبر دیکھتے
ہیں، شاہ عباس کی شیعہ پروری نے تاتاریاں کے سینوں کو صیحت میں ڈال دیا، عبداللہ خان اور ایک نے قتل
کو ۱۵۹۵ء میں پہنچ گیا اور بغداد کے نزدیک ایک جگہ لڑی گئی، ۱۵۰۰۰ سپاہ شیعہ باہر تلے ہوئے
تبریز کو گئے، اور عبداللہ خان کے ملک توران کی سرحدیں عراق، عجم، ورتین اور خرمین تک جا پہنچیں
ایک اور حملہ میں شیروان، تریباگج اور گنج کو قبضہ میں لے لیا، ان فتوحات نے شاہ عباس کی شیعہ سلطنت کو
خیات کمزور کر دیا تھا، عبداللہ خان نے اپنے مہم جوئی، فرخانہ کا شغور، بلخ اور ہراتوں تک پھیلا لیا،
اور پھر شاہ عباس پر دوسرا حملہ کر کے ہرات کو نوادہ ملک عہدہ کر لینے کے بعد فتح کر لیا، ہرات کے ہندو مشہد
فتح کر لیا جس میں شیعوں نے اسلام کو رانے اور صحابہ کرام کی برادریوں کرنے کے پروگرام بنائے، عباس
شاہ آگے بڑھا مگر تورانی فوجوں کے سامنے کھرانہ ہو سکا، بیشاپور، سبزوار، افریاب، اشن اور خراسان کے
کی شہر قبضہ میں آگئے، ان فتوحات کے نتیجے پر مدعی قوت کام کر رہی تھی وہ سرحد میں حضرت مجدد المصاب
نہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی۔

کا ہر طریقہ ہے کوئی ملک اپنے کاظمیہ میں فی اس وقت کہ اس ملک میں کوئی اور طریقہ نہ ہو۔ لیکن اس شیعہ مذہب سے تو یہ کہ انہوں نے دور کے مارتے کچھ نہ کہا، صرف منافقانہ طور پر تو یہ کہ جب عبد اللہ خاں توران میں پیدا کیا۔ تو ایرانیوں نے کہا کہ اگر اس وقت حضرت عبد اللہ خاں / جب علی بخت میں مقابلہ کی تاپ نہ اس کے تو السیف آخر الحیل۔
تو آخری حیلہ ہوتا ہے۔ کے مطابق ہم پر تلوار اٹھائی۔

ردِ روافض پر حضرت مجدد کار سالہ
شیعوں نے اپنے مذہب کی تقویت کے بارے میں ایک رسالہ لکھ کر لندن میں عبد اللہ خاں کے پاس بھیجا۔ عبد اللہ خاں نے فتح کا شکر ادا اور ہر سے مع اس رسالہ کے حضرت قیام اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجے اور درخواست کی کہ ان شہادت کار و کسب فرمائیں۔ ماوراء النہر کے علماء نے بھی آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں التجا کی۔ آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی درخواست پر رسالہ ردِ شیعہ نہایت فصاحت و بلاغت سے پر لکھ کر ماوراء النہر میں بھیج دیا۔ عبد اللہ خاں نے وہ رسالہ ایران میں شاہ عباس کے پاس بھیج دیا۔ اس رسالے کو مطالعہ کرنے کے بعد علماء اے شیعہ نے کہا کہ حضرت شیخ نے جواب ایسا لکھا ہے کہ اب اس پر اعتراض کی گنجائش نہیں باقی جواب ایسے لکھتے ہیں جس پر مخالف کے لئے اعتراض کرنا کٹھن ہو۔ اس رسالہ کو مطالعہ کر کے ہزار شیعوں نے اپنے مذہب سے توبہ کی۔ اور اہل سنت و جماعت میں داخل ہوئے۔ ان میں سے اکثر آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سر پرچہ لے کر آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رسالہ کے مقدمہ میں حسب ذیل عبارت لکھی۔

”چونکہ اس اثنا میں وہ رسالہ جو علماء اہل ایمان نے میرے مذہب کے وقت لکھ کر علماء اہل ماوراء النہر کو دیا۔ میرے پاس اس غرض سے بھیجا گیا کہ اس کے جواب میں ایسا رسالہ لکھوں جس میں تکفیر شیعہ اباختہ نقل اور ان کے ال

واموال کو تاخت و تاراج کرنے کا ذکر ہو۔

ہر رسالہ میرے پاس پہنچایا گیا اور میں اس کے شائع کی تکفیر ان دلائل سے مندرج تھی جو محض بے وقوفوں کو دھوکہ دے سکتے ہیں اور حضرت خاتم النبیین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت پر بڑا زور دیا گیا۔

ترجمہ اس قوم کہ برود کشتاں سے خندند

بر سر کار خدا بابت کنند ایمان را

اس لئے یہ رسالہ دیکھ کر میرے دل میں بھی خیال آیا کہ ان شہادت کا حل اور فخر ناجیہ اہل سنت کے مذہب کی تحقیق کے بارے میں ایک رسالہ لکھنا چاہیے تاکہ کوئی سادہ لوح روافض کی تحریر کے امینی مقدمات سے غلطی میں نہ پڑ کر میری راہ سے منحرف نہ ہو جائے۔ میں اس رسالہ کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے شروع کرتا ہوں۔ واللہ ۱
المستعان و علیہ التکلان۔

رسالہ ردِ روافض کی شہرت
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس رسالہ کا رواج بہت ہو گیا۔ ان دنوں شہرستان کی سلطنت کے اکثر ارکان شیعوں سے تھے جن کی وزیر اعظم بھی شیعہ تھے۔ اس لئے جب یہ

اہل اکبری دربار میں ہر طرف شدید پھلتے ہوئے تھے۔ مبارک ابو الفضل فیضی نے علماء اہل سنت کو دوبارہ سے ہلکا دیا۔ اتحاد پھر اکبر کے دل و دماغ کو اللہ کے دین سے لگانا کر دیا تھا۔ پھر امراء اور وزیر اعظم اپنی پوری قوتوں سے شیعہ کو پھیلانے میں کوشاں تھے جن دنوں اکبر دین سے دور تھا تو شیخ مبارک اور ان کے بیٹوں نے اسے مختلف مذاہب کی وہ خوبیاں ذہن نشین کرائیں کہ نہ وہ سلطان رہا نہ شہدائے مکہ علماء دین کے اثرات سے محفوظ کر کے لئے شیخ مبارک نے ایک کتب خانہ تیار کرایا جیسے ابو الفضل اور دوسرے درباری علماء نے پیش کر کے سارے اختیار ملتیتی، اقتبادی بادشاہ کو دے دیے اور

لوگ رسالہ مذکورہ کو دیکھتے تو آگ بگولا ہو جاتے۔ لیکن دلائل کی روشنی کے سامنے بے بس ہو کر رہ جاتے۔ آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس بات کی ذرا پرواہ نہ کرتے۔ ایک دن وزیر اعظم نے موقع پا کر بادشاہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

ابقرہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے، اکبر کو امیر المومنین اور فضل اللہ بنا کر طاقت کا سرچشمہ بنا دیا مبارک ایک پالاک شہید تھا۔ اس کے آباؤ اجداد میں سے آٹھ کرسندہ میں سبوں شریف کے قریب یل ناہی قصبہ میں تھے یہ قصبہ شیعوں کا مرکز رہا ہے شیخ مبارک کے والد شیخ خضر ناگور میں آنکھیں کھلے اور مبارک یہاں ہی پیدا ہوا تھا۔ مانا سا لگا کی فوجوں کی ہر بیت سے تنگ آکر یہ خاندان احمد آباد آگیا۔ احمد آباد ایک عرصہ تک اسماعیلیوں کا تبلیغی مرکز رہا ہے۔ اگرچہ مبارک کو مختلف مکاتب فکر کے علمائے علوم دینیہ حاصل کرنا کاموقر ہوا تھا۔ مگر اس کی ذہنی افتاد شیعیت کی طرف تھی۔ یہی تعلیم اس نے اپنے بیٹوں ابو الفضل اور فیضی کو دی شیخ مبارک فقہ جعفریہ کا بھند بنا۔

اکبر کے دربار میں حبیب کنہہ مومنان حلقہ آئے تھے تو شیخ مبارک کا سارا خاندان مکمل شیعہ بن کر سامنے آیا۔ جب شیخ مبارک نے حضرت نامہ تیار کیا تو اکبر کو امام عادل اور عہدہ اعظم قرار دیا گیا اس خاندان کے علاوہ اکبری دربار میں شاہ فتح اللہ شیرازی، ملا محمد نیرودی، حکیم ابوالفتح جیسے بڑے بڑے مجتہد شیعہ چھائے ہوئے تھے۔ علاحدہ شیعوی جیسا غالی شیعہ اکبری درجہ کا تیرا تھا۔ وہ بقول بیابانی "طعن مررہ ونا منزائے قبیح پر صفائے ثلوث کفر و تکبر و تفسیق عامہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کردہ" قیامی نور اللہ شومتری صاحب عباس مومنین دربار کا پردھان بنا ہوا تھا۔ اور وہ ابو الفضل جیسے فلسفی شیعہ و دہریہ کا دست راست تھا۔ عرفی شیرازی اگرچہ بڑا بلند پایہ شاعر تھا۔ مگر وہ ابو الفضل کی مجالس میں بیٹھ کر صحابہ اور سلف کے متعلق سست گنگو کرتا تھا۔ فتح اللہ شیرازی تو اکبر کے سامنے امامیہ طریقیہ سے نماز پڑھا کرتا تھا۔ ان شیعوں کی صحبت نے اکبر کو صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور سپہ سالاران اسلام کے بارے میں خفیہ کلمات کہنے کی جرأت دے دی تھی۔ تاریخ الفی میں ملایا یونی نے صحابہ کے کارنامے کچھ تو اکبر

غالی اعنہ کی پختی کھائی۔ اور جو تکلیف آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی اس کا سبب یہی تھا جیسا کہ انشا اللہ تعالیٰ حسب موقع مذکور ہو گا۔

اسی سال حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا مرض لا موت ہوا کہ "نہید عبد" زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ اس لئے آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھی زادوں خواجہ محمد صادق اور میر محمد نعمان کو بلا کر اپنے نسبت فدا کا اتفاق کیا۔ اس وقت سوائے محمد صادق کے حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باقی فرزند بالکل بچے تھے۔ تھوڑی مدت بعد آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے پورے طور پر صحت یاب فرما دیا اور اس نسبت کے وارث حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خازن الرحمة رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے۔ اور خواجہ محمد صادق علیہ الرحمة کا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عین حیات ہی میں وصال ہو گیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے، نے یہ کام ملا احمد شیعوی جیسے غالی شیعہ کے سپرد کر دیا۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے اکبر کو سلطان عادل، برہان کامل، قافلہ سالار حقیقی و مجازی، پیشوائے خدا شناسان، قبلہ خدا آگاہاں، ہادی علی الاطلاق اور مہدی بالانتفاق بنا دیا تھا۔ یہ تھے وہ اساطین دربار جنہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ولی دشمنی تھی اور وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر بات کی مخالفت کرتے تھے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کی قیومیّت پر شیخ فضل اللہ ربانی پوری اور شیخ حسن غوثی کی تصدیق

شیخ فضل اللہ ربانی پوری کی تحقیق و جستجو | جب شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے ملے سنا کہ ایک شخص نے سرہند میں تجدید الف و قیومیّت کا دعویٰ کیا ہے تو حضور مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مخالفوں نے شیخ صاحب سے حضور مجدد کے خلاف چند باتیں باتیں کیں مثلاً یہ کہ معاذ اللہ آنجناب مجدد اپنے آپ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔ چونکہ شیخ صاحب صاحب کمال تھے اس لئے مخالفوں کی باتوں کو نہ سنا، بلکہ اپنے ایک بلند فطرت صاحب کا تعداد مرید کو حضور مجدد کی خدمت میں بھیجا اور اسے نصیحت کی کہ تم جا کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال اور اوضاع و اطوار کی جستجو

کرنا۔ شیخ فضل اللہ ربانی پوری اپنے وقت کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ نائب رسول کے لقب سے مشہور ہوئے۔ جون پور میں پیدا ہوئے، مگر برطان پور میں قیام فرمایا۔ آپ نے ایک بہت بڑے دینی دارالعلوم کی اس وقت بنیاد ڈالی جب برصغیر میں اسلام کا نام لینا اہل اقتدار کو کھٹکتا تھا۔ آپ نے فقہ تفسیر اور احادیث کی تدبیر میں بڑا جھٹ لیا۔ سن ۱۵۹۷ھ کو فوت ہوئے۔

مدفن برطان پور میں ہے۔ (تذکرہ علماء ہند)

کر اور چند مہینے تک وہیں رہو اور رخصت ہوتے وقت یہ یہ شہادت جو مجھے آنجناب مجدد کے کلام سے پیدا ہوئے ہیں آنجناب سے دریافت کرو۔ وہ شخص آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر خاتقاہ میں رہنے لگا۔ آنجناب نے اس کے حال پر بہت بہت مہربانی اور عنایت فرمائی۔ وہ دن رات آنجناب کے اوضاع و اطوار کا مطالعہ کرتا رہا۔ دو تین مہینے خاتقاہ میں رہا۔ اور آنجناب کا بڑا معتقد ہو گیا رخصت ہوتے وقت اپنے شیخ کی وصیت کے مطابق شہادت عرض کئے۔ ان میں سے ایک شہرہ یہ تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ اپنے آپ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت مجدد نے فرمایا کہ ہم تو انبیاء کی بارگاہ میں ایک ادب کو بھی ترک، کرنا حرام سمجھتے ہیں تو جو بیز قرآن شریعت حدیث اجماع اور قیاس کے سراسر خلاف ہو۔ اس کے کیونکر مرتکب ہو سکتے ہیں۔ اس شخص نے بھی کہا کہ یہ بات بعید از عقل معلوم ہوتی ہے۔ پہلے شیخ صاحب بھی یاد نہیں کرتے تھے۔ بعد ازاں باقی شہادت عرض کئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر ایک کا قسلی بخش جواب دیا۔ جب یہ شخص حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے رخصت ہوا کہ اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوں تو جو کچھ دیکھا تھا شیخ سے عرض کر دیا۔

ایک عالم دین کی شہادت | اسی اثنا میں ایک عالم دین سرہند سے شیخ فضل اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب شیخ کو معلوم ہوا کہ یہ ابھی سرہند سے آیا ہے تو پوچھا کہ کبھی تم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے ہو۔ اس نے کہا ہاں کئی دفعہ پھر اس سے شیخ نے آنجناب کے اوضاع و اطوار کی بابت پوچھا۔ اس نے کہا مجھے احوال باطنی ظاہر کرنے کی تو طاقت نہیں۔ البتہ ان کے ظاہر کو دیکھ کر میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں اس زمانے میں اس شخص کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

اگر امت کے سارے مشائخ بھی جمع ہوں تو بھی اس کا عشر عشر ادا نہیں کر سکتے۔ شیخ صاحب
یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آپ نے قطب الانقطاب حقیقت کے جو امراء
بیان کئے ہیں مثلاً "تجدید الف و قیومیت وغیرہ وہ تمام بالکل سچے اور صحیح ہیں۔" وہ
شخص نہایت خوش نصیب ہے جو آنجناب کی خدمت سے شرف اندوز ہو۔ بعد ازاں
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرصہ لکھا جس میں آنجناب
کی تجدید الف اور قیومیت وغیرہ کمالات کا اعتراف کیا اور دعا اور توجہ کے لئے
التماس کی۔

ان دنوں حضرت قیوم اقل مجدد الف
سجدہ کرنے سے انکار پر گرفتاری | ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعض دشمنان دین
کے ہیکل سے جہانگیر بادشاہ نے بلوا کر سجدہ کرنے کے لئے کہا، لیکن آپ نے انکار
کر دیا۔ اس لئے آپ کو قلعہ گوالیار میں نظر بند کر دیا گیا۔ شیخ فضل اللہ آنجناب کی ربائی کے
لئے پانچوں وقت نماز میں دعائے مانگتے جو شخص سرسند کے شیخ صاحب کی خدمت میں
انابت و ارادت کے لئے آتا۔ اور شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو معلوم ہو جاتا کہ
یہ سرسند کی طرف سے آیا ہے تو آپ اسے ہرگز مہربان نہ کرتے بلکہ فرماتے کہ بڑے
تعجب کی بات ہے کہ تمہارے علاقے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سا
شخص موجود ہو اور پھر تم کسی اور جگہ جاؤ۔ آفتاب کو پھوڑ کر ستاروں کی طرف رجوع
کرتے ہو۔

شیخ حسن غوثی کی عقیدت | شیخ حسن غوثی جو ہندوستان کے اعلیٰ پائے
کے شیخ تھے بعض مخالفوں کے کہنے سننے سے
تجدید الف اور قیومیت کی نسبت کے شکی ہو گئے۔ ایک رات آپ سنبھالیے دیکھا
تمام اولیائے امت ایک جگہ جمع ہیں اور تمام متفق اللفظ ہو کر فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت کا منکر ہوگا۔ مرتے وقت اس
ایمان پھن جائے گا۔ شیخ صاحب یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرے۔ اور تجدید و قیومیت
کی بابت جو شک و شبہ اور انکار دل میں تھا اس سے توبہ کی۔ اور حضرت مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام کمالات کا اعتراف کیا۔ اپنے تذکرہ میں جو اولیا کے احوال
میں لکھا تھا حضرت مجدد کے احوال میں یہ عبارت لکھی ہے۔ "بالانشین من مہمیت
عبد آنا سے محفل وحدانیت، خدیو مقام فریت و قطبیت، صاحب مرتبہ قیومیت
و تجدید الف۔"

ایک بڑا جید عالم کسی
حضرت مجدد الف ثانی کو دیکھ کر سائلہ ایسا کرے کہ
ن شہادت کا قائل ہو گیا | تقریب سے ہندوستان
کے بڑے امیر تریپٹیاں
کے گھر میں گیا۔ جو کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت
کی نسبت شکی تھا۔ امیر نے اس عالم سے پوچھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ اس عالم نے کہا کہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
اشعار و اطوار دیکھ کر گزشتہ اولیا کی نسبت میرا یقین زیادہ ہو گیا ہے کیونکہ جب میں
گزشتہ اولیا کے حالات کتابوں میں پڑھتا تھا تو مجھے خیال ہوتا تھا کہ شاید میریوں نے
سائلہ سے کام لیا ہے لیکن جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار
و اطوار دیکھے تو یقین ہو گیا کہ انہوں نے سائلہ تو درکنار اصل سے بھی کم لکھے ہیں۔

ایک اور عالم باعمل اور پیر
حضرت مجدد الف ثانی کی تصنیفات کا مقام | اس مجلس میں آگیا۔ اس نے حضرت
مہم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات کے بارے میں کہا کہ لوگوں کی کتاب
مامل یا تصنیف ہونے میں یا تابعیت، تابعیت یہ ہے کہ اپنے حاصل کردہ امراء اور

علوم کو لکھا جائے، ملت ہوئی جہاں سے تعینت کا سلسلہ گم تھا، صرف تابعیت ہی تالیف رہ گئی تھی۔ گو میں پانچناب کا مرید ہوں، لیکن انصاف یہ ہے کہ اس آخری زمانے میں جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات اور رسائل ہیں، سب تصدیقاً ہیں۔ نہ کہ تالیفات ہیں۔ نہ بہت غور کیا ہے، کہیں آپ نے کسی اور کے کلام کا حوالہ نہیں دیا، بلکہ اپنے حاصل کردہ علوم و اسرار بیان فرمائے ہیں۔ اور یہ علوم و اسرار گذشتہ اولیا کے علوم و اسرار سے بدرجہا بہتر ہیں، اور شریعتِ عمر کے مطابق ہیں۔ اسی اثنا میں ایک اور عالم نے جو بہت سے اولیا کی خدمت میں سے حاضر ہو چکا تھا، اور جس نے اس طریقہ کی باتیں سنی ہوئی تھیں، اس مجلس کی قیل و قال سنی، اس وقت حضور مجدد کے بہت سے دشمن وہاں موجود تھے، جو حضور کے کلام پر وہی تباہی بکھڑے چلنی کر رہے تھے، اس نے کہا، کہ یارو! کچھ تو انصاف کرو، کہ جو شخص ایک ادب کے ترک کرنے کو حرام سمجھتا ہو، کیا اسی کا کلام عین شریعت کی حقیقت نہیں ہو سکتا۔ ان کے کلام اور شریعت میں بال بھر کا فرق نہیں، وہ کتب فقہ اور مجتہدین کے کلام کے عین مطابق ہے، لیکن بات یہ ہے کہ اہل زمانہ کا مزاج اس بزرگ کے حقائق سمجھنے سے قاصر ہے، اگر یہ عزیز زمانہ گذشتہ میں ہوتا، تو اس کی قدر و منزلت بدرجہا کمال ہوتی، اور اس کا کلام نہایت معتبر سمجھا جاتا، اور شاخیں اس کے کلام کو بطور سند اور استدلال پیش

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی جو تصانیف اہل علم کی نظروں میں آج تک سامنے آئی ہیں، ان میں سے مکتوباتِ مجدد الف ثانی کے علاوہ آپ کی ابتدائی عمر کی تصانیف ہیں، رسالہ تہلیل، رسالہ ثبوت نبوت، رسالہ رد ورائض، رسالہ جواب عنہا، رسالہ جواب عنہا، اور یہ جواب تھا محمد بن فخر الدین علی بن محمد بن علی مشہد کی کتاب مجالس المؤمنین کا، رسالہ سیدار المساد، مکتوباتِ عینیہ، آداب المریدین، معارف لدنیہ، تعلیمات العارف، شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ، در مرتبہ

کرتے اور اپنی کتابوں میں نقل کرتے، آج کل کے لوگوں کی ذہانت کا اس کی باتوں کو سمجھنا اس زمانہ کے مقابلہ میں یہ حال ہے جیسا ایک کوئٹہ انڈیش کا دانا کے مقابلہ میں، یہ حکایت یوں ہے کہ ایک دفعہ کسی دانائے بادشاہ کی مجلس میں کہا کہ میں نے ایک ایسا جانور دیکھا ہے، جو آگ کھاتا ہے، جن اہل مجلس نے اسے نہیں دیکھا تھا، تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، اور نہ ان کی سمجھ میں آیا، اس نے جھگڑنے لگے، اور اسے جامل اور بے وقوف بنایا، مگر جب حضور بادشاہ کے روبرو لایا گیا، اور اس نے انگارے کھائے تو سب کو یقین ہو گیا، بعد ازاں وہ امیر موعود تمام حاضرین مجلس اپنے سابقہ اعتقاد سے تائب ہوا، اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا، ترمیمیت تھاں کی قبر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں ہے۔

حضرت خیریتہ الرحمۃ مجدد الف ثانی کی خدمت میں میرک شیخ کی حاضری

ملکوں اور مزدور کون ہوتا ہے | "مکون" اور "مزور" اس شخص کو کہتے ہیں کہ جب شیخ کامل چاہے کہ اپنے کمالات خاصہ کو مرید میں القا کرے، تو فی الفور شیخ اپنے آپ سے غائب ہو کر مرید کی شکل و صورت اختیار کر لیتا ہے، مرید سر یہ سر شرح کی صورت اختیار کر لیتا ہے، اور اس کے خفاقی و دقائق سے متحقق ہو جاتا ہے حتیٰ کہ مرید کی صورت بھی شیخ کی صورت نظر آتی ہے، حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ازراہ لطیف و کرم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا

مکون و مسزور بتایا۔

نبی کریم کے درود و سلام میں سے
حضرت مجدد الف ثانی کو حصہ ملتا ہے
حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جاب
پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
پر درود بھیجتا ہے حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کا اجر چھ روز
فرماتے ہیں۔ اور جو شخص نعت اور مدحیہ قصائد پڑھتا ہے وہ بھی اپنے منسوب ہوں
حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی جلد دوسری مکتوبہ چہین میں تحریر
فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ساتویں درجے میں
نصیب ہوئی اور تمام اولیائے امت نے صرف تین درجے سے زیادہ کا بیان نہیں کیا
باقی چار درجوں کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اپنے آپ سے منسوب کیا
ہے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں مقرر فرمایا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کا تابع وہ ہے جو تبعیت کے ساتھ درجے طے کرے۔

تبعیت کے ساتھ درجے | تبعیت کے ساتویں درجے کے بیان
تبعیت کے ساتھ درجے | میں فرماتے ہیں کہ متبوع کے نام کمالات بطریق
تبعیت تابع میں حلول کرتے ہیں اور تابع تبعیت کی کمالیت کی وجہ سے متبوع ہو جاتا
ہے۔ فرق صرف اتنا رہ جاتا ہے کہ وہ تابع ہو جاتا ہے۔ اور وہ متبوع۔ یہ غلام ہوتا
ہے وہ غلام حق تعالیٰ کی طرف سے متبوع کو تین کمالات حاصل ہوتے ہیں۔ اور
تابع کو متبوع کے طفیل صرف ایک "فنا فی الرسول" حاصل ہوتا ہے۔ جو ابتداء میں
ایک سالک کو حاصل ہوتا ہے۔ تبعیت کا ساتواں درجہ یعنی "مکون و مسزور" ہونا سنی
حضرات قیوم الیہ کے علاوہ اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ جب مکون
مزور ہو چکے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تاکید حکم فرمایا کہ اس بات کو خلقت پر ظاہر کر دیا جائے

چنانچہ حضرت مجدد نے حکم الہی کے مطابق اس کا اعلان فرمایا تھا۔

حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
یاب مشاہدہ | کہ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مکون و مسزور
ہونا ظاہر کیا۔ بعض کے دلوں میں شیطان نے وسوسہ ڈال دیا۔ ایک روز حضرت
قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز کے بعد حلقہ میں مراقبہ کئے بیٹھے تھے اور تمام
اہل مشبہ بھی موجود تھے۔ اسی اثنا میں حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
سہ کمال شفقت جلوہ فرما ہوئے اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغل گیر
ہوئے۔ لوگوں نے دیکھا۔ دونوں حضرات کی شکل مبارک ایک ہو گئی ہے۔ ایک لمحہ کے لئے
حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک حضرت قیوم اول کی
سی ہو گئی۔ پھر دونوں حضرات کی شکلیں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سی ہو گئیں۔
پھر عقوبتی دیر بعد اپنی اپنی شکل میں نمودار ہوئے۔ یہ واقعہ دیکھ کر ان لوگوں نے توبہ کی
جن کے دل میں شبہ تھا اور اپنے خیال بد سے توبہ کی۔

نواب محمد اشرف کابلی کے شکوک کا ازالہ | ملا بد الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حضرات اقدس میں تحریر فرماتے
ہیں کہ ان مشبہ والوں لوگوں میں سے نواب محمد اشرف کابلی بھی تھے۔ لیکن جس مجلس میں
جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے۔ نواب صاحب موجود
نہ تھے۔ بلکہ ابھی تک مرید بھی نہ ہوئے تھے۔ صرف مرید ہونے کا ارادہ رکھتے تھے۔
جب انہوں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکون و مسزور ہونے کی خبر سنی۔ تو
دل میں شبہ سا پیدا ہو گیا۔

نواب سرور کائنات کی زیارت کا ذریعہ | نواب صاحب مذکور فرماتے
ہیں کہ ایک رات میں حضرت

فیوم اہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جناب میں واپس آنے کے لئے استخارہ کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت وسیع جنگل ہے جس میں لوگ ایک بزرگ کی زیارت کے لئے دوڑ رہے ہیں۔ میں بھی بڑے شوق سے اس طرف متوجہ ہوا۔ ایک مجمع میں جو شامل ہوا۔ تو ان سے پوچھا کہ تم کس بزرگ کی زیارت کے لئے جا رہے ہو۔ ایک نے کہا۔ اویسہ خیر یہاں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ یہ خوش کن خبر سن کر میرا شوق پہلے کی نسبت بدرجہا بڑھ گیا۔ میں نے بہت جلدی اپنے آپ کو اس مجمع میں پہنچایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ ایک حلقہ بنا کر کھڑے ہیں۔ جب ایک صف پورا ہو چکا تو دوسرا شروع ہوا۔ یہی بڑی کوشش سے پہلے دوسرے حلقہ میں اور پہلے حلقہ میں شامل ہوا۔ اتنے میں خلقت کا جھوم بکھٹ بڑھتا گیا۔ چنانچہ تیسرا حلقہ بھی پورا ہو گیا۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ کسی نیک مرد سے تحقیق کر لیں چاہئے تاکہ اطمینان ہو جائے پھر ان لوگوں سے یہی پوچھا کہ تم کس کی زیارت کے لئے آئے ہو اور یہ مرد خدا کون ہے۔ سب نے کہا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اب تو شوق کی کوئی انتہا نہ رہی۔ میں بہ سبب اپنی اپنی قیامت کی انگوٹھوں کے بل کھڑا ہوا۔ جب میری نگاہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمال پرکمال پر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے لوگوں کو کہا کہ یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ تم تو کہتے تھے کہ حضرت محمد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان سب نے متفق ہو کر کہا کہ نہیں یہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جب میں خود سے پیدا ہوا تو ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو بے اختیار رونے لگا۔ پھر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سعادت و اداہت سے مشرف ہوا۔

اس سال میرک شیخ جو اپنے وقت کے جید علما اور میرک شیخ کا مرید ہوتا بزرگ مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ شاہزادہ داراشکوہ سفینۃ الاولیاء میں لکھتا ہے کہ میرے والد و فہم میرے ارشاد و استاد فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادے سے حاضر ہوا۔ تو میرے دل میں تین ایساں آئے اور نشان کی کہ اگر تینوں کا جواب شافی نہ خود دیں گے تو مرید ہو جاؤں گا۔ دل یہ کہ میرے باپ اور دادا کا نام بتائیں۔ دوسرے آپکے کلام میں جو ایک مقام پر مجھے مشکل پیش آئی ہے اسے حل کریں۔ تیسرے خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ لغت بندی کے ارادت بتائیں۔

الغرض جب میں حضور مجدد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ آؤ میرک شیخ ابن فلان بن فلان جب میں بیٹھا تو اس مشکل مقام کا حل فرمایا۔ جب میں اٹھا تو خیال آیا کہ تیسری بات نہ گئی۔ یہ خیال آتے ہی حضرت مجدد نے فرمایا کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ ہیں۔ اور انہیں جذبہ موروثی حاصل ہیں۔ پھر میں بڑے اعتقاد اور خلوص نیت سے حضرت مجدد کا مرید ہو گیا۔ اور علم باطنی سے نہایت عجیب و غریب باتیں مشاہدہ کیں۔ میرک شیخ ہروی ایران کے ان علماء کے ساتھ آئے جو بغداد کی علم فرائض پر شہرت پا کر بغداد میں آئے تھے۔ وہ فاضل و عالم تھے۔ ان دنوں بغداد میں لاہور کا مدرسہ شباب پر تھا۔ اچھی شہرت و عظمت نہایت اسلام کے گوشہ نشین تھے۔ میرک شیخ اپنے علم و فضل کے باوجود قریب اسلام کے مدرسہ میں داخل ہوئے تو جو بگڑنے لگے انہوں نے انہیں مقرر کیا۔ اسی دوران حضرت مجدد الف ثانی کی مجلس میں حاضر ہو کر چند سوالات پیش کرنے سے پہلے جواب کی خواہش کی جو حسب بشار پوری ہو گئی۔ شاہجہان کے دور حکومت میں آپ کو دوسرا ہی منصب ملا۔ اور ایک مرتبہ آپ کو کام نہایت کامدراصلہ و تکرار کیا۔ آپ شیخ ہیں لاہور میں فوت ہوئے۔

(موجودہ علم کرام و دینداروں سے علم الہی کی سادگی و طبیعت یا نہایت نقوش۔ لاہور نمبر ۱)

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مراقبہ کئے ہوئے تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ تمام مخلوقات کے سر پہ جبہ تنار ہوا ہے اور تمام خلقت اس جبہ کے نیچے بیٹھی ہے۔ لاکھوں کا خانہ قدرت بھی نہیں موجود ہیں مگر اس جبہ کے مرکز پر اور نیچے دو سو راسخ تھے۔ قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس روزن میں سے دیکھتے ہیں۔ اور دوسرے سو راسخ ہیں۔ لاکھوں کا خانہ کو اشارہ کرتے ہیں جو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشارہ کے مطابق کام کرتے ہیں۔ ہر دو فریق کے لئے مختلف معاملات کے لئے ایک ہی کفایت کرتا ہے۔ چنانچہ اس اشارے سے اصلی مطلب سمجھ کر طرح طرح کے کام دے رہے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؑ کی خدمت میں شیخ خلیل اللہ خشتی

کا ایک خاص مکتوب

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت و ارشاد کی شہرت و ولایت بدینہ تسمیہ پہنچی۔ اس ملک کے تمام شہروں میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء پھیل گئے۔ ایک دلت شیخ خلیل اللہ خشتی کے بڑے حلیفہ خواجہ عبدالرحمن نے "جن کے پاس شیخ خلیل کا وہ مکتوب موجود تھا، جو شیخ صاحب نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا تھا۔" خواب میں دیکھا کہ شیخ خلیل اللہ انہیں فرماتے ہیں کہ جس عزیز کی خاطر میں نے یہ مکتوب لکھا ہے وہ ہندوستان میں بیعت ہو چکا ہے۔ ارشاد حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کیا! آپ یہ مکتوب اسے پہنچا دیں۔

آپ بیدار ہوئے تو شیخ خلیل اللہ کے ارشاد کے مطابق ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہندو شریف ہیں آئے تو اتفاق سے ایسے شخص کے گھر میں اتارے جو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدترین مخالف تھا خواجہ عبدالرحمن نے نیت کی کہ صبح غسل کر کے تیار ہوں کہ حاضر خدمت ہوں گا۔ عشا کی نماز کے بعد مالک مکان نے پوچھا کہ خواجہ صاحب آپ کس ارادے سے ولید سرہند ہوئے ہیں، خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصلی ارادہ سے مطلع کیا۔ تو اُس بد بخت نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اہانت اکبر گفتگو شروع کر دی۔ حتیٰ کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے سرسبز آنے پر بخت نام ہوئے۔ اسی اثناء میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے گذرے اور اپنے عصا سے اس بد نہاد شخص کا بند بندہ جدا کر دیا۔ اور پھر تشریف لے گئے۔

خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ یہ حالت دیکھ کر مارے ڈر کے کانپ اٹھے اور جو کچھ دل میں خیال پیدا ہوا تھا۔ اس سے توبہ کی اور نہایت عاجزی سے التجا کی کہ یا شیخ الاولیائے امت آپ کی تجدید الف قیومیت تو مجھے اچھی طرح تحقیق ہو چکی۔ لیکن اب اس معاملہ میں مجھے ملزم گردانا جائے گا۔ اس لئے التجا ہے کہ پھر اس شخص کو زندہ کر دیں۔ تاکہ اس بلا سے میری رہائی ہو۔ اتنے میں پھر آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہوئے، اور انہیں عصا مانہ کر فرمایا۔ قسم یاد دینا، وہ فضل الہی سے زندہ ہو گیا۔ زندہ ہوتے ہی پھر اس نے آنجناب کی توہین شروع کر دی۔ میں نے کہا۔ اے بد بخت! اسی خاطر تو آنجناب نے اگر تجھے مکڑے نہ ماریے کیا۔ اور جب میں نے بہت منت سماجت کی۔ تو تجھے دوبارہ زندہ کیا۔ اب بھی تو اپنے عقیدے سے باز نہیں آتا۔ اس نے کہا اس سے ایسی ایسی باتیں ہر ہوتی ہیں۔ خواجہ صاحب نے اسی وقت اس مکان سے نکل کر ایک مسجد میں رات بسر کی۔ اور صبح غسل کر کے نئے کپڑے پہن کر حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا: "ما مضی فی الدلیل لحدیث ذکر فی الذہار" امانت کے واقعہ کو جن کے وقت کسی سے بیان نہ کرنا۔

پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ خلیل اللہ علیہ الرحمۃ کے مکتوب کو پڑھا جن کا مضمون یہ تھا: "کہ مجھے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید و قیومتیت کا یقین ہے اور یہ کہ میرے حق میں دعائے خاص اور توجہ مرحمت فرمائیں۔"

حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکتوب کو پڑھ کر فائز طویل کے بعد پوری پوری توجہ شیخ کے حق میں کی۔ اور اس سے فاسخ ہو کر فرمایا کہ شیخ خلیل اللہ امانت کے بڑے مشائخ سے معلوم ہوتے ہیں۔

شیخ بلخی کا بیعت ہونا | اسی سال ایک شیخ بلخی جو اپنے زمانے کے مشائخ اکابر سے تھے حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہوئے۔

علامہ الدین حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس شیخ بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مرید ہونے کا حسب ذیل سبب مجھے بتایا۔ اس نے کہا کہ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد خواجہ محمد زاہد بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ خلیفہ صدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ترویج پر فتوح کی طرف توجہ کی۔ خلیفہ صدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسند پر سجدہ کر کے میں اہل روحانیت کی راہبری کرتے رہے۔ اور میرے والد بزرگوار نے بچپن میں مجھ کی خدمت میں لے جا کر مرید بنا دیا، اور عرض کی: "خلیفہ صاحب! آپ اس دنیا سے جلد فرما گئے ہیں اور میرا کام تاحال اسی طرح ادا ہونا ہے تکمیل کو نہیں پہنچا۔ لوگ مجھے شیخ سمجھ کر مرید قہو ہونے کے لئے آتے ہیں اب آپ کسی ایسے بزرگ کا پتہ دیں جو اس دنیا میں سب سے افضل ہو۔" اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ خلیفہ صاحب کھڑے فرماتے ہیں کہ ہم تجھے حضرت شیخ احمد سرسندی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں

جستے ہیں۔ کیونکہ وہ اس وقت اولیائے امت میں سب سے افضل ہیں۔ صبح میں نیسے رونے سے قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مجھے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلی حاضری میں ہی قبول فرمایا۔

شیخ کا واقعہ | شیخ بلخی کے واقعہ سے متعلق یہ واقعہ بھی سامنے رہے۔ کہتے ہیں کہ جناب سفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بعثت سے

سے تبعیج نام کا ایک بادشاہ عدالت اور صلاحیت میں بے نظیر تھا۔ بنی اسرائیل کے چار سو علما اہمیت اس کی مجلس میں حاضر رہتے۔ اتفاقاً بادشاہ مدینہ کے نخلستان سے گذرا۔

یہ علما اس کے ساتھ تھے انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ ہم اس نخلستان میں ٹھہرنے میں اس نے ٹھہرنے کا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ آسمانی کتابوں سے معلوم ہوا ہے کہ نبی

خیر آخر انہوں نے ان سے اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہجرت اسی نخلستان میں ہوگی۔ یہ سن کر وہ

سایت خواش و خرم ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پڑا اور

نہایت مندی ایک خط لکھ کر ان علماء کے سردار شامول کو دیا۔ کہ جس طرح مناسب سمجھو میرا

یہ خط اس آفتاب رسالت کو پہنچا دینا۔ شامول نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ یہ خط

مخاطبات سے رکھو۔ جب وہ آفتاب نبوت طلوع کرے۔ تو یہ اسے پہنچا دینا۔ چنانچہ

وہ خط حضرت ابوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس امانتاً پہنچا۔ انہوں نے جناب

خیر احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آنحضرت صلی

اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خط پڑھ کر اس تبعیج کے حق میں بہت بہت دعائیں دیں۔

اور فرمایا کہ تبعیج یا نبی تعالیٰ اپنے وقت کے اولیاء میں سے سب سے بلند مرتبہ

تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی مختلف سلاسل کے مشائخ کا ایک مبالغہ

متکثرین قیومیت سے اعلان مبالغہ | محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تائید کمالات مثلاً تجدید الف، قیومیت، طینت اور اصالت وغیرہ تھے۔ تو جن کی عقل رسا اور طبیعت رسا تھی۔ انہوں نے تو ان کمالات کو بلا تامل قبول کیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن گئے۔ لیکن جو لوگ عقل معاد سے بہرہ ور نہ تھے۔ وہ نہ صرف متکبر ہوئے بلکہ آنجناب کی اہانت اور خفت کے درپے ہو گئے۔ اور کہا کہ اگر وہ فی الواقع قیوم اور مجدد الف ہیں تو

حضرت مجدد الف ثانی کو صرف اکبری دور کے اہرار اور اراکین کی بالا دستیوں کا مقابلہ ہی نہیں کرنا پڑا تھا بلکہ سارے ہندو متکثرین میں بھی بے ہوشے حامل صوفیاء اور دیوانی علماء و عیسائی آپ نے علماء و سو قرار دیا تھا) نے بھی آپ کے خلوت بڑھ چڑھ کر چھڑ لیا۔ یہودی لوگ تھے جنہوں نے پہلے مسلم معاشرے میں اپنی بے ہوشی و کج روئیاں اور تاویلات سے بگاڑ پیدا کیا۔ پھر اکبر کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر دوبارہ ایک رسائی حاصل کر کے حضرت مجدد کی دعوت عزیمت کے خلاف شورو مینے لگے۔ پر فیہ محرم مسلم صاحب، سربراہ شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی تھے اپنی کتاب "دین الہی اور اس کا پس منظر" میں ایسے لوگوں پر ایک حقیقت پرورہ لکھا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ ایسے علماء کو کہ ایک خالص طبقہ حضرت مجدد کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اعلان میں

میں ایسی علامت دکھائیں جو پہلے زمانے میں پیغمبر دکھاتے تھے ہیں۔ جب ان لوگوں

میں ماسیہ صوفیہ سے آگے) ایک شخص حاجی ابراہیم سرہندی تھے جو ایک مژدہ ساز تھے وہ اکبری اہانت ختم میں علماء دین کو بے عزت کرتا۔ ابو الفضل اور فیضی کی شہرہ پر ایک کی مانگ کھینچتا۔ اس نے پہلے تو ملا و نہی اور مذہم اللمک جیسے علماء کو دربار سے رسوا کر کے نکلوا دیا۔ پھر مساجد اور درگاہوں میں پہنچ کر مٹی کو ٹھکانے لگا تھا۔ مسلمان خواجہ جو اکبر کا میر سجاد تھا علماء سو میں بڑا اہم کردار ادا کرتا تھا میران حد جہاں اکبر کے بنی حاجی کا ترجمان بن کر سامنے آیا۔ یہ لوگ اکبر کے آخری دور تک دندناتے رہے۔ اور جب مبارک یعنی ابو الفضل حکیم ابوالفتح جسے اساطین دین الہی گر گئے۔ اور حضرت مجدد کے عقیدہ شیخ خاں شریف خاں خاں خاں جیسے راسخ العقیدہ اہرار بے اقتدار آئے۔ میراں حد جہاں کی آنکھیں کھلیں اور نائب ہو کر حضرت مجدد کے حلقہ میں چلے آئے۔ ملا شیری لاہوری ان علماء و سود میں کسی سے کم نہیں تھے۔ تھانی زادہ عبدالحی نے اپنی تاویلات سے اسلام کو بازویر اطفال بنا دیا تھا۔ ملا عبد القادر بدایونی ایسے علماء و دربار اور علماء و سود کا نقشہ کھینچا ہے کہ یہ بدعت شراب پیتے، زنا سے نہ رکھتے تھے کہ اسے معاشرے کو شرابی اور زانی بنا دے میں اہم کردار ادا کرتے خواجہ اسماعیل جو شیخ الاسلام کا پوتا تھا شراب میں دھت مریگا۔ تاملی عبد السمیع گر بھر بھی دائرہ کے شطرنج کا استاد تھا۔ بدایونی نے شیخ و تاویل و ہوی جو تاج العارفین کے نام سے شہرت رکھتے تھے کے مکر وہ کردار پر روشنی ڈالی ہے یہ شخص ایک خلوت گاہ میں جا کر اسے مکرہ کیا کرتا تھا حاجی ابراہیم سرہندی نے اکبر کو شرعی چیلے سے ڈالا وہی زمانے کا فتویٰ لاکر دیا اور حدیث پیش کی کہ جنت میں کسی کی دائرہ ہی نہ ہوگی۔ ان مقامی علماء و سود کے علاوہ ایران کے شیعہ علماء ابو الفضل اور فیضی کی انگلیخت پر ہندوستان پہنچے شروع ہو گئے۔ ملا یزدی بارہن پتچا تو شیعہ قبا حقیں ساتھ لیا۔ علماء حقی کو دربار سے نکلتے دیکھ کر کئی بدکردار لوگ صوفیاء کے ساتھ میں قرب سلطان سے لالال ہوئے گئے۔ ان میں ہر مذہب اور فرقہ کا یا وہ کو چلا آتا تھا شیخ قطب اکبری نامی ایک مہذب پادریوں کے سامنے آؤٹھے۔ ایسے علماء و ہندو و صوفیاء کو حضرت مجدد

کی وہابیات باتیں حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنیں۔ تو فرمایا کہ جو لوگ
یہ باتیں کرتے ہیں۔ انہیں کہہ دو کہ اگر تمہارے دل میں میل ہے تو آؤ مباہلہ کرو۔ اگر ہم اپنے دعویٰ
میں سچے ہیں تو اس شہر پر غضب الہی نازل ہوگا۔ مباہلہ اسے کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے قبل یہ دستور تھا کہ جب کوئی نئی نبوت کا دعویٰ کرتا
اور لوگ اس کی نبوت کے منکر ہوتے۔ تو وہ نبی ان سے کسی مقررہ مقام پر اپنے اپنے اہل
عیال سمیت آکر طہارت کر کے بارگاہ الہی میں ایک دوسرے کے لئے دعائے غضب
کرتا چونکہ نبی اپنے دعوئے میں سچا ہوتا تھا۔ ان لوگوں پر عذاب الہی نازل ہوتا۔ اس طرح
اکٹھے ہو کر دعائے غضب مانگنے کو مباہلہ کہتے ہیں۔ جب ان معاندین نے حضرت مجدد
کی طرف سے سنا کہ آنجناب مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ تو اپنا مجمع بنایا اور اتفاق رائے
سے یہ فتور پایا کہ مباہلہ تو نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ گمان غالب ہے کہ اس مرد حق
اور اس کے فرزندوں کی دعا حق تعالیٰ پر رد نہیں کرے گا۔ بالخصوص اس شہر پر بلائیں
عظیم کیا بلکہ انہیں نازل ہوگی۔ البتہ کسی ایسی علامت کی درخواست کریں۔ جو ناممکن ہو چکا
ان میں سے ایک معتبر شخص آگے بڑھا اور حضرت سے درخواست کی کہ اگر حضرت شیعہ
عبید القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہو کہ ہمارے سامنے آئیں۔ اور آپ کی توبہ
الف اور قیومیت کا اقرار کریں۔ تو ہم آپ کی تجدید الف اور قیومیت پر ایمان لے آئیں گے
جب اس قسم کی درخواست حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ہوئی۔ تو فرمایا
کہ جس بات کو وہ لوگ محال سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ آسان کر دے گا۔

واقعیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علماء و محدثین کے لئے فرمایا تھا
آپ نے اعلان کیا۔ ”ہر قوم کے کہ پیدا شدہ دشمنی علماء و محدثین پر آدھ۔ مطلب ایشان حسب جاہ و
بیاست۔ و خیرات نزد خلق است۔“ یہ لوگ حضرت مجدد کے منکر بھی تھے اور اسلام سے برگشتہ بھی تھے۔

اسی اثنا میں ایک شخص جان محمد نامی رحمتہ
ان محمد جانہ صری کا مشاہدہ | اللہ تعالیٰ علیہ جانہ صری سے آکر حضرت مجدد
کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلسلہ قادریہ میں مرید ہوا تھا۔ اور صبح شام حضرت مجدد
کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ کہ ایک گھڑی بھر بھی جدا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ جب حضور
ان کے اندر تشریف فرما ہوتے تو وہ باہر دروازے پر دست بستہ کھڑا رہتا۔
علامہ بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرات القدس میں جان محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکور
کی بانی نقل کرتے ہیں کہ ایک روز میں شام سے پہلے ہی دروازہ پر کھڑا ہوا تھا کہ حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ میں ایک کام بتانا ہوں۔ کیا کر سکو گے
میں نے عرض کیا کہ میرے والدین آپ پر قربان جائیں۔ کیوں نہ کر سکوں گا۔ حضرت مجدد
نے مجھے ایک اخوت دے کر فرمایا کہ حافظ جنت کے باغ میں چند ایک درویش ٹھہرے
ہے ہیں۔ ان کے پاس جاؤ۔ ان میں ایک درویش جن کے چہرے پر چمپک کے دانغ
ہیں اسے چارہ اسلام کہنا اور یہ اخوت دے کر بلا لانا۔ میں حسب لاشاد باغ میں گیا۔ تو
میں نے چند قلندر بیٹھے ہیں۔ ان سے مقولہ سے فاصلے پر ایک درویش بیٹھا تھا۔ جب
میں نے مجھے دیکھا تو پوچھا کہ کیا تمہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے
سے بھیجا ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ پھر اخوت میں نے اسے دیا۔ اور حضرت مجدد
اسلام عرض کیا۔ اس نے کہا۔ مجھے آنجناب نے بلایا ہے۔ اٹھ کر میرے ساتھ ہو لیا۔
میں اس وقت محراب میں بیٹھے تھے۔ وہ آکر دوسری طرف بیٹھ گیا۔ اتنے میں حضور
مجھے اشارہ کیا کہ قبوہ لاؤ۔ میں دوڑ کر واپس گیا۔ جہاں قبوہ پکار رہے تھے۔ پیالہ
آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب نے فرمایا کہ ان کے پاس سے جاؤ۔
میں اس ادھر گیا۔ تو دیکھا کہ وہ شخص بھی آنجناب کی منورت کا ہو گیا ہے۔ اس نے کہا کہ
میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سے جاؤ۔ جب ادھر نگاہ کی

تو دیکھا کہ ادھر بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہیں۔

قطب شمالی میں حضرت غوث الاعظم کی جلوہ فرمائی | اس درویش نے پہلے حضرت قیوم اقل

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا حال پوچھا۔ آنجناب نے فرمایا کہ فلاں شخص کا بیٹا ہے۔ اس درویش نے کہا: اسی کا باپ میرا آشنا تھا۔ اسے اپنے کس سلسلہ میں مرید کیا ہے۔ آنجناب نے فرمایا: سلسلہ قادریہ میں۔ اس نے کہا: میں اس بات کی سفارش کرتا ہوں کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی ملاقات کرو۔ علاوہ ازیں یہ بات حکم کے لئے دلیل ہو جائے گی۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے)۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر لوٹا اور چند ڈھیلے چھ سے طلب فرمائے اور بیت الخلا جا کر وہاں سے خارج ہو کر تازہ وضو فرمایا اور مجھے پاس بلا کر منسوب کیا کہ جان محمد! کیا قطب تارہ کو پہچانتے ہو؟ کیا یہی ہے (اشارہ قطب کی طرف کیا) پھر فرمایا کہ غور سے دیکھو، کیا دیکھتا ہو کہ وہ ستارہ آہستہ آہستہ سرخ ہونے لگا اور بڑھنے لگا۔ اور حرکت کر رہا ہے۔ بعد ازاں وہ ستارہ پھٹا پچھلے اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ان کے درمیان میں سے ایک شخص تازہ سیاہ پوش نکلا۔ اور فی الفور ایک لمحہ کے اندر جلد سے سامنے آکھڑا ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ ان کی خدمت بجالاؤ۔ اور سلام پیش کرو۔ یہی حضرت تاج شیعہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے حسب الارشاد حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں سر جھکا دیا۔ اس موقع پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ستر مخالف حاضر تھے اور یہ باتیں سن رہے تھے۔ اور واقعہ دیکھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر سب کے لب حیران رہ گئے۔ بعد ازاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یا بلائے بلند اعلان فرمایا کہ جو کچھ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اُسے قبول کرو۔ کیونکہ دین و دنیا کی بہتری اسی میں ہے۔ اور

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیائے امت سے افضل ہیں۔ ان کا حکم ایمان کے چھن جانے کا موجب ہے۔ جو شخص اپنے ایمان کی سلامتی کا خواہاں ہے حضور کے تمام کمالات کو تہ دل سے قبول کرے۔ تمام اہل مجلس نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس نصیحت کو اپنے کانوں سے سنا۔ اور آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمال مبارک کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ یہ نصیحت کر کے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رخصت ہو کر قطب تارہ سے رخصت متوجہ ہوئے۔ اور پھر اس میں غائب ہو گئے۔ اور قطب تارہ اپنی اصلی حالت آگیا۔

قطب غوث پاک کی تشریف آوری کی تصدیق | میں نے اس روایت کو بارہا حضرت خلیفہ اللہ مولانا سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان گوہر فشاں سے سنا۔ انہوں نے حضرت حجتہ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے حضرت قیوم ثانی معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذات خود اس مجلس میں وجود تھے۔ شہر بھر میں جتنے منکر موجود تھے۔ سب نے توبہ کی اور آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے۔

سلاسل تصوف کے نگرانوں پر تصرف | حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کہہ کر جان محمد علیہ الرحمۃ باغ سے لایا تھا۔ وہ سلسلہ قادریہ کا اس وقت کا نگران تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر پانا تصرف کیا۔ بعد ازاں حضرت شیخ کو بلا کر اپنی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کرا دیا۔ باقی فقرہ جو اس باغ میں ملے تھے سب کے سب مشائخ امت کے مختلف سلسلوں کے نگران تھے۔ بعد ازاں

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب کو بلا کر ہر ایک پر اپنا تصرف کیا۔ صبح کے قریب اس جنگل سے فارغ ہوئے۔ اور یہ معاملہ ۱۲۱ھ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کی رات کو طے ہوا۔

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قیوم ثانی معصوم زما فی عودۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطبیت کی خوشخبری فرمائی اس کی تفصیل کیفیت یوں ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصوم زما فی عودۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ جب میری عمر چودہ سال کی تھی تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں: ”کہ میرے بدن سے ایک نور نکلا ہے جس سے تمام جہان منور ہو گیا ہے اور وہ نور تمام جہان کے ذریعے در سے میں دھنس گیا ہے اور وہ نور آفتاب کی طرح ہے اگر وہ نور جاتا رہے تو جہان میں اندھیرا پھیل جائے۔“

جب میں نے یہ خواب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اشرف میں عرض کیا تو فرمایا: کہ تم اپنے وقت کے قطب بنو گے۔ میری اس بات کو یاد رکھتے۔

سے چنیں گفت آن احمد نامدار کہ اسے ثنائیے من دیدیں روزگار
تو آخر چو من قطب فعداں ستوی ز من این حکایت سیاد آوری
دیدں لوح یک حرف نہ گذاشتی ہر آنچہ بہت آدم تو برداشتی

علی ترجمہ: حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے فرمایا: تم اس زمانے میں میرے ثنائی (جانشین) بنوں گے اور زمانے کے قطب قرار پاؤ گے۔ میری طرف سے یہ خوشخبری ہے میں نے لوح محفوظ کے وہ تمام مقامات جو تمہاری قیمت میں تھے عطا کر دیئے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں مولانا حکیم سیالوی کی حاضری اور ارادت

اس سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی سلسلہ مجددیہ کی معصرت نامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی کہ آپ کے واسطے سے قیامت تک جتنے لوگ وابستہ ہوں گے سب بخشے جائیں گے اور پھر اس کے اظہار کئے گئے بھی آنجناب ماحور ہوئے۔

حضرت مجدد اپنے رسالہ ”مبدأ و معاد“ میں تحریر فرماتے ہیں: ”وَأَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ“ اپنے پروردگار کی عنایت کردہ نعمتوں کا ادراک سے بھی بیان کرو۔ ایک روز یہ فقیر (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے یاروں کے ایک مجمع میں بیٹھا تھا۔ اور اپنی تحریروں پر اس قدر نگران تھا۔ اور یہ دید اس قدر غالب آئی کہ اس وضع موجودہ سے اپنے آپ کو بالکل بے مناسب پایا۔ اسی اثنا میں من تو اضع لکھ و رفعة اذلک۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا مرتبہ بلند کر دیا۔ کے مطابق اس دور افتادہ کو خاکِ مذمت سے اٹھایا گیا اور یہ آواز آئی: غفرت لک و لمن تو سئل بک الی بوسطہ او بوسطہ بغیر الی بوسطہ القیامۃ۔ ہم نے قیامت تک تمہیں اور نیز ہر اس شخص کو جس نے تمہیں وسیلہ بنایا خواہ واسطہ سے خواہ واسطہ کے بغیر بخش دیا۔ اور بار بار یہی فرمایا جتنے کہ شک و شبہ کی انجائش نہ رہی۔ پھر حکم دیا کہ

انہیں واقعہ کو لوگوں پر بھی ظاہر کر دو۔

اگر بادشاہ برسرِ پیرِ زن
بیار و توئے خواجہ سبست بکرنے
راتِ رنگت کا سیخ المنفورت۔
”بے شک تیرے پروردگار کی بخشش بہت
وسیع ہے“

اسی سال مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی
حضرت ملا عبدالحکیم سیالکوٹی حاضر خدمت
ہو کر مرید ہوئے۔

جنہوں نے ہر علم میں کوئی نہ کوئی کتاب ضرور تصنیف کی ہے جسے طالب علم تحصیل علم کے
آخری درجہ میں پڑھتے ہیں۔ اور جنہوں نے اکثر علمی اور تدریسی کتابیں لکھیں اور شرح کی
جس سے دینی طلباء فوائد کثیر حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کی شرح اور حواشی کے بغیر کوئی کتاب
حل نہیں ہو سکتی۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔
ملا سیالکوٹی کے مرید ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ مولوی صاحب کا ایک شاگرد تمام
شاگردوں سے لائق اور ذکی اور ذہین تھا۔ اس کی طبیعت ایسی رسالتی کہ مولوی صاحب کے
دوسرے شاگرد اس سے لگا نہیں کھاتے تھے۔ مولوی صاحب کو اس سے بڑا ہی پیار تھا۔
اتفاقاً وہ چند روز سبق کے لئے نہ آیا۔ تو مولوی صاحب نے کسی کے ہاتھ بلوایا۔ جب
حاضر خدمت ہوا اور مولوی صاحب نے نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ تو عرض کی کہ چند ورق میرے
ہاتھ لگے ہیں۔ ان کے مطالعہ میں مستغرق ہو گیا تھا۔ انہیں پھوڑ کر کسی اور کتاب کے مطالعہ
کو جی نہیں چاہتا تھا۔ پھر وہ ورق بغل سے نکال کر مولوی صاحب کو دے دیئے۔ جب آپ نے
ان اور اوراق کا مطالعہ کیا۔ تو ایسا کلام پایا جس کے علوم و معارف بالکل نئے تھے تو تازہ زیبا
اور شریعت عزاکے عین مطابق تھے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالحکیم حیران رہ گئے۔ کہ یہ کس
بزرگ کا کلام ہے۔ ایک شخص سے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک

سے مشرف ہو چکا تھا اور اس وقت مولانا کی اس مجلس میں موجود تھا۔ کہ کہ یہ کلام تو حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ مولانا عبدالحکیم ایک ہی نظر میں حضرت قیوم اقل
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم و معارف کے مطالعہ سے آپ کے کمالات علمیہ اور روحانیہ کے
مستند ہو گئے۔

اسی اثنا میں ایک رات مولانا عبدالحکیم صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مولانا کو فرمایا۔ قل اللہ شہد زرعہم فی نحو صد صحیحہ و یلیونہ
ثم صرف اللہ تعالیٰ کہو۔ چھوڑ دے انہیں اپنی فوج میں کھینے دے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرماتے ہی مولوی صاحب کا سینہ منور
ہو گیا اور دل ذکر کرنے لگا۔ بلکہ ذکر الہی نے سارے بدن میں اثر کیا۔ مولوی صاحب پر عجیب
حالت طاری ہو گئی۔ جب بیدار ہوئے تو اپنے دل کو ذکر پایا۔ اور حالت مذکور کا اپنے آپ
میں مشاہدہ کیا۔ اسی وقت نیاز مندی اور دعا و توجہ کی التماس کے لئے حضرت قیوم اقل
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی اور لوگوں کو کہنے لگے۔ آج سے میں حضرت شیخ
احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اویسی ہوں۔ پھر چند روز بعد حضرت مجدد کی خدمت
میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آپ نے تجدید الف کے اثبات میں ایک رسالہ مسمیٰ بہ
”قلم فی التصدید“ لکھا ہے واقعی اس میں نہایت ہی قوی دلائل و براہین بیان کیے
ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ناقدین اور معنفین نے آپ کے تجدیدی کارناموں
اور دعویٰ مجددیت کو خالق کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اسے و نیلے اسلام کی ایک اہم فکری تحریک قرار
دیا ہے۔ یہ تحریک محض ایک فلسفہ ہی نہ تھی۔ بلکہ اسلام کی روحانیت کے تمام کمالات کو لے کر امیری تھی۔ اس
(دیکھئے صفحہ ۲۶)

(مفتی حاشیہ معتمد سابقہ سے آگے) کے اثرات نہ صرف مقلدین کی غیر اسلامی رسومات پر پڑے بلکہ اس وقت کی ساری اسلامی دنیا نے اس کا اثر قبول کیا۔ اللہ کا فی حدیث آج کی یہ اسلامی دنیا بھی اس تحریک سے اثر ہے۔ یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ بغیر میں اسلام صوفیہ اسلام کی بدولت آیا پھر اسے علماء کرام نے ایک علمی اور منطقی قوت بخشی مگر ایک وقت آیا کہ علماء دیارِ لا ملح میں گرفتار ہو گئے۔ اور صوفیہ کی مراد پر جہالت اور رسومات نے قبضہ کر لیا۔ اس طرح عام مسلمانوں نے احکام شرعیہ کی اتباع کی بجائے دولت اور خوشامد کو اپنا قید و گھبراہٹ بنا لیا۔ جاہل صوفیہ شرعی مسائل کا مذاق اڑانے لگے اور شرعیہ کو ایک مویا نہ عقل قرار دے کر تصوف کو ایک اعلیٰ مقام دے دیا۔ ان کے ہاں ابن عربی کا فلسفہ وحدت الوجود اور انداز سے اپنا یا جانے لگا۔ کہ نصیوس قرآن کے مقابلہ میں فتوحات مکیہ کی قصوں ہی شعل راہ بنے بلکہ نبوت کے کالات کے لئے ظلی اور بروزی اصطلاحات گھڑی گئیں۔ بعض صوفیہ نے تو ولایت کو نبوت سے اعلیٰ قرار دے دیا۔ وحدت الوجود اور سہمہ اوست کے نظریات کو ادیان و ملل کے اتحاد کا ذریعہ بنا لیا گیا۔ ایسے صوفیہ کے پیچھے اپنی علم کا ایک طبقہ موجود تھا۔ آقا عبد اللہ سلطان پوری (جو ہالیوں کے عہد حکومت میں مخدوم الملک تھے اور شیر شاہ سوری کے دور میں شیخ الاسلام تھے) جیسے علماء اپنے گھروں میں کئے کے انبار رکھ کر بھی کئی شرعی جہلوں سے نزاکت کی ادائیگی سے بچ جاتے تھے۔ اس طرح مولانا زکریا الدہلوی نے باوجود وقت کو سجدہ کرنے کا فتویٰ دے دیا تھا۔ بعض علماء نے اگر کو یہاں تک باور کر دیا تھا کہ ایک ہزار سال کے بعد دین اسلام میں نہ قوت رہتی ہے نہ وہ قابل عمل رہتا ہے۔ ایسے خیالات کو ایران سے لائے شدہ ان مشیعہ علماء اور مجتہدین نے مانگ کر نے میں اہم کردار ادا کیا۔ جو کہ کی دعوت عام پر بغیر میں آپسچے مسلمانوں کی اس حالت نے ہندو جھگڑی تحریک کو پروان چڑھانے کا موقع دیا جو جیم اور رام کو ایک ہی مذہب خیالی کرتے تھے۔

یہ تھے وہ حالات جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کو اسلام کے احیاء اور تجدید پر آمادہ کیا

ایک حادثہ صغیر سابقہ سے آگے) آپ آگے بڑھ گئے۔ اور اعلان کر دیا کہ اسلام میں تصوف اور شریعت جدا جدا نہیں ہیں، یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ طریقت تو شریعت کے احکام کی اتباع کا ایک ذریعہ ہے شریعت ایک تجربہ ہے طریقت ایک کون قلاب کا ذریعہ ہے۔ آپ نے مزید وضاحت کی کہ حقیقت اور طریقت شریعت محمدی علی الصلوٰۃ والسلام کی پہچان کے لئے ہیں۔ ان کے ہاں علم عمل اور عقلم سے شریعت مکمل ہوتی ہے۔ آپ کے اس اعلان پر صوفیہ اور علماء کا حقیقت پسند طبقہ آپ کا ہم نوا بن کر آگے بڑھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ توحید اور رسالت ایک مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہیں۔ مگر جاہل صوفیہ کی تعبیروں اور دنیا دار علماء کی تاویلوں نے وحدت الوجود اور تجربہ اولیت کے فلسفہ میں ولایت اور نبوت کو یکجا کر کے ولایت کے مقام کو نبوت سے بلند دیکھا جانے لگا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے وحدت الوجود کی بجائے وحدت الشہود کو پیش کیا۔ اور اعلان کر دیا کہ ہم ابن عربی کی فتوحات مکیہ کو حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث (فتوحات مدینیہ) پر فوقیت نہیں دے سکتے۔ انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ کوئی ولی خواہ کتنا ہی بلند رتبہ رکھتا ہو کسی نبی کا ہم پایہ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے نبوت اور ولایت کے مقامات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اعلان کیا کہ صحابہ کرام تصوف اور شریعت کے علمبردار تھے۔ ولی اللہ خواہ کتنا بلند پرواز ہو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک معالیٰ درخواست اس نے حضور کو ایک باہری دیکھا ہوا کے ہم پایہ نہیں ہو سکتا۔

آپ نے ایک ہزار سال کے بعد اسلام کے بحال کی شہادت آمیز افواہ کے جواب میں فرمایا کہ اگر یہ بات درست ہے تو میں اسلام کے آٹھ سو سے ایک ہزار سال کے بعد وہ مجدد ہوں جو اسلام کی قوت کے لئے جان تک کو قربان کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا: اسلام اور کفر کسی ایک نہیں ہو سکتے۔ لوگوں نے اسی وجہ سے آپ کو اسلام کی پرستہ شہسوار قرار دیا ہے۔ آپ نے اگر کے دین الہی کے مقابلہ میں محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین اسلام کو سامنے رکھا۔ آپ نے جہاد کے اہل ایمان اور اہل کفر کو جمع کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) اکبر کی کفریت کو جہانگیر کی دور میں ختم کیا۔ مسجد کی روایت کو منہ
کرایا۔ دو سال کی قید کے بعد جب آپ باہر آئے تو لوگوں میں اسلام کی حرارت پیدا ہو چکی تھی۔ آپ نے
قید کے خاتمہ پر جہانگیر کی لشکر گاہ میں رہ کر عیان مملکت اور امر کو اسلام کی عظمت سے روشناس
کیا۔ جہانگیر کی اصلاح کی اور دوبارہ کا رعب ختم کرنے کے بعد جب دوبارہ مسرہند آئے تو
ترصغیر کا نقشہ بدل چکا تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی ایک مجدد کی شکل میں کفر
کے مقابلہ میں اسلام کا بلند پائین کر اپنی خانقاہ میں کھڑے تھے۔ اور جاہل صوفیاء اور بے عمل
علماء معاشرے کو تباہ کرنے سے پہلے تباہ ہو چکے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک احیائے دین کی کامیابی آپ کی
حکمت عملی کا عمدہ نمونہ ہے۔ آپ نے ایک طرف ان ارکان سلطنت کو جو دین سے محبت رکھتے
تھے۔ اپنے مکتوبات کے ذریعہ بیدار کیا۔ اور دوسری طرف ان کے خلاف اسلام کی
برتری کا جذبہ عطا کیا۔ دوسری طرف ہم عصر علماء کرام کو جو اُت و بہت پر آمادہ کیا اور ایک اجتماعی
دین کو منظم کر لیا۔ آپ کے مکتوبات نے جہاں سیاسی اور علمی بیداری پیدا کی۔ وہاں مختلف
صوفیاء اور مشائخ کو روحانی تربیت کے لئے تیار کیا۔ اس حکمت عملی کا ثمرہ یہ نکلا کہ ترصغیر میں ایک
اجتماعی قیادت ابھری جو مغل افواج اور باہری اعداء، با اثر علماء اور روحانی مشائخ پر مشتمل تھی۔ اس اجتماعی
قیادت نے اکبر اور جہانگیر کی بے گت کے تمام عقائد کی دیواریں ہلا کر رکھ دیں۔ درباری تلامذہ
امراء اور جاہل صوفیاء اس تحریک کے سامنے بے بس نظر آنے لگے اور ایک وقت آیا کہ جس مغل دربار
سے اذان مدارس دینیہ، علماء حق کے خلاف احکام جاری ہوئے تھے اسی دربار کے حکمران حضرت
مہدو رضا اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات سے سرشار ہو کر مساجد کی تعمیر و خانقاہوں کی تعمیر ہوئی۔ دینی
قوانین کے نفاذ اور غریب و مساکین کے حقوق کے مدنظر بن گئے۔

(خاروقی)

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مولانا عبدالحکیم سیکوٹی کا اپنے علمی انداز میں
حضرت مجدد الف ثانی کی مجددیت کا اعلان
اجلاس میں تمام سرید حاضر تھے۔ وہاں ذکر پھر اکر کہ آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت ہم
لوگوں پر تو اظہر من الشمس ہے لیکن اگر کوئی عالم جو علم میں اپنے وقت کا امام ہو اور جن کا
قول عوام و خواص کے لئے سند ہو تجدید الف اور قیومیت کا اعلان کرے تو مخالفوں کے
لئے قوی دلیل ہو جائے گی۔ یہ ذکر ہوئے ابھی ایک گھڑی گزری تھی کہ تمام اہل مجلس حضرت
مجدد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور خواب استراحت سے اٹھ کر وضو کرنا چاہتے
تھے۔ لیکن نور قیومیت سے وہ ذکر معلوم کر کے ان لوگوں سے پوچھا کہ مولوی عبدالحکیم اس وقت
کیسے ہیں۔ سب نے عرض کی کہ آج کل معقول و منقول میں بیکارے زمانہ ہیں بعد ازاں آنجناب
نے فرمایا کہ مولوی صاحب نے میری طرف ایک خط لکھا ہے۔ اسے دیکھو۔ آنجناب کے
فرماتے ہی قاصد نے ایک خط آنجناب کو دیا۔ حاضرین نے عرض کی۔ یہ مولانا عبدالحکیم کا
خط ہے۔ جب کھول کر پڑھا تو اس میں حضرت مجدد کے بارے میں بہت سے عجیب
فقرے لکھے تھے۔ ان میں ایک یہ ہے۔ "امام ربانی محسوب سبحانی مجدد
الف ثانی؟ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ازاں اس میں اپنا خوب اور اپنی حالت سبب
کچھ عرض کی۔ یہ مولوی عبدالحکیم صاحب کا پہلا خط تھا۔ جو آپ نے حضرت مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا۔

مولانا عبدالحکیم سیکوٹی اکبری اور جہانگیری دور کے زبردست عالم دین تھے۔ آپ علمی اعتبار پر
علامہ زمان اور شہرت کے لحاظ سے ممتاز عالم دین تھے۔ آپ نے مولانا کمال الدین کشمیری سے اکتساب
علم کیا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی کے ہم مکتب ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے کمالات کے معترف

(بقیہ ماضیہ سابقہ سے آگے) اور شاخوں تھے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لینے و خریدنے تھے۔ آپ کی دعوت و عزیمت کے پیش نظر ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے آپ کو مجدد الف ثانی کا خطاب دیا۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی کے ہم سبق (دارالعلوم ملا کمال کا شمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہم عصر اور ہم خیال تھے۔ آپ کے علمی کارنامے حضرت مجدد کی تحریک کو نمایاں کرنے میں بڑے موثر ثابت ہوئے۔ آپ نے حضرت مجدد سے عقیدت اور تعاون کو زندگی کا حصہ بنا لیا تھا۔ آپ حضرت مجدد کے قابل قدر دوست بھی تھے۔ حضرت مجدد نے آپ کو علمی بلندی کے پیش نظر آپ کو "انتخاب پنجاب" کا خطاب دیا۔ لاہور اور سیالکوٹ میں علمی مصروفیات سے اٹھ کر وزیر مملکت سعد اللہ کو ساتھ لیا اور سرحد شریعت ہوئے اور حضرت مجدد سے بیعت ہوئے۔ تحریک احیائے اسلام کے زبردست حامی بنے۔ اور اپنی تمام علمی توانائیاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت میں وقف کر دیں۔ اور آپ کی مشہور کتاب "دلائل التجدد" اس نظر سے زبردست تحریر ہے۔ اور آپ کی یہ تائیدی کوششیں حضرت مجدد کی زندگی تک وقف رہیں۔ پھر آپ کی اولاد کے ساتھ بھی آپ ہمیشہ تعاون کرتے رہے۔ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے جہانگیر کے عہد حکومت میں سیالکوٹ میں دینی و سیاسیات کا عظیم الشان دارالعلوم قائم کیا جس سے ایسے نادر علماء نکلے جو مستقبل میں آسمان علم پر آفتاب و مہتاب بن کر چمکے۔ شاہ جہان کے دورِ اقتدار میں آپ کو دہلی میں طلب کیا گیا۔ انعام و اکرام سے نوازا گیا۔ شاہ جہان آپ کے علم و کمال کا یہاں تک معترف تھا کہ حضرت ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دو بار چاندی سے تلو کر چاندی آپ کو بخش دی۔ کئی دیہات سیالکوٹ میں ہی بطور جاگیر آپ کو عطا کر دیئے۔ حضرت مولانا عبدالحکیم نے ساری عمر تعلیم و تدریس میں گزار دی۔ بلند پایہ تصانیف لکھیں۔ اور اپنی علم و فضل کی قدر افزائی کی۔ شاہ جہان نے آپ کی علمی خدمات کے صلہ میں ایک لاکھ روپیہ مالانہ وظیفہ مقرر کیا۔ آپ ۱۰۶۵ھ بمطابق ۱۶۵۵ء میں سیالکوٹ میں فوت ہوئے اور اسی شہر میں آپ کا مزار بنا۔

(ماخوذ از تذکرہ علماء ہند)

۱۱ سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوت
حضرت شیخ حمید قدس سرہ قیومت سے معلوم کیا کہ اکبر آباد میں ایک شخص کمالا
 اتنی کے لئے کمال صاحب استدلال شیخ حمید نام رہتا ہے جن کے طفیل سے ہزار ہا
 لوگ گمراہی کے بھنور سے نکل کر ساحل ہدایت پر لگیں گے۔ اس واسطے آنجناب عین حکم
 کر یا ہیں اکبر آباد تشریف لے گئے۔ شیخ حمید کی آمد و رفت اور ملاقات حضرت مجدد کے
 مرید خاص ملا عبد الرحمن مفتی سے تھی۔ لیکن آنجناب کے بعض مخالفوں کے کئے سننے سے
 حضرت مجدد کی طرف سے شیخ حمید کے دل میں غبار پیدا ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ وہ غبارِ سخت
 و ثقیل سے تبدیل ہو گیا تھا۔ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملا عبد الرحمن سے
 شیخ حمید کے حالات دریافت فرمائے۔ تو ملا نے عرض کیا کہ وہ تو آنجناب کا سخت
 مخالفت ہے۔ اتفاقاً آنجناب کا گھر اس مکان کی گلی سے ہوا۔ جہاں شیخ حمید رہتے تھے
 حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ حمید کی طرف ایک تیز نگاہ سے دیکھا۔ بعد ازاں
 شیخ کو باہر بلایا۔ آواز سنئے ہی شیخ حمید کی صداوت خوش افتاد و اور محبت سے بدل گئی۔
 بڑے ادب سے اٹھ کر آداب قیومیت بجا لایا۔ اور حضرت مجدد کے دوبرو و دست بستہ
 کھڑا ہو گیا۔ اس کے کھڑا ہونے ہی آنجناب دولت خانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ بھی
 آپ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ جب آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ تو لوگوں کو سخت تاکید
 کی کہ شیخ حمید کو اندر نہ آنے دیا۔ شیخ حمید تین دن رات دروازے پر سرنگوں کھڑا
 رہا۔ انہیں اپنے آپ کی سزا یاد نہ تھی۔ جب دوسرے احباب نے آنجناب سے
 اس کی سفارش کی۔ تو فرمایا کہ ابھی اس کے نفس کی رحمت ٹوٹ لی ہے۔ وہ تین روز بعد
 حضرت مجدد نے شیخ حمید کو بلا کر ان کے حال پر مہربانی فرمائی۔ اور اسے مسرور بنایا۔
 تھوڑی مدت اپنے پاس رکھ کر خلافت مطلق سے سرفراز فرما کر بیگمال کی طرف جانے کی
 اجازت عنایت فرمائی۔ نبضت فرماتے وقت حضرت مجدد نے اپنی اعلیٰ مبارک شیخ حمید

کو عنایت فرمائی۔ شیخ حمید نے انہیں اپنے دانوں سے اٹھایا اور جب تک زندہ رہا۔ اور طاقت دہی دانوں سے اٹھاتا رہا۔ بعد ازاں سر پر بانٹھ لیا۔ جبہ آنجناب سے رخصت ہوا۔ تو اسے پاؤں واپس گیا۔ بلکہ اس شہر سے بھی اسے پاؤں گیا۔ تاکہ پیچھے سے بے ادبی نہ ہو۔

بنگال میں حضرت شیخ حمید نے
سلسلہ مجددیہ کی اشاعت کی
حضرت شیخ حمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بنگال میں شہرت عامہ نصیب ہوئی۔ آج تک شیخ حمید کا طریقہ اس ملک میں رائج ہے۔ اور حضرت مجدد کے نعلین مبارک آج تک وہاں موجود ہیں۔ وہاں کے اکثر مہتممین ان نعلین کو پانی میں ڈھو کر پیتے ہیں جس سے شفا کے کلی ان کے نصیب ہوتی ہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد شیخ حمید نے حضرت قیوم ثانی امام معصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعزیت کے بارے میں ایک خط لکھا۔ اس میں آنجناب کی بہت سی تعریف کے بعد یہ لکھا۔ قمشلہ الشیخین ہو احمد بین المحمدین۔ ”وہ دو محمدوں کے درمیان ایک احمد ہے۔“ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ما بین۔

۱۔ شیخ حمید بنگالی قدس سرہ کے مفصل حالات کے لئے توبۃ اللغات اور حضرت القدس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ آپ ان مشائخ میں سے ہیں جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کی دعوت پر دیت میں بڑے جوش و کوشش کیا۔ آپ بنگال کو بنگال میں پیدا ہوئے۔ علوم دینیہ میں کمال حاصل کیا۔ اور سلوک کی تعلیم کے لئے سیاحت میں نکلے۔ حضرت مجدد سے بیعت کی اور ایک سال میں سلوک مجددیہ کے مدارج طے کئے۔ حضرت مجدد کے ارشاد پر بنگال آئے اور ظاہری باطنی علوم کی اشاعت کرنے لگے۔ حضرت مجدد کے خلیفہ اور مرید خاص تھے۔

دقیقہ آئندہ صفحہ پر

۲۔ اسی سال میر یوسف سمرقندی علیہ الرحمہ فوت ہوئے۔ جب حضرت خواجہ پیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے تمام مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے کیا۔ تو ان میں سے ایک میر یوسف بھی تھے۔ رخصت ہوتے وقت خواجہ صاحب نے خاص طور پر میر کی سفارش کی کہ اس کا کام ضرور سرانجام کرنا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفارش کو قبول فرمایا۔ لیکن میر یوسف فقط مرید ہی تھے۔ سلوک سے انہیں کچھ ہی حاصل نہ تھا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر بھی سلوک میں ترقی نہ کی۔ کیونکہ انہیں دنوں کسی کام کے واسطے ماوراء النہر میں چلے گئے تھے۔ اسی سال سفر سے واپس آئے۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنجناب نے انہیں دیکھ کر قہقہے کھدیا۔ انہیں دنوں وہ بیمار ہو گئے۔ حتیٰ کہ قریب الملوک ہو گئے۔ آنجناب کی خدمت میں اطلاع دی گئی۔ کہ میر یوسف نزع کی حالت میں ہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی القور تشریف لائے۔ اور حسب وعدہ توجہ خاص اور اپنی باطنی نسبت القا کی۔ توجہ کرتے ہی میر یوسف کے باطنی پردے کھل گئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باطنی حالت پر بھیجی۔ جب میر یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی۔ تو فرمایا ابھی یہ ابتدائی حالات ہیں۔ پھر توجہ کی۔ توجہ کے بعد اس نے باطنی حالات بیان کئے۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اوسط درجہ کے حالات ہیں۔ پھر توجہ مبذول فرمائی۔ اور میر یوسف نے باطنی حالات پیر کی مرتبہ عرض کئے۔ تو فرمایا کہ یہ باطنی انتہائی حالات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھ سے وعدہ پورا ہوا۔ جو میں نے حضرت خواجہ پیر

۳۔ بقیہ ساریہ صغیرہ سے آگے) حضرت مجدد کا جوٹا ساری عمر کے عہد کے نیچے سجائے رکھا۔ نہ بعد قبر کے روشن دان پر سجایا گیا۔ ششہ میں فوت ہوئے۔

باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا تھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم اول اُٹھے۔ آپ کے اٹھنے ہی میری صفت جہاں بحق تسلیم ہوئے۔

جنت کا اخراج اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کو اپنی خانقاہ سے جہاں وہ چار ہزار سال سے سکونت پذیر تھے نکال دیا۔ ان کے نکالنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک رات حضرت محمد سعید خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت کے حجرے میں سوئے تھے کہ جنوں نے آکر حجرے میں کھینک شروع کر دیا۔ ان کے شور و غوغا سے حضرت خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیدار ہوئے کیونکہ وہ حق دروازے کو بھی کھٹکھٹاتے تھے۔ اور جھپٹتے تھے کہ اندر آکر انہیں تکلیف پہنچائیں۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیدار ہوئے۔ اور متنبہ ہوئے۔ فرمایا: آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا تھا کہ جن آپس میں کہنے لگے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاگ اُٹھے ہیں۔ سب کو تیار کر دیں گے۔ آج ہاگ چلیں۔ اتنے میں آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز دی کہ محمد سعید دروازہ نہ کھولنا۔ تمام جن ایک ہاگ کی بجائے گئے۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کے بادشاہ کو بلا دیا۔ جب وہ حاضر ہوا۔ تو بہت بہت معافی مانگی۔ اور جو جن حضرت خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دینے کے لئے آئے تھے۔ ان کو جان سے مار ڈالا۔ اور کئی ہزار جن جو مکان اور خانقاہ کے گرد و فواح میں رہتے تھے انہیں نکال دیا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سب قوم جن کو ہم نے گھر سے نکالا تو سب وہاں سے روتے ہوئے اُٹھے۔ کیونکہ وہ چار ہزار سال سے وہاں رہتے تھے۔ اور جو بچے تھے۔ اپنا ساز و سامان ساتھ لے کر نکلتے تھے۔

بعد ازاں جنوں کے بادشاہ نے **سمرقند شریف میں جنت کا قیام** شروع کیا کہ ہم مدت سے آنجناب کے قدوم مہنت لزوم کے منتظر تھے۔ سو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم آنجناب کے دیدار

فائق الاوار سے مشرف ہوئے۔ اب ہم امید دار ہیں کہ آپ کے مرید ہوں گے۔ اس بار سے میں بہت محنت سماجت کی تو آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کے بادشاہ کو معاف اس کے لشکر کے مرید کر لیا۔ جنوں کے بادشاہ نے اپنے ایک امیر کو کئی ہزار جنوں سمیت آنجناب کی خدمت میں بطور وکیل بھیجا۔ اور ایک ہفتے بعد مجھ کے روز خود بھی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ وہی جنوں کا بادشاہ ہے جس نے مولانا محمد رفیع کو آنجناب کی بعثت کی خوشخبری دی تھی۔ (حبیب کہ پہلے لکھا گیا ہے) اکثر جن حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے باطنی سلوک حاصل کرتے رہے۔ جن جنوں کو جنوں کے بادشاہ نے آنجناب کی خدمت میں چھوڑا تھا۔ سب کے سب آنجناب کے مرید ہو گئے۔ آنجناب نے انہیں خانقاہ اور گھر کے ارد گرد پھوڑی سی جگہ دی۔ آج کل جو جن حضرات سمرقند کے محل جنت میں رہتے ہیں۔ وہ انہیں جنوں کی اولاد ہیں جنہیں جنوں کے بادشاہ نے آنجناب کی خدمت میں چھوڑا تھا۔ وہ سب کے سب اس محلہ کے پاسباں ہیں۔ محلہ میں نہ خود کسی پر دست درازی کرتے ہیں۔ نہ کسی اور جن کو کرنے دیتے ہیں۔

ایک روز میرے مصنف والد بزرگوار نے فرمایا کہ میرے **مہرئند کے جنت** (مصنف کے دادا بزرگوار میرے چچا کی شادی کے موقع پر مکان کی چھت پر جو گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سی عورتیں مل کر گانا گاتی ہیں۔ اور خوشیاں منا رہی ہیں۔ دیکھتے کہ نہ پر معلوم ہوا کہ یہ جن عورتیں ہیں۔ پوچھا تم کیوں گاتی ہو عورتوں کی مقدم زادہ کی شادی ہے اس واسطے ہم خوشیاں منا رہی ہیں۔ اس محلہ کے اکثر جن لوگوں کو کھلائی دیتے ہیں۔ لیکن کسی کو آج تک تکلیف نہیں دی۔ بہت سے صاحب حال اشخاص نے معلوم کیا ہے کہ یہ جن سب کے سب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ حضرت قیوم اول اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے روحنوں کے گرد و فواح میں بہت سے نیک جن اب تک رہتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے عبادت کی سعادت

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ "مبدأ و معاد" کے اخیر میں لکھتے ہیں کہ ایک روز اللہ تعالیٰ نے جنوں کا حال مجھ پر منکشف فرمایا۔ معلوم ہوا کہ تمام روئے زمین پر ہاں بھر زمین ایسی نہیں جو جنوں سے خالی ہو۔ لیکن ہر ایک جن کے سر پر ایک فرشتہ بکڑے منہ میں ہے۔ اگر وہ اس کے قورٹا اس کی سرکوبی کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف دینی چاہتا ہے تو جن پر سے فرشتے کو ہٹا دیتا ہے۔ اور وہ جن شورش میں آکر لوگوں کو تکلیف دیتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی قومیت کے سال سیزم کے واقعات

حضرت مجدد الف ثانی کی برکت سے قیومیت کے تیرہویں سال ایک روز حضرت قبرستان سے عذاب اٹھ گیا۔ قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرسند کے بانی اپنے چھٹے دادا حضرت امام رفیع الدین قدس سرہ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ فاتحہ کے بعد امام صاحب کے مزار پر سارے قبرستان کی مغفرت کے لئے جناب الہی میں عاجزی و التماس کی۔ امام ہوا ہم نے ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھایا۔ پھر التماس کی کہ اسے بروہ دکار تیزی رحمت کی کوئی انتہا نہیں۔ حضرت اور زیادہ کر پھر امام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے۔ اس قبرستان والوں سے عذاب اٹھایا گیا ہے۔ آنجناب نے پھر التماس کی تو امام ہوا کہ اچھا ایک سال کے لئے اس قبرستان پر سے ہم نے عذاب

اٹھایا۔ پھر التماس کی تو جناب امام ہی سے بفضل و کرم ہوا کہ ہم نے اپنے فضل سے تمہارا مزار اس قبرستان سے قیامت تک کے لئے عذاب اٹھایا ہے۔ اسی سال ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار خادم حبیب اللہ کے سر پر کے مزار پر زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت آنجناب کے دل میں ایک حدیث تشریف کے مضمون کا خیال آیا کہ جب کسی عالم کا گذر قبر پر سے ہوتا ہے تو جنوں میں روز تک صاحب قبر کو عذاب نہیں ہوتا۔ یہ خیال آتے ہی امام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کے سبب ہم نے اس قبرستان سے قیامت تک کے لئے عذاب اٹھایا۔ آئندہ بھی جو شخص اس قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ ہم اپنے فضل و کرم سے بخش دیں گے۔ شہر سرسند کا تمام قبرستان اسی مقام پر ہے جس کی بابت آنجناب کو خوشخبری ملی تھی۔ اس قبرستان کے مرکز میں آنجناب کے والد بزرگوار کا مسند ابرار رک ہے۔

اسی سال ایک شیخ بلخ سے آکر حضرت قیوم اول قیوم حضرت شیخ بلخی کا خواب الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ ملا بدیع الدین عزت القدس میں لکھتے ہیں کہ اس شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک جنازہ بڑی عظمت و جلالت سے لایا گیا ہے جس کے ساتھ بڑا ہجوم ہے۔ بلکہ تمام گذشتہ و آئندہ دویا بھی نظر آ رہے ہیں۔ موصفا ماوراء النہر کے مشائخ مثلاً خواجہ عجدوانی سرعطقہ خواجگان خواجہ بہاء الدین شہید خواجہ عبید اللہ احمد اور کئی بزرگ اس جنازے پر موجود کھڑے ہیں۔ ان میں سے ایک بزرگ سے پوچھا کہ یہ کس بزرگ کا جنازہ ہے اور یہ لوگ کس کے منتظر ہیں۔ اس نے کہا یہ اس ملک کے قطب کا جنازہ ہے۔ اور یہ سب قطب الاقطاب کے منتظر ہیں جو اولیائے امت سے افضل ہیں۔ جب وہ تشریف لادیں گے تب نماز جنازہ ادا

کی جانے لگی۔ کیونکہ وہ امامت کر رہے تھے۔ اور ہم سب مقتدی ہوں گے۔ اتنے میں ایک مہر گندم گوں مال سفیدی۔ کشادہ چشم۔ فراخ پیشانی۔ بلند بینی۔ مربع ریش بزرگ حضرت پورسہ السلام کی طرح حسین اور حسن مجتبیٰ کی طرح صلیح شریعت لائے۔ جن کی پیشانی پر سے وار کے انوار درخشاں تھے۔ اور شکل و صورت بڑی باعجب تھی۔ تمام اولیائے قاضی کی اور سب سب دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر امامت کی۔ اور بعد ازاں جناب اٹھایا گیا۔ میں نے ایک سے پوچھا کہ اس امام کا نام و مقام کیا ہے۔ اس نے کہا ان کا اسم مبارک حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کا وطن سرہند شریعت ہے۔

میں جاگا تو اس بزرگوار کے دیدار فاضل الانوار کی طلب میں بے قرار ہو گیا۔ صبح ہو چھوڑ کر قطب لاقطاب کی طرف روانہ ہوا۔ جب سرہند پہنچا۔ اور حضرت مجدد کی زیارت سے ہوا۔ تو جو خلیفہ مبارک میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ بعینہ وہی تھا۔ میں نے اس درگاہ عزیز پر روئے نیاز اور خانقاہ ملائیک پناہ کے گرد چند مرتبہ طواف کیا۔ اور جو کچھ دیکھا وہ بیان سے باہر ہے۔

حضرت بہاؤ الدین نقشبند کی نگاہ میں حضرت مجدد کا مقام

حضرت القادس میں لکھا ہے کہ ایک سید زائد حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مخلص مرید ہوتے اس نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز حضرت کے ایک منکر نے مجھے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ دعویٰ ہے کہ اگر خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی قدس سرہ اس وقت زندہ ہوتے۔ تو میری خدمت کرتے۔ مجھے یہ سن کر تعجب ہوا۔ میں نے کہا یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انداز بیان نہیں اس قسم کی باتیں زبان پر لائیں۔ اتفاقاً انہیں دونوں میں مرض طاعون میں مبتلا ہو گیا۔ ایک رات شدت مرض میں کیا دیکھنا ہوں کہ فرشتہ میری جان قبض کرنے کے لئے آسمان سے اتر رہا ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ آ موجود ہوئے ہیں۔

کہ فرماتے ہیں کہ سید زائد کو زندگی بخشی گئی ہے۔ تم واپس چلے جاؤ۔ فرشتہ نے پوچھا سب کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ مرید اتنا تو قہر آدمی کا فرمودہ جانتے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات جو اس منکر نے بیان کی ہے۔ میں فرمائی۔ لیکن ان کی شان اس سے بھی اعلیٰ وارفع ہے۔

اسی سال سلسلہ چشتیہ کے ایک خواجہ معین الدین اجمیری فرماتے ہیں | سجادہ نشین شیخ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے انہوں نے مرید ہونے کے بعد خود بیان کیا کہ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ کسی عالمی برٹنے کے لئے نکلے ہیں۔ اور آپ کے آگے آگے فوج جا رہی ہے اور شاہانہ سبکدوشی کے لئے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص نے مجھے کہا کہ تیرے آیا و اجداد تو سلسلہ چشتیہ میں مرید تھے۔ تم کیوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے ہو۔ میں نے کہا کہ میں نے کو جہاں کچھ ملتا ہے وہیں جاتا ہے اس لئے کہا کہ تو نے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کیا فرق دیکھا۔ کہ تو ان کے پاس گیا۔ میں نے کہا کہ تم حضرت مولیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرق کیا کرتے ہو؟ وہی خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ نے اس شخص کو فرمایا کہ اتنے کچھ کہو۔ کیونکہ وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اولیائے امت سے افضل ہیں۔ شریعت کو فروغ دینے والے اور استقامت بالستہ بدرجہ غایت رکھتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں کابیر اولیاء کا ملاقات

سیر منہ میں طاعون سے تباہی اور اس کا ازالہ
قبولیت کے چودھویں سال
شدت سے چھوٹ پڑی کہ ہر روز ہزار ہا آدمی صفوحیات سے تختہ مات پر پڑنے لگے۔ خلعت تنگ لگی تو لوگ متفق ہو کر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں آئے اور آنجناب کے آئینہ مبارک پر جیہیں نیاز بھگتا ہے کھرتے رہتے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کر کے دو گانہ ادا کیا اور اس پلاس کے دفعیہ کے لئے توجہ کی اور بارگاہ الہی میں دعا مانگی۔ دعا سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ حق تعالیٰ اس بلا کا جو ہم سے بھی مانگتا ہے ہم نے غلام کے عوض اپنا بیٹا پیش کیا ہے چنانچہ اسی روز آنجناب کے فرزند رشید شیخ محمد حبیبی جن کی عمر گیارہ سال تھی مرض طاعون سے فوت ہو گئے۔ انہوں نے غسل دے کر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہ کے مزار میں دفن کیا لیکن وہاں درہ بھر بھی تخفیف نہ ہوئی۔ مخدوم زادہ کی فوتیگی کے تیس دن لوگ پھر حاضر خدمت ہوئے اور دبا کی شکایت کی۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر بارگاہ الہی میں خلاسی خلق کے لئے توجہ کی۔ الہام ہوا کہ اپنے دوسرے فرزند کو خلعت کے واسطے خدا کو دو۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو فرمایا کہ میں نے دوسرا فرزند بھی عوام الناس کے واسطے خدا کرنا ہے۔ چنانچہ شیخ محمد فرخ جن کی عمر اس وقت دس سال تھی مرض طاعون سے اسی دن فوت ہو گئے۔ انہیں بھی حضرت مخدوم

شیخ عبدالاحد قدس سرہ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ لیکن وہاں کی آندھی پرستوں کی ہمتی بھر لوگوں نے اگر بڑی عنایت و سماجیت اور آہ و باری کی۔ اس مرتبہ آپ نے اپنی دختر فرزندہ ام کلثوم اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ کو خلعت کے لئے فریاد کیا۔ حضرت ام کلثوم اسی وقت نزع کی حالت میں تھیں کہ فرشتوں نے آکر حضرت عابد کو مبارک باد دی۔ آپ حیران رہ گئے کہ اس موقع پر مبارک باد اور خوشخبری کیسی ہے۔ بعد ازاں الہام ہوا کہ ہم نے تمہاری بیٹی ام کلثوم کو اپنے رسول کیجئے علیہ السلام سے جو حضور تھا دی۔ حضور اسے کہتے ہیں جس نے عورت کو چھوا ملک نہ ہو۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت کو بھی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ "سَيِّدَاؤُكُمْ حُصُونًا وَابْنَاتُكُمْ سَيِّدَاتُكُمْ" اور یہ انبیاء اور فرشتے اس واسطے آئے ہیں کہ ام کلثوم کا نکاح بھی علیہ السلام سے کریں۔ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ نکاح پڑھا اور باقی تمام انبیاء اور فرشتے گواہ بنے۔ نکاح سے فارغ ہو تہی ہجرت کلثوم اس دنیا سے سدھار گئیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو ماتم اور غم سے منع فرمایا۔ اور خوشی منانے کے لئے حکم دیا۔ جب غسل دے کر جنازہ اٹھایا۔ تو حضرت مجدد نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ حضرت بھی علیہ السلام تمام انبیاء اور فرشتوں سمیت اس نیاز سے گزر رہے ہیں۔ اس طرح میں جیسے بیاہ کے بعد دامن کو لے جا رہے۔ ام کلثوم کو حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ جب جنازہ قبر میں رکھا گیا۔ تو حضرت بھی علیہ السلام کی روح نے آکر کچڑ لیا۔ نیز فرمایا کہ ام کلثوم کا قبر کے انوار و برکات ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ کسی ایک ولی کے بھی نہ ہوں گے۔ کیونکہ اس قبر پر نور و نور کا ظہور ہے۔ ان دو پردہ نشینوں کے وصال کے بعد بھی دیا نہ ختمی لوگ بکثرت مر رہے تھے۔ اسی اثنا میں حضرت مجدد کے سب سے بڑے فرزند اکابر اولیاء خلیفہ

محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ وہ بارگاہ کوئی تہنمہ لیا جاسکتی ہے بسو اس کا تر لقمہ
میں بنوں گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو الہام ہوا کہ اپنا بیٹا دو۔ اس بیٹے
سے مراد میں ہی ہوں لیکن حضرت نے بہ سبب شفقت پر رازہ جو انہیں غیبت سے تھی۔ بچے کو فنا
رکھ کر دوسرے فرزندوں کو شاکر کرتے رہے۔ اب غیب معلوم ہوا ہے کہ وہ فرزند میں ہوا
سو میں اپنے آپ کو عوام الناس کے واسطے قدا کرتا ہوں۔ یہ فرماتے ہی مرض کے آثار نمایاں
ہوئے اور طبع بہ طبع مریض غالب آنا لگا۔ حتیٰ کہ تین روز میں آپ کا وصال ہو گیا۔ نزع کے
وقت آپ نے لوگوں کو خوشخبری دی کہ اب اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر سے مصیبت و بارہور
گردی ہے اگر میرے فوت ہونے کے بعد کوئی شخص اس مرض میں مبتلا ہو تو میرا نام لکھ کر
اس کے گلے میں لٹکا دینا۔ اور ایک چہدام میرے نام راہ خدا میں دے دینا۔ اللہ تعالیٰ اپنے
فضل و کرم سے شفائے کلی عنایت فرمائے گا۔ واقعی آپ کے وصال کے بعد کوئی شخص اس
مرض سے نہ مرا۔ اگر کوئی شخص اس مرض سے بیمار بھی ہو جاتا تو آپ کا اسم مبارک خواجہ
محمد صادق لکھ کر جب اس کے گلے میں لٹکاتے تو فوراً صحتیاب ہو جاتا۔ حضرت خواجہ
محمد صادق علیہ الرحمۃ کا اسم مبارک و بارگاہ کے لئے مجرب ہے۔ اور اب تک بھی مؤثر ہے۔
حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء علیہ السلام کے وقت میں ایک دفعہ طاعون کا بڑا
زور ہوا تو آپ نے حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا اسم مبارک لکھ کر لوگوں کو دنیا فترد
کیا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مریضوں کو شفائے کلی عنایت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں
کہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم مبارک و بارگاہ کے لئے بہت مجرب ہے۔
حضرت قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ کو غسل دے کر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اس مکان میں دفن کیا جو مسجد کے
شمال کی طرف واقع ہے اور اس سے پیشتر اس زمین کی بابت حضرت قیوم اول مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی تھی کہ یہ زمین جنت کا ٹکڑا اور اپنے مدفن کے

حضرت مجدد نے یہی جگہ تجویز فرمائی تھی۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مدفن پر ایک
شان گنبد بنوایا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ
علیہ کے جنازہ پر پہنچے ہوئے تھے کہ ایک شخص تھال میں دوٹیاں رکھ کر لایا۔
اس کی کہ یہ نیا پشمبہ ہے۔ چونکہ آنجناب کو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم سے بدرجہ عنایت محبت اور عقیدت تھی۔ اس لئے طعام میں سے لقمہ اٹھایا۔

جنت کا ٹکڑا اور حضرت مجدد الف ثانی کا روضہ

جو زمین حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد کے شمال کی طرف ہے اس کے
میں حضرت قیوم اول نے جنت کا ٹکڑا ہونے کی خوشخبری دی ہے۔
حضرت قیوم ثانی مدعوم زمانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے
ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زمین جنت کا ایک حصہ ہے چنانچہ اس بارے میں حدیث
اسی ہے۔ "بین القبری والمنبری روضۃ من ریاض الجنة" سو ہمارے روضہ
الزمین بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بہ سبب اتباع پیغمبر جنتی بنائی گئی ہے۔ اگر
ہمارے مقبرے کی مٹی بھری خاک کسی قبر میں ڈالی جائے تو بہت کچھ امیدیں ہو سکتی ہیں۔
وہ شخص اس جگہ دفن ہو اس کی تو بابت ہی ہمارے جب سلطان اور ملک نے یہ اس
خوشخبری کو سنا تو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کی خاک کا ایک ٹکڑا
بہر کر اپنے پاس شاہی خزانے میں رکھا جب اعظم شاہ تخت سلطنت پر بیٹھا تو اس

بدبخت نے شقاوت ازلی کی وجہ سے اپنی بدبختی کے سر پر وہ خاک ڈالی ماور کہہا کہ پر
خاک ہمارے کس کام کی ہے۔ یہ بادشاہوں کے خزانے کے لائق نہیں۔ جب سلطان
کے بارے میں دونوں بھائیوں میں جنگ ہوئی تو معظم کی طرف سے ایسا گروہ اختیار
کر معظم شاہ کے لشکر کو شکست فاش دئی۔ اس وقت جنب سے آواز آئی کہ یہ وہی

شاہ اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے وفات سے پہلے اپنے تین بیٹوں معظم شاہ، اعظم شاہ اور
کام بخش کو اپنی ساری سلطنت تقسیم کر دی تھی۔ تاکہ بعد میں اختلاف نہ ہو۔ مگر اورنگزیب کی تکبیر
ہوتے ہی ان شہزادوں نے جنگ تخت نشینی کا آغاز کر دیا۔ شاہزادہ معظم نے اپنے شہر جوہر و دریا میں
وہ اپنے دادا لشکر سمیت لاہور پہنچا۔ پنجاب کے گورنر معظم خان نے اسے جنگی ساز و سامان عطا کیا۔ معظم
نے محرم ۱۱۱۹ھ میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اور شاہ عالم بہادر شاہ کا لقب پایا۔ صوبہ لاہور
کو زیرِ انظم مقرر کیا گیا اور وہی گورنر ہوا۔ راستہ میں سرحد کی سرحدت بدلت شانی کے روضہ کی زیارت
کی۔ اور آپ کی اولاد سے استعلا کو کہے بہت سے حمالہ و سہیل۔ دہلی کے قلعہ دار نے اعلان کیا تھا کہ تین فرما
ہیں جو بھی پہلے پہنچا لیکن قلعہ دار کے حوالے کر کے دست بردار ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اس نے قلعہ معظم شاہ
حوالے کر دیا۔ شاہی خزانہ پر معظم شاہ کا اختیار ہو گیا۔ معظم شاہ کے بیٹے عظیم افغان نے آگے بڑھ کر آگرہ
قبضہ کر لیا۔ جس کے کوڑوں ہزار ہسل ہوا۔ ۸ ربیع الاول ۱۱۲۰ھ کو جاجو کے مقام پر معظم شاہ کا شاہ
اور معظم شاہ کی جوہل کا آغا ساما ہو گیا۔ شاہ عالم بہادر شاہ معظم، ذمہ دل تھا۔ اس نے اپنے بھائی اعظم
کوہا کہ ہدی جنگ میں بے گناہ نہ رہا۔ اسے جانی کے صلے مندی سے ملک تقسیم کر دیں۔ مگر اس نے نہایت تکبر
اور شکست کو فخر و عید گئی کی شدت۔ سپاہیوں کی جو آمت، جنگ قلعہ و دونوں بھائی خوب دے۔ اعظم
کے ہی بریل کشہ سے۔ اعظم شاہ کو ذوالفقار خاں نے بروقت مشورہ دیا کہ حالات خراب ہیں۔ میدان جنگ
شب کو کوہا پر نوکل جائیں۔ مگر وہ نہ مانا۔ اس کا لشکر بھاگنے لگا۔ مگر وہ لڑتا رہا۔ حتیٰ کہ اپنے ہاتھی کے ہور
تین بیٹے پیچھے نہ چھوڑا۔ اور گریا معظم شاہ کے سپہ سالار نے اس کا سر کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا اور جین

خاک ہے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک سے لی گئی تھی۔
اور تو نے پھینک دی تھی۔ اور یہی اعظم کی سلطنت کے زوال کا باعث ہوئی۔ جس زمین
کی پابست ہوتی ہوئے کی خوشخبری دی گئی۔ اس کا طول چار بیس گز اور عرض تیس گز ہے۔ بلوں
ہیں روضہ منورہ کے دروازہ سے شروع ہو کر گنبد کے شمال کی طرف چھ گز تک ہے۔ اور جس
میں آنجناب کے در دولت سے شروع ہو کر اس کنوئیں تک ہے جو غرب میں ہے۔ وہ
مکواں بھی اسی جنتی زمین میں داخل ہے۔ آنجناب نے اس کنوئیں کے حق میں فرمایا ہے
کہ جو شخص تین دفعہ اس کنوئیں کا پانی پیے گا۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی۔ اور باغ فردوس
جنت میں داخل ہوگا۔

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند
سرزمین کی سرزمین کو عظمت ملی | اکبر اکبر اولیاء خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا وصال
ہوا تو اسی زمین عشرت میں مدفون ہوئے۔ چنانچہ آنجناب ایک مکتوب میں فرماتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کے حبیب علیہ السلام کے صلے شہر
سرزمین کو جو میری جائے پیدائش ہے۔ میری خاطر ایک گھر سے تاریک کنوئیں کو پورے کر کے بلند
صاف بنایا۔ اور بہت سے شہر اور زمینوں سے اسے بند کیا ہے۔ اور یہ کہ اس زمین میں وہ
نور و دلچسپ کیا ہے جو بے صفعتی۔ بے رنگی اور بے کیفی کے نور سے بیا گیا ہے۔ اور اس
کی رنگت اس نور کی سی ہے جو بیت اللہ شریف کی سرزمین سے چمکتا ہے۔

میرے بڑے بیٹے خواجہ محمد صادق
حضرت مجدد کے مزار پر انوار الہیہ کی بارش | علیہ الرحمۃ کے وصال سے چند عینے
چشتر یہ نور مجھ پر ظاہر کیا گیا۔ یہ بھی بتلایا گیا کہ اس کے ایک کونے میں فقرائیں۔ لیکن جو
باقی تماشہ صغر سابقہ سے آگے کے وقت شہزادہ معظم کے سامنے لا رکھا۔ اس طرح اس شہزادہ کا عزیز تاک
حضرت مجدد الف ثانی کی خاک کو حفاظت سے شکر ادا کیا تھا۔

نور و ماں سے چکا اس کا علم کسی کو نہ تھا۔ وہ کیفیات سے منزہ و مبرا تھا۔ یہ نور دیکھ کر مجھے خواہش پیدا ہوئی کہ مجھے اس زمین میں دفن کیا جائے۔ اور وہ نور میری قبر پر چلے یہ بابت میں نے اپنے بڑے بیٹے (محمد صادق) کو جو صاحب ستر تھا بتائی اور یہ بھی بتایا کہ میری یہ خواہش ہے خدا کی قدرت سے میرے اس فرزند (محمد) کو یہ دولت مجھ سے پہلے نصیب ہوئی۔ اور خاک کے پردے میں اس دریا سے نور میں ستقر ہو گیا۔ صاحب نعمت کو نعمت الٰہی جاتی ہے۔ یہ شہر اس واسطے بھی بزرگ ہے کہ بڑا مینا جو برسے اور بار بار میں سے تھا۔ اس میں آرام کئے ہوئے ہے۔ موت بعد ظاہر ہوا۔ کہ وہ نور جو بطور ولایت رکھا گیا ہے وہ میرے ہی قلبی نور کا طبع ہے جو میرے دل سے لے کر وہاں اس طرح روشن ہو گیا ہے۔ جیسے مشعل سے چراغ۔ "کہدے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ مجھے بڑے بیٹے کے برابر مغرب کی طرف دفن کرنا۔ کیونکہ زمین بھی بہت میں ایک روضہ ہے۔ یعنی روضہ قدیم کا صحن جو آنجناب کے وقت میں تھا۔ کیونکہ آج کل روضہ مبارک کا صحن بہت وسیع ہے جس زمین کی بابت جنتی روضہ ہونے کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اس کی حد مقرر کر دی گئی ہے اور اسے باقی زمین کی نسبت اونچا کر دیا گیا۔ حضرت خواجہ محمد صادق کے مرقہ پر عالیشان گنبد بنایا گیا۔

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا۔ تو آنجناب کی وصیت کے مطابق حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خاندان الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنجناب کے جنازہ کو گنبد میں لائے اور دفن کرنا چاہا۔ حضرت خواجہ محمد صادق کا مرقہ گنبد میں مغرب کی طرف زیادہ مائل تھا۔ جب کدال زمین پر نہائی۔ تو

آپ کا مرقہ اذروئے ادب ایک گز مشرق کی طرف ہٹ گیا۔ اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی قبہ میں دفن کیا گیا۔

جب حضرت خاندان الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ انہیں بھی اسی گنبد میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اب یہاں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ بالضرور یہیں دفن کرو۔ لوگوں نے میوڑا کدال زمین پر ادا۔ تو روضہ مبارک کی چاروں دیواریں پر سے ہٹ گئیں۔ اور روضہ مبارک میں جو فرش بنایا گیا تھا۔ وہ غائب ہو گیا۔ اب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک میں بوجہ سنت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تین مرقہ ہیں۔ اور جو احاطہ روضہ مبارک کے گردا گرد ہے اس پر تین گنبد ہیں۔ ایک حضرت شیخ محمد حبیبی علیہ الرحمت کا جو آنجناب کے چھوٹے فرزند تھے۔ دوسرے حضرت خاندان الرحمت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند مولوی فرخ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تیسرا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت مجدد الف ثانی کی عمر مقررہ اور ان کی وفات کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کو اس کا علم مہتا
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت غمگین ہوئے۔ کیونکہ ایسے فرزند کے لئے جو ممتا امت ہو ضرور غم ہوتا کہتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے علم و فضل اور بزرگی کا مفصل حال حسب موقع لکھا جائے گا۔ ایک روزہ ماتم پر سہ کے دن میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایام ہوا ہے کہ میری عمر پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق تریسٹھ سال ہوگی۔ اور میرے لئے اللہ تعالیٰ کی قضائے میرم مقرر ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ سنت بھی مجھ سے فوت نہیں ہوئی۔ اب میری عمر کے دس سال اور باقی ہیں۔ میرے دوسرے فرزندوں کی عمریں بڑی دراز ہوں گی۔

انبیاء کے مزار سرہند کے ایک ٹیلے پر | اہل ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنگ کی
میر کے واسطے باہر نکلے شہر کے باہر جنوب مشرقی کو نئے ہیں۔ ایک بلند ٹیلہ تھا۔ اُسے
اپنے قدم ہیمنت نروم سے مشرف فرمایا۔ ظہر کی نماز وہیں ادا کی۔ اور دیر تک مراقبہ کرنے
کے بعد لوگوں کو فہرہ فرمایا کہ کتنی نظر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ٹیلے پر انبیاء کے مقبرے
ہیں بلکہ ان بزرگوں نے خود سے ملاقات بھی کی ہے اور مجھے کہا ہے کہ ہم اس مقام میں
آرام کئے ہوئے ہیں۔

پہنچا حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی جگہ کا دوسرا چھپواں
مکتوب حضرت خاندان ارحمہ کے نام لکھا ہے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ جو انبیاء علیہم السلام
ہند میں مبعوث ہوئے ہیں اور اسی جگہ میں آدم کئے ہوئے ہیں۔ مجھ پر ظاہر ہوئے
ہیں نے ان سے ملاقات کی۔ مجھے نظر آتا ہے کہ ان کی قبروں سے نور کے شعاع آسمان تک
جا رہے ہیں۔ اگرچہ ہندوستان کے بیوں کی پیروی کسی نہ نہیں کی۔ بلکہ ایک شخص نے بعض
کی دوسرے بعض کی تین نے پیروی کی۔ مگر نظر کشفی سے معلوم ہوا ہے کہ ان میں سے کوئی
بھی ایسا نہیں تھا جس کی پیروی چارہ شخصوں نے بھی کی ہو۔ اگر میں چاہوں تو ان کے نام اور
قبروں کے نشان بتا سکتا ہوں۔ جو انبیاء اس مقام پر آدم کئے ہوئے ہیں ان کی تعداد اور
نسبت مختلف رہے ہے۔ سب سے صحیح روایت یہ ہے کہ تین پیغمبر مرسل یہاں پر
مدفون ہیں۔ ایک روایت کے مطابق عیسیٰ مرسل نبی اور بھی مدفون ہیں۔

مضافات سرہند میں چالیس پیغمبروں کی قبریں ہیں | میرے (معتقد)

فرمایا کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام کی زیارت کے
لئے گئے۔ جہاں پیغمبر مدفون ہیں خاتم سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ اس مقام پر چالیس

پیغمبر پہلے ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض طوفان نوح سے بھی پہلے کے مبعوث شدہ
ہیں۔ اس مبارک ٹیلہ کی پانچویں طرف "براس" نام ایک گاؤں ہے جو انبیاء کی بھرت گاہ
ہے۔ اور یہ ٹیلہ بھی ان انبیاء کے وقت آباد تھا۔ چونکہ لوگ ان انبیاء کے پیروکار نہ بنے
ان پر ایمان نہ لائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کو تہہ وبالا کر دیا تھا۔ شہر سرہند سے
چھ کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں سنکوئل نام ہے یہاں بھی پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں لیکن
ان کے لوگ بدقسمتی سے ان پر ایمان نہ لائے۔ مٹی تعالیٰ نے اپنا غضب وہاں نازل فرمایا۔
مکانوں سے پتھروں کی بارش کی گئی اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ پیغمبر وہاں سے
ہجرت کر کے "براس" میں آئے۔ اور یہیں وفات پائی۔

واضح رہے کہ اس قدر انبیاء جو یہاں مبعوث ہوئے ہیں۔ یہ ایک ہی وقت میں نہیں تھے
بلکہ ایک ایک بار دودھ مختلف وقتوں میں ہوتے آئے ہیں۔ اور خلقت کو خدا کی طرف بلاتے
آئے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ برصغیر کے دوسرے عمائد و مشائخ
اس بات کے قائل نہیں تھے کہ ہندوستان میں بھی کوئی پیغمبر یا نبی مبعوث ہوا تھا۔ بلکہ اس کا
انکار ہی کرتے آئے ہیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مکتوب میں "جس میں ہندوستان
میں انبیاء کے مبعوث ہونے کا ثبوت بیان فرمایا ہے" لکھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیریت
اور تنزیہات عوامی ہندو بیان کرتے ہیں۔ وہ انہیں انبیاء کے علوم سے بعض حقائق چوری کیے
ہوئے ہیں۔ ہمیں تو ان کے نام حصول احوال خدا کی الوہیت پر کوئی کھان مان سکتے ہیں۔ نبی رسول
اور پیغمبر سب افعال عربی فارسی میں نہیں معلوم قدیم ہندی زبان میں ان کے لئے کیا لفظ تھے۔

سلاہ قدیم ہندی زبان میں بسیمہ کہتے تھے۔

حضرت مجدد کے مکتوبات جلد اول
کی عالم اسلام میں اشاعت

اسی سال حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد ختم ہوئی اور اس کی نقلیں ایران، تورات اور بدخشاں و غیرہ ممالک میں بھیجی گئیں۔ پہلی جلد میں تین سو تیرہ مکتوب ہیں جو انبیاء کے مرسل، اصحاب اور اصحاب طاہرات کے حدود کے موافق ہیں۔ اس جلد کے آخر میں حضرت خلیفہ مصادق بنی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرضداشتیں حسب الامر آنجناب داخل کی گئی ہیں۔ اس جلد کے جامع شیخ یار محمد و طاہر ثانی رضی اللہ عنہ ہیں جو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص غرض تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی نگاہ میں حروف مقطعات کے مطالب

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قرآنی حروف مقطعات کے اسرار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظاہر کئے جو سوائے انبیاء کے کسی پر ظاہر نہیں ہوتے۔ یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بطویل صحبت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس دولت سے مشرف ہوئے تھے۔ اور یہ اسرار منصب قیومیت کا خاصہ ہیں جو قیوم پر یہ اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکثر اصحاب اور خلفاء آنجناب سے انتہائی کہ ان اسرار سے اندازہ عنایت نہیں بھی آگاہ کیا جائے۔ لیکن آنجناب نے فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے بعد

سے لے کر آج تک یہ کسی پر ظاہر نہیں کئے گئے۔ دوسرے تو درکنار میں اپنے رشتہ داروں میں بہت سورت ایک شخص کو اس بات کے قابل پانا ہوں۔ حضرت مجدد کا اشارہ حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی معصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر انہیں اسرار حروف مقطعات قرآنی کا انفا فرمایا۔

نوابہ ماشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ملا بدیع الدین اسرار مقطعات کا القاء
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تائید یوں میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسرار مقطعات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر انفا فرمائے تو کسی غیر کو اس سے مطلع کرنا جائز نہ سمجھا۔ بلکہ خلوت میں بلا کر انفا فرمائے۔ ہم نے خلوت میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہایت منت سماجت سے عرض کی کہ جو اسرار حروف مقطعات کے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو انفا فرمائے ہیں۔ ہمیں بھی ان سے سرفراز فرمایا جائے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اس سے پیشتر میں نے خود کوئی مرتبہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں انتہائی کہ تو آپ ہی فرماتے رہے کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں حق تعالیٰ نے یہ اسرار سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی پر ظاہر نہیں کئے۔ سو وہ بھی انہیں چھپاتے آئے ہیں ابنتہ حضرت خاتم المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مخصوص اصحاب کو ان اسرار سے واقف فرمایا۔ شیطان بڑا بدست دشمن ہے کہیں چوری چوری سناتا نہ ہو۔ ہمیں نے پھر عرض کی کہ حضرت مجدد کو یہ قدرت حاصل ہے کہ شیطان کو دفع کریں۔ تاکہ چوری نہ سن سکے جب میں نے بہت ہی منت سماجت کی تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں استغاثہ کیا۔ اور بارہ گاہ اپنی سے اجازت طلب کی جب ان اسرار کے اظہار کے لئے اجازت ملی تو حیران پھر کے جنوں اور شیطانوں کو دہانے شور میں قید کر دیا گیا اور مجھے کچھ معجزہ کے محفل میں لے جا کر بٹھایا گیا۔ اور اہل و گرو فرشتوں کی صفیں

کھڑی کر دی گئیں جتنی کہ مشنوں نے ایک دوسرے پر کھڑے ہو کر آسمان تک جملہ تباہی پھرائی۔ ان اسرار کا انفا فرمانا شروع کیا۔ تین دن تک ایک ہی دھن میں ایک جگہ میں رہے۔ صرف نماز و فریض اور سنت مؤکدہ وقت پر ادا کرتے۔ اس کے سوا کسی اور مشغل میں مشغول نہ ہوتے۔ جب حضرت عبداللہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اسرار کا انفا فرمانے لگے تو ان پر ہوش ہو جاتا تھا۔ آجنا ب فرماتے تھے ہم معصوم سمجھ گئے۔ تمہیں شوق تھا کہ قرآنی حروف مقطعات کے اسرار معلوم ہوں۔ میں ہوش میں آ کر عرض کرتا کہ جناب مجھ سے ہوں۔ تین روز تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ بعد کے روز صبح کی نماز کے بعد یہ معاملہ شروع ہوا۔ اور ماہ مذکور کی نویں تاریخ جمعہ کے روز غروب آفتاب کے وقت ختم ہوا۔ اس وقت حضرت مجدد نے ان کے ظہار سے تاکید منع فرمایا کہ اگر وہ بھر بھی بھید ظاہر ہوا تو کلا کٹ جائے گا۔ اس کے واسطے قلم توڑ دینے کا غرض تھا۔ نزدیک والے دور ہو گئے۔ طالب ہمچہ سو گئے۔ ہاں جس شخص میں منصب قیومیت کی استعداد ہو اس کے اسرار کشف ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اسرار کو بطریق توجہ باطنی حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کو انفا کیا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حجۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض علوم و معارف حضرت عودۃ الوثقیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کئے۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ مقطعات قرآنی کے اسرار یہی ہیں۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان اسرار کو ہر نماز عشاء کے بعد بانجام حضرت قیوم رابع خلیفہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انفا فرمایا۔ ہر رات عشر اور تسبیح کی نماز کے وقت حضرت قیوم رابع حجۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان اسرار کا ظہور ہوتا تھا۔

حضرت قیوم رابع خلیفہ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت جہد و کوشش سے سر فراز فرمایا۔ حضرت محمد احسان رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ہر وقت کتاب کو حروف مقطعات سے مشغول رہتے۔

فرمایا جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ میں نے یہ علوم و اسرار کشف الحقائق مقامات قیومیت میں شرح و بسط کے ساتھ لکھ دیئے ہیں۔ بلکہ اس کتاب کی تصنیف کا باعث بھی یہی علوم و اسرار ہوئے ہیں۔

جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ تو فرمایا کہ اس کتاب کے علوم و معارف بہت ہی عجیب ہیں جو آج تک کسی نے نہیں دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ظاہر کئے ہیں۔ ان کا کھنا تمہیں پر موقوف تھا۔ اس نعمت کا شکریہ سجا لاؤ۔ کہ پروردگار عالم نے تمہیں اپنے اہل بیت سے ممتاز فرمایا ہے۔ نیز فرمایا کہ چونکہ اس کتاب میں مقامات قیومیت کے حقائق و معارف ہیں۔ اس واسطے ہم اس کا نام "کشف الحقائق مقامات قیومیت" رکھتے ہیں۔ حروف مقطعات کی تاویلات اور مشابہات بعض علمائے صوفیہ اسلام نے بھی بیان کی ہیں۔ چنانچہ وجہ سے مراد ذات اہد پدید (ظاہر ہونا) سے مراد قدرت الی ہے۔ الف لاقم سے مراد عالم یعنی درولی ہے۔ جو محبت کے لئے لازم ہے۔ اسی قسم کے بہت سے بیان کر دیئے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ یہ تاویلیں اسرار مقطعات کی شان کے لائق نہیں۔ وہ سچے سچے لیا کریں۔ معذور ہیں۔ انہیں جبری نہیں۔ کہ ان اسرار سے واقف ہونے قیوم اربعہ سے کوئی نہیں تھا۔ یا جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام تھے۔ میں مصنف کتاب نے جو اسرار مقطعات لکھے ہیں۔ اگر کوئی انصاف کی نگاہ سے دیکھے۔ تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ کیا نزاکت و لطافت بیان کی ہے۔ اور اسماء و نسبت شیونات اور اعتبارات ذات کے تمام علوم و معارف انہیں اسرار سے کمال کر دیئے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی مجدد فیائے اسلام میں پھیل گئے تھے

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنے خلفاء کو خلعت کی ہدایت کے واسطے اطراف و جوانب میں بھیجا۔ چنانچہ اپنے مخصوص احباب میں سے ستر آدمی ترکستان اور دشت قبچانی کی طرف روانہ فرمائے اور ان کی قیادت مولانا محمد قدیم طائفانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیڑہ کر دی۔ اور چالیس آدمی مغرب میں۔ شام اور روم ممالک کی طرف مولانا فرج حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگرانی میں روانہ ہوئے۔ اسی طرح اپنے معتبر دس یاہر مولانا صادق کابلی کی قیادت میں کاشغر کی طرف روانہ فرمائے۔ اور تیس پرہیز

ہوا۔ خواجہ محمد صادق کابلی سترہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص خلفائے مجاز میں سے تھے۔ آپ کے حالات حضرات القدس اور زبدۃ المقامات کے مؤلفین نے بڑی عقیدت اور محبت سے لکھے ہیں۔ وہ ابتدائی عمر میں ہی میر اور تعلیم افواج میں ایک اعلیٰ پوزیشن پر سر فراز تھے۔ جہانگیر کے خاص اہلکار ملازمین میں سے تھے۔ دلی میں خدا بولی کا جذبہ پیدا ہوا۔ تو انہی آباؤ سے دلی پہنچے۔ اور حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کچھ عرصے کے بعد اس وقت حضرت خواجہ باقی باللہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ کے ایک دوست خواجہ حبیب الدین کی خدمت میں پہنچے۔ تعلیمی کیفیت بیان کی تو خواجہ حکیم الدین نے انہیں حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ سر نہ پہنچے۔ بیعت ہوئے حضرت مجدد کی نظر شفقت و الطاف نے آپ کو تعلقات سلوک

عقیدوں کو تو ان بدلتان اور خراسان کی طرف رخصت کیا۔ اور ان کے سردار شیخ احمد بہک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مقرر کیے گئے۔ جب یہ بزرگوار مذکورہ بالا ممالک میں پہنچے۔ تو لوگوں نے ان کی بڑی عزت کی۔ اور بے پناہ لوگ مرید ہو گئے۔ ان ممالک میں ان بزرگوں سے بے شمار کرامات اور خوارق عادت ظہور میں آئیں۔ اس واسطے وہاں کے اکثر لوگ ان کی طرف رجوع ہوئے۔ حتیٰ کہ ان ملکوں کے کئی بادشاہ بھی مرید بن گئے۔

جب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء
خلفاء مجدد کائناتوں کے علاوہ ترکستان گئے۔ تو ان دنوں وہاں کے اکثر لوگ وحشی
حیوانوں اور پرندوں پر تصرف سیرت ہوتے تھے۔ اس واسطے بعض نے تسلیم فرم

(یقیناً شیخ مقوم باقر سے آگے) طے کرنے میں مددی۔ آپ بھی حضرت کے مہمان زاد اور نور نماں پاکباد میں شمار ہوتے گئے۔ ایک بار خواجہ محمد صادق کابلی ازادہ محبت احباب سر نہ دیائے۔ چنانچہ انہوں پر پانی لا کر رشید لائے۔ اور حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے خواجہ صاحب کی محنت کی توفیق کی۔ مگر فرمایا۔ دریا کے جہنا مندوں کا مقدس دیا ہے۔ اس کا پانی مسلمانوں کے لئے نہ چہ نہ وضو کرنے کے کام آتا چاہیے۔ ہندوؤں کے بت کدوں سے ہوتا ہوا پانی کسی احترام کے لائق نہیں چنانچہ پانی کو زمین پر گرا دیا گیا۔ خواجہ محمد صادق کابلی کو جرم ہو گیا۔ احباب آپ سے دور رہتے گئے۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی آپ کو اپنے پاس بٹھاتے۔ دوسروں نے آپ کو کھجیا کر ہر مرض لیں آپ کو دھک لگ جائے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا علاج تو یہ جائے گا۔ مگر میں ایسے پیارے انسان کو اپنے سے جدا نہیں کر سکتا۔ تو یہ فرمائی جہاں شہید ہو گیا۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی کی ایک انگلی پر نشان جہاں آگیا جو کچھ موصوفہ خیم ہو گیا۔

یہ حضرت خواجہ محمد صادق کابلی نقشبندیوں اور مجددیوں کے اس کاروان کے تیسرا رتبہ جو دشت قبچان میں کوہ کرام کی وادیوں، شمالی ترکستان کی پہاڑیوں اور تاتار کے کفرستان میں تبلیغ دین اور اشاعت سلوک کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ آپ کچھ عرصہ لاہور رہے۔ شہرہ میں فوت ہو گئے۔

کیا۔ اور بعض نہ صرف منکر ہوئے بلکہ سخت مخالفت میں گئے۔ ایک مغزیہ بزرگ جھگل میں بیٹھ ہوئے تھے۔ اور بہت سے منکرین بھی موجود تھے۔ اس وقت وہاں کا بادشاہ بھی ان کی خدمت کے لئے آیا ہوا تھا۔ ان کی زبان سے بے اختیار نکل گیا کہ بعض آدمی ہمارے ابھی تک منکر ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ معلوم نہیں کہ ہمارا منکر ہونا سب ایمان کا موجب ہے۔ بعد ازاں لوگ کے گھونڈوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور ہمیں لوگوں کی زبانوں کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ان گھونڈوں نے فصیح زبان سے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور انہوں نے تمہیں ان لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا ہے۔ اگر یہ لوگ ان بزرگوں کی اطاعت کریں گے۔ تو دنیا و آخرت کی بہتری حاصل کریں گے۔ اور اگر منکر رہیں گے۔ تو ان کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گی۔ اسی اثنا میں جو پرندے اُڑ رہے تھے۔ انہوں نے بھی صاف الفاظ میں یہی مضمون ادا کیا۔ ترک لوگ اس قسم کا تصرف دیکھ کر حیران رہ گئے اور سب کے سب مرید ہو گئے۔ وہاں کے بادشاہ بھی ان کے مرید ہو گئے۔ ان بزرگوں سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں۔ اسی طرح باقی ولایتوں میں جو خلفا گئے۔ ان سے بھی بڑی بڑی اور بے شمار کرامتیں ظہور میں آئیں۔ اگر انہیں مفصل لکھا جاوے تو ایک ایک دفتر درکار ہے۔

مغضیکہ ان ملکوں کے تمام چھوٹے بڑے امیر و فہر اور بادشاہ تک حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی اپنی عرصیاں میں مرید ہوں اور تحفوں اور ارادت کے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجیں۔ اور بہت سے کڑی منزلیں طے کر کے آنجناب حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب حضرت مجدد الف ثانی نے ہر ایک پر اس کی قدر کے موافق عنایت اور مہربانی فرمائی اور اپنے مریدوں میں داخل فرمایا۔

حضرت مجدد الف ثانی کی مغلیہ لشکر گاہوں میں تبلیغ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت | عنہ کی بزرگی کی شہرت اور ارشاد کا غلغلہ ہماں اور اہل جہان تک پہنچ گیا اور آنجناب کی تجدید کی نسبت ساقوں ولایتوں میں بچنے لگی اور قیومیت کی شہرت، و خوشبو تمام جہان میں پھیل گئی۔ اور ان قبیلہ ولایت کی ہدایت کے اندر سے کی گونج آسمانوں پر سننی جانے لگی۔ اور جن و انس کے مرشد کا نور فیضان عرش رسی تک پہنچنے لگا۔

زارش داد و گشت روشن جہان

بسجدہ در آمد نرینے و زمان

اِذَا جَلَسَ نَصْرُ الْمَلِكِ الْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۝ جب اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت آتی ہے تو لوگ گروہا گروہ اسلام میں داخل ہوتے گئے ہیں۔ کے مطابق مشرق مغرب اور شمال اور جنوب کے مختلف ملکوں اور شہروں کے لوگوں کو آنجناب کے شمالی مبارک ہندوستان و ہندوستان اور واقعات کے معلوم ہوئے اور نیز انڈیا اور اولیائے اہلسنیب آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کی ترغیب دی۔ تو خلقت لُذی دل کی طرح حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں دوڑی آتی تھی۔ اور جوق در جوق متارح زمانہ اپنی مشیخت ترک کر کے صاحب قیومیت کی خدمت پا برکت و سعادت سے مشرف ہوتے تھے۔ اور اس زمانہ کے

بڑے بڑے جید علماء و دانش ور کے مکتب ترک کر کے جناب قطب لافطاب کی بلا دست کو خیر سمجھتے تھے۔ اس زمانہ کے ساتوں ولایتوں کے بادشاہوں نے آنجناب کی غلامی کا عاشق یہ اپنے کندھوں پر لیا، اور ادا دست کا بالاکان میں پناہ۔

از حیث اور بہفت استلیم

جنید ہزار تخت و ویشیم

زمانہ کے مشائخ حضرت مجدد کی خدمت میں | حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کو پروردگار کے پر سے پر سے قرب کا موجب سمجھتے تھے اور تمام جہان کے چھوٹے چھوٹے وینج و شریف بادشاہ و عظام چاروں طرف سے اس طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے، جیسے پروانے شمع پر مائل ہوتے ہیں۔ کیونکہ آنجناب امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام گزشتہ و آئندہ اولیاء میں سے افضل تھے۔ اور تمام اہل جہان مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک رنق و روضی و عمر اشفا، سالکوں کی باطنی ترقی، ہدایت و فیضان ولایت، ایمان، اللہ تعالیٰ کی طرح طرح کی نعمتیں فیض و ہدایت وغیرہ وغیرہ سب کا حاصل کرنا حضرت مجدد کے طفیل اور وسیلے سے وابستہ تھا۔ آنجناب کا افسانہ آپ کی توجہ کا منتظر نہیں۔ اور افادہ کے لئے آنجناب کے ارادہ کی ضرورت نہیں، بلکہ سورج اور چاند کی روشنی کی طرح خود بخود تفضل کے طور پر موجودات کی ہر ایک چیز پر چمک رہا ہے۔ جناب کے طفیل ہزار ہزار افراد دریا سے غفلت سے نکل کر ساحلِ مراد پر پہنچے۔ اور آنجناب کی توجہ سے مگر بی کے جنگل کے بے شمار مرگشتہ و آلودہ شاہراہ ہدایت پر آئے۔ ہر روز ہزار ہا آدمی توجہ و امانت کر کے آنجناب کے مرید ہوتے تھے۔ اور آنجناب کی ایک ہی توجہ یا طنی سے تقلید کا لباس اتار کر باطنی تحقیق سے مشرف ہوتے اور ولایت کی فائے اتم اور بنائے اتم حاصل کرتے تھے۔ اور پروردگار

کے امتحانی قرب سے جس سے اوپر وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتا اور جسے آئندہ اور گزشتہ اولیاء میں سے کسی نے حاصل نہیں کیا مشرف ہوتے تھے۔ جب ان لوگوں نے حضرت مجدد کا آنحضرت اپنے آپ میں مشاہدہ کیا۔ تو آنجناب کی صورت و معنی کے عاشق بن گئے۔ آپ کے حضور میں گویا ان کی کچھ سستی ہی نہ تھی۔ خروتنی اور لوب و انکسار سے نقش و پوار کی طرح دور اترے رہتے۔ جب تک انہیں محبوب رب العالمین کا خطاب نہ تھا کسی کی زبان نہ کھلتی۔ آنجناب کی مجلس کی عظمت اور دبہ کے سے یہ شان تھی کہ کسی امیر و وزیر یا شاہ، قیصر یا قان و خان وغیرہ کو بات کرنے کی مجال نہ تھی، بلکہ ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ جب حضرت مجدد ان کی طرف توجہ فرماتے تو یہ ایسے بے خود ہو جاتے کہ ان سے جواب تک نہ دیا جاتا۔ اگر بیٹھے ہوتے تو فی الفور کھڑے ہو جاتے۔ اور آنجناب کے حضور میں جھکتے۔ اور جب تک آنجناب پھر بیٹھے کے لئے نہ فرماتے۔ بدستور جھکے رہتے اور جب حسب حکم بیٹھتے تو آداب بجا لاکر ان قبلہ اولیاء کی مجلس میں بغیر اعازت کسی کو بیٹھنے کی جرات نہ ہوتی۔ آنجناب عالم پناہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نگاہ میں طرف کرتے لوگ سلام کرتے۔ اگر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاہ و جلال اور عظمت کو لکھا جائے۔ تو کوئی دفتر چاہیں، صرف اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔ "اعلیٰ علیہ السلام"

غرضیکہ کامل اولیاء طالبانِ مولا، دولت مند کا ملان وقت کا بے مثال اجتماع | اور حق پرستوں کا ایسا مجمع جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے نہ کرنا آج تک جہان میں ہوا اور نہ آئندہ قیامت تک ہوگا۔ جو طالبانِ حق حضرت قیوم اول مجدد العین ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تھے، جو شخص انہیں دیکھتا، بے اختیار "یا علیٰ ہذا النہج" کہتا اور "یا علیٰ ہذا النہج" کہتا۔ حضرت مجدد نے اپنے ہر ایک مرید کی تربیت کر کے خلافت دے کر دور و نزدیک کے شہروں اور ملکوں میں بھیج دیا تھا۔ حتیٰ کہ عرب و عجم، ماوراء النہر، ہندوستان اور ہندوستان

میں سے کوئی ایسا علاقہ نہ تھا، جو آنجناب کے خلفا سے خالی رہ گیا ہو۔ اور توران اور ہندوستان کے صوبوں میں سے کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں آنجناب نے اپنے مخصوص احباب اور مریدوں کو خلافت دے کر مقرر نہ فرمایا ہو۔ آنجناب کے ہر ایک خلیفہ نے اپنے اپنے مقام کو ٹھیک ٹھاک کر کے بڑے استغناء سے مرجع بیعت کر حق کی تسبیح و تہلیل کا غلغلہ اور اورداد کا طغیان بلند کر کے دینِ مبتین کا ہنگامہ گرم کیا ہوا تھا۔ چنانچہ بلخ اور بدخشاں کے تحت نشین اور ایران و توران کے حاکم وغیرہ جہاں بھر کے بادشاہ و لاریت اور شہر وں کو ہدایت فرما خفا کی ملائک نشان آستان کی خاک پر سجدہ کرتے ہوئے نہایت کدو اور بدرجہ غایت تمنا سے پیشانی گھسکر دونوں جہان کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ اپنی نیاز مندی اور اداوت کے بارے میں عرضیاں معہ تحفوں اور ہدیوں کے حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کرتے۔ اور آنجناب حضرت مجدد کی عنایت و مہربانی کے مورد بنتے۔

اسی سال شیخ
شیخ بدیع الدین جہانگیر کے شکروں کے رہنما بنے

کو جو آنجناب کے مخصوص خلفا میں سے تھے۔ سلطان ہند جہانگیر کے لشکر کی خلافت دے کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا۔ آپ کے تقرر کی وجہ یہ تھی کہ جب سلطان جلال الدین اکبر داخل فی القار ہوا۔ تو اراکانِ سلطنت نے اس کے بیٹے جہانگیر کو تخت پر بٹھایا۔ اس نے بھی ابتداء میں باپ کی طرح اپنے آپ کو خلوت سے سجدہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور اپنے باپ کی دوسری رسوم یا طالعہ کو رواج دیتا رہا۔ اس کا وزیر اعظم اور وکیل مطلق بھی دینِ مبتین کا بڑا بھادی دشمن تھا۔ سلطان کے مزاج میں سوداوی خلط غالب تھی۔ اس واسطے جو کچھ چاہتے تھے۔ اسی پر اسے مائل کر دیتے۔ اکبر بادشاہ کے مرنے پر مسلمان رعایا خوشیاں مناتی تھی۔ کہ شکر ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں غلیہ کھر سے رہائی دلائی۔ لیکن جب دیکھا کہ وہ بار کی حالت بے ستور ہے تو بہت گھبرائے اور حضرت قیوم اول مجدد

الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اکراہ و زاری کی۔ اور غلیہ کھر کے دفعیہ کے لئے توجہ تبلیغ کی درخواست کی۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ جب تک ہم اپنے آپ پر تکلیف گوارا نہ کریں گے۔ خلقِ خدا اس بلا سے خلاصی نہیں پائے گی۔ بعد ازاں شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت عنایت کر کے جہانگیر کے لشکر میں بھیج دیا۔ حضرت نے وقت شیخ صاحب کو فرمایا کہ تمہیں شاہی فوج میں قبولیت عامہ نصیب ہوگی۔ اگر کسی باعث سے تکلیف بھی پہنچے تو مستقل مزاج رہنا اور شاہی اجازت کے بغیر وراں سے حرکت نہ کرنا۔ اگر مستقل مزاج نہ رہو گے تو خود بھی تکلیف اٹھاؤ گے اور ہمیں بھی تکلیف ہوگی۔ فی الواقع بادشاہ کے لشکر میں شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اکثر اراکانِ سلطنت نے شیخ سے رجوع کیا۔ اور لشکر کے ہزار ہا آدمی مرید ہو گئے اور ہر روز اس قدر ہجوم ہوتا کہ بڑے بڑے امیروں کو بڑی مشکل سے شیخ صاحب کی زیارت نصیب ہوتی۔ آنجناب کے مخالف حسرت اور حسد کی آگ میں جلنے لگے۔ اسی اثنا میں شیخ صاحب نے ایک فتاح کے لئے آصف جاہ وزیر کے باپ اعتماد الدولہ کی طرف سفارش کی۔ لیکن القاب کچھ تکے اور عامیازہ تھے۔ جیسے کوئی اونٹنے دوست کی طرف لکھا ہے لیکن اس نے شیخ صاحب کے لحاظ سے اس محتاج کی ضرورت کو پورا کر دیا۔ اتفاق سے اسی وقت آصف جاہ اپنے والد کے پاس آکھلا۔ اس نے شیخ صاحب کا رتھ اٹھا کر پرکھا۔ تو پوچھا یہ کون ہے جو ہمیں اس طرح کے معمولی القاب سے یاد کرتا ہے۔ حاضرین میں سے ایک نے بتایا کہ شیخ بدیع الدین نے لکھا ہے۔ پھر پوچھا یہ کسی کا مرید ہے؟ اس نے کہا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اہم مبارک سن کر سانپ کی طرح پیچ و تاب کھانے لگا۔ اور اس کے دلغ سے آگ کا دھواں نکلا۔ اس سے پیش تر بھی اسے حضور سے سخت دشمنی تھی۔ کیونکہ وہ خود دینِ مبتین کا دشمن تھا۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روز بروز دینِ مبتین کو

ذیب وزینت حاصل ہوتی تھی۔ اس نے موقع پا کر اس نے بادشاہ کو کہا کہ آج کل شہر سرشاہ میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک لاکھ ہزار تودہ پوش جنگی سوار موجود ہیں۔ دوسری طرف ایران، توران اور بخشاں کے بادشاہ ان کے بہت نیا و مند اور مرید ہیں چنانچہ ان کا ایک خلیفہ شاہی لشکر میں بھی کام کر رہا ہے۔ آپ کے تمام اراکین اس کے مرید ہیں شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی کے دل میں سادھنت کی ہوس ہے اگر آج لشکر جمع کرنا چاہے تو ایک اشارے پر اس قدر آدمی اکٹھے کر سکتے ہیں کہ ماضی اور حال کے کسی بادشاہ نے نہ اکٹھا کیا ہو۔ اسی طرح شاہ اسمعیل پہلے فقیر تھا اس نے بھی مریدوں کو ہی جمع کر کے بارہ ہزار سوار کا قافلہ کر کے سلطنت ایران پر قبضہ کر لیا تھا جب شیخ صاحب اس قدر طاقتور جمع کر لیں گے کہ قبیلہ اس کے مقابلے کی تلب نہ رہے گی تو پھر کیا علاج کیا جائے گا۔ بہتر ہے کہ اس کا انداد پہلے ہی کر لیا جائے۔ اس کے لئے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ شیخ بدیع الدین صاحب کے جو خلیفہ شاہی لشکر میں ہیں اور ان کے پاس جو لوگ جانتے ہیں انہیں قطعاً روک دیا جائے کہ وہ شیخ بدیع الدین سے آمد و رفت نہ رکھیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی) کو بلا کر مطیع کرنا چاہیے۔ اگر فرمانبردار سے سر پھرے تو قید کر دینا چاہیے۔

بعد وقت بادشاہ وزیر کی بل فرمایا کہ
جہانگیر آصف شاہ کی باتیں اگیا سن کر ڈرا اور حکم دیا کہ آئندہ کوئی شخص شیخ بدیع الدین سے آمد و رفت نہ کرے۔ یہ حکم سن کر بعض ضعیف الاعتقاد آمد و رفت سے لگ گئے مگر بعض خفیہ طور پر آتے جاتے رہے۔ اور بعض راسخ الاعتقاد علانیہ مخالفت شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ اب دن رات بادشاہ کے پاس حضرت قدیم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ذکر ہونے لگا۔ تمام گلی کوچوں، بازاروں، گاؤں، شہروں بلکہ تمام ناک محروسہ ہند میں بھی چرچا ہو گیا۔ بادشاہ نے جاسوس مقرر کر دیے جو ہر وقت

حضرت مجدد اور آپ کے خلفاء کی خبر پہنچاتے رہتے۔ حضرت مجدد کے بعض نازک معارف جنہیں عام لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے شیخ بدیع الدین ان معارف کو بیان کرتے۔ دین مبین کے بعض دشمنوں نے ان معارف کو بادشاہ سے اس طرح بیان کیا کہ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی اپنے آپ کو یہ اور وہ بتاتا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کے برابر کرتا ہے۔ اس واسطے ہر کمینہ اور دشمن ابن انجناٹ کے بارے میں وہی تباہی باتیں کرتا تھا۔ لشکر میں سے جو شخص بدیع الدین کی خدمت میں حاضر ہوتا، مور بخشب شاہی ہوتا شیخ صاحب لوگوں کو بار بار منع فرماتے کہ میرے پاس کم آیا کرو۔ میرے پاس آنے سے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ اس موقع پر شیخ بدیع الدین صاحب نے نہایت پریشانی کے عالم میں ایک غرضی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ جس میں سارا ماجرا عرض کرنے کے بعد اتنا اس کی کہ قید سے کرامات صادر ہوں۔ اس کے جواب میں حضرت مجدد نے شیخ صاحب کو بہت تسلی اور دلاسا دیا اور مستقل مزاج رہنے کی سخت تاکید فرمائی۔ اور فرمایا کہ میرے حکم بغیر شاہی لشکر سے نہ ملنا۔ خواہ کسی قسم کی تکلیف ہی کیوں نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی دیکھ نہ ہوگا اور جو کرامات کی یابست لکھا ہے۔ سو کرامات کے لئے منتظر رہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ان کا اظہار ہوگا۔ واقعی اس کے بعد شیخ صاحب سے بہت کرامات نظر آ رہی ہیں۔ چنانچہ ایک روز کوئی میر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو شیخ صاحب نے سے فرمایا کہ اس قحط و فساد کو کسی طرح فرو کر دو۔ اس سے بخت برگشتہ روزگار نے کہا کہ مجھ سے یہ امید نہ رکھو جو ناقابل بیان بات ہوگی۔ میں چنپلی کے طور پر ابھی جا کر بادشاہ سے کہوں گا شیخ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر ہم اپنے دعوے میں پہنچتے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بانگاہ الہی میں ایسا قرب حاصل ہے جبکہ ہم خیال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تجھے بڑی بات کرنے کی مہلت ہی نہ دے۔ تم

کسی بلا و مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گے جس سے تمہارے ربانی ناممکن ہوگی۔ وہ نالائق جب بادشاہ کے پاس گیا۔ تو سجدہ کرنے کے بعد اس نے بدگوئی کے لئے ابھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کا اسم مبارک لیا ہی تھا کہ اس کے پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ اس کی رنگت بدل گئی۔ زبان بند ہو گئی اور تخت کے آگے زمین پر گر کر ترپنے لگا۔ اور دونوں ہاتھوں سے سرٹپٹا تھا۔ اس طرح ترپ-ترپ اور سر پیٹ پیٹ کہ ایک گھڑی بعد داخل فی النار ہوا۔

جب مخالفان دین نے یہ حال دیکھا تو شیخ صاحب کو جادوگر ٹھہرا کر مارنے لگے۔ علاوہ ازیں شیخ صاحب سے بہت بہت کراہت ظاہر ہوئی۔ جن کا یہاں لکھنا موجب جلالت کلام ہے۔

بے تدبیر شیطان نفیر و تریر آصفت جاہ مخالفان دین اور منافقان بے یقین سے مل کر پوشیدہ ہی پوشیدہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں صلاح و مشورہ کیا کرتا تھا کہ ان سے کیسا سلوک کرنا چاہیے۔ بعض نے کہا نظر بند کرنا چاہیے۔ وزیر کے متعلقین میں سے ایک شخص جو دل جہان سے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد تھا۔ اس نے اس امر کی اطلاع شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دی۔ شیخ صاحب نے آنجناب کی خدمت میں اس منصوبہ کے بارے میں عرضداشت پیش کی چاہی۔ لیکن چونکہ سخت ممانعت ہو چکی تھی کہ کوئی شخص لشکر سے سر بند میں کسی قسم کی مصلحت نہ لے جائے۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دینے کی خاطر شیخ جلیل الدین صاحب نے بذات خود آنجناب کی لمایت کا ارادہ کیا۔ جب سر بند پہنچے تو حضرت مجدد الف ثانی شیخ صاحب پر سخت ناراض ہوئے۔ فرمایا کہ میں نے تجھے تاکید مانع کیا تھا کہ وہاں سے میری اجازت بغیر نہ آتا۔ یہ خطا جو تجھ سے سرزد ہوئی ہے۔ اچھا ہو ہوا بہتر ہوا۔ اب تو واپس نہیں جائے گا۔ شیخ صاحب نے سمجھا کہ آنجناب نے غصہ میں واپس جانے سے منع فرمایا ہے۔ مصالحت یہی ہے کہ میں واپس چلا جاؤں۔ چنانچہ آنجناب

کی اجازت بغیر پھر شاہی لشکر میں چلے گئے۔ لوگوں نے شیخ صاحب کے آنے جانے کی اطلاع بادشاہ کو دی۔ مخالفوں نے بادشاہ کو یہ پتی پڑھائی کہ شیخ صاحب جو سر بند آگئے ہیں۔ وہ اس واسطے کہ لشکر کے اکثر ارکان سلطنت نے شیخ صاحب سے عہد و پیمان کیا ہوا ہے۔ ان کا پیغام لے کر شیخ نے حضرت مجدد الف ثانی کو پہنچایا ہے اور اس (حضرت مجدد الف ثانی) کا پیغام اراکین سلطنت کو دیا ہے۔ اب خود تیرے کرنی چاہیے۔ جلدی کرنی چاہیے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کو بڑی طرح جھڑکا کہ تم کسی طرح بھی لشکر شاہی کی مخالفت کے لائق نہیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب کی غلطی کی تھلیل جو کچھ آنجناب کے سر پہ بتی سوتی تھی۔

انہیں دفن حضرت قیوم ثانی معصوم نعمانی عروۃ اللہ فیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختہ کی شادی میر عفر احمد دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی۔

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی **سامانہ کے خطیب مسجد کی حرکت** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ علیہ نظر کے ہر شہر سامانہ کے خطیب نے خطبہ میں خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسم گرامی نہیں لئے اور یہ کہ وکن کے کسی شہر میں ایک شاعر ہے جس نے اپنا تخلص کفری کیا ہے۔ آنجناب نے ازراہ عنایت سامانہ کے رؤسا کو لکھا کہ تم نے خطبہ میں سے خلفائے راشدین کے اسم گرامی کیوں نکال دیئے۔ کائنات ایسا نہ کرنا۔ اگر یہ خلفائے راشدین کے اسماء مبارک خطبہ میں داخل کرنا فرض اور واجب نہیں۔ لیکن چونکہ اس وقت مخالفان دین بکثرت ہیں۔ اور باطل مذہب بھی بہت پھیل چکا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے اسماء مبارک نہ صرف تمام خطبہ میں پڑھے جائیں۔ اسی طرح اس شاعر کی طرف تنبیہ لکھا کہ یہ تخلص چھوڑ کر اس کی بجائے اسلامی تخلص کرو۔ اس ضلع کے عالم کو بھی لکھا کہ اس شاعر کو بلا کر اس سے یہ تخلص چھڑوا دو۔

حضرت مجدد الف ثانی کو جہانگیر کے دربار میں طلب کیا گیا

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہوا کہ جب تک اپنے آپ پر تکلیف گوارا نہ کرو گے، دین مبین کی تسدید نہ ہوگی، اور کفر کی تادیب کی سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی کے بغیر تبدیلی نہ ہوگی، اور نہ ہی دین کو فروغ اور زینت حاصل ہوگی اور خلافت ہدایت سے محروم رہے گی۔ اگر یہ باتیں ملحوظ ہوں تو تکلیف برداشت کرو، جیسا کہ گذشتہ انبیاء کفار سے تکلیفیں اٹھاتے آئے ہیں، تو ان کے دین کو رواج ہوا ہے، انبیاء اول العزم سے لازمی تھا کہ وہ کافروں سے جہاد کریں، اور ان کی اذیتوں کو برداشت کریں، تمہیں معلوم ہے کہ خاص کر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کفار سے کیسی کیسی صعوبتیں اٹھائیں، علاوہ انہی حق تعالیٰ کی عظمت و جلالت کے بعض اسماء ایسے ہیں کہ ان کی سیر بغیر تکلیف اٹھانے ہو نہیں سکتی، تمہارے لئے ضروری ہے کہ بغیر سختی کا پیروی اپنے حق میں کرو۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس الہام کے بعد قضا سے پروردگار پر راضی ہوئے، اور جہد و جدت کو برداشت کرنے کے لئے پورے طور پر مستعد ہو گئے، صبر کو اپنا شعار بنالیا، اور اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو اس امر کی اطلاع بھی دے دی، اور سب کو صبر و تحمل کے واسطے تاکید کی۔

القصہ جب وزیر آصف جہاں کے پہلے

جہانگیر کے دربار کی سیاسی تدابیر سے جہانگیر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے سخت بدظن ہو گیا، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، اور وزیر نے تدبیر معہ مخالفین دین مبین دن رات اسی فکر میں تھا کہ آجنگاہ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس قسم کی تکلیف پہنچائی جائے، ایک روز تمام مخالفوں نے قلعہ میں بادشاہ کے دربار کو یہ تجویز پیش کی، کہ ایک لشکر تیار بھیج کر اپنا ملک شیخ صاحب کا معہ مریدوں کے قتل کروا دینا چاہیے، وزیر نے کہا، یہ بوری تدبیر ہے، کیونکہ لشکر اور فوج کے بہت سے اداکین شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں، اور روز ہمارے خبروں کی جستجو کرتے رہتے ہیں، اور فوج شاہی کا اکثر حصہ ان کے حکم میں ہے، اگر ہم شیخ صاحب کے لشکر کے لئے مقرر بھی کریں، تو انہیں اس امر کی اطلاع ہوگی، تو فوج کے سپہ سالار بغاوت کر دیں گے، اور فساد برپا کر دیں گے، اس سے تمام ممالک محروسہ میں خلل اور فساد برپا ہو جائے گا، خطرہ ہے، بعض کی یہ رائے تھی کہ انہیں ہندوستان سے نکال دینا چاہیے، وزیر نے کہا، یہ تدبیر بھی درست نہیں۔

یہ کہ شیخ صاحب کی زبان میں خوش بانی اور روانی اس قدر ہے کہ جہاں کہیں جاتے ہیں، لوگ ان کے شفیقتہ و فریفتہ ہو جاتے ہیں، اور اس وقت دنیا کے اکثر بادشاہ ان کے مرید ہیں، اور ان کے خلفاء تمام جہان میں پھیلے ہوئے ہیں، اور ہزار ہا ان کے طریقہ میں داخل ہیں، جب وہ دیکھیں گے کہ ہم نے ان کے پیشوا کو ملک بدر کیا ہے، تو ضرور ہم سے بدلہ لینے کے لئے کمر بستہ ہو جائیں گے، اور توہمان، خراسان کے بادشاہ جو ان کے مرید ہیں، وہ اپنے شیخ کے ننگ ناموس کے لئے ضرور یا ضرور اٹھ کھڑے ہوں گے، اور ہندوستان کے امیر بھی باغی ہو کر ان سے مل جائیں گے، اور تمام جہان ہماری دشمنی پر کمر بستہ ہو جائیگا، اس وقت بڑی مشکل ہوگی، اور ہندوستان والوں کے

جاری ہوا کہ تم فوراً اپنے اپنے علاقے میں چلے جاؤ۔ چنانچہ خان خاناں کو دکن، سید صدر جہاں کو مشرقی ممالک، عثمان جہاں لودھی کو ملک مالوہ، خان اعظم کو گجرات، اور جماب خان کو کابل کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا۔ غرضیکہ ہر ایک کو کسی نہ کسی علاقے کا سردار کر کے روانہ کر دیا۔ جب یہ اپنے اپنے علاقوں میں پہنچ گئے۔ تو بادشاہ نے حضرت قیوم اہل مجدد والہ تثنائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی بھیجی کہ ہمیں جناب اور جناب کے خلفاء کی زیارت کا اشتیاق ہے۔ امید ہے کہ جناب قدم رنجہ فرما کر ممنون احسان اور اپنے دیدار فرحت آثار سے مشکور فرمائیں گے۔ اور ساتھ ہی ایک حکم سرسند کے حاکم کے نام لکھا کہ جس طرح ہو سکے شیخ صاحب کو یہاں بھجوا دو۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ سابع سے آگے) دولت خاں لودھی، تربیت خاں، سید صدر جہاں، سکندر خاں لودھی اسام خاں، قاسم خاں، جباری خاں، مہبت خاں اور مرثعی خاں کے احکامات گرامی خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات کے نام آپ کے مکتوبات میں اسلام کی زبوں حالی، مستقبل کے خطرات، تحریک اچیلے اسام کے لئے تیار ہونے اور اپنی دینی ذمہ داریوں کے قبول کرنے اور دین اسلام کی برتری کے لئے کام کرنے پر پُروردہ الفاظ میں آمادہ کیا۔ آپ نے بار بار ان حضرات کو آگاہ کیا کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں خالص اسلام کے احیاء کے لئے کام کریں۔ اور جہاں تک ممکن ہو جہانگیر کو مجبور کر دیں کہ وہ بے دینی رسومات کو ترک کر دے۔

مکتوبات دہلی میں حضرت مجدد الف ثانی کے کئی مکتوبات شیخ فرید بخش مرثعی خاں کے نام موجود ہیں جس میں آپ نے جہانگیر کی تخت نشینی پر اظہارِ مسرت کیا اور اسے غیر اسلامی رسومات سے بٹانے کی کوشش کرنے پر زور دیا۔ اس طرح آپ نے دوسرے امراء کو بھی مکتوبات لکھے۔ آصف جاہ وزیر نے ان تمام حضرات کے لئے شاہی احکام صادر کر دیئے۔ کہ وہ بارسلطنت سے دور مقامات پر تعین کئے جائیں۔ تاکہ حضرت مجدد کی گرفتاری پر ہر لوگ دارالسلطنت میں نہ گام نہ کریں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خط پہنچتے ہی سفر کے اسباب کی تیاری کرنے لگے۔ اور اپنے فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت لادن الرحمت، رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پوشیدہ طور پر پاٹھ میں بھیج دیا۔ کیونکہ بادشاہی آدمیوں نے تاکید کی تھی کہ آپ اپنے متعلقین میں سے کوئی شخص بھی شہر میں نہ چھوڑیں۔ لیکن حضرت مجدد نے فرزندوں کو ساتھ لے جانے میں مصمت نہ سمجھی۔ رخصت کے وقت اہل خیال اور دوسرے آدمیوں نے گھیرا ہٹ اور بے چینی ظاہر کی۔ لیکن آنجناب نے سب کو تسلی دی۔ اور وصیت کی کہ صبر و تحمل سے کام لینا۔ اور فرمایا کہ صرف ایک سال یہ تکلیف مجھ پر رہے گی۔ بعد ازاں یہ شفقت آرام سے بدل جائے گی۔ تم لوگ خاطر جمع رکھو۔ پھر اہل و عیال کو رخصت فرما کر اپنے صرت پانچ مریدوں کو علاحدہ آنجناب کے خلفاء ایک جزاء چھ سو روپے لے کر دہلی روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سنی تو اپنے تمام امراء کو حضرت مجدد کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ اور اپنے خاص خیمہ کے پاس آنجناب کی خاطر خیمہ نصب کر دیا۔ اور خلفاء اور مریدوں کے لئے بھی الگ الگ خیمے لگوائے۔ وزیر بدخیمیر نے بادشاہ اور آنجناب کی ملاقات کا وقت مقرر

۱۰۱۱ھ ان دنوں جہانگیر کا وزیر اعظم جس نے حضرت مجدد کے خلاف دہلی میں سازش اور کذب بیانی سے آپ کو قید و بند کا نشانہ بنایا۔ آصف جاہ نقایہ وزیر خاص اور سپہ سالار افواج مغلیہ تھا۔ یہ شخص ابوالحسن اعتماد الدولہ میرزا غیاث کار کا۔ نور جہاں ملکہ جہانگیر کا بھائی۔ شاہجہان کی ملکہ ممتاز محل (دخون) و مہر تاج محل کا والد اور شاہنشاہ جہانگیر کا وزیر امور خاص اور شاہجہان کی افواج کا سپہ سالار تھا۔ جہانگیر نے اسے مہلت مرآت سے ترقی دے کر ۱۰۱۳ھ میں لاہور اور شمالی علاقوں کا گورنر بنا دیا تھا۔ آصف جاہ اگرچہ ذہین، دیر اور صاحب فن تھا مگر شیعہ ہونے کی وجہ سے اسے حضرت مجدد الف ثانی سے کمال دشمنی تھی اور وہ اس نے بھی بغض کو سیاسی رنگ میں پیش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسے جہانگیر پھر شاہجہان دہلی کا نائب و بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۰

کیا جب کہ بادشاہ شراب کے خمار میں تھا اور کچھ مزاج بھی بگڑا ہوا تھا۔ بادشاہ کے دو وقت

(بقیہ حاشیہ معروض سابق سے آگے) کے مزاج پر اتنا اثر تھا کہ مغلیہ سلطنت کے اکثر و بیشتر معاملات اسی کی رضا سے طے ہوا کرتے تھے۔

اسی کی تدبیر سے شاہجہان کو تخت نشینی میں آسانی پیدا ہوئی تھی۔ اسی نے جہانگیر کی موت کے فوراً بعد اپنی بہن نورجہاں کو قید کر دیا۔ جہانگیر کے بڑے بیٹے سلطان شہر کے بیٹے داود بخش کو وقتی طور پر مہندوستان کے تخت پر بٹھا دیا۔ اور جب تخت کے دوسرے دعویٰ دار خاموش ہو گئے تو داود بخش کو علیحدہ کر کے شلوہا کے لئے اقتدار کا راستہ صاف کر دیا۔ شاہجہان آصف جاہ کے اس احسان کا زندگی بھر ممنون رہا۔ اسے اقتدار کا نگران رکھا۔ اس کے مشوروں کو قبول کیا۔ شاہجہان اس کے دانا سے امور سلطنت، واقعات امر و جلالت لکھائی، سرچیل یکہ رنگان و فادار، سالانہ ایک حسان حق گزار کا فرما سے صیغت و قلم، تدبیر امور عالم، تہذیب و تمدن عالی شان، قدوسے امرائے بلند مکان، عقد الخلافہ، یمن الدولہ عروسے دانا، آصف خاں جیسے القابات سے یاد کیا کرتا تھا۔

جہانگیر کے انتقال کے وقت آصف جاہ لاہور اور مغان کا گورنر تھا۔ شہنشاہ میں شہزادہ اورنگ زیب شجاع اور داراشکوہ کو لے کر لاہور سے آگے پہنچا۔ اور نوروز کے جشن میں حاضر ہوا۔ تو بادشاہ نے اسے پچاس لاکھ روپے سالانہ تنخواہ، فوجیاری کا منصب اور فوجی سردار دو اسپہ اور ستر اسپہ کا بلند عہدہ عطا فرمایا۔

مسئلہ میں شاہجہان نے اپنی اکابر سیویں سالگرہ پر یمن الدولہ خان خانان کا خطاب دیا۔ اور تمام مغلیہ فوجوں کا سپہ سالار بنا دیا۔ وہ اپنے باپ مرزا غیاث کی طرح علمی قابلیت کا مالک تھا۔ مگر اس نے اپنے تعصبات کی وجہ سے کوئی علمی یادگار نہیں چھوڑی، لاہور میں دہلی حصار سے کے باہر ایک عالی شان محل بنایا جس پر بیس لاکھ روپے خرچ آئے۔ اور سکھوں نے اپنے زمانہ میں اس کی بنیادیں اکھیر دیں، محار شاہجہان میں لاہور میں فوت ہوا۔ ”نہ ہے افسوس آصف جاہ“ تاریخ وفات ہے۔ ”بقیہ آئندہ معروض ہے“

جو آکر تے تھے۔ ایک خوشی کا جس وقت شراب پیتا اور لوگوں کو انعام و اکرام دیتا۔ دوسرا لشکر کا

(بقیہ حاشیہ معروض سابق سے آگے) آصف جاہ کو مقبرہ جہانگیر کے پاس ہی دفن کیا گیا۔ ایک عالیشان بلند گنبد اور اس کے ارد گرد باغ اور چار دیواری تعمیر کرائی گئی۔ جہنم جاو کا مقبرہ ایک عظیم تاریخی یادگار ہے۔ شاہجہان نے اپنے اس عرس کی اس یادگار کو برائے اعلیٰ طریقے سے زینت بخشی مگر انقلابات زمانہ نے اس مقبرہ کو تراش و خراش کے رکھ دیا۔ آج آصف جاہ کا مقبرہ ان اس کی مشہور زمانہ ہمیشہ نورجہاں کا مدناہ یکہ گری کے باغوں شکست و رنجیت کی تصویر بنے نظر آتے ہیں۔ رنجیت سنگھ کی مصوری باغ میں نشست گاہ کی بارہوی آصف جاہ کے مقبرے کے پتھروں سے بنائی گئی تھی۔

آصف جاہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے سلسلہ سے بغض اور دشمنی تھی۔ وہ اپنی ساری عظمتوں اور مراتب کے باوجود خانان مجتہد کی مخالفت کی آگ میں جلتا رہا۔ کبھی قاضی نور اللہ شوستری کو آگے لاتا۔ کبھی ایران کے شیعہ مجتہدین کو در آمد کرتا۔ دربار میں حضرت مجدد اور ان کے رفقاء اور ائمہ سے خوار کھاتا۔ مگر ایک وقت آیا کہ اسے حق کے سامنے سرنگوں ہو کر ہرمت اٹھانا پڑی۔ جہانگیر کو مہابت تھاں لے کر قمار کیا تو یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احباب کی وساطت سے صلح بندی کے لئے دوڑتا تھا۔ جب جہانگیر سرسھند میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کو آیا۔ تو آصف جاہ غریبانہ پیش کر رہا تھا۔ جسے حضرت مجدد الف ثانی نے ٹھکرا دیا تھا۔

آخر سر میں باہلی خواتین اسے مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جھکنا پڑا۔ باہلی خواتین شرعی قوانین نافذ کرنے پر تڑے۔ مسجد کے خاتمہ، کماٹے کی مٹرائی، اکبری بدعت کے منہدم کو اپنے سامنے دیکھتا رہا۔ اور بے بس ہو کر قبول کرنا رہا۔

جس وقت اندام ہوتا تھا۔ اس وقت خلق خدا پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتا۔ اور ظالمانہ حکمت نافذ کرتا۔ جب آنجناب تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت بادشاہ اتانیت کے تخت پر بیٹھ کر افسانہ سیکھنے لگا۔ اعلیٰ کا دم ملامت کرتا۔ اس وقت جوں سے دیکھتا سجدہ کرتا۔ لیکن حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی قسم کا ادب سجانے لائے۔ حتیٰ کہ سلام علیک بھی نہ کہا۔ وزیر کو امید تھی کہ اب بادشاہ ضرور آنجناب کے قتل کا حکم دے گا۔ کیونکہ اس کی عادت تھی جو شخص ادب میں سرکش فرق کرتا۔ اسی وقت اُسے قتل کروا دیتا۔ آنجناب کے خلع اور مہر بدلنے سے معافی ہوئی تھی کہ اگر خدا نخواستہ آنجناب کو تکلیف پہنچی۔ تو جس طرح بھی بن پڑے گا۔ ہم بادشاہ اور وزیر کا تو دربار میں ہی صفایا کر دیں گے۔ لیکن بادشاہ آنجناب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال کا ذرا بھی معترض نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر وزیر حیران رہ گیا۔ پھر اور فتنہ برپا کرنا چاہا۔ چنانچہ بادشاہ کو کہا۔ کہ یہ وہ شخص ہے کہ جو اپنے آپ کو تمام انبیاء سے افضل بتاتا ہے اس کے جواب میں آنجناب حضرت مجدد نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ جو چوتھے خلیفہ تھے۔ ان کے پیرو یعنی رافضی لوگ انہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انبیاء کے بعد تمام نبی نوح انسان سے افضل ہیں۔ فضیلت دیتے ہیں۔ ہزار سال سے ہم ان بد بختوں کے منہ پر نہایت بھری جوتیاں مار رہے ہیں۔ دراصل یہ گالی آنجناب نے وزیر کو دی تھی۔ کیونکہ وہ بھی شہید تھا۔ اور وہ حضرت مجدد کے مصنف رسالہ روضۃ شیعہ کا مطالعہ کر چکا تھا۔ دراصل وزیر کو جو آنجناب سے دشمنی ہوئی۔ اس کا باعث وہی رسالہ تھا۔ بعد ازاں آنجناب نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو ایک۔ ادب کا ترک گناہ کبیرہ کی طرح ہے۔ میں ایسی بات کہتے ہو کہہ سکتا ہوں جو صریحاً کتاب و سنت کے خلاف ہو۔ یعنی میں کس طرح اپنے آپ کو انبیاء کے برابر یا ان سے بہتر کہہ سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی اکثر نعمتیں جو میرے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ انہیں میں نے حسب الامر الہی ظاہر کیا ہے جو میرے لئے ایشائے

جنس سے ممتاز ہونے کا ذریعہ ہے۔ سو انبیاء ہمارے اہلئے جنس ہیں۔ یہ بات عقل سلیم والا تو کوئی نہیں باور کرے گا۔ بادشاہ نے کہا۔ واقعی ہمارے خیال بھی ایسا ہی تھا کہ آپ ایسے ہی بزرگ صالح اور متقی ہیں۔ آپ سے کیوں اہل حق کی مخالفت ظاہر ہوگی۔ جب وزیر حسین آصف جاہ نے دیکھا کہ یہ دلو بھی نہ چلا۔ تو بادشاہ کو کہا کہ شیخ صاحب کوئی ادا سلطنت سجانے لائے۔ اس پر بادشاہ نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ آپ کوئی آداب سجانے لائے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب تک میں سوائے خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کا ادب سجانے نہیں لایا۔ ہمارے دین اسلام کا ایک طریقہ ہے کہ جب ہم لوگ آپس میں جھگڑتے ہیں تو ایک دوسرے کو سلام علیک کہتے ہیں۔ چونکہ اس کی نسبت مجھے معلوم تھا کہ آپ اس کا ادب سجانے دیں گے۔ اس واسطے میں نے سلام علیک بھی نہ کی۔ بادشاہ نے کہا۔ مجھے عہدہ کرو۔ حضرت مجدد نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ میں نے سوائے خدا کے نہ کسی کو عہدہ کیا ہے اور نہ کروں گا۔ ایسی بڑی بات مجھے کبھی نہ کہی جائے۔ بادشاہ نے کہا۔ مجھے عہدہ کرو اور میں کراؤں گا۔ حضرت مجدد نے فرمایا۔ تم ہرگز ہرگز مجھ سے سجدہ نہیں کروا سکتے۔ ملا عبد الرحمن مہتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو حضرت مجدد کا قدیمی فاضل و مرید تھا عرض کیا کہ چونکہ جان بچانا فرض ہے اس لئے میں فتویٰ دیتا ہوں کہ اس وقت آپ کے عہدہ سجدہ کرنا ضروری ہے۔ حضرت مجدد نے فرمایا۔ ملا یہ فتویٰ تیرے لئے ہے میرے لئے نہیں۔ ہزار یا انبیاء اور ان کے صحابہ نے راہ خدا میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔ سو میں بھی ان کی سنت کو حاصل کرنے کے لئے راہ خدا میں جان دوں گا۔ لیکن عہدہ نہیں کروں گا۔

جب بادشاہ کو معلوم ہو گیا کہ وہ کسی طرح مجھے سجدہ نہیں کریں گے تو کہا ان کا عہدہ صرف اتنا ہے کہ قومی سرکونم کر دیں۔ یا قی آداب میں نے معاف کر دیئے۔ کیونکہ

مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ چونکہ یہ میری زبان سے نکل گیا ہے۔ اس واسطے آداب شاہی ضروری ہیں۔ کیونکہ ابھی تک میرا کوئی حکم ملا نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات کے لئے کبھی سر نہیں جھکاؤں گا۔ بادشاہ نے اپنے چند خاص اُمّیوں کو کہا کہ شیخ صاحب کے سر کو پکڑ کر ذرا جھکا دو اور پھر انہیں ٹھٹھے اور مال سے کرخصت کر دو۔ کیونکہ مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ بڑے بڑے قوی ہیکل دس امیراٹھے۔ اور انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے سر مبارک کو خم کرنا

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ وقت بڑا دشوار اور کٹھن تھا۔ کچ جہانگیر کے دربار میں اور خاص کر جہدین و زراہ کی سازش کامیاب ہو گئی تھی۔ وہ آپ کو بادشاہ کے سامنے لاکر دین الہی کی عہدہ رسومات کے سامنے جھکانا چاہتے تھے۔ بادشاہ جہانگیر اپنی جہالت اور شاہی عمار میں مست آصف جاہ کے اشارے پر احکام نافذ کرتا جاتا تھا۔ حضرت مجدد کی زندگی کے چالیس سال اکبری دور میں گزرے تھے۔ آپ نے اسلام کی زبوں حالی پر ایک عرصہ تک ماتم کیا تھا۔ درباری علماء، جامل صوفیائے زبیر مختلف مذاہب کی بالادستی کو دیکھا تھا۔ اہل مذہب کی ذلت اور بے دینی کی برتری پر آپ کا دل ہر بار کڑھا مگر مغلیہ دربار کی خرابیوں کے دور کرنے کا کوئی راستہ نہ ملا۔ آپ نے فوج اور دربار کے اندر ہی اسلام پسند سرلوہ کو دوست بنایا۔ ان کے اندر اسلامی حمیت پیدا کی۔ اور انہیں اپنے مکتوبات کے ذریعہ دین کی احیاء پر تیار کر لیا تھا۔ آج ابوالفضل، فیضی، ملا مبارک اور اکبر کے دین الہی کے محض نام پر دستخط کرنے والے علماء اور صوفیاء تو موجود ہیں مگر اکبر کے دین الہی کی بدعات اور رسومات ابھی تک دربار اور ملک میں رائج نہیں۔ آصف جاہ جیسے بد کردہ اور زراہ اور نور جہاں جیسی شیطان عورتیں معاشرے کی رانیوں کی حفاظت میں مگر گرم غنیمت حضرت مجدد کے استقلال اور ثابت قدمی نے ان باطل اداروں کو خاک میں ملا دیا۔ امراء دربار کے تعدد کے باوجود آپ نے مسجد کی بناء نہ سر جھکایا۔ اور گوالیار کے قلعہ کی قید و بند کو قبول کر کے حق کی نیاد کو مضبوط کر دیا۔

جہاں بہتیرا نور مارا کہ قدرے خم کریں۔ لیکن میتر نہ ہوا۔ حالانکہ آنجناب حضرت مجدد بہت نازک اندام تھے۔ اور جناب کی گردن مبارک بہت باریک تھی۔ امرائے اس قدر زور کیا۔ کہ آنجناب کی ناک سے خون بہ نکلا۔ لیکن آنجناب کی نگاہ جو آسمان کی طرف لگی ہوئی تھی۔ اسے نہ پھرا سکے۔ بعد ازاں بادشاہ نے کہا کہ شیخ صاحب کو اس جھوٹے سے دروازے سے جو بادشاہ کے روہو تھا۔ لاؤ۔ اس سے گذرتے وقت تو سر جھکاؤ گے کیونکہ یہ دروازہ قد آدم سے چھوٹا تھا۔ آنجناب نے اس دروازہ سے گزرنے کے لئے پہلے اپنا قدم مبارک اندر رکھا۔ اور پھر سر کو پچھلی طرف جھکا کر اندر داخل ہوئے۔ جب وزیر نے یہ حالت دیکھی تو بادشاہ کو کہا کہ دیکھئے شیخ صاحب کیا اشارہ کرتے ہیں۔ اس اشارے کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں معہ تلخ و تخت اور سلطنت اپنے پاؤں سے پامال کروں گا۔ جب آپ کے حضور میں اس قدر تکبر کرتے ہیں۔ تو افلاذہ کر سکتے ہیں کہ باہر نکل کر کس قسم کی توبہ برپا کریں گے۔ خدا شہ ہے کہ ملک میں مزار بافتے برپا ہونگے اسی صورت میں علاج محال ہو جائے گا۔ ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں ملے گا۔ ابھی شیخ صاحب کو قید کر لینا چاہیے ورنہ بڑی ملامت اٹھانا پڑے گی۔ اور بعد میں پھپھانا کچھ مفید نہیں ہوگا۔ بادشاہ بھی وزیر کے کہنے پر مجبور ہو کر آنجناب کے جوس کر کے پر راضی ہوا۔

ہندوستان کا ایک بڑا راجہ جو بہت حضرت مجدد کا ایمان دیکھ کر دربار کا پرست تھا۔ اس مجلس میں موجود تھا۔ جب ہندو راجہ سلمان ہو گیا اس نے حضرت مجدد کی استقامت اور استقلال کا مشاہدہ کیا۔ تو اس کے سینے میں کھڑکی تار بگی فور اسلام سے بدل گئی۔ اس

۱۔ گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے لگے ۵۔ وہ ہند میں سرمایہ ملت کا گنجینہ (اقبال)

نے وزیر آصف جاہ کو کہا کہ شیخ کو میرے پاس قید کر دو۔ وزیر نے جانا کہ چونکہ وہ مخالف دین اسلام ہے کہ وہ شیخ صاحب سے قید میں بُرا سلوک کرے۔ اس لئے اسی کے حوالے کیا۔ جب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے قید خانے میں پہنچے تو وہ نہایت نظم و تکویم سے پیش آیا اور اپنے پاس رکھا اور خود معہ متعلقین کے مرید ہو گیا۔ اور صبح شام حلقہ مراقبہ اور دوسرے سالکوں کو توجہ دینا بدستور اوقات مفروضہ پر ہونے لگا۔ اور گروہ گروہ لوگ آکر مرید ہونے لگے اور ارشاد کا سنگامہ گرم ہوا۔ جب اس امر کی اطلاع وزیر شیطان ظفر کو ہوئی۔ تو بادشاہ کو کما قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا ہو۔ شیخ کو کسی ایسے قلعے میں نظر بند کرنا چاہیے جو حصص و متانت میں بے نظیر ہو۔ بادشاہ بھی یہ بات مان گیا اور قلعہ گوالیار جو چھاونی سے چوبیس میل کے فاصلے پر ایک نہایت اونچی پہاڑی پر واقع تھا اور ہندوستان کے تمام قلعوں سے مضبوط تھا۔ وہاں راتوں رات حضرت مجدد کو معہ خلع و مریدوں کے پہنچا دیا گیا۔ اور وہاں کے نگہبانوں اور پاسانوں کو ناکید کر دی۔ کہ کسی کو قلعہ کے اندر جانے کی اجازت نہ دینا اور جہاں تک ممکن سے ممکن ہو شیخ اور اس کے خلفاء کو سختی سے رکھو۔ بلکہ وزیر لعین نے اس بات کے لئے اپنے ایک رشتہ دار کو جو نہایت بدخلق اور شقی افسانہ تھا۔ قلعہ میں مامور کر دیا۔

حضرت مجدد الف ثانی قلعہ گوالیار میں

جب حضرت قیوم اول ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلعہ گوالیار میں پہنچے تو حاکم قلعہ اور پاسان وزیر اور بادشاہ کے حکم کے مطابق بڑی سختی سے پیش آئے۔ اسی اثنا میں جو خلفاء انجناب کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے سخت ناراض ہو کر پاسانوں کو کہا کہ تمہاری ایسی ہی تم خیال کرتے ہو گے۔ کہ بادشاہ نے ہمیں قید کر کے بیٹھا ہے۔ یاد رکھو ہم حکم الہی سے یہاں آئے ہیں۔ اور ہمارے مد نظر اور کام ہیں۔ یہ کہہ کر اچھلے اور قلعہ کی دیوار پر بیٹھے اور کہنے لگے کہ دیکھو ہم ابھی دیوار پھانڈ جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض خلفائے اور کہ امتوں کا اظہار کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جھڑک کر فرمایا کہ تمہیں اظہار کرامت کی قدرت نہیں جو تم کرنے لگے ہو۔ بات یہ ہے کہ ہم اس جفا کو برداشت کرنے کے لئے مامور ہیں۔ جب پاسانوں نے یہ حالت دیکھی تو سب سٹ پٹائے اور توبہ کی اور حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور عرض کی کہ ہمیں اس معاملہ کی خبر نہ تھی۔ بعد ازاں وہ سب کے سب مرید ہو گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت مجدد الف ثانی زندان خانہ میں
ارے اور فرماتے کہ یہ مصیبت ہماری شامت نفس کا نتیجہ ہے۔ اس سے ہماری باطنی ترقی اور عروج ہو گا۔ قلعہ والوں میں سے ایک نے قید کی وجہ دیاقت کی۔ تو حضرت مجدد نے فرمایا کہ ہماری شامت اعمال اور یہ آیت پڑھی۔ مَا أَصَابَكَ مِنْ مُصِيبَةٍ

فِيَاكَ سُبْحَتَ آيِدِ دِيكُو جو کچھ تمہارے ہاتھوں نے نکلیا یا اسی کی وجہ سے تم پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہ تصور عمل کی دید آخنباب پر پورے طور پر غالب بنتی اور دوستوں کو بھی فرماتے تھے کہ نیک عمل کو خود پسندی اس طرح ملیا میٹ کر دیتی ہے جیسے مکڑی کو آگ۔ جن دنوں آخنباب نظر بند تھے۔ تو حضرت مجدد اور آپ کے دو فرزندوں کے سوا تمام سالکوں اور اولیاء اللہ کی باطنی ترقی مسدود ہو کر رہ گئی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف آپ کے نظر بند ہونے پر بغلیں بجاتے خوشی کا اظہار کرتے اور حضرت مجدد کے حق میں طعن و ملامت کرتے تھے چنانچہ انہیں دنوں آخنباب کے ایک مصاحب نے آپ کی خدمت میں ایک عرضداشت ارسال کی جس میں قبض حال باطنی اور ملامت خلق کی شکایت درج تھی۔ حضرت مجدد نے اس کے جواب میں یہ لکھا۔

الحمد لله وسلام على عباده الصالحين۔ آپ کا مصنفہ شریف
عام لوگوں کی ملامت اور جفا کی داستان ہے۔ سنیچا۔ یہ ان لوگوں کا محض خیال ہی خیال
ہے اور ان کے دلوں کے رنگار کے لئے مصقلہ ہے۔ یہ قبض و کدورت کا باعث کیوں
ہونا چاہیے۔ مجھے اس فلعہ میں بھیجا گیا۔ تو شروع شروع میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شہر دہلی
اور گوال کے لوگوں کی ملامت کو نورانی مفاہوں میں لپیٹ کر پے در پے مجھے بھیجے ہیں
اور کام مٹی سے بلندی کو پہنچ رہا ہے۔ میں نے کئی سال جہالی تربیت میں بسر کئے۔ اور
کئی منزلیں طے کیں۔ اب جہانی تربیت کی نوبت آئی۔ تاکہ میں اس کی منزلیں بھی طے
کروں تو میرے لئے ضروری ہوا کہ صبر کیا بلکہ رضا کو اختیار کروں۔ اور جہاں و جہالیوں کو
لوکیاں خیال کروں۔ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ جب سے نظر بندی وقوع میں آئی ہے
نہ ذوق رہا نہ حال ضروری تو یہ تھا کہ ذوق اور حال پہلے کی نسبت گونا گونا۔ کیونکہ جو
کی جفا اس کی وفا کی نسبت زیادہ لذت بخش ہوتی ہے۔ آپ نے تو عامیہ رنگ میں

بات کی ہے۔ اور عین ذاتیہ سے دور جا پڑے ہو۔ جلال کی قدر بہ نسبت جمال کے زیادہ ہوتی ہے۔ اور اقد کے بندے تکلیف کو راحت سے بہتر تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ جمال اور انعام میں محبوب کی مراد کے ساتھ اپنی مراد بھی ملی ہوئی ہے۔ اور جلال اور تکلیف میں خالص محبوب کی مراد ہوتی ہے۔ جو محب کی مراد کے خلاف ہوتی ہے یہاں پر جو وقت اور حال وارو ہے۔ وہ سلیقہ وقت اور حال سے مختلف اور اعلیٰ ہے۔ ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے۔

قید و بند کی عظمتیں | رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرے محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف
قید کسے دنوں میں ایک مکتوب حضرت مجدد الف ثانی
ارسال فرمایا تھا۔ وہ یہ ہے:-

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفٰ“ غنی نہ ہے
 نہ اگر میں عنایت الہی سے (عنایت اللہ تعالیٰ کے غضب اور جلال کی صورت میں مغلی
 ہوئی) قید خانے میں نظر بند نہ ہوتا۔ تو ایمان شہودی کے تنگ کوچے سے کبھی نہ
 گذرتا۔ ظلالِ خیال و مثال کے کوچوں سے نہ نکلتا۔ ایمان بالغیب کی شاہراہ میں مطلق
 الخان نہ ہوتا۔ آفتاب سے غیب سے، عین سے علم میں۔ اور پورے طور پر ہندل
 کو نہ پہنچتا۔ دوسروں کے عیبوں کو ہنر اور سہروں کو عیب بڑے کامل ذوق اور وجدان
 سے حاصل نہ کرتا۔ بے تنگی دے ناموسی کے نوحہ گوار مشربت اور خواہی و رسوائی کے
 مزے وار مرتبے نہ چکھتا۔ خلقت کی طاعت و طعن کے جمال کا لطف نہ اٹھاتا۔ لوگوں کی
 جفا و ہلاکی حس سے محفوظ نہ ہوتا۔ اور مردے کی طرح خصال کے ہاتھ میں پڑ کر بالکل ترک
 راہ و اختیار نہ کرتا۔ اور آفاق و انفس کے سررشتہ اور تصرع، الفجا، انا بیت، استغفار
 قول اور انکسار کی حقیقت کو حاصل نہ کر سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی بے پرواہی کے بلند مرتبہ
 قضا مس کو جو عظمت اور کبر بانی کے پردوں میں محفوظ ہے۔ نہ دیکھ سکتا۔ اور اپنے

آپ کو ایک خواب و ذیل، بے اعتبار، بے ہمت، محتاج اور مفتقر معلوم نہ کر سکتا۔ "وَمَا الْبَرِيُّ فَعَصَىٰ إِيَّاكَ النَّفْسَ الْكَافِرَةَ بِالشَّوْءِ إِلَّا مَا حِمْ كَرِهَتْ" اِن سَ بِي عَفْوٌ وَرَحِيمٌ۔ اور میں اپنے آپ کو پاک باز نہیں کہتا نفس برائی سکھاتا ہے مگر جو رحم کیا میرے رب نے بیشک میرا رب ہے بخشنے والا مہربان اگر اس مصیبت کے گھر (قید خانہ) میں اللہ تعالیٰ کا فضل محض متواتر فیوض و ابرار اور بے دریغ عطیات و انعامات اس مسکین شکستہ بال کے شامل حال نہ ہوتے۔ تو قریب تھا کہ میں نا امید ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے مصائب کی برکات سے آرام سے رکھا، جفا کے وقت مجھے عزت سے رکھا، قصائل حالت میں مجھ سے نیکی کی، اور خوشی، غم، رنج اور تکلیف کے وقت تنکری کی توفیق دی، اور مجھے انبیاء کی متابعت پر ثبات قدم رکھا، اور مجھے اولیاء و صلحا کے آثار اور ان کی محبت پر قائم رکھا۔ اللہ تعالیٰ کا درود اور سلام انبیاء علیہم السلام پر ہو۔

انہیں دنوں آنجناب کے خلفا اور مرید اور اہل و عیال بہت گھبرائے کہ اس منظر بندی سے آنجناب کی کب رہائی ہوئی؟ جب ان کی گھبراہٹ اور پریشانی حد سے بڑھ گئی۔ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تسلی و تسکین کے لئے پیغام بھیجا کہ غلط رجحان رکھو جس کام کے لئے میں نے اس قید کو اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے مکمل کر دیا ہے۔ اب مجھے جلد ہی اس قید سے رہائی ہوگی۔ لوگوں نے یہ خوش خبریاں سُن کر بہت خوشیاں منائیں۔

اسی سال آنجناب کے بڑے خلیفہ شیخ احمد برکی کا وصال ہو گیا۔ جب اس کی اطلاع آنجناب کو ہوئی تو بہت افسوس کیا اور فرما دیا۔

میر سید احمد علیہ الرحمۃ جو آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے مقبول تلمیذ تھے۔ فرماتے ہیں کہ جن دنوں بادشاہ نے آنجناب کو سکیت دی

لیا یا رکے قلعہ میں قید کر دیا۔ ان دنوں میں دکن میں تھا۔ مجھے اس معاملے کی کوئی خبر
 ملی۔ میں نے اچانک سنا کہ جہانگیر بادشاہ نے آنجناب حضرت محمد الف ثانی رضی اللہ
 عنہ کو زبردستی بلا کر شہید کر دیا ہے۔ اس وحشت اثر خبر کو سن کر میں بہت گھبرایا
 اور ان دو پریشان ہو کر رہ گیا۔ بانڈا میں آیا کہ معلوم کروں۔ یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ۔
 سنا کہ بانڈا کے ایک کونے میں چند سوداگر دہلی کے اترے ہوئے ہیں۔ میں ان کے پاس
 اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ ان میں سے ایک نے میرا چہرہ غلگین دیکھ کر وجہ پوچھی۔ میں
 وہ وحشت ناک قصہ سنائی۔ اس نے پُر درد دل سے آہ سرد بھری اور اس کے چہرے کا
 بدل گیا۔ دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازاں مجھے کہا کہ خاطر جمع رکھو۔ حضرت مجدد الف
 ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندہ ہیں لیکن قید میں ہیں۔ مجھے اس کے مراقبہ کرتے اور غیب
 بردینے سے حیرت ہوئی، میں نے پوچھا کہ تم نے آنجناب کو دیکھا ہے۔ اس نے
 میں آنجناب فیض مآب کا اوٹے مرید ہوں۔ یہ سن کر میں اسے بڑی منت و ساجت
 سے گھرے گیا۔ اور اس کی ہمنشینی سے اپنے دل کو تسلی دی۔ میں نے پوچھا کہ تم کتنا
 عرصہ آنجناب کی خدمت میں رہے۔ اور کیا کچھ حاصل کیا۔ اور تم کیونکر مرید ہوئے۔ اس
 نے کہا میں پنجاب کا رہنے والا ایک سوداگر ہوں۔ میرے دل میں حضرت غوث الاعظم
 علیہ السلام و جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شدید محبت تھی۔ چنانچہ ہر روز نماز کے بعد ان کی
 دعا پڑھ کر قیام کے لئے فاتحہ پڑھا کرتا۔ اور بڑی عاجزی سے اپنی ضروریات ان سے عرض
 کرتا تھا۔ اور سلسلہ قادریہ کے وظائف و اذکار کیا کرتا تھا۔

ایک رات حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تفتید اور بیداری کی درمیانی حالت میں دیکھا۔ میں نے آپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں تو کوئی چیز ضروری ہے، لیکن نے عرض کیا مٹ سچ زمانہ میں سے جو سب سے کمال و جناب اس کا نام فرمائیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ حضرت غوث الاعظم

نے فرمایا کہ سرہند میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو ظاہر اور باطنی علوم کے جامع اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔

پس نے حسب ارشاد علی الصباح سرہند کی راہ لی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حقیقت واقع عرض کی۔ آنجناب نے میرے حال پر عنایت فرمائی۔ اور جذبہ و سلوک سے مجھے سرفراز فرمایا۔ اور مقولہ میں میرا کام ستوار دیا۔

جن دنوں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی سید الانبیلہ قید خانہ میں تشریف لاکر حضرت مجدد کو تسلی دیتے ہیں

یعنی اللہ تعالیٰ عنہ نظر بند تھے۔ آنجناب نے اس خاص دوست نے بتایا کہ رات میں نے نماز میں دیکھا کہ لوگ ہر طرف سے گرد ہا گردہ دوڑتے چلتے آ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا خیر کیوں دوڑتے ہو؟ انہوں نے کہا حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سنگ قلعہ میں نظر بند ہیں۔ اور حضرت خاتم الوسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب حضرت مجدد کی خبر پرسی کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اس لئے لوگ ان کی زیارت کو دوڑتے چلتے آ رہے ہیں۔ میں بھی ان میں شامل ہو گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شوق دیدار مجھ پر غالب آیا۔ جب میں اس قلعہ کے دروازہ کے قریب پہنچا تو لوگ کا شور و غل تھا۔ اور خلقت بھٹیں باندھ کر گھڑی ہو گئی۔ ایک گھڑی بعد شہر میں شور مچا۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب سے باقرا دیا۔ اور جس کام کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کام کو اختیار کیا تھا وہ کام اللہ تعالیٰ نے سر انجام کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں میرا نگاہ ایک سوار پر پڑی۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سوار حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے پیچھے پیچھے جناب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آ رہے ہیں۔

نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترانوے مبارک پر ہاتھ رکھ کر پوسدیا اور اسے شوق کے میں رونے لگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ جب یاد کرو گے مجھے موجود پاؤ گے۔ جب میں جاگا تو دیکھا کہ میری آنکھوں سے اشک کی طرح آسو جاری ہیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کی گرفتاری پر مغل سپہ سالاروں اور امراء میں بغاوت

جب ہندوستان کے امراء مثلاً عثمان خان، خان اعظم، سید صدر جہان، اسلام خان، مہابت خان، مرتضیٰ خان، قاسم خان، تربیت خان، خاں جہان لودھی، سکندر لودھی، مہابت خان، اور دریا خان وغیرہ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آنجناب کی گرفتاری اور قید کی وحشت اثر خیر شستی تو بہت غمگین ہوئے۔ اور ملک کی نیابیوں کے لئے باہمی خط و کتابت کرنے لگے۔ آخر سب کی یہ صلاح پھیری کہ کابل کے حاکم مہابت خان کو اپنا سردار مقرر کیا جائے۔ اور باقی تمام امراء حضرت مجدد کے مرید تھے۔ فوج اور خزانے سے اس کی مدد کی۔ علاوہ ازیں بدخشاں، ننگرہار اور توران کے بادشاہوں سے جو کہ حضرت مجدد کے مرید تھے۔ مدد طلب کرنی چاہی۔ اور بالآخر امراء نے پوشیدہ طور پر خزانے اور فوجیں کابل بھیج دیں۔ مہابت خان نے اس بڑی مہم کو اپنے ذمے لیا۔ اور بہر تن اس میں مشغول ہو گیا۔ دوسرے ملکوں

کے مسلمان بادشاہ بھی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قید ہونے کی خبر سن کر نہایت
 غمگین ہوئے۔ جتنی المقدور سب نے جہالت خاں کی مدد کی۔ چنانچہ ہزار سپاہی ہر روز
 ان کی طرف سے کابل میں داخل ہوتے تھے۔ کابل اور پشاور کے گرد و نواح میں
 مثل اور پٹھان جو آنجناب کے مرید تھے۔ وہ بھی مہابت خاں سے آئے۔ جب
 مہابت خاں کے پاس کافی فوج ہو گئی تو بادشاہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔
 خطبے اور کتبے میں سے بادشاہ کا نام نکال دیا گیا۔ بادشاہ یہ خبر سنی کہ بہت گھبرا
 اور وزیر ابلیس نظیر و بزدل میر اور دوسرے امراء سے صلاح مشورہ کیا۔ بعض نے
 دی کہ پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا جائے اور پھر
 باغیوں کی بیخ کنی کی جائے۔ وزیر نے کہا یہ مصالحت کا وقت نہیں۔ کیونکہ یہ ہمیں
 معلوم ہو چکا ہے کہ ہندوستان کے سارے لشکر جنگ پر آمادہ ہیں۔ اور خراسان
 بدخشاں اور توران کے بادشاہ بھی ان کی مدد پر تھے ہوئے ہیں۔ بلکہ ہر روز ان کی
 طرف سے انہیں امداد پہنچ رہی ہے۔ اور بہت سے مثل پٹھان بھی ان سے آئے
 ہیں۔ اگر موقع آن پڑے اور دشمن بھی یہ سب کثرت غالب آجائے۔ ادھر ہماری
 لشکر میں جتنے حضرت مجدد کے مرید ہیں۔ سب ان سے مل جائیں گے اور ہمارے دشمن
 بن جائیں گے۔ اور شیخ صاحب کے بیٹوں کو جو ہماری قید میں نہیں۔ انہیں شیخ صاحب
 کا چائین مقرر کر لیں گے تو یہ معاملہ لا علاج ہو جائے گا۔ اس سے اچھی تدبیر اور کوئی کام
 کہ ہم پہلے ان مخالفوں کو پیغام بھیجیں۔ اگر تم نے قیاد برپا کیا تو یاد رکھو کہ تمہارے
 پیرو مرشد حضرت مجدد الف ثانی کو قتل کر دیا جائے گا۔ اگر اس ذرے سے سب شور مٹیں
 باز آجائیں تو بہتر وہ اپنے معتبر آدمیوں کو قلعہ گویا میں مقرر کر دینا چاہیے۔ اور جو میرا
 بھائی وہاں پہلے سے موجود ہے اسے سخت تاکید کی جائے کہ شیخ صاحب کو بڑی ہمت
 سے رکھے اور کسی کو نہ قلعہ کے اندر جاتے دے اور نہ قلعہ سے باہر نکلنے دے۔

مخالفوں سے جنگ میں مشغول ہو جائیں گے اور اپنا کار آزمودہ لشکر منتخب کر کے
 ان کے لئے بھیج دیں گے۔ اور ان کی مدد کے لئے خود بادشاہ کو بھیجیں گے۔ اگر
 انہیں ہمت ہوئی تو پھر ہندوستان میں اور نہ کسی اور ملک میں مقابلہ کی مجرات ہوگی۔
 اگر میں شکست ہوئی۔ اور ہم میں بھی مقابلہ کی طاقت نہ رہے گی۔ اس صورت میں ہم
 حضرت مجدد کو قید خانہ سے نکال کر ان سے تہا اور رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 قرآن شریف کی قسم لیں گے کہ ہمارے خلاف لوگوں کو نہ اکسائیں۔ حضرت مجدد الف
 ثانی کے دسید سے ہم مخالفوں سے صلح کر لیں گے۔ اور شیخ صاحب کو ہمیشہ عزت کے
 انداز سے لشکر میں رکھیں گے۔ تاکہ فساد کا اندیشہ ہی نہ رہے۔ بادشاہ اور دوسرے
 امراء نے اس تجویز کو پسند کیا۔ وزیر نے اپنے ایک ہزار معتبر آدمی قلعہ پر مقرر کئے۔
 ان میں سے اکثر اس کے رشتہ دار تھے۔ انہیں بھی حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کی سخت تاکید کی۔ سو مقلب القلوب نے دلوں کے قفل کھول
 دیے اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ سے دل صاف ہوتے گئے وزیر یا صفت
 اجمالی اپنے متعلقین کو لے کر سب سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کو قتل کر دیا۔ لیکن اپنے مرید ہونے کو شاہی لشکر پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ بلکہ بادشاہ کو
 بلا بھیجا۔ آپ خاطر بھیج رکھیں کہ میں احتیاط میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کروں گا۔
 بادشاہ نے باغی سرداروں کو کہلا بھیجا کہ اگر تم نے شورش کی تو ہم شیخ صاحب کو قتل
 کر دیں گے۔ انہیں آنجناب کا فرمان پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ کہ اب بادشاہ مجھے کسی قسم
 کی اطمینان نہیں پہنچا سکتا۔ علاوہ ازیں قلعہ بھی آنجناب حضرت مجدد کے قبضہ میں
 تھا اور قلعہ والے سب کے سب آنجناب کے حلقہ ارادت میں آچکے تھے۔ اگر بادشاہ
 اسی سال بھی کوشش کرتا۔ تو یہی قلعہ ہاتھ نہ آتا۔ اس واسطے انہوں نے بادشاہ کے
 لئے کی ذرہ پرواہ نہ کی۔ بادشاہ ایک ہزار لشکر لے کر لڑائی کے ارادے سے کابل کی

طرف بڑھا۔ دوسری طرف مہابت خاں کا بھی بے شمار لشکر مقابلے کے لئے تیار ہوا۔ جس بادشاہ ہوا تو ہندوستان کا امیر لشکر اور دوسرے امراء سب باغی ہو گئے۔ اس سرکاری آدمیوں کو اپنے اپنے علاقوں سے نکال دیا۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں کہ آنجناب قلعہ سے نکل کر تخت شاہی جلوہ افروز ہوں۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تو جو قدر شور رشن کرتے ہو مجھے سلطنت کی خواہش نہیں میرے سامنے اور کام ہے اس کے واسطے میں نے برضا و رغبت نظر بند ہونا منظور کیا۔ جب وہ کام ہو چکے گا تو کوشش کے بغیر ہی اس قید سے رہا ہو جاؤں گا۔ بہتر یہ ہے کہ اس شور رشن سے باز رہاؤ۔ اور اپنے بادشاہ کے فرما تہذیب دار بنے رہو۔ خاطر جمع رکھو میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ رہا ہو جاؤں گا۔

یہ فرحت اثر اعلان سن کہ تمام امراء جہانگیر مہابت خاں کی قید میں بغاوت سے ٹک گئے۔ جب بادشاہ نے سنے کہ دریاے جہلم پر پہنچا۔ تو ادھر سے مہابت خاں نے بھی دریائے مذکور کے دو کھنڈے پر آکر مجھے نصب کر دیئے۔ مہابت خاں نے اپنے لشکر کو تتر بتر کر دیا۔ اور اٹھا ہر کیا کہ گویا یہ لشکر اب اس کے پاس میں نہیں رہا۔ صرف حقوڑے سے سداڑ اس پاس رہ گئے۔ بادشاہ کے لشکر میں بھی آنجناب کے مرید تھے۔ انہوں نے مہابت خاں کے اشارے سے مہابت خاں پر حملہ کر دیا۔ مہابت خاں بھاگ اٹھا۔ بادشاہ نے اس کا پیچھا کیا۔ تو مہابت خاں نے سدا لشکر بیکار اکٹھا کر کے بادشاہ کو گھیر کر گرفتار کر لیا۔ وزیر بدتمیز باقی لشکر سمیت اور بند و بست میں مشغول تھا۔ بادشاہ کے گرفتار ہو جانے کی خبر سن کر بہت حیران ہوا۔ اور گھبرا یا۔ لیکن اس کی ایک پیش نہ گئی۔ آخر جا کر مہابت خاں سے معافی مانگی۔ مہابت خاں وزیر پخت نارض تھا۔ اسے گرفتار کر کے گندگی

میں توبہ اس کے منہ پر باندھنے کا حکم دیا۔ اور کہا یہ ساری شرارت تیری ہے کہ تونے مہابت خاں کو مہابت خاں کے لئے معافی مانگی۔ اور کہا کہ میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کر لیا۔ اب معافی مانگتا ہے۔ اس نے توبہ کی اور بادشاہ نے بھی معافی مانگی۔ اور کہا کہ میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدر نہ کی۔ جنالت کے سبب مجھ سے یہ گستاخی سرزد ہوئی۔ اب میں اپنے لئے سخت نادم و پشیمان ہوں۔

اسی اثنا میں مہابت خاں کو خان خانان و غیرہ حضرت مجددی ربانی کی شرط امراء کی طرف سے حضرت مجددی کی ہدایت پر خط پہنچا۔ جس میں لکھا تھا کہ فتنہ و فساد کو فرو کر دو اور بادشاہ کی اطاعت کرو۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی نے ایسا فرمایا ہے؟ مہابت خاں نے بادشاہ سے آنجناب کی ربانی کے لئے عہد و بیان لیا۔ اور اس کی جان بخشی کی بادشاہ نے تہہ دل سے اس بات کو منظور کیا۔ مہابت خاں نے بادشاہ کو چھوڑ دیا۔ اور تخت سلطنت پر بٹھا کر خود دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور سوائے سجدہ کے باقی تمام اولیٰ سلطنت بجا لایا۔ اور اپنے قصوروں کی معافی مانگی۔ اور بادشاہ کو بتایا کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی اطاعت کے لئے حکم بھیجا ہے۔ بادشاہ نے اس کے قصور معاف کر کے شاہانہ مہربانیوں سے سرفراز فرمایا۔

بادشاہ تین دن اور بقول بعض سات دن تک مہابت خاں کے پاس نظر بند رہا۔

مہابت خاں جہانگیر کے دربار کا بہت بڑا رکن اور سپہ سالار تھا۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی کا عقیدہ تھا۔ اور دہلی کی بدعات اور غیر اسلامی رسوم کے خلاف تھا۔ مومنین نے اسے مختلف انداز میں پیش کیا ہے۔ تحقیقات چھٹی کہ مولف نے لکھا ہے کہ مہابت خاں نے غان خان کا لقب پایا۔ مرزا غور بیگ کا بیٹا تھا۔ لوگ اسے محبت خان کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ اس نے اپنی زندگی میں ہی لاہور میں اپنا مقبرہ (مہابت خاں) کھدوا دیا۔

بعض کہتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ عرصہ رہا۔ بعض مورخوں نے جنوں نے بادشاہوں کے حالات لکھے ہیں۔ جہانگیر بادشاہ کا دریا سے عبور کرنا اور مہابت خاں کے ہاتھ میں ہونا اور مختلف حالات سے بیان کیا ہے۔ لیکن یہ اقوال معتبر آدمیوں سے سن کر بیان کیے گئے ہیں۔

ربانی کے بعد جہانگیر بادشاہ نے کثیر کا رخ کیا۔ بادشاہ ہر روز حضرت مجدد الف ثانی کی ربائی کا حکم کرتا۔ لیکن وزیر اعلیٰ نظیر اپنے سخت باطنی کی وجہ سے اس حکم کے پورا لانے میں دیر کر دیتا۔ شاہزادہ شاہجہان اور بادشاہ کی بیگم نورجہان دونوں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ربائی کے لئے بڑی کوشش کی۔ بلکہ شاہزادہ نے تو بار بار کہ جس دیکھتا ہوں کہ عنقریب ہی اس سلطنت پر بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے۔ کہنا آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو تمام ادبیائے امت سے افضل ہیں۔ قید کر رکھا ہے۔ یہ وزیر بڑا مخوس ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بقیہ حاشیہ صفحہ ما بقدرے آگے) اور خوبصورت بارغ تعمیر کیا تھا۔ شاہجہان نے اسے خطا جاگیر اور بہت ہزاری منصب سے نوازا تھا۔

تاریخ لاہور کے مصنف نے مہابت خاں کا اصلی نام زمان بیگ ابن غفور بیگ کابلی لکھا ہے۔ توڑکھان میں لکھا ہے کہ میں نے اسے مہابت خاں کا لقب دے کر محلات کا بخشی مقرر کیا تھا۔ شاہجہان نے اسے اپنی آرام گاہ کا نذرانہ بخش مقرر کیا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی کی گرفتاری کے بعد مہابت خاں جہانگیر سے کشیدہ خاطر رہا تھا۔ جہانگیر پر کثیر کو آیا۔ تو مہابت خاں نے نہایت چابکدستی سے اسے جہلم کے قریب لشکر گاہ سے علیحدہ کر دیا اور حضرت مجدد الف ثانی کی ربائی پڑھوایا۔ جہانگیری فوجیں مہابت خاں کی فوجوں سے لڑیں مگر شکست کھا کر بھاگ اٹھیں۔ آج نورجہان کی منت و حاجت اور اہل خانہ کو الیاس سے مجدد الف ثانی کے ایک حکم سے پڑے جہانگیر کو ربائی ملی۔ اس واقعہ کے بعد اسے دکن کا صوبہ دار بنا دیا گیا۔ وہاں ہی برہان پور کے مقام پر اس کا انتقال ہو گیا۔ تاریخ وفات۔ ۳۱ جمادی الاول ۱۰۳۸ھ ہے۔

کے بارے میں اس کی بات پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیر عظمت و جلال کے اسما و صفات سے ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ اور غلاؤ ازیں بعض امور جو دین اسلام کو رواج دینے کے متعلق تھے۔ ان کی خاطر آنجناب نے اپنے واسطے قید اختیاری کی۔ چونکہ ابھی تک بعض مقامات حاصل نہ ہوئے تھے۔ اس لئے شاہزادہ کی کوشش بھی کارگر نہ ہوتی تھی۔ شاہزادہ شاہجہان کو بعض اسی کوشش کے واسطے اللہ تعالیٰ نے آنجناب کے مریدوں میں داخل کیا اور اسے خلاصی سلطنت بھی عنایت فرمائی۔ چنانچہ آج تک یہ سلطنت اس کی اولاد میں قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصوم نہانی معروفہ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم شاہجہان کے حقوق ادا نہیں کر سکتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام سلسلہ عالیہ پر اس کا احسان ہے۔

القصة جب جلالی تربیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رو بہ زوال ہوئی۔ اور پورے شش جمالی کا دوبارہ اظہار نمودار ہوا۔ تو وہ وقت آگیا کہ اللہ تعالیٰ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اور حنفی مذہب کو زریب زینیت بخشے اور دین اسلام کو فروغ دے ظلمت و بدعت اور کفر نگوںسار ہوں۔ مذاہب اور سلاسل کی تمام کتیاں مودر ہو جائیں۔ اور مسلمانوں کو رونق اور فرحت ہو۔ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہوا۔ کہ جس کام کے لئے تم نے اپنے واسطے قید کو اختیار کیا تھا۔ وہ ہم نے اپنے فضل و کرم سے سرانجام کر دیا ہے۔ اور جو تمہارا مقصود تھا۔ وہ ہم نے عطا کر دیا۔ اب اس قید سے اپنے آپ کو رہا کرو۔ آنجناب نے دو گانہ شکر ادا کیا۔ اور یہ خوشخبری اپنے خلفاء اور مریدوں کو سنائی۔ یہ سن کر سب کے سب نہایت ہی خوش ہوئے۔ سب اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

اسی اثنا میں ایک رات
حضرت مجدد الف ثانی قلعہ گوالیار سے باہر آتے ہیں | بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا
 اور خاص ندیم اور مخصوص احباب و امراء حاضر تھے۔ اور مجلس عیش و نشاط گرم تھی۔ کراپاک
 بادشاہ نے اپنے ندیموں کو کہا کہ دیکھو! شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رستے
 اللہ تعالیٰ سے آ رہے ہیں۔ لوگوں نے متعجب ہو کر کہا کہ شیخ صاحب تو گوالیار کے قلعے
 میں قید ہیں۔ اور آپ کشمیر میں ہیں۔ ان دونوں شہروں کے درمیان کوئی دو عینے کا رستہ
 ہے۔ بادشاہ نے کہا دیکھو ابھی آئے۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی شاہی قلعہ میں
 تشریف فرما ہوئے۔ آنجناب کی تشریف آوری سے تمام حاضرین مجلس حیران رہ گئے۔
 حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہی تخت سے بادشاہ اٹھایا۔
 اور بڑے زور سے زمین پر دے مارا اور خود غائب ہو گئے۔ بادشاہ کی بڑیاں پھوڑ پھوڑ
 ہو گئیں۔ لوگوں نے جہانگیر کو اٹھایا۔ دیر تک غشی کی حالت میں رہا۔ جب ہوش آیا۔ تو
 تو معلوم ہوا کہ وہ کئی قسم کی بیماریوں کا شکار ہے۔ چنانچہ پیشاب بند ہو گیا۔ شامزادہ شاہجہاں
 نے باپ کو ملامت کی۔ کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ تم کسی بلا سے عظیم میں گرفتار ہو گے۔
 اس منحوس وزیر کی بدولت تمہیں اور بھی تکالیف اٹھانی ہوں گی۔ بادشاہ سخت شرمندہ
 و پشیمان ہوا۔ اسی وقت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں
 ایک برغی لکھی۔ جس میں اپنی خطاؤں کی بہت معافی مانگی۔ اور عرض کر بھیجی کہ جناب قلعہ
 گوالیار سے لشکر میں تشریف لائیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں
رہائی کی شرائط | لکھا کہ میرا آنا چند شرطوں سے ہو گا۔ اگر وہ شرطیں نہیں
 منظور ہوں۔ تو میں آؤں گا۔ ورنہ نہیں۔ اول یہ کہ مسجد کے ناواقف نہ کرو۔
 دوسرے یہ کہ ہندوستان کے تمام مالک محروسہ میں جو مسجدیں لڑی گئی ہیں انہیں

از سر نو تعمیر کرواؤ۔ اور اپنے دربار عام کے دروازے پر ایک مسجد بنواؤ۔ تاکہ مسلمان آ
 کر اس میں نماز ادا کریں۔ تیسرے یہ کہ اپنے ہاتھ سے گائے قبح کرو۔ اور حکم سے
 دو کہ تمام مالک محروسہ میں ہر گاؤں اور قصبہ میں گائے قبح کی جائے۔ چوتھے یہ کہ تمام
 انتظامیہ شرعی جو مثلاً قاضی، محتسب، مفتی وغیرہ علماء کرام میں سے مقرر کئے جائیں۔
 پانچویں کافروں سے جزیہ لیا جائے۔ چھٹے یہ کہ تمام احکام شریعت کو کا حقہ نافذ
 کیا جائے۔ اور باطل رسوم و آئین کو ترک کیا جائے۔ ہدایت دور کی جائے۔ ساتویں
 تمام قیدی رہا کئے جائیں۔

اور بادشاہ نے جواب میں دیکھا تھا
حضرت مجدد الف ثانی رہا ہو گئے | کہ تمام امراض حضرت قیوم اول مجدد الف
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کے بغیر دور نہیں ہوں گے۔ اور آنجناب کی توجہ کے بغیر سلطنت
 بھی قائم نہیں رہے گی۔ اس واسطے بادشاہ نسل تمام شرطوں کو منظور کر لیا۔ اور اپنے
 ہمت سے عمدہ امر کو آنجناب کی خدمت میں بھیجا۔ تاکہ انہیں نہایت تعظیم و احترام
 سے لشکر شاہی میں لائیں۔ جب امیر سپہ تو آنجناب بھی امر الہی کے مطابق قلعہ سے
 باہر آئے اور جو قیدی مدتوں سے اس قلعہ میں پڑے ستر رہے تھے۔ انہیں بھی رہائی
 دی گئی۔ انہوں نے عرض کی کہ اب اس در کو چھوڑ کر اور کہاں جائیں۔ اس واسطے وہ بھی
 آنجناب کے ہمراہ ہوئے۔ چنانچہ اب تک ان کی اولاد سرہند میں موجود ہے۔ ہندوستان
 کے باقی تمام قیدی بھی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے مطابق رہا کئے گئے۔ ان کے
 راہ میں جس شہر قصبے یا گاؤں سے آنجناب کا گزر ہوتا۔ وہاں مسجدیں اور مدرسے
 تعمیر ہوتے جاتے اور انتظامیہ شرعی مقرر ہونے لگی۔ اور جا بجا گاؤں کشتی کے لئے قضا
 مقرر فرماتے۔ حسب الارشاد سرہند میں پہنچے۔ تو سرہند کے تمام چھوٹے بڑے خوشیا
 منانے میں مصروف ہو گئے۔ آنجناب کے استقبال کو باہر نکل آئے۔ اکثر شعراء نے

اس خوشی میں مدحیہ قصائد بڑی خوش الحانی اور دلکشی آواز سے پڑھے۔

ایک روایت ہے
رہائی کے بعد جہانگیر کی بیماری پرسی اور اس کا علاج

الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ درود پڑھو اور خوشی مناد کیونکہ آج خوشی کا دن ہے۔ حضرت مجدد سرہند میں تین دن اور بقول بعض زیادہ دن رہ کر شاہی لشکر کی طرف جو اس وقت کشمیر میں تھا روانہ ہوئے لیکن پڑے لوگوں کو آنجناب نے سرہند میں ہی چھوڑا۔ بادشاہ جہانگیر نے آنجناب کے استقبال کے لئے اپنے بیٹے اور وزیر کو بھیجا جو آنجناب کو نہایت تعظیم و تکریم سے لشکر میں لے آئے۔ ان دنوں بادشاہ بیماری کے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ اس میں اسٹے کی بھی طاقت نہ تھی جب بھتتہ مجدد بادشاہ کے بستر کے قریب تشریف لے گئے۔ تو بادشاہ نے دعائے شفا کے لئے انھاس کی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تمہاری شفا شرعی احکام کے اجراء پر موقوف ہے۔ عرض کی جو شرطیں جناب نے فرمائی تھیں۔ وہ تو یہی تھے قبول کر لیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کے لئے پانی منگایا تاکہ نماز ادا کر کے بادشاہ کی شفا کے لئے دعا کریں۔ وضو کے لئے سونے کا لوٹا اور فقال لائے گئے۔ حضرت مجدد نے فرمایا اسلام میں سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے۔ بادشاہ نے پوچھا حرام کسے کہتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا حرام وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہو۔ جہانگیر بادشاہ کو دین اسلام سے اس قدر بھی واقفیت نہیں تھی کہ وہ یہ جانے کہ حلال حرام کسے کہتے ہیں۔ بادشاہ کی بیگم نور جہاں جو پس پردہ بیٹھتی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ کمال درجہ کی فہم اور عقیدہ تھی۔ اس نے بوری لوٹا اور فقال وضو کے لئے بھیجا۔ حضرت مجدد نے وضو

کر کے نماز ادا کی۔ اور نماز سے فارغ ہو کر بادشاہ کی شفا کے لئے تیار ہوئے تو بادشاہ کو فرمایا میں دعا کرتا ہوں اور تم اللہ تعالیٰ کے سامنے گواہ گواہ کر دو۔ تاکہ حق تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ بادشاہ نے کہا مجھے رونا تو نہیں آتا۔ ہاں میں اپنے سر کو نہکا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزانہ کھڑا ہوتا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دعا کرنا تھا۔ کہ بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ اٹھ کر حضرت مجدد کی خدمت میں مؤذیب ہو کر بیٹھ گیا۔ اور توجہ کی اسی دن سے حضرت مجدد نے اسے اپنا مرید بنایا۔

اسی وقت بادشاہ نے قطعی حکم جاری
ہندوستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ

کیا کہ آج سے تمام ممالک عروس کے ہر شہر قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں گے۔ اور کھلم کھلا یا تاروں اور گلیوں میں گائے کا گوشت فروخت ہوگا۔ اور تمام شہروں میں قاضی اور عتب مقرر ہوں گے۔ اور تائیدی حکم دیا کہ ہر قسم کی بدعت اور غیر اسلامی رسوم کو ملک سے دُور کیا جائے۔ اپنے آپ کو سجدہ کرنے سے لوگوں کو منع کر دیا۔ اور اس برے فعل سے توبہ کی۔ اسی وقت ایک گائے منگا کر اپنے ہاتھ سے ذبح کی۔ باقی امیروں نے بھی دربار عام کے دروازے پر گھاؤ کشی کی۔ اور گائے کے گوشت کے کباب بنا کر بادشاہ نے دزیروں سمیت کھائے۔ دربار عام کے دروازے کے قریب ایک مسجد بنوائی گئی۔ جہانگیر بادشاہ امرار سمیت اس مسجد میں آیا۔ اور حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں نماز باجماعت ادا کی۔ مسلمان خوش ہوئے۔ اور دین اسلام کو زینت و زینت حاصل ہوئی۔ نہایت کو رواج ہوا۔ رونق ملی۔ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چرچہ ہوا۔ عظمت و بدعت مٹ گئی۔ ہندوستان کے تمام حامی اسلام باشندے حضرت مجدد الف ثانی کے ممنون احسان ہوئے اور اس نعمت عظمیٰ کا شکر یہ سب لائے۔ ایک شاعر نے

حسب ذیل اشعار کہے۔

بسیط روئے زمین بازگشت آبادی
بر لطف خارق آن قطب ہند غافل
تو دادی منبر اسلام رانشت صلیب
تو برگزینی ناقوس را بجائے قاف
زبانے تو قوی گشت باندے اسلام
کہ از نضام کفار گشت بد ویران

ایک تاریخی مثال | معارج النبوت اور دوسری کتابوں میں جو جناب سرور کائنات
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حالات میں لکھی گئی ہیں، لکھا ہے کہ جب طمنطہ مہدی
کا شہر تمام جہان میں ہو گیا اور دین بدن دین اسلام کو ترقی اور رونق ہونے لگی۔ تو کفار
قریش و دیگر کہنے لگے۔ وہ دن رات اسی فکر میں رہتے کہ کسی قسم کی تکلیف جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائیں، چنانچہ ایک روز مسجد الحرام میں جمع
ہو کر مشورہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
کسی خاص جگہ قید کیا جائے۔ اور خرید و فروخت اور لین دین ان سے بند کر دیا جائے۔
اور شہر کے تمام آدمیوں کو بھی منع کیا جائے۔ کہ ان سے لین دین نہ کریں۔ اور عرب کے
تمام قبیلے ان سے صلہ رحم اور رشتہ داریوں کو قطع کر دیں۔ اس کے متعلق میں ایک
کاغذ پر معاہدہ لکھ کر کعبہ معظمہ کے دروازے پر لٹکا دیا جائے۔ اور حضرت تمام انبیائیں
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معہ بنی ہاشم اور دوسرے صحابہ کے ایک درہ میں ہے
شعب ابوطالب کہتے ہیں نظر بند کر دیا گیا اور اس کے گرد و نواح پہرہ بٹھا دیا کہ ان

سے توجہ نہ آج سے پھر روئے زمین آباد و سرسبز ہو گئی ہے۔ محبت قطبہ و ران کی برکت سے زندہ
بیدار ہو گیا۔ آپ نے منبر اسلام کو بلند کر دیا۔ آپ نے ناقوس کی آواز کو اذان کی آواز سے
تبدیل کر دیا۔ آپ کے بازو سے اسلام مضبوط اور قوی ہو گیا۔ جو ایک عرصہ سے کفار کی بالادستی
سے کمزور اور ویران پڑا تھا۔

میں سے کوئی باہر نہ آنے پائے۔ ان میں سے اگر کوئی بے چارہ ضرورت کے واسطے
نکلتا بھی تو اسے بہت بہت تکلیفیں پہنچانی جاتیں، شہر کے کسی باشندے کو اجازت
نہ تھی کہ ان سے خرید و فروخت کرے، جب کوئی سوداگر آتا تو منصور لوگ شعب
سے بھلی کر کوئی چیز ان سے خریدتے لیکن قریش مسلمانوں کو تکلیف دینے کے لئے
اس چیز کی چوکنی قیمت دے کر خرید لیتے، اور وہ بیچارے غالی ہاتھ واپس چلے
جاتے، مسلمانوں کے لئے یہ بڑا نازک موقع تھا۔ پہنچنے کے بعد اجد شکل ایک آدمی کو
ایک بھوکا کھانے کے لئے ملتی، اور ہا اوقات یہ بھی ہاتھ نہ آتی، بیچاروں کے پاس بیس
بھی نہ تھا اور جو تھا بھی وہ بھی پھٹا پڑا اور میلہ کھیلنا، بھوک سے قریب المرگ ہو چکے
تھے، تین سال ہی کیفیت رہی، بعثت کے ساتویں سال شعب میں داخل ہوئے۔ اور
دسویں سال تک ان کے بعض رفیق القلب رشتہ دار پوری پوری ان کے لئے کھانا بھیتے
جانب دوسرے قریشی شلا، عمر ابن ہشام اور ابو جہل وغیرہ کو اس امر کی اطلاع ہوتی، کہ
کسی نے کوئی چیز شعب میں بھیجی ہے تو وہ اس سے لیتے۔

ایک روز حکیم بن حرام نے اپنے ایک دوست کو کہا کہ بڑے افسوس کی بات
ہے کہ ہم تو نعمت و راحت میں زندگی بسر کریں، اور ہمارے بھائی، بہن اور ماں باپ
ورہ میں فاقہ مست رہیں، اس نے کہا میں بھی اس سے سخت ناراض اور رنجیدہ ہوں، آؤ
کسی اور کو بھی اس معاملے میں اپنا طرفدار بنالیں، دونوں متفق ہو کر ابوسفیان کے
پاس آئے۔ اور یہ تجویز پیش کی، اس نے کہا اوروں کو بھی اس میں شریک کر لینا چاہیے
انفاقاً ابو بخری نے جی ہی تجویز پیش کی، یہ تیمنوں سے اور مذکورہ بالا مشورہ کیا،
اور آخر قرار پایا کہ جس طرح ہو سکے کل وہ کاغذ پھانڈ دیا جائے جو قطع صد رحمی کے
بار سے میں کعبہ معظمہ کے دروازے پر ہے۔ ابن حرام نے کہا میں یا ت شروع کروں گا،
اور تم نے میری تائید کرنا ہوگی، دوسرے دن جب قریش مسجد الحرام میں اکٹھے ہوئے

جو حکیم ابن جرام نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو کہا۔ میں نے سنا ہے تو نے اپنے
رشتہ داروں کو شعب میں کھانا بھیجا ہے۔ اس نے کہا میں نے بھیجا ہے۔ پھر حکیم نے کہا تو
نے اچھا کیا ہے۔ صلہ رحم کا حق ادا کیا۔ اتنے میں ابو جہل بعین خبر ہو کر اٹھا اور بڑے غصے
سے کہنے لگا۔ تو نے کیوں بھیجا حکیم ابن جرام اور ابو النخری نے کہا کہ اس کو صلہ رحم سے
کیوں منع کرتے ہو۔ بخدا ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ اور صلہ رحم بجالائیں گے۔ اور اہل
کافہ کے پڑے پڑے کر دیں گے۔ ابوسفیان تے بھی بہت سے قریش سے ان
ان کی مدد کی اور ابو جہل سے مناظرہ کیا۔ ابو جہل نے کہا۔ تم یہ سارا منصوبہ بچا کر آئے ہو۔
اسی اثنا میں ابوطالب شعب سے باہر آئے اور کہا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس
کے اٹھنے خبر دی ہے کہ یہ کافہ جس میں صلہ رحم کی قطع کے بارے میں کھا ہے۔ اس پر
ایک کیرا مقرر کیا گیا تھا۔ جو خدا کے نام کے سوا باقی تمام حروف کو کھا گیا ہے۔ اگر محمد صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس خبر میں سچا ہے تو اسے معہ صحابہ رہا کر دو۔ اور اگر جھوٹا ہے
تو میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے حوالے کرتا ہوں جو تمہارے دل میں لے
کر تا۔ سب قریش اس بات کو مان گئے۔ اور اس کافہ کو دیاں سے اتار کر کھولا۔ دیکھا
تو واقعی جملہ اللہ جو زمانہ جاہلیت کی بسم اللہ مٹی کے سوا باقی تمام حروف
کیرا کھا گیا تھا اور کافہ پر سیاہی کا نام و نشان تک نہیں۔ یہ دیکھ کر قریش نے آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رہا کر دیا۔ چونکہ حکیم ابن جرام اور ابوسفیان وغیرہ نے جتنا
پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ربانی میں مدد کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس خدمت
کی خاطر انہیں مسلمان بنایا۔ اور وہ بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس دوران
اس قدر تکلیف برداشت کی تو آنجناب حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دین
تمام جہان میں پھیلا۔ اور مشرق و مغرب جنوب اور شمال میں اسلام کے جہنڈے لہرائے معراج
بھی شعب سے نکلنے پر حاصل ہوا جو پھر پروردگار کے قرب کا انتہائی درجہ اور کلی امتیاز و

ہے۔

پونہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم کے نائب اکمل اور مظہر اتم ہیں۔ اس واسطے پر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
ان سے پوری ہوئی۔ یعنی نظر بند رہے۔ اور دین مبین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وآلہ وسلم کو نور ہو گیا تھا۔ زینت درینت حاصل ہوئی اور بدعت و ظلمت کا قلع و قمع

اللہ تعالیٰ کا یہ طریق ہے کہ ہزار

سال بعد دین ضرور کمزور ہو جاتا ہے

ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہزار ہا بعد اولو العزم
صاحب شریعت تازہ بیعت ہو کر تہا۔ اور نئے دین کو رواج دیتا تھا۔ چونکہ حب
ہزار سال بعد اس دین میں بھی کمزوری آئی۔ تو ضروری تھا کہ کوئی پیغمبر اولو العزم پیدا
کریں حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی کا بیعت ہونا محال تھا
واسطے اسی امت میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہیے تھا جو اولو العزم پیغمبر کا قائم مقام
اور ان علوم و معارف کو ظاہر کرے جو ذات بحت حق تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں جیسا
لاشعرا نبیاء کرتے آئے ہیں۔ اور انہیں علوم کے سبب تمام گزشتہ انبیاء سے
کل شمار ہوتے آئے ہیں۔ سو اس کام کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہٹ لائے۔ اور وہ تمام علوم و معارف آنجناب حضرت مجدد پر منکشف ہوئے۔ اور یہ
ہم و معارف اس ہزار سال کے اندر جتنے ادبیا گذرے ہیں۔ ان کے علوم و معارف
ملاوہ تھے۔ ان میں سے کسی پر بھی ان کا کشف نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ گزشتہ اولیاء کو
علوم و معارف کا کشف ہوا۔ وہ صفات الہی کے کل ظلال کے متعلق ہیں۔ اور جو آنجناب
مجدد پر منکشف ہوئے۔ یہ خاص انبیاء کے علوم و معارف ہیں جو ذات بحت

سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان علوم کا فائدہ ہے کہ جس پر منکشف ہوتے ہیں اس پر شہادت حقیقت کے کمالات بھی ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ انبیاء پر ہوتے آئے ہیں۔ انہیں کیسے انہوں نے شریعت کو ترتیب دیا۔ بلکہ انبیاء محض شریعت پر مبعوث ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں عدم و معدوم سے دین مبین کو زینت اور تازگی بخشی۔ اور احکام شریعہ کی تجدید کی۔ چونکہ انبیاء نے اولو العزم معصومین اور تکلیف برداشت کرتے آئے ہیں اس لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تکلیف گوارا فرمائی۔ اور جو حدیث جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے کہ "علماء امتی کا نسب انبیاء بھی اسرارِ نبیل میری امت کے اولیاء بنی ہوا" کے انبیاء کا رتبہ رکھتے ہیں۔ وہ بھی آنجناب پر صادق آتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں مبعوث ہوئے۔

ہندوستان میں اسلام کا بول بالا | جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قید سے رہا ہوئے اور وہ اسلام کو رونق ہوئی۔ مسلمانوں کی حالت آسودہ ہو گئی۔ اور بادشاہ کی بیماری جاتی رہی تو بادشاہ نے بڑی منت و سماجست سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس ہی رکھ لیا۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا۔ کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے جدا ہو جائے گا تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی حضرت مجدد لشکر میں ظہور ہے۔ مامور تھے۔ تاکہ اہل شکر کو ہدایت اور ارشاد نصیب ہو اور فوجیوں کی اصلاح کر دی جائے۔ اس واسطے حضرت مجدد و کچھ عرصہ وہیں رہے۔ بادشاہ گذشتہ گناہیوں کی بابت بہت شرمینا تھا۔ ہر روز اپنے خاتمہ الخیر اور مغفرت کے لئے آنجناب سے التماس کرتا۔ آنجناب فرماتے کہ حاضر جمع رکھو۔ میں اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہوں گا جب تک تمہیں اپنے ساتھ نہ لے لوں۔

اکبر بادشاہ کا حشر | ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ایک دن خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حشر قائم ہے۔ لوگ جزع و فرزع کر رہے ہیں۔ اتنے میں چند آدمیوں کو میں نے دوزخ میں دیکھا کہ طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہیں اور لوگ پیریاں اور طوق پہنائے گئے ہیں۔ فرشتے انہیں کھینچے لے جا رہے ہیں۔ دوزخ کے سانپ بچھو انہیں کاٹنے لگا رہے ہیں۔ الہام ہوا کہ یہ آپ کی تجدید اور قیومت کے منکر ہیں۔ میں نے عذاب کے فرشتوں سے پوچھا کہ ہمارا بادشاہ اکبر کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ دوزخ میں۔ مجھے ایک گڑھا دکھایا گیا جس میں ایک صندوق تھا۔ صندوق کو منگا کر دیکھا تو اس میں ایک چوہا تھا۔ فرشتوں نے کہا یہی آپ کا بادشاہ اکبر ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے آپ کی خاطر اس عذاب میں گرفتار کر رکھا ہے۔ میں نے اسے صندوق کے نکال بارگاہ الہی میں عرض کی کہ اسے پروردگار! میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔ اب تو بھی اسے بخش۔ بعد ازاں حق تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

جب جہانگیر بادشاہ نے حضرت مجدد سے اپنے باپ کے متعلق یہ خوش خبری سنی۔ تو بہت خوش ہوا۔ اور بہت سا روپیہ فقراء اور مسکین کو بانٹا۔ جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تجدید الفتح اور قیومت کے منکروں کو دوزخ میں دیکھا ہے۔ تو شیطان نے بعض لوگوں کے دل میں دوسرے ڈالا اور وہ غلط فہمی کا شکار ہو گئے۔

اسی اثنا میں میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے فرماتے ہیں کہ محمد نعمان لوگوں میں اعلان کر دو کہ جو شخص شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقبول ہے وہ ہمارا مقبول ہے۔ اور جو ہمارا مقبول ہے وہ مقبول خدا ہے۔ جو شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مردود ہے۔ وہ ہمارا بھی مردود ہے۔ اور جو ہمارا مردود ہے وہ مردود

خدا ہے۔ میرے نفعان نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں تو آنجناب مجدد کا مقبول ہوں
اتنے میں جناب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو تمہارا مقبول ہے وہ
شیخ احمد کا مقبول ہے اور جو تمہارا مردود ہے وہ شیخ احمد کا بھی مردود ہے۔ اور لوگوں
نے بھی اس بارے میں مختلف خواب دیکھے کہ جو شخص حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے اسے ضرور دوزخ میں عذاب ہوگا۔ کیونکہ حضرت قیوم اول
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی احادیث سے ثابت ہے اور حدیث سے انکار گویا اسلام
کے دوسرے لوگوں کا انکار ہے۔

فقہائے اسلام نے اسلام کے چار بزرگ بیان کئے ہیں۔
اسلام کے چار ارکان | اول۔ قرآن۔ دوسرے۔ حدیث۔ تیسرے۔ اجماع۔
چوتھے۔ قیاس۔

علاوہ ان میں محدثین کے وہ اقوال جو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
بزرگی کے بارے میں متواتر پہنچے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ان میں ایک یہ ہے
کہ منصب قیومت کمالات نبوت کا انکار گناہ کبیرہ ہے جو سراسر دوزخ کے لائق ہے
یہی وجہ ہے کہ آنجناب کا منکر دوزخ میں جھونکا جائیگا۔ اگر کوئی پوچھے کہ یہ کیونکر معلوم ہوا
کہ منصب قیومت کمالات نبوت میں داخل ہے تو اس کا جواب یہ ہے :-

کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے
کہ میری بزرگی احادیث سے ثابت ہے۔ علاوہ ان میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
پیروں آپ کے مرید ہوئے قطب تارہ شوق ہوا۔ اور اس میں سے حضرت غوث الاعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمودار ہوئے اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومت اور
تجدید الف کے معترف ہوئے۔ اور لوگوں میں بھی اس کا اعلان کیا۔

علاوہ ان میں مولوی عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ سیالکوٹی جو اپنے زمانہ

میں تمام علماء کے سردار تھے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے پس آنجناب کا
فرمان کلی سند ہے۔ اور خلقت کے لئے واجب ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ارشاد کی تعمیل کریں۔ حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے اپنے علم و تحقیق کی روشنی میں
حضرت شیخ احمد سرہندی کو مجدد الف ثانی قرار دیا تھا۔

مغلیہ دربار میں نور اللہ شوستری اور دوسرے ایرانی شیعہ علماء کی آمد

نور اللہ شوستری کی ہندوستان میں آمد | جب دین اسلام کو حضرت قیوم اول
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ شریف سے زینب حاصل ہوئی۔ اور سنت نبوی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہندوستان میں رائج ہوئی اور ظلمت و بدعت طامیث ہوئی۔ اور
مذہب اسلام کو پورا پورا عروج ملا اور حق اپنے مرکز پر آٹھرا جیسا کہ انہی کرمیہ سے
ظاہر ہے۔ "قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَدَمَّرَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ عَرُوضًا"۔
تو ہر ایک شہر قصبہ اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے گئے۔ اور ہر ایک مسجد میں
ہزار ہا لوگ عبادت الہی میں مشغول ہو گئے۔ بادشاہی لشکر کے ہزار آدمی حضرت مجدد
کے مرید بن گئے۔ اور ہندو نہ لباس اتار کر پائے تحقیق سے مشرف ہوئے۔ ہر صبح و شام
کم از کم بیس ہزار سے زیادہ آدمی حضرت مجدد الف ثانی کے حلقہ میں حاضر ہوتے دین
میتوں کی خوب گرم باز آ رہی ہوئی۔ اور رش و ارشاد کو ترقی ہوئی۔ یہ حالت دیکھ کر

وزیر ابیس ظہیر جلا بھنا جاتا تھا۔ لیکن اس بار سے میں اس کی کوئی پیش نہ گئی۔ چنانچہ اس کے گذشتہ سبب منصوبہ ہنگامہ میں مل گئے۔ اس واسطے اس نے مجبور ہو کر عمادے شیعہ کے سرور نور اللہ شمس سترئیؒ کو ایران سے بڑا روپیہ دے کر منست و سماجت سے منگوا یا جب وہ لشکر کے قریب آیا۔ تو وزیر آصف جاہ نے بادشاہ کو کہا کہ اس لشکر میں ایک آدمی آ رہا ہے جو ظاہری اور باطنی علوم میں اپنے زمانے کا سرور ہے۔ جس نے بڑی منت و سماجت سے اسے ایران سے منگوا یا ہے۔ اس کی اس قدر تعریف کی کہ بادشاہ ہما گیر بھی اس کا معتقد ہو گیا۔ وزیر شکر سمیت اس کے استقبال کے لئے گیا۔ اور بڑی عزت کے ساتھ اسے دربار میں لایا گیا۔ بادشاہ بھی نہایت تعریف و تحکیم سے پیش آیا۔ لیکن جس میں بادشاہ اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے وہ وہاں نہ جاتا۔ مگر بادشاہ کے پاس عموماً تنہائی میں رہتا۔ بادشاہ کو وزیر کے کہنے سننے سے نور اللہ سے ایسا اعتقاد ہو گیا کہ وہ دینی معاملات میں جو کچھ کہتا۔ بادشاہ اسے بطور سند جانتا۔ وزیر نے دیکھا کہ اس کی بات بادشاہ کے دل پر گہرا اثر کرتی ہے۔ تو اس نے منصب پنیایا

۱۔ قاضی نور اللہ شمس سترئیؒ زبردست شیعہ عالم تھا۔ بکری دربار اور ہما گیر عبداللہ دار میں غلوں اور دوسرے مذہبوں کی عزت افزائی ہونے لگی تو نور جاہان گیم جہاگیر نے نور اللہ کو ایران سے بلا دیا تاکہ علم اہلسنت کے خلاف منکر ہے ہو سکیں۔ یہ شخص اپنے علم و فضل میں یکتائے زمانہ تھا۔ اس کی کتاب میں موتین نے سادے عالم اسلام میں انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ اور ایران و خراسان میں شیعیت کو فروغ دینے میں بڑا کام کیا تھا۔ اس نے ابو الفضل اور فیضی سے مل کر مغل دربار میں شیعیت کو بڑی تعزیت دی۔ فیضی کی مشہور تصنیف زبردست توفیق نامی حکیم ابو الفتح گیلانی کی دسالت سے اکبر کے دربار میں رسائی حاصل ہوئی۔ قاضی معین الدین کی وفات کے بعد اکبر نے قاضی نور اللہ شمس سترئیؒ کو قاضی مامور مقرر کیا۔ بادشاہ مطابق مسئلہ میں انتقال ہوا۔ یہ اپنی گستاخانہ گفتگو یوہ سے قتل کیا گیا۔ شیعہ اسے شہید شامش فی البدن قرار دیتے ہیں۔

(مذکورہ علماء ہند)

۱۔ بادشاہ جس وقت خوشی کی حالت میں ہوگا۔ تو اس وقت مذہب شیعہ کے نفاذ کے لئے اس سے حکم لکھوا دیں گے۔ کہ تمام ممالک محروسہ میں اس کا نفاذ ہونا چاہیے۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک خاص مرید اس وقت وزیر کے پاس موجود تھا اس نے وزیر کا یہ منصوبہ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنجناب نے اپنے ایک مرید کو جو بادشاہ کو لباس پہنانے کی خدمت پر مامور تھا۔ فرمایا کہ کل جس وقت بادشاہ لباس پہنے تو اس وقت ہماری طرف سے پیغام دینا کہ ہماری قیادت کے بغیر دربار عام نہ کرے۔ بلکہ کسی کو بھی اپنے پاس نہ آنے دے۔ بادشاہ کا یہ قاعدہ تھا۔ اگر خوشی میں ہوتا تو سفید لباس پہنتا۔ اور لوگوں کو انعام و اکرام دیتا۔ اور اگر ناراض ہوتا تو سرخ لباس پہن کر لوگوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتا۔ اور ظلم و ستم کرتا۔

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید لباس نور اللہ شمس سترئیؒ کا حشر پہنانے کے لئے گیا۔ تو بادشاہ نے سفید لباس طلب کیا۔ اس مرید نے ٹھنڈا سانس لیا۔ بادشاہ نے پوچھا آج تو خوشی کا دن ہے تم کیوں غمگین ہو۔ اس نے کہا اس سے بڑھ کر اور کیا تم ہوگا کہ آج ہمارا بادشاہ دین حق سے منحرف ہو کر دین باطل کو اختیار کرنے والا ہے۔ ہمیں صاحب قرآن کے مذہب کو چھوڑ کر والی ایران شاہ عباس کا مذہب اختیار کر رہا ہے۔ بادشاہ نے کہا ذرا اس کی مفصل کیفیت تو بوجھاؤ۔ اس نے وزیر کا نور اللہ شمس سترئیؒ سے مشورہ بیان کیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام پہنچایا۔ بادشاہ اسی وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تشہید میں حاضر خدمت ہونے کی وجہ پوچھی۔ تو حضرت مجدد نے فرمایا کہ وزیر نے نور اللہ شمس سترئیؒ کو ایران سے مومن اس نے منگوا یا ہے کہ تمہیں اس دین حق سے منحرف کر کے اس باطل مذہب شیعہ میں لے جائے۔ یہ ساری کیفیت مفصل بیان فرمائی سلطان نے جی سمٹ جلیش میں آیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے جا کر سرخ لباس

پہنا۔ دربار عام کیا اور نور اللہ شوستری کو بلوایا۔ اس نے اپنے منصوبے کے مطابق اپنے
گستاخانہ گفتگو شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی اہانت میں آگے
نوابشاہ نے ایک دست ہاتھی منگو کر اس کے پاؤں تلے رند وا ڈالا۔ اور جو لوگ
نور اللہ کے ساتھ ایران سے آئے تھے سب کو قتل کروا دیا۔ وزیر آصف جاہ اس

نور اللہ شوستری کے علاوہ مغل کے دربار میں بہت سے مشہور علماء اور مجتہد ابو الکرام
دور من ایران سے درآمد کئے گئے تھے اچھائے ہوئے تھے۔ وہ دربار میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم کو سب دشمن کرتے ان کے متعلق سخت سست گفتگو کرتے۔ ان میں شاہ فتح اللہ شیرازی
پردی اور حکیم ابوالفتح۔ ابوالفضل اور رفیعی تھے۔ ابوالفضل کے مرنے کے بعد آصف جاہ وزیر مملکت
کی پناہ میں دندنا تے پھرتے تھے۔ ملا احمد معصومی خالی شیعہ تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ
کو اعلانیہ گالیاں دیتا۔ یہ لوگ اکبر کا ایمان تو سلب کر ہی چکے تھے۔ مگر اب جہانگیر کے دربار
پر بھی پھاتے لگے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ملا نور اللہ شوستری برسر دربار صوفی اسلام
کے خلاف جنگ آمیز گفتگو کر رہا تھا۔ تو دربار کے ایک عالم نے ملا شوستری سے پوچھا آپ سید عالم
علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ وہ برملا بولا۔ آں خروس بعد از بود وہ افضل
ایک مرغا تھا، جہانگیر نے بات سنی اور چپ رہا۔ اب اسی عالم نے ملا شوستری سے پوچھا۔ دربار
سید جنتی چنگوٹی و سید جنتی کے متعلق کیا خیال ہے؟ سید جنتی جہانگیر کے مرجع عقیدت و ایمان تھے
وہ دیدہ دہن بولا۔ آں خروس ہند است۔ (وہ ہندوستان کا مرغا ہے)۔ اب جہانگیر گرجا اور سکھ
دیا۔ اس بزرگان کی گندی زبان گدی سے کھینچ دو۔ نور جہاں کو پتہ چلا تو نور اللہ شوستری کو پھوٹنے
کے لئے بڑی منت و سماجت کرنے لگی۔ مگر جہانگیر نے کہا۔ جان من! جان دادہ ام ایمان نہ دادہ
ام۔ (جان من! میں نے جان تجھ دی ہے ایمان نہیں دیا)۔ اور شیعوں کے شہید ثالث کو ہاتھی کے
پاؤں تلے رندوا دیا۔

اس واقعہ کے بعد سخت پریشان ہوا۔ اور جل جہنم گیا۔ شیطان نے اسے دغا لیا۔ اور اس
نے اپنی کوتاہ اندیشی عقل پر بھروسہ کر کے دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے انحراف
کا اعلان کر دیا۔ اور اپنی سبکی کو دور کرنے کے لئے لوگوں کو کہا کہ یہ لوگ ناحق مجھے شیعہ
کہتے ہیں۔ گائے کو نیز سے سامنے ذبح کریں تو بے رحم نہ آئے۔ بایں ہمہ جب کبھی اسلام
کے متعلق کوئی بات ہوتی۔ تو اپنے آپ کو شیعہ ہی کا طرف دار نکال کر کرتا۔ اس چال سے
نا کام رہ کر اب اس نے عیسائیوں کو یورپ سے منگوانا کہ ان کی شہید بازی سے باطن
دین اسلام سے منحرف ہو کر عیسائیت کے قریب ہو جائے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کا عیسائیوں کا منظرہ

غالی شیعوں کا سرغنہ نور اللہ شوستری مارا گیا۔ تو وزیر آصف جاہ غم و غصہ اور رنج و الم
اور بے عزتی و سبکی کی وجہ سے اسلام سے بے زار ہو گیا۔ اور اس نے یورپ کے پادریوں کو بلوایا۔
کہ بادشاہ بھی دین حق پر قائم نہ رہ سکے۔ جب پادری لوگ آئے تو وزیر نے بادشاہ سے
ان کی بڑی تعریف کی۔ اور بڑی عزت سے ملاقات کرائی۔ انہوں نے ایسی شیعہ بازی اور
سحر بازی کی کہ بے وقوف بادشاہ بے اختیار ان کا شیفہ و فریفتہ ہو گیا۔ اور نصاریٰ
کے منور شدہ دین کی تصدیق کرنے لگا۔ ارادہ کیا کہ نصرانی دین قبول کرے۔ چنانچہ ایک
روز اس نے تہیہ کر لیا کہ اب نصاریٰ کا دین اختیار کرنا چاہیے۔ اور اسی کا نفاذ ہونا
چاہیے۔

جب یہ خبر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی۔ تو آپ سخت ناراض

ہوئے اور اگر بادشاہ کو فتنہ دیا تیری حالت پر سخت افسوس آتا ہے۔ یہ کیسی شقاوت
انجیز عقل ہے اور گمراہی کی بات ہے کہ مشوخ شدہ دین کو اختیار کرنے پر مائل ہے۔
ابھی تک قلبی برائیاں جو اپنے باپ سے سیکھی تھیں دور نہیں ہوئیں۔ اور گذشتہ ہر نبیوں
کی تلافی نہیں کی کہ ایک اور برائی کرنے لگے ہو۔ اور گناہ پر گناہ کرنے کے لئے آمادہ
ہوئے ہو۔ یہ بد بختی کی راہ طے کرنا عقل سے بعید ہے۔

پہرہ دین است۔ اینکہ کفر شش رہوں شد

چہ عقل است اینکہ سرشار جنوں شد

ہم اب تک بارگاہ الہی میں دعائیں کرتے رہے ہیں کہ تمہیں اللہ تعالیٰ معاف
فرمائے تم پھر ایسی مصیبت میں پھنستے ہو جس سے رہائی محال ہے۔ بادشاہ نے عرض کی
انہوں نے مجھے کرامات دکھانی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کرامت نہیں۔ بلکہ عیسائیوں کے
منقبت سے ہیں جو سب کے سب استدراج ہیں۔ اب انہیں میرے سامنے بلاؤ۔ ان سے
کیونکر کرامت ظاہر ہوتی ہے۔ بادشاہ نے ان پادریوں کو بلایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی ساری شعبہ بازی سلب کر لی۔ پادریوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کو آپ بھی مانتے ہیں۔ اور ہم بھی۔ فرق اتنا ہے کہ آپ حضرت محمد الرسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مانتے ہیں۔ اور ہم نہیں مانتے۔ پس ایسے دین کو
جسے دونوں فرقے مانتے ہیں وہ سچا ہے۔ حضرت مجدد نے ایک الزامی سوال پوچھا کہ
تم یہودی دین اور توریت مانتے ہو۔ اور یہود تمہارے دین کو اور تمہاری انجیل کو
مانتے ہیں۔ مگر تم ان کا دین کیوں اختیار نہیں کر لیتے۔ ہمارا جواب یہی ہے۔ پادریوں

۱۔ یہ کیا دین ہے جس کی راہنمائی کفر کر رہا ہے۔ اور یہ کیسی عقل ہے جو جنوں اور پاگل پن
سے سرمہ شاد ہے۔

کہا اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر کو ایسا معجزہ عطا کیا کہ وہ مردہ کو زندہ کر سکتا
ہے۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر خدا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس دنیا سے رحلت فرمائے ہوئے ہزار سال کا عرصہ
گزر چکا ہے۔ لیکن آج بھی اس امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے غلام
ہو رہے ہیں کہ اگر کہیں تو ایک اشارے سے آسمان زمین پر آگرے۔

میرے دمھنفت کتابت والد بزرگوار نے

حضرت مجدد الف ثانی کا جلال اپنے والد بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے جدِ امجد

حضرت عروۃ الوثیقہ قیوم ثانی حضرت محمد مصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا جو فرماتے
تھے کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت فرمایا کہ مجھے قیومت کا اس قدر
اشعار آیا ہے کہ اگر یہ پادری کہیں تو میں آسمان کو زمین پر پھینک دوں۔ بادشاہ ڈرا کہ
ابا ہونے سے ہم سب تباہ ہو جائیں گے۔ اور کہنے لگا آپ کی کرامات و خوارق عادات
و کرامات میں کسی کو شبہ نہیں جو کچھ بھی کہیں کرنا چاہیں کر سکتے ہیں مگر ہمیں ایسی کرامات
سے معاف فرمایا جاوے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھے پادریوں کو اپنے
پاس بلا کر ایک ننگہ غضب سے دیکھا تو سب کے سب زمین پر گرے اور مر گئے۔

۲۔ ان کے پادریوں کو انجناب نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں پھر انہیں مجسم خدا زندہ کر
سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ علم شد
و محض الرحیم کہہ کر "قُمُوا بِذُنُوبِكُمْ" فرمایا۔ سب زندہ ہو گئے۔ اس کے
باوجود اپنی نصرت پر اڑے رہے۔ باقی دوسروں سے بھی ایسا ہی معاملہ کیا۔ پہلے مردہ کیا
پھر زندہ۔ لیکن وہ باوجود ایسی کرامت دیکھنے کے راہ راست پر نہ آئے۔ بلکہ اسی اپنے
مذہب پر اڑے رہے۔

یہ دیکھ کر بادشاہ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ سب کو تیغ بے دریغ سے

قتل کروایا گیا اور قطعی حکم دے دیا کہ ممالک عرب میں کوئی عیسائی نہ رہے پائے۔ عیسائی جو ہندوستان میں تھے بعض مسلمان ہو گئے۔ اور آنجناب کے مرید بنے۔ بعض آنجناب کی پناہ لی۔ اور عرض کی کہ اس بارے میں بنایا کوئی قصور نہیں۔ جن کا تعلق تھا نے اس کا خیال نہ اٹھایا۔ حضرت مجدد نے ان کی حالت پر رحم فرما کر پھوڑ دیا۔ لیکن اسے حدود بیان کیا۔ کہ آئندہ کسی کو اور بالخصوص مسلمانوں کو اپنے مذہب میں شامل کریں گے۔ خواہ وہ عیسائی ہونے پر قائل ہی کیوں نہ ہوں۔

اس بات کو میں (مصنف) نے معتبر عیسائیوں سے تحقیق کیا ہے بالکل ٹھیک۔ اس وقوعہ کے بعد وزیر آصف جاہ سخت شرمندہ ہوا۔ اور پھر ایسی حرکت نہ کی۔ بادشاہ نے بھی توبہ کی۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی مانگی۔ آنجناب نے بھی اس خطا میں معاف فرمائیں اور درگاہِ اہل بیت بھی اس کے لئے التماس کی جو مقبول ہو گئی۔

۱۔ اگرچہ جہانگیر نے عیسائی پادریوں کی مزید درآمد پر پابندی لگا دی تھی۔ مگر کبریٰ دہلی کی رفاقت و معاملات، جہانگیر اور دوسری ترجیحات ابھی تک عیسائیوں کو سہارا دے رہی تھیں۔ عیسائیت توبہ کرنے کے باوجود جہانگیر نے گو اسے عیسائی پادریوں کو لاہور میں ایک بہت بڑا گرجا بنانے کی اجازت دی۔ لاہور کے سرکاری خزانے سے روپیہ دیا۔ وظائف جاری کئے۔ مگر شاہجہان نے طہار حکومت سمجھاتے ہی اس گرجے کو مسمار کر دیا۔ پادریوں کے وظیفہ ضبط کر دیئے۔ اور رنگ زیب زندہ میں ایک فرانسیسی سیاح تھیونٹ لاہور آیا۔ تو اس نے اس گرجے کے گھنٹہ گات ۱۶۲۵ء میں دیکھے تھے۔

ر مانوڈ از نقوش لاہور

شہزادہ شاہجہان کی بغاوت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انیس سال گزر چکے تھے۔ کہ شہزادہ شاہجہان بعض فتنہ برپا کرنے والے آدمیوں کے بہکانے پر باپ سے باغی ہو گیا۔ بہت سا لشکر جمع کر کے آمادہ جنگ ہوا۔ بادشاہ نے بھی اودھر خوب تیاری کے ساتھ اس کی آخر سخت معرکہ کے وقت بادشاہ کی اگلی فوج اور بہت سے امیر شاہجہان کے قریب تھے۔ قفا کہ بادشاہ کو سخت نقصان پہنچے۔ کہ بادشاہ بے اختیار حضرت

۱۔ غالباً موقت کتاب سے شاہجہان کی بغاوت کا واقعہ بیان کرنے میں مسلح متا ہے۔ یہ بغاوت دراصل لاہور کے دو سرے بیٹے خسرو نے کی تھی جو بعض امرا کے مشورے سے سارے ہندوستان کی فکرائی کے خواب بچنے لگا تھا۔ خسرو اگرہ سے نکلا اور دس ہزار سواروں کو لے کر دہلی اور مقرر کو تخت و تاج کرنا چاہتا تھا۔ شاہجہان نے حکم دیا کہ لاہور کے قلعہ پر قبضہ کر کے شہر کو روٹ دیا جائے۔ خسرو کی فوج شہر کا بڑا دروازہ جلا کر اسے نواہی چاہتی تھی کہ جہانگیر ایک بہت بڑے لشکر کو لے کر لاہور پہنچا۔ خسرو نے مقابلہ کیا مگر شکست کھا کر دہلی کو واپس ہوا۔ راستہ میں سوہدرہ کے مقام پر گرفتار کر لیا گیا۔ جہانگیر مرزا کامران کی بارہ درمی میں مقیم تھا۔ خسرو کے امرا، فوجی سپہ سالار اور دوسرے مشاہیر کو جن کی تعداد سات سو تھی۔ دیوانے راوی سے قلعہ میں لٹک پھانسیوں پر لٹکا دیا۔ ان کی لاشیں لاہور والوں کے لئے عبرت کی تصویر بنی رہیں۔ خسرو کو پابند و قید قفسی پر لٹا کر کے امر کے جانشین امرا کی صفائی ہوئی لاشوں کے راستے سے گزاریا گیا۔ خسرو کے سپہ سالار جن بیگ و لاش کے چیلے میں بکھرے دیا گیا۔ دیوان لاہور پر ابیم کو لٹکے کی کھال میں جکڑا گیا۔ یہ دونوں دم گھٹ کر مر گئے۔ خسرو پانچ سال تک قید میں زندہ رہا۔ اور ۱۶۲۷ء میں مر گیا۔

قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور نہایت عاجزی
التماس کی کہ اس کام میں بندہ توجہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے فتح و نصرت عطا فرمائے
انجناب نے فرمایا: یہ عیسائیوں کی فریب کی شامت ہے جو تو نے ان کے حق میں کی تھی۔
نے کہا میں اپنے کئے سے گھپتا ہوں، شرمندہ ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

کنوں در توبہ ام با صد ندامت

قیامت دیدہ ام پیش از قیامت

جب بادشاہ نے حد سے زیادہ آہ و نزاری اور منت و ساجت کی تو انجناب مجدد الف ثانی
نے فرمایا: خاطر جمع رکھو کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے کہ جب تک ہم زندہ ہیں تو
ہندوستان کا بادشاہ رہے گا۔ ہم کسی اور کو سلطنت نہیں کرنے دیں گے جاؤ مخالفانہ
فوج پر حملہ کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا۔

بادشاہ نے انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق رہی سہی فوج کے ساتھ
دشمن پر حملہ کیا شہزادہ بھاگ گیا۔ اور اس نے دوبارہ لشکر جمع کر کے بزرگوں اور مشائخ سے
اس کام کے لئے توجہ کی التماس کی سب نے فتح کی خوشخبری دی۔ بعد ازاں حضرت قیوم
اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے تمام بزرگوں نے اپنے کشت کے
ذریعہ فتح کی خوشخبری دی ہے۔ انجناب کی نظر عنایت بھی اس بندے پر شرف سے ہے
امیدوار ہوں کہ اس معاملہ میں بھی توجہ فرما کر فتح کی خوشخبری عنایت فرمائیں گے تاکہ
دین کے دشمن اور راہِ یقین کے مخالف رسوا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں
شاہزادہ کی فتح تو نظر نہیں آتی۔ لیکن کام کا انجام اچھا معلوم ہوتا ہے۔ شاہزادہ نے
دوسرے مشائخ کے کہنے پر بھرہور کر کے باپ سے پھر لڑائی شروع کر دی۔ بادشاہ نے
بھی دوسرے شاہزادوں کو اس کے مقابلے پر بھیجا۔ کئی سخت محر کے ہوئے جن میں شاہجہان
کو ہی کو نیچا دیکھنا پڑا۔

ملا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت

حضرت مجدد جہانگیر کے پشت پناہ تھے | القدس میں لکھتے ہیں کہ شکست کے وقت

جب شاہجہان نے سنا کہ اس گرد و نواح میں ایک درویش صاحبِ تولد و کرامات رہتا
ہے اور اس کی کثرتِ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ تو اس نے اُس سے پوچھا کہ وہ کیا ہے
کہ باوجود ایسے بھاری لشکر کے مجھے فتح نہیں ہوتی۔ حالانکہ میرے باپ۔ کے اکثر امیر بھی
مجھ سے بڑے ہوتے ہیں۔ اس شیخ نے اس بارے میں توجہ کی اور کثرتِ فراست کے بعد
فرمایا کہ اس زمانے میں چار ایسے شخص ہیں جن کے مشورے پر یہ کام منحصر ہے۔ تین توبہ کی
فتح پر راضی ہیں۔ لیکن چوتھا جو سب سے بزرگ ہے اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ پوچھا
وہ کون ہے؟ فرمایا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہاری سلطنت
پر راضی نہیں شہزادے نے رات کو چوری چوری کہہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی خدمت میں عرض کی کہ میں قدیم الایام سے جناب کا غلام ہوں۔ چنانچہ قید کے دوران
بھی میں ہی انجناب کے مخالفوں سے لڑتا جھگڑتا رہا۔ اور باپ کے کئی مرتبہ ناراض
ہوا۔ تعجب ہے کہ انجناب میری سلطنت پر راضی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے
اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کر لیا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں تیرے باپ کی سلطنت
خاتم رہے گی۔ فکر نہ کرو اب میری عمر کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ قریب ہے کہ میں اس دارِ
فانی سے کوچ کر جاؤں۔ اور قیومیت محمد مصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے جاؤں۔ خاطر
جمع رکھو میرے بعد سلطنت تمہارے ہاتھ ہی آئے گی۔ باطنی سلطنت محمد مصوم کے ہاتھ
ہو گی اور ظاہری سلطنت تمہارے ہاتھ۔ اس ملک کی سلطنت باطنی میری اولاد میں رہے
گی اور ظاہری تمہاری اولاد میں۔ لیکن خبردار میری اولاد اور طریقہ کی عزت و حرمت
اور ادب و آداب اسی طرح محفوظ خاطر رکھنا۔ شاہجہان اس خوشخبری سے نہایت
توشش ہوا۔ اور آداب بجا لاکر اسی وقت مرے ہوا۔ شاہجہان نے حضرت مجدد

سے سرگاکھ مانگا تو آپؐ نے اپنی دست مبارک عنایت فرمائی۔ آج تک وہ دستار شاہان ہند کے خزانوں میں موجود ہے۔ شاہجہان نے مریدِ حق کی کہ آنجناب کوئی ایسا اعلان فرمائیں جسے میں اپنی سلطنت میں نافذ کروں تاکہ بطور باوجودگار باقی رہے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اپنے سرخ جھنڈوں کو سبز کر دینا۔ اور غیبیوں کو سرخ اس سے پیشتر شاہان ہند کے غیبیوں میں سرخ و سفید رنگ دھاریاں ہوتی تھیں۔ آج سے ہم نے تمہارا نام شاہجہان رکھا ہے۔ (اصل نام شہزادہ خرم ہے مگر حضرت مجدد نے شہزادہ کا نام شاہجہان مقرر فرمایا) اب تک ہندوستان کی سلطنت اسی کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ اور جہان کی قطب الاقطابی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہے۔ اور قطبیت نامہ کا منصب آنجنابؐ کی خوشخبری کے بموجب انشاء اللہ تعالیٰ آنجناب کی اولاد میں قیامت تک رہے گا۔

شاہجہان کے عہد سلطنت میں اس کے برے بیٹے داراشکوہ کا روٹیا داراشکوہ نے برا زور لگایا کہ کسی طرح حضرت عروۃ الثانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف پہنچائے لیکن شاہجہان کی وجہ سے کوئی پیش نہ گئی۔ جب وہ اس بار سے میں شاہجہان سے مشورہ کرتا تو وہ سخت ناراض ہو کر اسے منع کرتا کہ اسی سال مکتوبات کی دوسری جلد مستم ہوئی

مکتوبات مجدد الف ثانی میں
اللہ تعالیٰ کی رضا شامل تھی

فرمایا کہ میں اس قدر علوم و معارف کھد رہا ہوں۔ کیا مرینی حق بھی ہے یا نہیں۔ اسی اثنا میں الہام ہوا کہ تمہارے یہ تمام علوم و معارف ہم نے ہی کچھ میں ماورہ ہم کچھ ہیں کہ ان

داراشکوہ خانہ زادہ مجددیہ سے جو بغیث رکھتا تھا اس کی تفصیلات ہم موصوفۃ العیوب میں دیکھ سکتے ہیں۔

میں بہاری مرضی ہے۔ ایسے بلند معارف کیسے ہوئے۔

نیز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان علوم و معارف کے کچھتے وقت فرشتے شیطانوں کو دور کر دیتے ہیں کہ کہیں ان معارف میں غمازی نہ کریں۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود تحریر فرمایا ہے۔

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے معزز فرزندوں حضرت عروۃ الثانی قیوم ثانی اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سرسند سے طلب فرمایا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کی ایک زبردست دستاویز ہے۔ یہ تین حصوں پر مشتمل ہیں۔ پہلی جلد ۱۰۲۵ میں مکمل ہوئی۔ دوسری جلد ۱۰۲۵ میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ تیسری جلد ۱۰۲۵ کو اختتام پذیر ہوئی۔ یہ مکتوبات مقامات سلوک تبلیغ اسلام کا ایک عمدہ نمونہ ہیں۔ صدیوں سے یہ مکتوبات اہل فکر و نظر کے مطالعہ میں رہے ہیں۔ ہر زبان میں ان کا ترجمہ ہوا۔ اور ہر ملک میں ان کی پڑائی ہوئی۔ شریعت و طریقت کی بحیثیت کے لئے یکجا مقرر ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی جہانگیر کے ساتھ ہندوستان کے دور سیر

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں کہتے ہیں کہ جہانگیر بادشاہ ہند
کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بعض شہروں قصبوں اور گاؤں سے
گزرنا حکمت سے خالی نہ تھا کیونکہ وہاں کے باشندے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر
ہو کر آنجناب کی نظر کیمیا اثر کی برکات سے بہرہ ور ہوتے ملتے چنانچہ ایک سفر کا واقعہ
ہے جس میں خود بھی آنجناب کی خدمت میں تھا کہ ایک روز بادشاہی لشکر دریائے چناب
کے کنارے ایک گاؤں میں پہنچا حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادموں نے اس
گاؤں کے قریب نیچے لگاے اتنے میں میں نے آنجناب کو دیکھا کہ اکیلے پیادہ پا اس گاؤں
کے کوچے میں آئے ہیں آنجناب کے پیچھے دوڑا جب مجھے دیکھا تو فرمایا کہ دل میں آتا
ہے کہ اس گاؤں میں کوئی مسجد ہو وہاں چل کر تازہ دھنوکریں اور نماز ادا کریں ایسی
چند قدم نہ گئے تھے کہ ایک نہایت مصفا مسجد نمودار ہوئی آنجناب نے وہاں وضو
کر کے دو گنا ادا کیا اس گاؤں کے ایک فقیر نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ
ہیں میں نے بتایا تو وہ وہاں سے دوڑ گیا اور ایک متحیف العمر آدمی کو جو وہاں کا
نیردار تھا اور مسجد کے پاس ہی اس کا مکان تھا بلا لایا اگرچہ اس میں چلنے کی طاقت
نہ تھی لیکن آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف سن کر اشتیاق زیارت سے آنجناب

نہایت میں حاضر ہوا اور جناب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔

تکے اوج سعادت بدایم ما افتد

اگر ترگذرے بر مہتمم ما افتد

راست اس نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مع تمام مریدوں کے ضیافت کی اور مع تمام
سلفین مریدوں کا اس گاؤں میں آنجناب کی مبارک توجہ سے ولگہ صاحب حضور و آگاہی
ہے۔ رخصت کے وقت ایک منزل تک وہ سب آنجناب کو وداع کرنے آئے۔

جب حضرت قیوم اول مجدد الف
حضرت مجدد کی لاہور میں تشریف آوری | ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہے تو اس شہر کی قطبیت شیخ طاہر کو عنایت ہوئی۔ اور سرہند کی طرف روانہ ہوئے
ب شاہی نیچے سرہند میں نصب ہوئے۔ تو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بادشاہ کی ضیافت کی کھانا کھانے کے بعد بادشاہ نے کہا کہ ایسا لذیذ کھانا
میں نے زندگی بھر نہیں کھایا پھر آنجناب سے التماس کی کہ جناب اپنے باورچیوں کو
دیں تاکہ وہ ہمارے باورچیوں کو کھانا پکانے کی تعلیم و تربیت کریں۔ آنجناب
فرمایا تمہارے باورچیوں سے ایسا کھانا نہیں پک سکے گا پھر التماس کی کہ اگر یہ نہیں
سکتا تو جناب میرے لئے کھانا اپنے باورچی خانہ سے عنایت فرمایا کریں۔ یہ بات آنجناب
نے منظور فرمائی۔ اور آئندہ آنجناب کے باورچی خانے سے ہر روز جہانگیر بادشاہ کے لئے
کھانا پہنچانے لگا۔

ایک روز بادشاہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت سے اٹھ کر لشکر گاہ
میں واپس آ رہا تھا راستے میں لوگوں کے مکانوں کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ گھر کیسے بے جا
و بے سلیقہ بنے ہوئے ہیں۔ چارے شیخ صاحب کی سواری کی آمد و رفت میں وقت
اتی سو گئی۔ حکم دیا ان مکانوں کو گروا دیا جائے چنانچہ اسی وقت مکان گرائے گئے۔

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ تو بادشاہ کو بہت بھڑکا کہ وہ دہلی میں اور غریب آدمی ہیں۔ ہمیں آمد و رفت میں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ یہ وقت تو بادشاہوں کو شواہر کی ہے۔ بادشاہ نے آنجناب کی خاطر مکانات کے مالکوں کو بہت سارے پیسے دیے۔ تاکہ کسی اور جگہ مکان بنالیں۔

جہانگیر کا مزاج | سوداوی مزاج تھا۔ اس سے کام بھی سوداویوں کے سے ظہور میں آتے تھے۔ چنانچہ انہیں دنوں سرہند میں ایک دفعہ آدھی رات کے وقت حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہی مجلس سے اٹھ کر اپنے دولت خانہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹنا سے راہ میں دیکھا کہ شہر سرہند کے دو رئیسوں کو ننگے سر پہن پٹتہ باندھے لے جا رہے ہیں۔ آنجناب نے پوچھا انہیں ایسی بے عزتی سے کہا لے جاتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ انہیں سخت بے عزتی سے قتل کرو۔ اب ہم قتل کے لئے مقتل میں لے جا رہے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں وہیں ٹھہرایا۔ اور خود بادشاہ کی طرف لوٹ گئے۔ اس وقت بادشاہ بیگم نور جہاں سمیت ننگا اپنے بستر پر پڑا تھا۔ کہ آنجناب نے جہاں کو خواب گاہ کا پردہ ہٹایا۔ بادشاہ نے پوچھا کون ہے؟ جو اس وقت پردے کو ہلاتا ہے۔ آنجناب نے فرمایا میں ہوں احمد بادشاہ حیران رہ گیا۔ کہ آپ کیونکر تشریف لائے عرض کی کہ جناب تو ابھی یہیں تشریف فرما تھے۔ اس وقت تکلیف کا موجب کیا ہے آنجناب نے ان دونوں رئیسوں کی سفارش کی۔ بادشاہ نے عرض کی کہ یہ دونوں میرے استقبال کے لئے نہیں آئے تھے۔ ملک کے خلاف تھے اس واسطے میں نے ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔ آج تک میرا کوئی حکم نہیں ٹلا۔ آنجناب نے فرمایا انہیں معاف کر دو بیگم نے جو آنجناب کی معتقد تھی۔ بادشاہ کو کہا تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ جلدی دنیا

اور نہیں تو کسی اور مصیبت میں پھنسو گئے۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے جناب کی رائے نہیں بخشا۔ لیکن ان کے ہاتھ ضرور کاٹنے چاہئیں۔ تاکہ میرا حکم خالی نہ جائے۔ جناب نے فرمایا۔ اور معاف کرو۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے یہ بھی معاف کیا۔ لیکن سو کرواؤ ضرور لگو اسے جائیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ ایسی باتیں مت کہو۔ بالکل معاف۔ عرض کی میرا حکم کبھی رد نہیں کیا گیا۔ لیکن جناب کی خاطر انہیں بالکل معاف کرتا ہوں۔ جناب نے فرمایا۔ وہ شہر میں معزز تھے۔ تم نے انہیں بے عزت کیا۔ اب انہیں خلعت اور جام دو ہٹا کر پھر انہیں عزت حاصل ہو۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے آنجناب کے حکم سے دل جان بخشی کی۔ اب ان کے لئے آنجناب اور چیزوں کے لئے فرماتے ہیں۔ اس وقت انوں اور خلعتوں کا تحویل دار معلوم نہیں کہاں ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جو خاص خلعتیں بازار گاہ میں موجود ہیں۔ یہ ہی دے دو۔ اور تم بادشاہ کو جس وقت چاہو اور منگوا کر بیگم نے بادشاہ کو کہا جو کچھ بھی آنجناب فرماتے ہیں جلدی دے کر نصرت کرو اور کہیں اور آفت نہ آئے۔ بادشاہ بھی ڈرا ہوا تھا۔ جو کچھ آنجناب نے فرمایا فوراً لیا لیا۔ دو خاص خلعتیں اور دو ہزار روپے دئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روپیے کر جہاں سپاہیوں کو کھرا کر آئے تھے۔ پہنچے۔ اور دونوں رئیسوں کو رہا کیا اور خلعت اور روپیہ دے کر بڑی عزت سے شہر میں لائے۔

جہانگیر سرہند میں | جب بادشاہ نے سرہند سے دہلی جانا چاہا۔ تو جب بادشاہ نے سرہند سے دہلی جانا چاہا۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اب سرہند میں رہنے دو۔ بادشاہ نے عرض کی میں جناب سے جدا نہیں رہ سکتا۔ لیکن جناب کی خاطر اور فقیرا سا عرصہ شہر سرہند میں بسر کر لیتا ہوں۔ چنانچہ چار مہینے شہر سرہند میں رہا۔ بعد ازاں دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ اور آنجناب کو بھی ہمراہ لیا۔ چنانچہ آنجناب سے بناس تک بادشاہ کے ساتھ سیر کی۔ جس گاؤں سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں کے

لوگ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت یا برکت سے ملنا ہو کر مرید ہوتے اور فنا بقا اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے۔

ایک روز شاہی لشکر دریا کا پانی پینے سے اجتناب کیا
حضرت مجدد الف ثانی نے دریا کے کنارے گنگا پر پہنچا۔ انجناب نے فرمایا کہ
دریا کا پانی چارے استعمال کے لئے
نہ لانا۔ کیونکہ یہ ہندوؤں کی عبادت گاہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ اس گرد و نواح میں
کوئی کنوئیں نہیں۔ فرمایا جہاں سے بھی ہو سکے کنوئیں کا پانی لاؤ۔ بڑی جستجو کے بعد
معلوم ہوا کہ لشکر سے نو میل کے فاصلے پر کنوئیں ہے۔ چنانچہ وہاں سے انجناب کی حاضری
پانی لایا گیا۔ اور جب تک شاہی لشکر وہاں رہا۔ اسی کنوئیں سے پانی لاتے رہے۔ پانی
کو بھی منع فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے اس دریا کے پانی کو تم بھی استعمال نہ کرو۔ بعد ازاں
اجیر کی طرف روانہ ہوا۔ اور اجیر ہی میں تھا کہ انجناب اس سے رخصت ہوئے۔

دریا کے بناس دریا کی ایک شاخ ہے جو آندھ کے علاقہ میں بہتی ہوئی جہاں میں آگلی
ہے۔ گنگا اور جہاں دونوں ہندوؤں کے مقدس دریا ہیں۔ ان دریاؤں کے منبع سے لے کر میرانی علاقہ
تک ہندوؤں کے سینکڑوں بت کدے موجود ہیں۔ پھر ہندوؤں میں نہاتے ہیں۔ چلے ہوئے مہروں
کی ہڈیاں بپاتے ہیں۔ اور ایسا اوقات اپنی لاشیں انہی میں بہا دیتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کو ان
دونوں دریاؤں کے پانی کے استعمال سے بھی نفرت تھی۔ ایک بار آپ کے مرید ذاب تربیت خان نے
عقیدت سے دریا سے پانی کے مشکیزے یا تھیوں پر لا کر سر ہند پہنچائے تھے۔ مگر آپ نے
دیا۔ کہ اس دریا کا پانی وضو کے بھی قابل نہیں اسے پھینک دیا جائے۔ حضرت مجدد الف ثانی
یہ تقویٰ اور شہر کین کے مقدس مقامات سے اجتناب آپ کے تقویٰ کی ایک عمدہ مثال ہے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی شیخ نور الحق دہلوی کے سوالات کا جواب

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کا بیسواں سال تھا۔ آپ
نے اس سال اپنے معزز و محترم فرزندوں حضرت عروۃ الوثقیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خان
الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سر ہند رخصت فرمایا۔ لیکن زاد راہ مسیا نہ کیا گیا۔ جب قیوم
زادے پہلی منزل پر جا کر اتنے سے تو انہیں معلوم ہوا کہ زاد راہ نہیں لائے۔ حیران تھے کہ
کیا کریں۔ اسی اثنا میں ایک خادم نے آکر خبر دی کہ اس شہر کے باہر شاہی لشکر بھی اترا پڑا
ہے۔ دونوں قیوم زادے حیران رہ گئے۔ کہ بادشاہ کا لشکر یہاں کیونکر آگیا۔ لیکن سمجھ گئے
کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تصرف ہے۔ دونوں بھائی اپنے والد بزرگوار
کی زیارت کے لئے لشکر گاہ میں گئے۔ اس وقت انجناب وضو کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا
کہ ہم تمہیں زاد راہ دینا بھول گئے تھے۔ یہ لو زاد راہ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
زاد راہ سے کرا انجناب کے حکم کے مطابق منزل پر آئے۔ اور فوج غائب ہو گئی۔

شیخ نور الحق دہلوی حضرت یعقوب علیہ السلام
کی وارفتگی کی وجہ دریافت کرتے ہیں
علمائے کبار سے تھے۔ اپنے
باپ کے کہنے سے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا

کہ آنجناب حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام پر اس قدر مبتلا ہوئے
میں کیا راز تھا، آنجناب ایک لمحہ کے لئے خاموش رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ
عنقریب یہی راز ظاہر ہو جائے گا اور میں مفصل لکھ دوں گا۔

خواجہ ہاشم برکات الامم یہ ہیں، لکھتے ہیں کہ جب شیخ نور الحق مجلس سے اٹھے، تو
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ یادوں نے بار بار یہ بات مجھ سے
پوچھی ہے لیکن چونکہ مکشوف نہیں ہوا۔ اس واسطے میں خاموش رہا۔ جب اس جوان نے
سوال کیا تو میری توجہ خصوصی طور پر مبذول ہوئی، اور راز ظاہر ہو گیا، سو کاغذ، قلم و دوا
موجود رکھنا، دوسرے دن ہی آنجناب نے قلم و دوا، اور کاغذ منگا کر فرمایا، کہ آج تجھ
کے بعد اس کی مفصل کیفیت مجھ پر منکشف ہوتی ہے، اب دل سے زبان پر اور زبان سے
قلم پر آتی ہے۔ یہ فرما کر کھٹے میں مشغول ہوئے۔ اور صحیفہ کو یوسف بنادیا۔ چنانچہ وہ
مکتوب دوسری جلد کے اخیر میں ہے۔

جب وہ رسالہ سائل کو دیا تو ایک غلطی نے مجھے کہا کہ اس مکتوب میں اعلیٰ پائے
کے حقائق مندرج ہیں۔ نیز اس میں آنجناب کے اعلیٰ اخصائص بھی درج ہیں، دوری
طرف شیخ نور الحق حضرت مجدد کے مخالفوں سے میل ملاپ رکھتے ہیں۔ ویسا نہ ہو کہ ان
لوگوں پر خاص امر راز ظاہر ہو جائیں اور آگے جا کے اختلاف و انتشار کا باعث بنیں۔ میں نے
یہی بات حضرت مجدد سے عرض کی، آنجناب نے پوچھا وہ کونسی معرفت ہے جو میرے دل میں
نہیں، کوئی ایسا راز تو میں نہیں لکھ بیٹھا، میں نے عرض کی کہ قصہ نحلہ یعنی نمیر طہیت
محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس کی نسبت آپ نے اپنی ولایت سے کی ہے، حضرت
مجدد نے مسکرا کر فرمایا البتہ اس کا ذکر یہاں ہوا ہے، پھر مراقبہ کے بعد یہ شعر زبان مبارک
سے فرمایا۔

یاد رہے کہ غنچہ خندان کہ پختہ منش
مے پیارم تو از چہ چشم سود چمنش

یہ مکتوب مختلف مخالفین اور معاندین نے پڑھا لیکن اس معرفت کے بارے میں کسی
بات نہ کی۔

البتہ جب یہ مکتوب شیخ نور الحق نے اپنے باپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ کو دکھایا، تو اس کے مطالعہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے نزدیک وہ مقدر ہو گئے۔ اسی اثنا میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے خواب میں دیکھا
کہ تمام اولیائے امت جمع ہیں اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند عورتوں
کو توجہ دے رہے ہیں، اور تمام اولیائے امت آنجناب سے توجہ دعا کے لئے التماس
کرتے ہیں، شیخ حیران و پریشان ہو کر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی خدمت میں خود حاضر ہوئے اور آنجناب کی تسبیح اللہ قیومیت کہ تسلیم کیا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضرت مجدد الف ثانی کے ہم عصر تھے اور مسعود قادر پرست
ترجمان اور علوم دینیہ کے ماہر تھے، آپ نے حضرت مجدد کے بعض دعویٰ پر تنقید کی، مستطاریت کے
اور وضاحت طلب کی، ان استفسارات اور خط و کتابت کو زبانہ حاضر کے ایک فاضل تدریج جناب خلیق احمد نظامی
نے اپنی کتاب حدیث شیخ عبدالحق دہلوی میں شائع کر دیا ہے، یہ ضابطہ ایک عالم دین اور ایک مجدد طریقت و
شریعت کے درمیان افہام و تفہیم کی ایک علمی بحث تھی جسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے بعض مخالفین نے مخالفت اور اختلاف کا رنگ دے کر بہت اچھالا، حدیثت یہ ہے، کہ
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوابات اور وضاحتوں پر حضرت عبدالحق محدث دہلوی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطمئن ہو گئے تھے۔ اور اپنی زندگی میں نہ صرف رجوع کر لیا تھا بلکہ حضرت مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیالات سے اتفاق کیا۔ اور آپ کی قربت سے روحانی فیض حاصل کیا۔
(مرتب)

انہیں دونوں شیخ مذکور نے حضرت خواجہ بی رنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ شیخ حسام الدین کی طرف ایک مکتوب لکھا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شیخ مذکور آنجناب کی تبعید اور قیومیت کا اعتراف کر چکے ہیں۔

ہم شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ایک مکتوب یہاں نقل کرتے ہیں۔ یہ مکتوب حضرت مجدد الف ثانی پر اختلافات سے رجوع ارشید حضرت خواجہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلیات سے نقل کیا گیا ہے۔ یہ ان مکتوبات میں سے ہے جو خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف مختلف اشخاص نے لکھے، اور حضرت خواجہ کمال نے جمع کئے۔ اس مکتوب کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

”اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ اور سلامت رکھے اور محبت کے سر پر آپ کا سایہ عافیت رہے۔ آپ نے ان دونوں میں اپنے حالات کی اطلاع نہیں بخشی۔ یا تو اس واسطے کہ بشریت کا تقاضہ ہے۔ یا اس واسطے کہ آلائش و فتنہ سے پاک رہیں۔ امید ہے کہ آنجناب اپنی صحبت و عافیت سے مطلع فرما کر سرور و شگور فرمائیں گے۔ آج کل محبت کی آنکھ حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرحت آثار اخبار کے وصول ہونے کی منتظر ہے کہ محبتوں کی دعا قبول ہو کر اثر عظیم پیدا کرے گی، ان دونوں حضرت مجدد الف ثانی سے مجھے ہر برج غایت محبت ہے اور آپ کے طفیل صفائی باطنی بھی حاصل ہوتی ہے۔ بشریت کا کوئی پردہ اور شبہات کا کوئی حجاب درمیان نہیں رہا۔ مجھے معلوم نہیں یہ بات کیوں اور کہاں سے نصیب ہوئی۔ طریقہ اور سلسلہ سے قطع نظر بھی دیکھا جائے تو عقل سلیم بھی کہے گی کہ ایسے عزیزوں اور بزرگوں کے حق میں بدظن نہیں ہونا چاہیے۔ میرے باطن

میں ذوق و وجدان اور غلبہ حال میں سے کچھ ایسی حادثت پڑ گئی تھی جس کو زبان پورے طور پر ادا نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ دلیل کو پھیرنے والا اور احوال کو بدلتے والا پاک ہے۔ ممکن ہے کہ بعض ظاہرین کو تہ اندیش اس بات کو دور از عقل سمجھیں، لیکن مجھے معلوم ہے کہ صحیح صورت حال کیا ہے اور کیونکر ہے۔ زیادہ کیا کہوں اور کیا لکھوں، حقیقت احوال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔“

خواجہ ہاشم کہتے ہیں کہ حضرت حضرت مجدد پر سرکار دو عالم کی نظر شفقت مجدد نے اسی سال کے ماہ رمضان کے آخری عشرے میں فرمایا کہ آج عجب معاملہ ہوا ہے، میں اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا تھا، مجھے محسوس ہوا کہ اسی تخت پر میرے ساتھ کوئی اور آکر بیٹھ گیا ہے۔ کیا دیکھا ہوں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جو فرماتے ہیں کہ میں تمہارے واسطے اجازت نامہ کہنے کے لئے آیا ہوں، جو آج تک میں نے کسی کے واسطے نہیں لکھا، میں نے دیکھا کہ اس اجازت نامے کے متن میں وہ الطاف عظیم درج تھے جو اس جہان سے تعلق رکھتے ہیں، اور اس کی پشت پر وہ عنایات کثیرہ لکھی تھیں جو عالم آخر کے متعلق ہیں، چنانچہ یہ بات حضرت مجدد نے مکتوبات کی تیسری جلد میں تحریر فرمائی ہے۔

نیز اسی سال حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن آپ کے طفیل ہزار در ہزار مخلوقات بخش دی جائے گی، اور آپ کا سلسلہ برسدیہ کثرت فضل دوسرے اولیائے امت سے زیادہ ہوگا۔ اور حق تعالیٰ میری کثیر امت آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل کرے گا، حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ خوشخبری سنی، تو

شکراتہ میں حضور بنی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز کے طور پر طعام پکایا۔ اور یہ خوشخبری لوگوں کو بھی سنائی۔ اور یہ بات عام لوگوں میں بھی مشہور ہو گئی۔

حدیث صُلوٰۃ کی وضاحت | خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دونوں ایک عالم دین نے مجھے کہا کہ واللہ! کوئی ایسا بڑا معاملہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ بعد ہی موعود کے واسطے واقع ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ایک حدیث واقع ہوئی ہے لیکن تمہیں ہر حدیث کا علم کہاں اس نے کہا تھا جلال الدین سیوطی کی کتاب جمع الجوامع جو انہوں نے احادیث میں لکھی ہے میرے پاس ہے اس نے کوئی شاذ و نادر ہی حدیث چھوڑی ہے ورنہ سب کی سب احادیث اس میں ہیں۔ آؤ دیکھیں کہ اس امت کے فضائل میں کیا کچھ لکھا ہے۔ اس عالم دین نے کتاب ہاتھ میں لے کر کہا کہ اسے پروردگار! یہ آدمی جو اپنے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھہراتا اور صاحب قیومیت و طہیت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہتا ہے۔ اگر اپنے دعوے میں سچا ہے تو اس کے حق میں اس کتاب سے کوئی حدیث نکلے۔ یہ کہہ کر اس نے کتاب کھولی۔ صفحہ کے شروع میں ایک حدیث نکلی جو مدعا پر دلالت کرتی تھی۔ اور وہ یہ تھی: ”يَكُونُ رَجُلًا فِي أُمَّتِي يُقَالُ لَهُ صَلَوةٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهِ كَذَا وَكَذَا“ کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے صلہ کہیں گے۔ اور جس کی شفاعت سے اسے آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے کہا کہ آنجناب آپ کو صلہ کہتے ہیں۔ یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شریعت اور طریقت کو ایک کر دیا ہے۔ دوسرے قصلہ اس واسطے کہ ملاحظہ اور محبت کو ملایا ہے۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب نوکر کیا جائے گا۔ میں نے اس عالم دین سے کہا کہ یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے اس نے

کہا۔ کیوں نہیں! میں نے اس بات کو مان لیا ہے۔ کہ واقعی یہ آنجناب کے حق میں ہے۔

اسی مجلس میں ایک اور عالم حقیقت و طریقت شریعت کے تابع ہیں | دین جیٹھا تھا۔ اس نے کہا۔ میں نے

سننا ہے کہ شیخ بزرگوار نے مکتوبات اور رسائل لکھے ہیں لیکن میری نظر سے کوئی مکتوب اور کتاب نہیں گذری۔ میں خواجہ ہاشم نے وہ مکتوب نکال کر اسے دیا جس میں حضرت مجدد نے لکھا ہے کہ حقیقت و طریقت دونوں شریعت کی خادمہ ہیں۔ جب اس عالم نے پڑھا تو نہایت لطف اٹھایا۔ اور آسمان کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى هٰذَا الشَّيْخِ الْمَعْظَمِ اسے پروردگار! اس شیخ معظم کو سلامت رکھو۔ اور مجھے کہنے لگا کہ اکثر مشائخ کے کلام اور رسائل کو سن کر جو رنگ میرے دل کو لگا تھا۔ وہ جناب کے کلام بلند سے صاف ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دل میں وہ وہ نہ بچ و اطم جاننا رہا۔ واقعی یہ مرد مجدد الف ثانی ہے۔ اور جو کچھ کہتے ہیں۔ سب سچ اور حق ہے۔ اس مجلس کے تمام حاضرین حضرت قیوم اول کے معتقد ہو گئے۔ اور آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن گئے۔

اسی سال شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **شیخ آدم بنوری مرید ہوتے ہیں** | جو آنجناب کے بڑے خلفاء میں سے ہیں تاہنہ کہے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ آپ شروع میں جہانگیر کے شاہی لشکر میں ملازم تھے۔ اتفاقاً شاہی لشکر کافروں کے ایک گاؤں پر حملہ آور ہوئی۔ آپ بھی اسی دستہ فوج میں شامل تھے۔ وہاں کے تمام باشندوں کو قتل کر دیا گیا۔ آپ اُن کے معبد میں گئے۔ اور اسے مساجد کرنا چاہا۔ تو دیکھا وہاں بت کے سامنے ایک شخص پرستش میں مشغول ہے اور ایسا متفرق ہے کہ اسے جنگ کے ہنگام یا قتل کا کوئی خوف و ڈر نہیں۔ آپ نے اس کے سامنے ہو کر اسے تنوار دکھائی۔ اور کہا کہ یا تو مسلمان

ہو جاؤ۔ نہیں تو ابھی سر اڑا دوں گا۔ اس نے آپ کی بات کی ذرا پروا نہ کی، مٹی کر آپ نے اسے قتل کر دیا۔ اس واقعہ سے آپ بڑے متاثر ہوئے۔ اور ملازمت شاہی ترک کر دی۔ اور فقرا کی خدمت اختیار کر لی۔ اس زمانے کے بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی خدمت کی، لیکن کسی سے باطنی کشائش نصیب نہ ہوئی مٹی کہ ایک روز آپ نے ایک گوشہ نشین فقیر سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ میں گوشہ نشین کرتا ہوں۔ لیکن یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ اس نے کہا کہ تمہارا نصیب حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں ہے جو اس وقت تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ انہیں سے تمہیں کشائش باطنی نصیب ہوگی۔ اور انہیں کی توجہ سے بہت سی نعمتیں حاصل ہوں گی۔ آپ نے یہ خوشخبری سن کر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالم پناہ بارگاہ کا رخ کیا۔ اثنا عشر راہ میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کے خلیفہ حاجی حضرت ملاقات ہوئی۔ آپ بھی چونکہ خواہش بدرجہ غایت تھی۔ اس واسطے انہیں سے طریقہ علیہ کے خواستگار ہوئے اور کچھ مدت حاجی حضرت ہی کی خدمت میں رہے اور مقامات عالیہ سے مشرف ہوئے جو مکہ آپ کی استعداد کو کہیں بڑھ کر تھی۔ اس لئے حاجی صاحب سے پوری تسکین نہ ہوئی۔ تو حاجی صاحب نے آپ کو دیکھتے ہی اجمیر میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنجناب نے دیکھتے ہی آپ کو قبول کیا۔ اور توجہ اور اپنی نسبت خاصہ کے القاسے مشرف فرمایا جس کے شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بالکل تسلی و تقفی ہو گئی۔ اور اس طریقہ کی فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔

پچانچہ نکات الاسرار میں شیخ آدم بنوری صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ کی آخری توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے۔ اسی نے ہمیں قرب پروردگار کے انتہائی مقامات پر پہنچایا۔ آنجناب نے فرمایا کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے کہ تو ان کمالات کو پہنچ گیا۔ آج کل شاذ و نادر ہی کوئی ایسے مقامات پر

پہنچا ہے۔ یہ جو کچھ ہے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ کی برکت سے ہے اجمیر میں مجھے آنجناب نے محمدی صلۃ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خدمت پر مامور فرمایا۔ اجمیر ہی میں حقیقت قرآن کی بھی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور سرسہند میں خلافت سے مشرف فرمایا۔ بعد ازاں حضرت مجدد کا وصال ہو گیا۔ اور ہم مجبوروں کے سینوں پر داغ ہجرت دے گئے۔

غسل کے وقت آنجناب کے کرامت ظاہر ہوئی۔ وہ یہ کہ اکثر یاروں نے آنجناب کو وصال کے وقت نماز میں دیکھا۔ بیس (ملا با شہم) دو سال آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک پر رہا۔ اور کمالات کا تتمہ وہیں سے حاصل کیا۔

ایک دفعہ حضرت
حضرت شیخ آدم بنوری کی شاہی لشکر میں مقبولیت | قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دہلی سے محرم زادوں کے لئے بہت سے تحفے دے کر سرسہند بھیجا۔ اور احتیاطاً اپنے مرید دریا خاں کے سو سوار بھی شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کر دیئے۔ جب شیخ صاحب سرسہند سے واپس آئے۔ تو شیخ صاحب کی گزشتہ مجلس کا اثر ان لوگوں پر ہوا۔ گو وہ مرید نہ ہوئے تھے لیکن مجلس میں ہا کمل خاموش بیٹھے۔ وہ شیخ صاحب کے بہت معتقد ہو گئے۔ اور دریا خاں کے شیخ صاحب کی بڑی تعریف کی۔ چنانچہ دریا خاں بھی شیخ صاحب کا معتقد ہو گیا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کو لوگوں کی تربیت کے قابل پایا۔ تو خلافت سے مشرف فرمایا۔ پہلے پہل جو شیخ صاحب کے مرید ہوئے۔ وہ وہی نگو سوار تھے۔ شیخ صاحب زیادہ تر دریا خاں کے لشکر میں رہتے۔ چونکہ ان دنوں دریا خاں پٹھانوں کا سردار تھا۔ جو پٹھان وطن سے آتے۔ وہ دریا خاں کے پاس آتے۔ دریا خاں رو سید پٹھانوں میں سے بڑا بہادر سپہ سالار تھا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور دریا خان شیخ صاحب کا معتقد تھا۔ اس لئے وہ بھی شیخ صاحب کے معتقد ہو جائے اور مدینہ جاتے اور ان کی دیکھا دیکھی اور پٹھان بھی مرید ہوتے۔ اور شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ بادشاہ نے ذکر شیخ صاحب کو لشکر سے کمال دیا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقع ذکر کیا جائے گا۔

اس سے پہلے شیخ صاحب کا نام آدم خاں تھا۔ جب حضرت قیوم اول مجدد العت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت عنایت فرمائی تو خانی کو حذف کر کے شیخ آدم مقرر فرمایا۔

دقیقہ حاشیہ معقوسہ بقدر سے آگے وہ جہانگیری دور میں چار ہزار سواروں کا کمانڈر تھا۔ مگر شاہ جہاں کے دور حکومت میں جب شاہ جہاں نے حمایت خاں کو سپہ سالار اعظم قرار دیا۔ تو خان جہاں جو سپہ سالار بھی تھا اور دربار میں بڑی قدر اور قوت کا مالک تھا۔ شاہ جہاں کے خلاف ہو گیا۔ وہ دریا خان کی انجمن پر بغاوت برآمد ہو گیا۔ حیدر آباد دکن سے اٹھا اور شاہی فوجوں کے خلاف کئی بار لڑائی ہوئی۔ شاہ جہاں نے اسے معاف بھی کر دیا۔ دوبارہ دربار میں قدر و منزلت دی۔ مگر خان جہاں ۱۰ صفر ۱۰۳۳ھ کو دوبارہ نکلے اور دہلیوں کے علاقے میں جا پہنچا۔ وہ مالوہ میں پہنچا تو شاہی لشکر کے کمانڈروں عبداللہ خاں اور مظفر خاں نے بارہا تعاقب کیا۔ خان جہاں نے پچاس شاہی پاسبانوں کے ہمراہ پکڑ کر جیل کے راجہ کی سلطنت میں داخل ہو گیا۔ جھجھو سنگھ کے بیٹے جلیک راج بکر ماجیت نے خان جہاں کا مقابلہ کیا۔ اور ۷ جمادی الثانی ۱۰۳۴ھ میں خان جہاں کے لشکر کے آخری دستوں پر حملہ کر کے دریا خان اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ یہ دونوں خان جہاں کے بہترین سپہ سالار تھے۔

دعا خود ان آئین الہی ترجمہ گزیر ہی ہو عثمان صفحہ ۵۶۸۔

حضرت مجدد العت ثانی کی خدمت میں اکابر علماء مشائخ خراسان و بدخشاں کی حاضری

ملا بد الدین اور نواجہ باشم اپنی مشہور تالیفات میں روایت کرتے ہیں کہ حبیب اللہ مجدد العت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض خاص احباب نے حضرت کے مکتوبات کی پہلی جلد بدخشاں خراسان اور ماور النہر پہنچائی۔ پہلے دفتر میں دوسرے دفتروں کے مقابلہ میں ابتدائی حالات درج تھے۔ لیکن پھر بھی آنجناب کا کلام بمقابلہ دیگر مشائخ امت بدرجہ اعلیٰ و افضل تھا۔

آسمان نسبت بہ عرش آمد فرود
ورنہ بس عالیت پیش خاک تو

اس وقت وہاں کے علماء و مشائخ اپنے وقت کے ممتاز اہل کمال تھے۔ اور ابھی تک حضرت مجدد العت ثانی کے مدینہ ہوئے تھے۔ جب انہوں نے مکتوبات کی پہلی جلد کا مطالعہ کیا تو خوشی سے جھوم اٹھے۔ ہدیہ تحنیں پیش کرنے کے بعد بے پناہ دعا و شہادت کی۔ اور معتقد اور مرید ہو گئے۔ اور کہنے لگے سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ کہ ہندوستان کے ملک میں اس قہم کا بزرگ جو مشائخ امت کا امام ہے۔ ظاہر سوا ہے۔ اور مصفا نہ یہ مصرعہ پڑھا۔

بتاریکی دران آب حیات است

اس ملک کے مشائخ اکابر مثلاً ارشاد
اکابر مشائخ ایران کے خطوط | سیادت پناہ میر کشادہ شیخ المشائخ کبروی
 میر محمد موئن بلی۔ اور علمائے جید مثلاً مولانا ربانی حسن قنوازی اور آقصر القضاة مولانا
 نوک نے ایک نیک مرد کے ہاتھ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کی خدمت میں نیا نہ مندانہ خطوط بھیجے۔ اس نیک مرد نے وہ خطوط اجیر میں حضرت
 مجدد کی خدمت میں پیش کئے۔ اور ان بزرگوں کی طرف سے دفور محبت و عقیدت
 کا اظہار کیا۔ ان بزرگوں نے عرض کر بھیجا تھا کہ اگر بعض امور کبر سنی ضعیف بدنی اور
 بوجہ مسافت مانع نہ ہوتے۔ تو ہم آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر باقی عمر جناب کے در
 دولت پر رہی بسر کرتے اور ان انوار و محلات سے جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں
 نے سنا۔ اقتباس کرتے۔

چونکہ مذکورہ بالا رکاوٹیں سبب رہیں۔ اس لئے التماس یہ ہے کہ ہم نیا نہ مندوں
 کو اپنے خاص مریدوں میں شمار کر کے غائبانہ کرم نوازیوں سے ان نیا نہ مندوں کے احوال
 پر توجہ فرمائیں۔ گو ہم بگ بگ بظاہر مجبور ہیں۔ لیکن باطن حضور میں۔ اس نیک مرد نے
 زبانی عرض کی کہ مجھے ان بزرگوں نے اس مقصد کے لئے بھیجا ہے کہ ان کے لئے جتنے
 سے ان کی عقیدت و ارادت کا اظہار کروں۔ چنانچہ وہ ہر ایک کی طرف سے آنجناب
 کی خدمت میں مرید ہوا۔ رخصت ہونے وقت التماس کی کہ وہاں کے بزرگوں نے آنجناب
 کے بلند معارف میں کرم کتابت کے دوسرے دفتر کے بارے میں التماس کی ہے
 کہ اگر کوئی مکتوب مشتمل برحقائق عالی ارسال فرمائیں۔ تو عین عنایت ہوگی حضرت قیوم
 اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دست مبارک سے چند دعائیہ کلمات تحریر فرمائے
 اور مکتوبات کی تیسری جلد کی ایک جزو اس نیک مرد کو عنایت فرمائی۔

اس ملک کے بعض بزرگ جو بعد میں ہندوستان آئے وہ کہتے تھے کہ جس وقت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معارف وہاں پہنچے۔ ہم سید قدوة العرفان شیخ
 مشائخ و علماء مریدوں وغیرہ مشائخ اور علماء کی خدمت میں تھے۔ ان کے مطالعہ سے حضرت
 کے دوسرے مشائخ اور علماء ذوق و خوشی میں آکر رقص کرنے لگے۔ اور فرمایا کہ اس
 بزرگ کی قدر آج کے لوگوں کو کیا ہے۔ اگر سلطان العارفین بایزید بیطامی اور سید
 اللہ جنید بغدادی وغیرہ اس وقت ہوتے تو آنجناب کی غلامی اختیار کرتے۔ اور
 ان وصال سے مرید ہو جاتے۔

سید میر کشادہ میر قندی علیہ الرحمۃ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت
 اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدسی آیات مکتوبات کا مطالعہ کر رہا تھا۔ جب میں
 مکتوب پر پہنچا جو آنجناب نے ان اولیاء کے بارے میں لکھا ہے جو اس ہزار سال
 میں ہوئے اور توحید و جود کی کے قائل تھے۔ آنجناب ان کے بارے میں فرماتے ہیں
 ان بیچاروں کو اصل حقیقت کیونکر معلوم ہو۔ کیونکہ یہ تاریخی کے حضور سے مکمل کہ
 حاصل پر پہنچے ہی نہیں۔ یہ مطالعہ کر کے حسب ذیل شعر خود بخود دل سے زبان پر

مجدد شیخ ہامرشاد عرفان	کہ سلطان ہزاراں بایزید است
مریدان مسدیان مریداں	جنید و شیلی و شیخ فرید است
تعمیر طینتش ذاتی کہ از چہیت	باد از سید عالم رسید است
کینہ صوفیائے چرخ نیلی	کہ حق دل آفتابش آفرید است

اسی سال ایک نند اطیب حق پرست بزرگ

استانہ مجدد کی طرف راہنمائی | جس نے بہت سے بزرگوں کی زیارت کی تھی
 ان سے فوائد حاصل کئے تھے حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر

ہو کر مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ جیسے وہ خود بتاتا ہے کہ میں
میں تھا کہ چند عورتوں نے کہا کہ فتح پور سیکری میں ایک ایسا درویش آیا ہے جو
ہو جاتا ہے اور کبھی نمودار۔ اب مدت بعد ظاہر ہوا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ چند
بزرگ کی خدمت میں چل کر طلب حق کر رہی۔ چند اور اہل مروت عورتیں بھی میرے
لیں۔ ہم شام کے وقت اس باغ میں پہنچے۔ جہاں وہ بزرگ رہتے تھے۔ میں نے
کو کہا کہ تم جوان ہو۔ ایسا نہ ہو تم سے کوئی بے ادبی ہو جائے جس سے بچائے فائدہ
نقصان ہو۔ جب ہم وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ سیاہ لباس پہنے بیٹھا ہے۔ اور دو بیٹوں
ہمراہ ہیں۔ ہم سلام کر کے دُور بیٹھ گئے۔ اور میں ان عورتوں سے بھی فاصلے پر ہو کر
اگر وہ نہیں بھی تو فقیر محمد پر اعتراض نہ کر سکے۔ ایک گھڑی گزرنے نہ پانی تھی کہ
نے آپس میں اس کے سیاہ لباس کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے دُور سے ہی ہنست
ہو کر کہا کہ فقیروں سے ہنسی بخول ٹھیک نہیں۔ وہ حیران رہ گئیں۔ کہ تاریک رات
بیٹھے ہوئے کیسے جان لیا۔ مولائے اس کے اور کچھ معلوم نہیں ہوا کہ اس نے ہاتھ
کشف معلوم کیا ہے۔ دُور سے نیم جان سی ہو گئیں۔ درویش کا قصہ تھا۔ تو میں نے
کا اظہار کیا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی
تعالیٰ عنہ قطب وقت قیوم زمان اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ جب
کی خدمت میں حاضر ہو کر سمندر سے سیراب نہ ہوا۔ تو چھوٹی ندیوں سے کیونکر
نے دیدہ و دانستہ کہا کہ بے شک وہ بزرگ ہیں۔ میں نے بڑی تعریف سنی ہے
کا ارادہ بھی ہے لیکن ابھی تک حاضر خدمت نہیں ہو سکا۔ اس نے کہا کیوں جھوٹ
ہو۔ فلاں تمام فلاں دن دوپہر کے وقت حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوتے
یہ باتیں ہوئیں۔ جو کچھ ہم میں گفتگو ہوئی تھی۔ اس نے لفظ بہ لفظ دہرائی۔ حال
وقت جمہور میں اور حضرت مجدد الف ثانی کے درمیان گفتگو ہوئی تھی۔ اس

میرا پاس نہ تھا۔ اس واسطے میں نے اقرار کیا کہ ہاں میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ست میں حاضر ہوا تھا۔ اس بزرگ نے کہا۔ میں نے اس اولیاء کے سردار کی زیارت
اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک دفعہ اور کروں گا۔ جو شخص اعتقاد سے آنجناب کی زیارت
ہے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ تم بھی آنجناب کی خدمت میں جاؤ جو
ادعا ہے حاصل ہو جائے گا۔ جو عورتیں اس بزرگ کے ساتھ مقیم تھیں انہوں نے بھی
اسی طرح لفظ بہ لفظ سنایا۔ بعد ازاں وہ شخص صدق اعتقاد سے آنجناب کا مرید

حضرت مجدد الف ثانی حضرت محمد معصوم قیوم ثانی کو خلافت عطا فرماتے ہیں

قیومت کے بانیسوس سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے فرزندوں کے فراق میں جو کہ سرشد میں تھے بار بار مضطرب ہو کر انہیں یاد فرماتے
پہنچا نچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں آنجناب کی خدمت میں
ہاں میں نے بار بار اس بات کا مشاہدہ کیا۔ کہ جب کبھی کوئی اعلیٰ درجے کی نعمت یا
عرفت جناب کو حاصل ہوتی۔ تو بڑے شوق سے اپنے ان دونوں فرزندوں کو یاد فرماتے
میں دونوں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب ذیل کلمات جو میرے قول کی تائید کرتے
ہیں اپنے فرزندوں کی طرف کہے۔

مکتوب: الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَرُّوْلِہِ

میرے پیارے بیٹو! بے شک تم بھی ہماری صحبت کے مشتاق اور خواہاں ہوں گے۔
 ادھر سے نہیں بھی تمہارے دیکھنے کا وہی طور پر آرزو مند ہوں۔ لیکن کیا کروں انسان
 ساری آرزوئیں کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ میں اس شاہی لشکر میں بے اختیار ہوں، یہاں
 پر ایک گھڑی رہنے کو اس جگہ پر کی کئی گھڑی ٹھہرنے پر ترجیح دیتا ہوں۔ کیوں کہ
 کچھ یہاں تیرے معلوم نہیں کہ کسی اور جگہ کچھ ہو۔ اس مقام کے علوم معارف ہی جدا
 اور یہاں کے مواقع و مقامات کا ثبوت غرالا ہے۔ جہاں گیارہ بادشاہ فکے کیس جانتے
 منع کرتا ہے، حالانکہ میں اسے اپنے مولا کی رضا مندی اور عنایت کا دریچہ خیال کرتا ہوں
 اور اس قید کو دونوں جہان کی خوش قسمتی جانتا ہوں۔ خصوصاً ان پرانگی کے دنوں میں
 کاروبار کچھ عجیب ہی ہے۔ اہ ان تفرقہ کے دنوں میں عجیب و غریب القاد اور اشاعت
 دن بدن تازہ اور عجیب نعمتیں حاصل ہوتی ہیں اس وقت فرزندوں کا خیال

برا۔ گواہی کے قلعے سے رانی کے بعد جہاں گیارہ نے سفوت مجدد الف ثانی کو اس خاص لشکر گاہ
 رکھا، سیاسی مہترین کا خیال ہے کہ اس طرح جہاں گیارہ آپ کی ہنگامی کر رہا تھا اسے خدا کے فضل سے
 الف ثانی عوام میں رابطہ کی ہم چاہا کہ مغل سلطنت کے خلاف انقلاب برپا کر دیں گے، مگر حضرت
 نے اپنے بیٹوں کو بتایا کہ اگرچہ میرا لشکر گاہ میں رہنا، اور جہاں گیارہ کے دربار کے قریب ہونا ظاہر کیا
 اور بے اختیار ہی ہے۔ مگر حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے انعامات اور اشارات کی بے پناہ روحانی نعمتیں
 مجھے یہاں رہ کر ہی میسر آ رہی ہیں۔ دوسرے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قیام اس
 دربار اور حکومتی کاروبار میں ایک موثر نظریہ رکھنے کا ذریعہ بن گیا۔ آپ نے اسی قیام میں دربار
 کی اصلاح، امارت سے تعلق، سب سالوں سے دوستی، اور بگڑے ہوئے یا اثر افروغ کی ترمیم
 میں جو کردار ادا کیا اس کے نتائج مستقبل میں بے پناہ مفید برآمد ہوئے۔

(مرتبہ)

ہاں ہے اور ان کے نہ پانے سے جگہ کیا ہو جاتا ہے۔ میرا شوق تمہارے شوق
 کی نسبت زیادہ ہے کیوں کہ امر مسئلہ ہے کہ میں قدر باپ کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے
 اتنی بیٹے کو باپ سے نہیں ہوتی۔ گو اصل اور فروغ کے لحاظ سے معاملہ برعکس ہے۔
 یہ کہ جہاں کو شاخوں کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن شاخوں کو جڑ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن
 مشیت ایزدی اسی بات کی مقتضی ہے اور شوق اگر بدرجہ غایت ہو جائے تو اصل کو
 بھی کھینچ لیتا ہے۔ واقعی

درخت نہ بکدہ حنہ دانی ماند ہمہ چیز

والسلام

پھر اسی سال آنجناب نے اپنے دونوں
منصب قومیت کی تفویض | فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ
 یعنی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت محمد سعید خاں رحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف حسب ذیل تفویض
 رکھا۔

”دل ہمیشہ تمہارے احوال کی طرف متوجہ اور تمہارے کمال کا خواہاں رہتا ہے
 کل صبح کی نماز کے بعد میں خاموش بیٹھا تھا کہ ظاہر ہوا کہ یہ خلعت (قیومیت)
 جو میں پہنے ہوئے ہوں، مجھ سے جدا ہو گئی ہے ایک دوسری خلعت مجھے عطا
 ہوئی ہے۔ دل میں خیال آیا کہ دیکھئے یہ خلعت ترانہ کسی کو ملتی ہے یا نہیں میری
 دلی آرزو تھی کہ یہ خلعت ترانہ میرے فرزند ارجمند محمد معصوم کو ملے۔ ایک لمحہ
 بعد میں نے دیکھا کہ واقعی یہ میرے فرزند کو مرحمت ہوئی، اور وہ ساری کی
 ساری خلعت اسے پہنائی گئی۔ اس خلعت ترانہ سے مراد منصب قیومیت
 ہے۔ جو لحاظ تربیت اور تکمیل تمام جہان سے متعلق ہے اور اسی کی وجہ
 سے میں اس عرصہ مجموع سے مرلونا رہا۔ اور حسب یہ خلعت جدیدہ کا معاملہ

غیر کو پہنچ جائیگا۔ تو یہ اتر جانے کی مستحق ہو جائے گی۔ جو بعد میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میرے دوسرے پیارے فرزند محمد سعید کو عطا فرمائیگا میں نے اس بارے میں التجا کی ہے جو منظور ہو گئی ہے۔ میں دونوں فرزندوں کو اس منصب کے قابل پا کر انہیں آمادہ کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں۔ لکھا ہے۔

قوله تعالى اِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَحَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ اے آل داؤد شکر کرو۔ حال یہ ہے کہ میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے بہت کم ہیں۔ پتہ ۸

اس مکتوب کے پہلے ہی دونوں مخدوم زادے حضرت قیوم اول کی خدمت میں حاضر ہوئے کس لئے روانہ ہوئے۔ شرف زیارت سے مشرف ہونے کے چند روز بعد دونوں صاحبزادوں کو خلوت میں بلا کر فرمایا کہ اب مجھے اس جہان سے کسی قسم کی وابستگی اور دلچسپی نہیں رہی۔ اور یہ منصب قیومیت محمد معصوم کو عطا ہوا ہے۔ اب مجھے اس جہان میں جانا چاہیے۔ اب چلنے کی علامتیں بھی ظاہر ہو رہی ہیں۔ چنانچہ حضرت قیوم ثانی معصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں اس مجلس کا حال یوں تحریر فرمایا ہے:

” جس وقت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بندہ کو خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا۔ اس وقت حضرت مجدد اور ہم دونوں بھائی موجود تھے۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ اس مجمع گاہ سے میل جول کا باعث قیومیت تھی جو تجھے عطا ہوئی ہے۔ اب سے تمام خط و کتابت دینی و دنیاوی معاملہ میں تمہیں سے ہوگی۔ اس لئے اب اس جہان میں میرے رہنے کی کوئی ضرورت مجھے معلوم نہیں ہوتی۔ جب میں نے آنجناب کی

زبان مبارک سے آپ کے اس جہان سے وادی قرب میں کوٹج کر جانے کی بابت سنا۔ تو گوجھے آنجناب نے قیومیت کی خوشخبری دی تھی لیکن وہ خوشی فوراً زائل ہو گئی۔ جگہ بچھٹنے لگا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور مارے غم کے زبان بند ہو گئی۔ سننے کی طاقت زائل ہو گئی۔ جب حضرت نے میری طبیعت میں یکایک تبدیلی دیکھی تو ازراہ لطف و کرم فرمایا کہ غم مت کرو اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہی یوں ہے کہ ایک کو اپنے پاس بلاتا ہے تو دوسرے کو اس کی جگہ قائم مقام کرتا ہے۔

جب جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانشین ہوئے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ جو مکہ بندہ اپنے آپ میں اس کام کی قابلیت نہیں پاتا تھا۔ اور علاوہ بریں رنج و غم کا بڑا سخت اثر ہوا تھا۔ اس واسطے کچھ بول نہ سکا۔ اور جو جو باتیں آنجناب سے پوچھنی تھیں۔ اس وقت ان میں سے ایک بھی نہ پوچھ سکا۔ واقعی کسی نے شیک لیا ہے۔

وحشی گذشتہ پاکہ نہ کردہ حکایتیں

اسے خاندان خراب زبان تو بیستہ بود

آنجناب جنی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ تیری قیومیت پر میری قیومیت کی نسبت زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ جب آنجناب نے دیکھا کہ میرا رنج و الم بدرجہ غایت ہے تو فرمایا ابھی میرے کوٹج میں کچھ عرصہ ہے۔ لیکن دیکھتا ہوں کہ قلعہ کیا ہے۔ ایک لمحہ کی توجہ کے بعد فرمایا کہ بات یہ ہے کہ

بات یہ ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں تمہارا قیام مجھ سے ہے اور
افراد عالم کا قیام تم سے اس سے میرے غمزدہ دل کو گوندستی ہوئی نہ

طہیت پیغمبری قیومیت کی شرط ہے | اس واقعہ کے ایک سال بعد
ماہ اور چند روز بعد آنجناب کا وصال
ہوا۔ کیونکہ یہ معاملہ ماہ ذالحجہ ۱۳۳۷ء کے پہلے عشرے کا ہے اور آنجناب کا وصال ۱۳
۱۳۳۷ء کو ہوا۔ یہ منصب قیومیت کی تقریب اس سے پہلے لکھی گئی ہے۔ یہاں پر اس
کے بیان کی چند ضرورت نہیں۔ قیومیت کے لئے ضروری شرط طہیت پیغمبری ہے
یعنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
طہیت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری بھی عنایت فرمائی۔ یہ منصب حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ یہ شرط
ہو چکی تھی کہ قیوم ہزار سال بعد ہوگا۔ یہ شرط اولوالعزم پیغمبر کی ہے۔ اس کے قیوم کے
بعد پھر اسی قیومیت پر اور انبیاء اور رسول آئے۔ چونکہ آپ جناب سرور کائنات صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تابع تھے اس واسطے انہیں یہ مقام نصیب ہوا۔ دوسرے
یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا کام درپیش تھا جو جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر خلوت کے متعلق تھا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنہ
بیان ہوگا۔ اس واسطے آنجناب نے یہ منصب اپنے فرزند کو عنایت فرمایا۔

چار خلفائے راشد اور چار قیوم | ایک اور وجہ یہ ہے کہ چونکہ قیامت
نزدیک ہے اس لئے جو چیز بوسیدہ ہو جاتی
ہے اسے زیادہ مضبوط کرتے ہیں۔ اس واسطے دین متین کو مضبوط کرنے کے لئے پہلے
درپے چار قیوم آئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل کے لئے خلفائے
راشدین کے اسماء نقل فرمائے۔ اس سے مراد یہ تھی کہ پہلے درپے چار قیوم ہوں گے۔

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پہلے درپے چار علیہ ہوئے۔

ذاتی محبوبیت کی عطا | خدمت قیومیت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی۔ اور
محبوبیت ذاتی بھی جو طہیت محمدی پر موقوف ہے عنایت فرمائی جیسا کہ پہلے بیان ہو
چکا ہے۔ یہ محبوبیت ذاتی جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے فرزندوں کے کسی ولی کو عنایت
نہیں فرمائی۔

قیوم ثانی کے لئے تمام خلفاء مجددیہ کو بیعت کا حکم | حضرت مجدد الف ثانی
قیوم ثانی غرورۃ الوقت المعصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے حضور میں خود مندرجہ ارشاد
پر بھیجا اور تمام خلیفوں اور مریدوں کو حکم دیا کہ ان سے بیعت کریں۔ سب نے حسب
الارشاد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی۔ خانقاہ کے تمام معاملات آپ
کے سپرد کئے گئے اور خلیفے اور مرید بھی ان کے حوالے کئے گئے۔ حضرت مجدد رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام خاص و عام احباب کو حکم دیا کہ قیوم ثانی کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔
جو شخص حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہوتے کے واسطے آتا۔ آپ
اسے قیوم ثانی کی خدمت میں بھیج دیتے۔ خود مرید نہ کرتے۔

سمر ہند میں آخری ایام خلوت میں گزارے | میں آئے تو آنجناب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے خلوت مطلق اختیار فرمائی۔ سالکوں کو توجہ دینا، خلقت کا ارشاد کرنا، خانقاہ
کی امامت کرنا۔ سب کچھ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذات خود سر انجام فرمایا کرتے
آپ صرف جمعہ کے روز خانقاہ میں تشریف لایا کرتے۔ تاکہ لوگ آنجناب رضی اللہ

تعالیٰ اعظمہ کے دیدار فاضل انوار سے مشرف ہوں۔ باقی دنوں میں کسی کو مجال نہ ملتی کہ خلوت میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو۔ صرف خزانوں کو اجازت ملتی۔ باقی تمام مرید اور خلائق حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ اور جو سوک حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کیا کرتے تھے۔ وہ اب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سجا لاتے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی جہانگیر کے شکر سے مرشد میں آمد

اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف باسٹھ سال ہو گئی تو لوگوں کو منسایا کہ محسوس ہوتا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تریسٹھ سال تک ہوگی۔ اس حساب سے میری زندگی کا ایک سال اور باقی ہے۔ اس واسطے آنجناب اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ بادشاہ سے رخصت ہو کر مرشد بقیہ کے جائیں۔ وہاں ہی رہیں۔ اتفاقاً ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے اجیر گئے۔ تو دیر تک مرقہ مبارک کے سامنے مراقبہ کئے بیٹھ رہے۔ جب وہاں سے اٹھے تو فرمایا کہ خواجہ صاحب نے حق مہمانی ادا کر دیا۔ اور طرح طرح کی ضیافتیں کیں۔ اور بہت سی اسرار کی باتوں پر گفتگو فرمائی۔

چنانچہ ان میں سے ایک حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجیری کا تحفہ یہ ہے کہ مجھے فرمایا کہ اس شکر گاہ سے جانے کے لئے اتنا اصرار نہ کریں۔ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی پر چھوڑ دیں۔ جب وہ چاہے گا۔ خود ہی یہاں سے رخصت مل جائے گی۔ اتنے میں اس مزار کے خادموں نے حضرت معین الدین چشتی قدس سرہ کا متبرک خلافت جو مہر سال نیا چڑھایا جاتا تھا۔ اور پرانا بادشاہوں کو دیا جاتا تھا۔ جسے وہ جواہرات کی طرح صندوقوں میں رکھتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کی کہ آپ سے بڑھ کر اس کے قابل اور کون ہوگا۔ آنجناب نے قبول کیا اور اسے اپنے خادم کے سپرد کر کے آہ سرد بھری اور فرمایا۔ چونکہ اس سے اچھا کوئی لباس بارگاہ میں نہ تھا۔ اس واسطے مجھے عنایت فرمایا۔ اور فرمایا کہ اسے ہمارے کفن کے لئے سنبھال کر رکھنا۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ انہیں دنوں ایک رات میں تہجد کے وقت میں آنجناب کے حجرہ خاص کے نزدیک آکر کھڑا ہو گیا۔ تو مجھے اندر سے رونے کی ایک دردناک آواز سنائی دیتی۔ جب مجھ کے سوراخ پر کان رکھ کر سنا۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی رقت سے حسب ذیل شعر پڑھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں۔

باور از زندگی جاہ سے شد سیر از غمت
چہ خوش بودے کہ عمر عبادانی یافتے

آخر بڑی کوشش کے دربار جہانگیری سے حضرت مجدد کی مرشد میں آمد ساتھ بادشاہ سے رخصت ملی۔ بادشاہ نے آپ کے اصرار پر آپ کو وطن جانے کی رخصت دی۔ جب اس سفر سے دارالارشاد مرشد میں تشریف لائے۔ تو وہاں کے رہنے والوں نے آنجناب کا استقبال

کیا اور مارے خوشی کے پھوٹے نہ ساتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے تھے۔

دیوارِ درخش سجود کردند

شکرانہ! این درود کردند

اس سرزمین کے رہنے والے "العواد احمد" ہی پکارتے تھے۔ آپ نے اپنے درودِ دولت کے قریب ایک عمدہ جگہ اپنی خلوت کے لئے اختیار فرمائی جس سے سوائے جمعہ کی نماز کے باہر تشریف نہ لاتے۔ اس خلوت میں سوائے فرزندوں اور دو تین مخصوص خادموں کے اور کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ شیخِ کبیر الدین حسن ابدالی اور خواجہ ہاشم کو بھی خدمت کے لئے اس خلوت میں جانے کی اجازت تھی۔ باقی ہنگامہ ارشادِ مطلق مرید کرتا۔ ساکنوں کو توجہ دینا، خاندان کی امامت کرنا، حضرت عروۃ الوثقیٰ ا معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد تھا۔ آنجناب نے اپنے تمام مریضوں کو حکم دے دیا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر نہ ہو کر میں۔ اور انہیں کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔ چونکہ بعض کمالات ان سے باقی رہ گئے۔ اس واسطے آنجناب نے فرمایا کہ خدمتِ اتم امامت کیا کرو۔ تاکہ میں تمہیں کمالاتِ الہی کے انتہائی مقام پر پہنچا دوں۔ خلوت کے شروع میں ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا کہ جب بوعلی فطاح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشرب بہت عالی ہو گیا۔ تو اس کی مجلس کو خلوت سے خالی کر دیا گیا۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات اللہ

مشرب عالی تک رسائی | میں سمجھتے ہیں کہ آخری عمر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشرب اس قدر عالی ہو گیا تھا کہ آنجناب کے برے سے برے اور کمال سے کمال خلق اور اصحاب بھی نووارد طالبانِ الہی سے بن گئے تھے۔ ان دفین جو بعض دوستوں کی طرف مکتوب لکھتے تو ان میں دنیا سے بیزاری کا ذکر ہوتا۔ اور

بعض مکتوبات میں تو صریحاً تحریر فرماتے کہ اب عمر آخر ہوئے پرانی دیکھنے کیا پیش آئے۔

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے

خواجہ ہاشم کشمی کی دکن کو روانگی | ہیں کہ میں نے عرض کی کہ ملک دکن میں راج

عل سلطنت کے امور میں سخت، بذلتی ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اپنے بال بچوں کو لے آؤں۔ آنجناب نے چار و ناچار اجازت عنایت فرمائی۔ پھر میں نے عرض کی کہ جناب دعا فرمائیے تاکہ پھر آستانِ بستی جلدی نصیب ہو۔ فرمایا ہم دعا کرتے ہیں کہ آخرت میں اکٹھے ہوں گے۔ تب سے خواجہ ہاشم کو اس دنیا میں آنجناب کی زیارت نہ ہوئی۔ کیونکہ خواجہ صاحب کے رخصت لینے کے سات مہینے بعد آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال ہو گیا۔

ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو رات کے وقت حضرت

زندگی کی آخری راتیں | امام معصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے دعائے تسلیت

اور اس رات کی برکت کے لئے حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے التجا کی۔ اچانک

زبان مبارک سے نکلا کہ آج کی رات اجل و امید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ

کس کا نام دفترِ ہستی سے مٹایا گیا ہے۔ اور کس کا قائم رکھا گیا ہے۔ جب آپ نے سنا

تو فرمایا کہ تم تو شک و شبہ میں یہ بات کہتی ہو۔ اس شخص کی کیا حالت ہوگی جو ہمیشہ خود

دیکھتا ہو کہ اس کا نام دفترِ ہستی سے مٹایا گیا ہے۔ اور ٹھنڈی سانس لی۔ بعض مخصوص غروں

اور متعلقین نے اتنا س کی کہ آنجناب کے خلوت اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا کہ

اب اس جہان سے کوچ کر جانے میں بہت تھوڑا عرصہ رہ گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے

کہ سب سے قطع تعلق کر کے تنہائی اختیار کروں۔ اور استغفار میں مشغول ہو جاؤں اور

یہ کہ ہر ایک دم ظاہری اور باطنی عبادت میں صرف کرنا اندلیس ضروری اور لازمی ہے۔ اور

یہ بات عام جمع میں نصیب نہیں ہو سکتی۔ پس تم مجھ سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور

مجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو۔ لیکن دراصل خلوت اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آنجناب اللہ تعالیٰ عنہ نے ملاحمت و صباحت کو ملا کر رکھا۔ صباحت کا یہ مطلب ہے کہ انسان خوش شکل ہو۔ یعنی آنکھ، ابرو، ہونٹ، ناک وغیرہ عمدہ ہوں۔ باقی اعضا متناسب اور پسندیدہ ہوں۔ رنگ سرخی لئے سفید ہو۔ اور ملاحمت یہ ہے کہ مذکورہ بالا اعضاء نہ ہوں۔ بلکہ کوئی ایسی چیز ہو جو بے اختیار دلوں کو اپنی طرف مائل و گردیدہ بنائے۔ یہ ظاہر ہے کہ بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ گو کہ کیسے ہی خوش شکل لیکن وہ دلکش و دلربا نہیں ہوتے۔ بہت سے ایسے ہیں کہ خوش شکل نہیں ہوتے لیکن دلربا ہوتے ہیں۔ پس صباحت سے ملاحمت بدرجہا بہتر ہے لیکن اگر دونوں مل جائیں تو نور علی نور ہیں۔

انراں ایفون کہ ساقی درمے انگنہ

حرفیاں رانہ سرماندوند و ستار

ملاحمت کہ حضرت خاتم المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبیت سے مناسبت ہے۔ اور صباحت کو غلت ابراہیمی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے۔ چنانچہ حدیث شریف ہے: "انا املح و اخي يوسف اصبح" میں سے ملج ہوں اور میرے بھائی یوسف علیہ السلام صبح ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صباحت کا مظہر حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس صباحت کو طلب فرمایا۔ امت کے لئے حکم کیا گیا ہے کہ نماز میں درود ابراہیمی کی اہمیت کے وقت کیا صَلَّيْتَ عَلٰی اَبْرَاهِيْمَ پڑھیں۔ اور یہ بات خلوت پر موقوف تھی۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہزار سال تک خلوت میتر نہ ہوئی۔ اور وصال کے بعد بھی امت کی رہنمائی اور تامل

المرام میں مصروف رہے۔ کیونکہ ہر ایک کو العزم قیومیت کی خاطر ہزار سال رو بخلق دینا ہے۔ ہزار سال بعد جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ تو جناب در کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منصب قیومیت اور مخلوق کے متعلقہ باقی خدمات مثلاً شفاعت، رحمت وغیرہ سب آنجناب کو عنایت فرمائیں۔ اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خلوت خاص میں قیام فرما ہوئے۔ اور یہ مقام جو خلوت پر موقوف تھا اختیار فرمایا۔ علاوہ بریں بعض کمالات الہی اسم اللہ کے متعلق تھے۔ ان کمالات میں جناب ستید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک سیر کرتی تھی۔ وہ سیر ہزار سال کے عرصہ میں ختم ہوئی۔

نیز یہ ضروری تھا کہ امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ایسا شخص ہو جس پر ان تمام کمالات کا ظہور ہو۔ سو حضرت مجدد الملت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان کمالات کو ختم کیا۔ اور حضرت کائنات پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام کمالات الہی کا مظہر اتم بنایا۔ صفات کا اجمال جناب سرور کائنات خلدہ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہے۔ اور ان صفات کی تفصیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مناسبت رکھتی ہے۔ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تفصیل اجمال طلب فرمائی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت تفصیل سے اوپر ہے جس سے نیچے آنا معلوم۔ پس امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہیے تھا۔ جو حقیقت اور تحت تفصیل ہو۔ تاکہ تفصیل کے کمالات اس پر ختم کئے جائیں۔ اور ان کمالات کو موت سے فوق تک پہنچائے۔ پس حضرت خاتم المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے کہ ہزار سال تک کمالات تفصیل جو اسم آخر کے مناسب تھے۔ ظاہر ہونے لگے۔ اور وہ ہزار سال بعد حضرت قیوم اول مجدد الملت

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ نے پورے کئے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کمالات کو جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ جنہوں نے دنیا و آخرت کے تمام مقدمات مثلاً قیومیت، شفاعت، رحمت و عطا سب کچھ آپ کے سپرد کیا۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خدمت اپنے قدموں کے سپرد کی۔ اور خود جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت غامض سے مشرف ہوئے۔ اور یہی وجہ تھی کہ جناب نے خلوت اختیار کی۔

کشف الحقائق مقامات قیومیت میں ملاحظہ و صباحت کی آمیزش اور تمام سوال جواب مفصل درج ہیں، اس مقام پر مفصل درج کرنے کی گنجائش نہیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
صاحبزادہ سعید کو خاص خوشخبری
 دہر کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن جو شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ اس کے نامہ اعمال پر ہماری مہر ہوگی جب تک ہماری مہر نہ ہوگی بہشت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اسی واسطے آنجناب کا خطاب خازن الرحمۃ رکھا گیا اور باقی تمام خدمات مثلاً قیومیت، گنہگاروں کو دوزخ کی آگ سے بچانا، پل صراط پر سے آسانی کے ساتھ گزارنا، حساب میزان وغیرہ سب حضرت امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیے چنانچہ آپ کو عہدہ الوثقی کا خطاب دیا گیا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خازن الرحمۃ کو وہ خدمت پہنچائی جو کہ آپ نے قیومیت کے بعد پہنچی تھی۔ اور ساتھ ہی خوشخبری دی کہ تمام کمالات الہی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فاضل و کرم سے مجھے مرحمت فرمائے، ان سب کے انتہائی مقام پر میں نے محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا دیا۔ اور پوری قوت دے دی، اور عہدہ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام کمالات الہی بالاعصا عنایت فرمائے، اور اصالت طہنیت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کی چند کرامات

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارک اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے کہ آنجناب کی کرامات اور خوارق عادت بیان کر کے جناب کا وصف بیان کیا جاتے۔ لیکن چونکہ موزوں کی عادت ہے کہ اولیاء اور انبیاء کے احوال میں ایک علیحدہ فعل میں ان کے معجزات اور کرامات بیان کرتے ہیں، اس واسطے کہ یہی بھی آنجناب کی عظیم کرامات اور خوارق عادت جو آنجناب کے معتبر تابعین سے سنیں اس کتاب میں لکھتا ہوں حقیقت میں کرامت تو یہی ہے کہ مرید کو ایک حالت سے دوسری حالت میں لے جائیں۔ اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچا دیں، سو اس قسم کی ہزار ہا باتیں آنجناب کے سلسلہ کے مریدوں اور غلیطوں سے اب تک ظاہر ہو چکی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ان کا ظہور اسی طرح ہوتا رہے گا۔ دوسری قسم کرامات کی جو کونیاں سے تعلق رکھتی ہے، وہ کرامت اور دلات میں داخل نہیں بلکہ ریاضت اور مجاہدہ پر موقوف ہے، کیونکہ سچ اور جھوٹ دونوں شامل ہیں، چنانچہ یونان کے حکماء اور ہندوستان کے برہمنوں سے بھی ایسی باتیں بطور استدراج ظہور میں آتی ہیں۔ اولیاء اللہ سے جو کرامات کا ظہور ہوتا ہے، آخری عمر میں وہ اس ظہور کرامات کی بابت بڑے شرمسار ہوتے ہیں، کیونکہ ان کا مقولہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا عذاب وحی کا بند ہونا اور اولیاء کا عذاب کرامات کا ظاہر ہونا ہے اور مومن کا عذاب اطاعت میں کوتاہی

اور کی کرنا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ اطاعت خداوندی اور اتباع رسول میں اس قدر سرگرم اور مصروف رہے کہ انہیں کرامت کے اظہار کی فرصت ہی نہ تھی حالانکہ ان کی ولایت باقی اولیاء کی ولایت سے کہیں بڑھ کر ہے۔

سجدہ میں کائنات کے احوال کا انکشاف
خواجه ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بھائی سعد الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا، جو فرماتے تھے کہ میں چند روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عالم پناہ ہوئے آنجناب کی صحبت کی برکت سے نہایت عجیب و غریب احوال انکشاف ہوئے۔ بسا اوقات سجدہ کی حالت میں زمین و آسمان کے طبقات کے حالات اور دیگر احوال نظر آتے۔

مجھے خیال آیا اور میرے لئے یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے بڑے بزرگ ہیں لیکن کوئی کرامت یا خوارق جو عالم کون کے متعلق ہو۔ آنجناب سے ظاہر نہیں ہوئی۔ یہ خیال آتے ہی میرے احوال میں قبض اور کمی آگئی۔ جب میں قبض سے عاجز آگیا۔ تو میں سمجھا کہ یہ اس خیال فاسد کا نتیجہ ہے۔ میں نے توجہ کی اور اپنی پگڑی گلے میں ڈال کر آنجناب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ آنجناب نے میرا سر اٹھا کر فرمایا تم طلب کرامت کرتے ہو۔ تو یہ فلاں شخص کی صحبت کا نتیجہ ہے۔

کرامت یا استقامت
یاروں کو واضح رہے کہ جو شخص اپنے پیرو مشرک سے کرامت کی قسم کی کرامت کی توقع رکھتا ہے۔ وہ کسی اور شیخ کی تلامذہ کرے۔ اور جو شخص پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت فنا و بقا کا اقتباس اور ذات و صفات کی معرفت کا خواہاں ہے۔ وہ چند روز میرے پاس گزارے اور دیکھے کہ اتباع سنت کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ کرامت بھی ایک طرح سے پیغمبر کے معجزے ہیں

ابن اولیاء اللہ بھی کرامات کے اظہار پر مامور ہوئے ہیں۔ بشرطیکہ دین کی تقویت ہو اور ایسے وقت میں جب دشمن اسلام کا غلبہ ہو اور پھر بھی ولایت کے ظاہر کرنے پر قادر کرنے کے واسطے نہیں۔ بلکہ صرف کافروں کو مقتدر بنانے کے واسطے۔

خواجه ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ قدرت عطا فرما رکھی ہے کہ اگر اس تکلیف لکڑی پر توجہ کروں تو ایک جہان اس سے منور ہو جائے اور فیض حاصل کرے۔ لیکن اب نہ وہ زمانہ ہے نہ ہی پروردگار کی مرضی۔ اور نہ ہی میرا دل ایسے حالات ظاہر کرنے کو پاتا ہے۔ جوں جوں قیامت نزدیک آتی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو چھپاتا جاتا ہے اور کرامت اظہار ولایت کا سبب ہوتا جاتا ہے۔ اور اولیاء اللہ صاحب عشرت بھی اپنے آپ کو گوشہ نشینوں کی طرح چھپاتے جاتے ہیں۔ لیکن اس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں کیونکہ اگر وہ گوشہ نشینی نہ اختیار کریں تو بہت سی خلقت کو معرفت الہی حاصل ہو سکتی ہے۔ آج کل کی معرفت بہت اعلیٰ و اشرف ہے کیونکہ اس کا تعلق ذات بخت سے ہے جو چیز اعلیٰ درجہ کی ہوگی وہ بہت کم شخصوں کو مل سکتی ہے۔ اور ایسی معرفت میں کرامت بہت کم ہوا کرتی ہے چنانچہ انبیاء سے جو اس معرفت کے اہل ہیں۔ معدود سے چند معجزات ظہور میں آئے۔

چنانچہ حق تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں جو کہ انبیاء میں ممتاز مقام کے مالک ہیں۔ فرماتا ہے "وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ" یعنی ہم نے موسیٰ کو نو ظاہر نشانیوں دیں۔ یعنی نو معجزے عنایت فرمائے۔

جو ولایت حضرت مجدد اولیاء سابقہ اور حضرت مجدد الف ثانی میں امتیاز
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے اولیاء کو حاصل تھی اس کا تعلق اسماء صفات کے ظلال (سایہ) سے تھا۔ اس لئے اس میں اکثر کرامات کا ظہور ہوا کرتا تھا۔ جیسا کہ عام اولیاء کی نسبت مشہور ہے۔

ہزار ہا لوگ نلال کسالات سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور جو چیز عام ہو کر تھی وہ بہت سے لوگوں کو ملتی ہے اور خاص نعمت چند ایک آدمیوں کو عنایت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہزار سال سے پہلے اولیاء نے بہت کچھ ظہور کیا اور ہزار سال بعد کم۔ اب یہاں ہم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند ایک کرامات کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلی کرامت تو آنجناب کا کلام ہے جس میں جناب ذات و صفات الہی کے معارف و حقائق بالکل شریعت کے مطابق بیان فرمائے ہیں جو لوگ اولیاء کے بیان کردہ حقائق و معارف سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ یہ بھی سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے جس وقت جس چیز کا رواج ہو، اسی قسم کا معجزہ انبیاء کو عطا کیا جاتا ہے تاکہ مروجہ شے پر غائب آجائے۔

پہنچے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات

روح نقا، سو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا عنایت فرمایا جس نے اس کے تمام جاووں کو مہرپ کر دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں طیبیوں کا بڑا زور تھا چنانچہ تمام حکیم مشاء افلاطون، ارسطاطالینس اور جالینوس وغیرہ اس زمانے میں تھے، ان نے حکیم مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ عنایت فرمایا جس سے وہ حکیم اور طبیب عاجز آ گئے۔

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں فصاحت و بلاغ کا بڑا دور دورہ تھا۔ چنانچہ عرب کے شعرا نے اپنے اپنے قصائد کا غز پر لکھ کر کعبہ کے آستانہ پر چپ پال کر دیئے۔ اس نے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف جو فصاحت

بلاغت کی کمالیت کا نمونہ ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت دیا جسے دیکھ کر تمام شاعروں نے اپنے قصائد کے تمام کاغذ پھاڑ ڈالے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی معاشرت

معارف کا عام رواج تھا۔ چنانچہ مشائخ زمانہ کی مجلسوں میں انہیں کا تذکرہ رہتا۔ اور اسی علم اور تہذیب بکثرت تصنیف ہوئیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ووافاق وہ حقائق و معارف منکشف فرمائے جو ہزار سال کے عرصہ میں کسی ولی اللہ سے ظہور میں نہیں آئے تھے یہی حقیقت شریعت ہے جس کے لئے انبیاء و پیغمبر آئے اور یہی کلام مجید کی معرفت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر ظاہر فرمائی۔ برخلاف اس کے کہ بعض اولیاء کے حقائق و معارف سراسر شریعت کے مخالف ہیں۔ ان میں بعض حدیث الوجود کے قائل تھے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکتوبات کی ترتیب

اس کی تصنیفات حقائق و معارف پر تین جلد مکتوبات اور سات رسالے ہیں۔ پہلی جلد میں انبیاء کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ مکتوب ہیں دوسری جلد میں اسماء حسنی کے شمار کے موافق ننانوے ہیں۔ اور تیسری جلد میں قرآن شریف کی سورتوں کے عدد کے برابر ایک سو چودہ مکتوب ہیں۔ رسالے سات ہیں۔ اول میاد و معاد دوم معارف و نبیہ سوم مکاشفات غیبیہ چہارم اثبات نبوت، پنجم روشنیہ ششم تبلیغ شرح کلمہ طیبہ۔ سہتم شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز۔

ایک رات حضرت قیوم

قلب تارہ میں حضرت غوث الاعظم کا تخت

اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

تعالیٰ عنہ کی توجہ سے قطب ستارہ شفق ہوا۔ اور لوگوں کی درخواست کے مطابق اس میں سے حضرت الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمودار ہوئے۔ اور لوگوں میں تشریف لے آئے جنہیں حاضرین نے غلامی آنکھوں سے دیکھا۔ اور آنجناب کی تجدید الف اور قیومت کا اقرار کیا۔ آپ قطب ستارے کی طرف واپس تشریف لے گئے اور قطب اپنی اصلی جگہ پر آ گیا۔ جیسا کہ تجدید کے چند ہویں سال میں اس کا مفصل ذکر کھٹا گیا ہے۔

میرے (مؤلف کتاب) والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں | **کیا اگر حضرت مجدد کی خدمت میں** | اللہ تعالیٰ اعلیٰ فرماتے ہیں کہ ایک کیمیا گر مرد خدا حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اکیس کا نسخہ نکال کر حضرت مجدد کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ اس سے اس قدر سونا بن سکتا ہے جو سترہ لاکھ کے تمام ممالک محروسہ کے لگان کے برابر ہو۔ یہ خانقاہ کے درویشوں کے اخراجات کے کام آئے گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں بھی ایک کام تجھے بتا دوں گا۔ بشرطیکہ تو کرے۔ پھر میں تجھ سے یہ نسخہ لے لوں گا۔ اس نے عرض کیا کہ قربان جانی جناب آپ کا حکم بجا لاؤں گا۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خادم کو حکم دیا کہ جس وقت ہم بیت الخلاء سے باہر نکلیں تو تیار ہوں اور سب کچھ اس شخص کو دے دینا۔ اور اسے کہنا کہ شہر سے باہر جا کر دیکھئے۔ اس نے حسب الارشاد بلا کر اہت وہ بول و براز نعل میں سے بیا اور جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ جب شہر سے باہر نکل کر اسے دیکھا تو تمام خالص سونا تھا۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا۔ آنجناب کا مرید ہو گیا۔ اور باقی عمر آنجناب ہی کی خدمت میں بسر کر دی۔

نواہد ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ | **بُت خانہ کی بریادی** | ایک سید مرد رحمت اللہ نامی بیان کرتا ہے: "میں نے ملک دکن میں ایک بت خانہ دیکھا۔ ایک روز میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے سنا تھا کہ مسلمان سے جس قدر ہو سکے بتوں کی توہین کرے کیوں کہ ایسا کرنے سے گئے راہ خدا میں غائبیوں کا ساقیاب سے گا۔ اس نصیحت پر عمل کرنے کے لئے میں اس بت خانہ میں جا پہنچا اور سارے بتوں کو توڑ دیا۔ یہ سارا واقعہ ایک ہندو جاٹ نے دیکھ لیا۔ اور بت خانہ کے محافظوں کو اطلاع دی۔ اطلاع کا دینا تھا کہ ایک ہزار آدمی ہتھیار لئے میرے مارنے کے لئے آپہنچے ہیں حیران رہ گیا۔ اب وہاں سے بھاگنا بھی دشوار تھا۔ میں نے شہید ہونے کی ٹھان لی۔ اور باطن میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کی۔ کہ میں نے جناب کے فرمان کے مطابق یہ کام کیا ہے۔ اب آپ مجھے ان کافروں سے رہائی دلا دیں۔ اسی آہ زاری میں میرے کان میں آواز پڑی (جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہفتی اکہ خاطر جمع رکھو۔ دیکھو) بھی تہلہ حمایت کے لئے لوگ آتے ہیں۔ جب کافر نزدیک آپہنچے تو میں نے دیکھا کہ ایک شیلے پر سے چالیس سوار نمودار ہوئے جنہوں نے گھوڑوں کو ایڑی لگا کر ان منڈیوں کو پکڑ لیا۔ وہ ان سواروں کو دیکھتے ہی دم دبا کر بھاگ گئے۔

نواہد ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ | **شیر بھاگ گیا** | حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص مرید تیرہ سال نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دادی میں شیر میرے سامنے آیا۔ جسے دیکھ کر میں بہت ڈرا۔ جبورا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کی۔ میرا اٹھا کر تار ہی تھا۔ کہ آنجناب وہاں تشریف لے آئے اور پوری طاقت سے اس شیر کو عصا مارا جس سے وہ شیر لومڑی کی طرح دم دبا بھاگ اٹھا۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نظر سے غائب ہو گئے۔

نوٹ۔ واضح رہے کہ جن کرامات کا بیان تو کر دیا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر نواہد ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مؤلفہ کتاب "برکات الاحمدیہ" میں سے لگی ہیں۔

خلاف شرع کی قبر کی داستان | حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ حضرت شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں ایک دوست کی مشیت و سماجیت سے ایسے شیخ کی قبر کی زیارت کو گیا جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی میں ناراض تھے۔ کیونکہ اس سے بعض باتیں خلاف شرع ظہور میں آئی تھیں۔ جہاں سے کوئی نہیں چلا گیا۔ لیکن دل آنجناب کی طرف سے دُعا تھا۔ مگر اس دوست کی موافقت بھی لازمی تھی۔ پھر جب میں نے اس شیخ کی تربت پر پہنچ کر مراقبہ کیا۔ تو فی الفور ایک غضبناک مشیر مجھے دکھائی دیا۔ جو میری طرف برائے غضب کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ جب میں نے غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کی آنکھیں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سی ہیں۔ پھر ہوتے ہوتے اس مشیر کا تمام چہرہ حضرت قیوم اول کا سا ہو گیا۔ اور بڑے قہر سے میری طرف متوجہ ہوا۔ میں نے مراقبہ چھوڑ دیا اور جلدی اٹھ کر توبہ کی۔

جزامی کی شفا | اس مرض جسام کوڑھا ہو گیا۔ لوگوں نے اس سے ملنا۔ جلتا۔ اٹھنا۔ بیٹھنا۔ چھوڑ دیا۔ اور کنارہ کشی کر لی۔ حتیٰ کہ ایک روز اس کے ایک خاص دوست نے بھی ساتھ کھانے سے صاف انکار کر دیا۔ جس سے وہ سخت افسردہ دل ہوا۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں التجا کی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ازراہ لطف حکم توجہ فرمائی۔ اور وہ بیماری اس سے نابل کر کے اپنے پرے لی۔ چند روز بعد اس مرض کا دلغ آنجناب کے پاؤں پر نمودار ہوا۔ لیکن اس شخص پر نام و نشان بھی نہ رہا۔ دو ہفتوں اور فرزندوں نے یہ حالت دیکھی تو غمزدہ ہو کر اس مرض کے دھنیہ کے نئے عرصہ کی تو آپ نے فرمایا۔ کہ چھوڑ دو مجھے مجذوم رہنے دو۔ جب لوگوں نے بہت منت و سماجیت کی کہ برائے خدا اس مرض کو اپنے آپ سے دفع فرمائیں۔

تو آپ نے ان کی خاطر یہ بیماری ایک درخت کفار پر ڈالی۔ جس سے وہ خشک ہو گیا۔

موسم بدل گیا | رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل اور بیابان کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اُنٹاے راہ میں گرمی کی شدت۔ لو، گر و غبار اور پیاس کا غلبہ ہو گیا۔ آپ کے بزرگ فرزندوں عالی مرتبہ دوستوں اور باقی لوگوں پر سخت و شوری آگئی۔ یہ لوگ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ پیادہ پا جا رہے تھے۔ لیکن بے ادب کوئی شخص عرض کی جو ات نہ کر سکتا تھا۔ اتنے میں آنجناب نے خود ہی مولانا محمد یوسف سمرقندی سے فرمایا کہ دسوپ کی شدت اور غبار کی کثرت دوستوں کو تکلیف دے رہی ہے۔ مولانا نے عرض کیا کہ جب آپ پر غور روشن ہے۔ پھر کبھی کو عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسکرا کر گوشہ چشم سے آسمان کی طرف دیکھا اور لبوں میں کچھ پڑھا۔ ابھی چند ایک قدم گئے ہوں گے کہ بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا۔ اور آنجناب اور اصحاب کے برابر آ کر سایہ کیا اور عرض اس قدر بادشس ہونے لگی جس سے غبار مٹنے لگا۔ نہ کہ کچھ بڑھ جائے۔ پھر شمالی معتدل ہوا چلتی مشرق ہوئی۔ حالانکہ یہ کوئی برسات کا موسم نہ تھا۔

ایک نوجوان مستبد نے بیان کیا کہ مجھے حضرت معاویہ کے دشمن کو سنا | ان آدمیوں سے سخت دشمنی تھی جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے جنگ کی تھی۔ خصوصاً معاویہ سے۔ ایک رات حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کر رہا تھا۔ وہاں پر لکھا دیکھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہنا ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔ اور یہ کہ حج حذاب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا بھلا کہنے والے کو ہوگا۔ وہی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا بھلا کہنے والے کو ہوگا۔ میں یہ تحریر پڑھ کر سخت ناراض ہوا۔ اور کہا کہ یہ کیسی بے مزہ روایت ہے جو اس شخص (حضرت قیوم اول) نے یہاں بیان کی ہے۔ میں نے غصہ سے مکہ تبات کو زمین پر پھینک دیا۔ اور سر ہانے پھر رکھ کر سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے غصے میں تشریف لائے ہیں۔ اور میرے دونوں کان کھینچ کر فرماتے ہیں۔ ارے نادان لڑکے! تو ہمارے لکھے ہوئے پر اعتراض کرتا ہے۔ اور ہمارے کلام کو زمین پر پھینکتا ہے اگر یہ بات میرے کہنے سے تیرے دل پر اثر نہیں کرتی تو آج مجھے تیرے جد حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس سے چلوں کہ تو غلطی سے ان کے بھائیوں کا منکر و دشمن ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے کھینچ کر ایک باغ میں لے گئے جہاں ایک نورانی صورت مرویٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس نورانی مروے کچھ کہا۔ تو دونوں نے میری طرف دیکھا اور اشارہ کیا۔ بعد ازاں آنجناب مجھے اس بزرگ کے نزدیک لے گئے۔ اور فرمایا کہ یہ بزرگ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں۔ ان سے سنو کیا فرماتے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے زبان گوہر فشاں سے فرمایا کہ خیر دار۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کا منکر اور دشمن نہ ہونا اور نہ انہیں ملامت کرنا ہم بھائی بھائی ہیں۔ اپنے اپنے معاملات کو سمجھتے ہیں۔ پھر یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم نے کس نہایت سے اختلاف کیا تھا۔ پھر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اہم مبارک لے کر فرمایا کہ ان کے فرمان سے بھی سر نہ پھیرنا ورنہ مگر اہ ہوجاؤ گے۔ اس سید نے مجھے بیان کیا کہ اس کے باوجود میرے دل سے دشمنی نہ گئی کہ حضرت علی

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم یہ بات معلوم کر کے سخت ناراض ہوئے اور حضرت قیوم اول
 مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ابھی اس شخص کا دل صاف نہیں ہوا۔ پھر حکم
 دیا کہ اس کی گردن پر ایک منگھڑی ماریں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے
 زور سے میری گردن پر ایک منگھڑی رسید کیا۔ منگھڑی کھانے میں نے کہا کہ اب ان کی عداوت
 میرے دل سے نکل گئی ہے۔ جب میں جاگا تو منگھڑی کا نشان میری گردن پر موجود تھا۔ بعد
 ازاں میں نے اس عقیدے سے توبہ کی۔ اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کا معتقد ہو گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی کا ایک معترض | اللہ تعالیٰ اعنہ کامرید تھا۔ جب سنا کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی وزیر کے گھر تشریف لے گئے ہیں۔ تو دل سے گڑبھا۔ اور کہنے لگا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کے لئے مناسب نہیں کہ دنیا والوں کے گھر تشریف فرما ہوں۔ آنجناب کے ایک خاص درویش نے کہا کہ وہ مسلمانوں کی کسی بہتری کے واسطے تشریف لے گئے ہوں گے۔ یا کوئی اور ضروری کام ہو گا۔ لیکن تیرا اعتراض بھال اچھا نہیں۔ وہ خاموش ہو گیا۔ اس دولت مند جوان نے حویلی میں دیکھا کہ بہت سے کوئال سخت ناراض ہو کر اسے پیٹ گئے ہیں جیسا کہ کوئی گندگادوں اور مجرموں پر اگر کرتا ہے اور پھری محال کہ اس کی زبان کاٹنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کرتا ہے۔ اس سے بڑی عاجزی سے معافی مانگی اور توبہ کی۔

ایک عالم دین کا مشاہدہ

ایک بہت بڑے جید عالم حاجی عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں علماء کی ایک مجلس میں موجود تھا۔ اس میں کسی بات پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آیا۔ اس عالم نے آنجناب کے حق میں ملامت آمیز باتیں شروع کیں۔ میں نے اسے کہا کہ میں حضرت مجدد الف ثانی

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو چکا ہوں علاوہ انہی میں سے بہت سے اولیا اور عارفوں کو دیکھا ہے اور کتابوں میں ان کے حالات پڑھے ہیں جو صفائی اور پیروی نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آنجناب میں دیکھی ہے وہ کسی اور میں نہ دیکھی نہ سنی میرے خیال کے مطابق تو یہ مودود خدا ہے۔ یہ سن کر اس عالم نے بڑی طول طویل بحث شروع کر دی۔ بہت قلیل وقا ل کے بعد میں نے کہا کہ یہ باقران شریف، اوہم اور تم وضو کر کے دو گانہ ادا کر کے قرآن شریف کھولیں۔ جو آیت صفحہ کے شروع میں نکلے وہی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال کی گواہی ہوگی۔ اس نے بھی مان لیا چنانچہ ہم دونوں نے وضو کر کے دو گانہ ادا کیا۔ اور قرآن شریف کھولا۔ تو صفحہ کے شروع میں یہ آیت نکلی **يَرْجُلَانِ لَا تَكْفِيهِمَا تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ** اللہ تعالیٰ کے لیے بندے بھی ہیں جن کو تجارت، خرید و فروخت یا دہی سے باز نہیں رکھ سکتی۔ یہ دیکھ کر وہ عالم حیران رہ گیا۔ اور صدق دل سے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہو گیا۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بکھتے ہیں کہ میں نے حضرت فرشتوں کا ادب قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں ایک رباعی کہی تھی جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے۔

لے آنکہ ملائک مگس قند تواند

تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کسی کی تعریف میں دوسرے کی مذمت نہیں ہونی چاہیے فرشتوں کو گرو کی بکھی کہتا خلافت ادب ہے کیونکہ فرشتے عام و خاص کے نزدیک انسانوں سے خواہ وہ اولیاء ہی کیوں نہ ہوں۔ بہر حال افضل ہیں۔ اس وقت مجھے مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حسب ذیل شعر یاد آیا۔

بے عنایت حق و خاصان حق گر ملک باشد سیاہ ہشت ورق

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی عنایت اور خاصان خدا کی مہربانی کے بغیر خواہ کوئی فرشتہ بھی ہو اس کا نامہ اعمال سیاہ ہی رہے گا۔

لیکن یہ سب ادب عرض نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس میں بھی ترک ادب تھا۔ یہ خیال آتے ہی آنجناب نے فرمایا کہ تم نے مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شعر پر بھروسہ کیا ہے یا تو میں اور مولوی صاحب خاصان حق اور انبیاء سے ہوں گے۔ یا مولوی صاحب نے از روئے شکر فرمایا ہو گا۔

ایک سفر میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہوشرد دعا **اِنَّا لَعَنُوهُ** نے باطنی نگاہ کر کے فرمایا کہ مجھے دکھائی دیا ہے کہ آج بلائے عظیم نازل ہوگی۔ دوبارہ فرمایا کہ باقی دوستوں کو بھی اطلاع دے دو کہ یہ دعا پڑھیں۔ **بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّهِيجُ الْعَلِيُّ وَبِكَلِمَاتِ الْمَقَامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ**۔ اور بار بار پڑھیں تاکہ تمہارے دل و جان اس بلا سے محفوظ رہیں دو تین گھنٹی بعد بعض گھروں میں آگ لگی۔ اور اس قدر بھڑکی کہ شہر کے لوگ اسے بجھا نہ سکے۔ اور اکثر آدمیوں کے گھر مع مال اسباب جل کر خاکستر ہو گئے۔ جو چیز آگ سے بچ گئی وہ چوری ہو گئی۔ آنجناب کے ایک غلام مولانا عبد الرحمن کا اسباب بھی آگ میں جل گیا۔ وہ بڑی مشکل سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے دعائے مذکورہ کیوں نہیں پڑھی۔ اس نے سچ کیا کہ مجھے کسی نے اطلاع نہ کی۔ آنجناب نے دوستوں کو سرزنش فرمائی کہ تم نے اسے کیوں اطلاع نہ کی۔ جس جس نے وہ دعا پڑھی۔ وہ بفضل خدا صحیح و سلامت رہا۔

ایک فقیر دکن میں رہا کرتا تھا۔ ابھی وہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا۔ لیکن قدم بوسی کا

اشتقاق ہر بھجناہیت رکھتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے آنجناب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں اپنے اشتقاق کی مفصل کیفیت عرض کی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں لکھا۔ تمہارا خط مطالعہ کرتے وقت تمہارے ارد گرد بہت نورانی اتبساط دکھائی دی۔ آپ کا یہ مکتوب دیکھ کر حاضر خدمت ہوا۔ اور کچھ عرصہ خدمت میں رہا۔ آنجناب نے اسے خلافت عنایت کر کے رخصت فرمایا۔ اس کے گرد و نواح میں اس سے ہزار ہا لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور فنا و بقا حاصل کی۔ اس کے نور سے تمام گرد و نواح متور ہو گیا اور آنجناب کا قول حروف بہ حرف پیچ نکلا۔

خان خاناں کا منصب | خان خاناں جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مخلص مرید تھا۔ مدت سے دکن کا حاکم تھا۔ اچانک بادشاہ کے وزیر کے ناراض ہو جانے سے وہاں سے معزول کر دیا گیا۔ وہ شیطان سیرت وزیر خان خاناں اور اس کے فرزندوں کا جانی دشمن بن گیا۔ خطرہ تھا کہ کہیں قتل نہ کر دے۔ اس بارے میں اس نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدد کے لئے التماس کی۔ آنجناب نے جواب میں لکھا کہ خاطر جمع رکھو تمہارا کام عنقریب پہلے سے بھی اعلیٰ ہو جائے گا۔ خان خاناں نے میر محمد کو جو اس کے پاس ہی تھے۔ کہا۔ میری عقل نہیں مانتی۔ کہ بادشاہ کے غضب سے بچ جاؤں۔ کیونکہ وزیر کے کہنے سننے سے چاروں طرف سے لوگوں نے چغلیاں کھائیں۔ لیکن شان الہی دیکھو کہ ایک ہی ہفتہ کے اندر آنجناب کی توجہ سے ملک دکن کی سرداری کا حکم شاہی خاناں کے نام صادر ہوا۔ اور بادشاہ نے پہلے کی نسبت بڑھ کر اس پر مہربانیاں کیں۔

ایک سجادہ نشین کا حشر | ایک سجادہ نشین شیخ دور کی راہ طے کر کے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ تھا کہ ہر ایک وضع و شریف پر مہربانی کرتے۔ لیکن

خلافت عادت۔ اس سجادہ نشین پر ذرا توجہ نہ کی۔ لوگوں نے عرض کی کہ وہ بڑے مشائخ سے ہے۔ اور جناب کی بہت سی مہربانی کا امیدوار ہے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ واقعی ایسا ہی ہے۔ لیکن کیا کروں۔ اس کی پیشانی پر جلی قلم سے لفظ آنکار لکھا ہے۔ تمام دوست حیران رہ گئے۔ کچھ مدت وہ خانقاہ میں رہا۔ بعد ازاں منکر ہو گیا اور آنجناب کا مرید نہ ہوا۔ اور آنجناب کی کثرت حروف بہ حرف درست نکلی۔

ایک زمانہ صحت سے با اولیاء | مشرف نہیں ہوا تھا۔ ایک عریضہ آنجناب کی خدمت میں ارسال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ جناب پیچہ جسد اقدسہ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی بی صحبت میں تمام صحابہ اولیاء سے افضل ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا جواب ہم نشینی پر موقوف ہے۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا۔ تو اس نے کہا کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہلی دفعہ حاضر ہونے سے مجھ پر وہ حالت طاری ہوئی جو بیان سے یا سہر ہے۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمہارے خط کا جواب ہے۔ اب سمجھ گیا ہے میں نے سر جناب کے قدموں پر رکھ دیا۔ اور عرض کیا کہ سمجھ گیا۔

ایک صاحب دل سید کے غور کا علاج | ایک دن ایک صاحب دل سید حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا قلبی ذکر اس قدر جلدی تھا۔ کہ جو شخص اس کے پاس بیٹھتا۔ اس کے ذکر کو شنتا۔ اس نے اکثر مشائخ سے خلافت حاصل کی تھی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے بھی اس بات کی امید رکھتا تھا۔ لیکن حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کا یہ غلبہ ذکر اور مشائخ کی خلافت دینا اس کے لئے غور کا باعث ہو گیا ہے۔ جس سے اس کی ترقی کی راہ بند

ہو گئی ہے پہلے اس کے ذکر قلبی کو سلب کرنا چاہیے۔ اگر آنجناب سلب کرتے تو شکایت کرتا، اور یہ مصرعہ کہتا: ع

ہر چہ اندر خانہ بود آں طرہ طرارہ برد

جب چند روز گزر گئے، تو آپ نے اسے بلا کر علیحدہ میں بلند احوال سے مشغول فرمایا، اور نصیحت کی کہ باطنی معاملہ مخفی ہونا چاہیے۔

حضرت قیوم اول مجدد

حضرت مجدد اپنے بھائی کی موت کی خبر جیتے ہیں | الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے چوتھے بھائی شیخ محمد مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کام کی خاطر قندھار گئے، انہیں دنوں آنجناب نے لوگوں کو فرمایا کہ عجیب معاملہ ہے کہ جب میں محمد مسعود کے کسی احوال کی طرف متوجہ ہوں، تو سبیرا ڈھونڈا لیکن نہ پایا۔ بلکہ تمام روسے زمین پر نہ دیکھا جب پھر توجہ کی، تو اس کی قبر مجھے دکھلائی دی، چند روز بعد اس کے ہمراہیوں نے آ کر خبر دی کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے۔

جن دنوں آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

بارش روک دی گئی | عنہ اجمیسہ میں تھے ماہ رمضان المبارک موسم

برسات میں آیا، آپ نے حسب عادت قرآن شریف تمکیم کیا، پہلی رات تیراویح کے وقت بہ سبب بارش مسجد کے اندر نماز ادا کی، ہوا کی گرمی اور بعض کی وجہ سے آنجناب اور دوستوں کو بڑی تکلیف ہوئی، نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ رات کو بارش نہ ہو تاکہ مسجد کے باہر دلچسپی سے نماز ادا کر سکیں، ہمیں امید ہے کہ ماہ رمضان کے اخیر تک رات کے وقت بارش نہ ہوگی، واقعہ ایسا ہی ہوا، چنانچہ ۲۹ ماہ رمضان تک رات کو بارش نہ ہوئی، عید کی رات سے لے کر پھر بارش شروع ہو گئی۔

جس مسجد کی دیوار شک ہو گئی اور اس قدر ٹیڑھی ہو گئی کہ لڑتی دیوار رک گئی | اب گرمی کہ اب گرمی، لوگوں کو یقین ہو گیا، کہ ابھی گر جائیگی

کافی اس کے پاس بھی نہ آتا تھا، حضرت مجدد نے فرمایا کہ جب تک ہم یہاں ہیں نہیں رہے گی، آنجناب، کہے احباب اس ٹیڑھی دیوار تلے نماز ادا کرتے رہے اور مراقبہ کرتے رہے پھر ذکر و فعل میں مشغول ہوتے، لیکن وہ بدستور کھڑی رہی، جب آنجناب نے وہاں سے کوچ کیا تو وہ بھی گر پڑی۔

لاہور میں ایک بار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

لاہور کا ایک مکان | عنہ نے نماز عشا ادا کرنے کے بعد ایک اچھی خاصی صبح سلا

حاریت کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ آج رات اس مکان کے پاس کوئی نہ جائے حالانکہ ظاہری طور پر اس کے گرنے کی کوئی علامت نظر نہ آتی تھی، لوگوں نے دل میں کہا، کہ اس سے بڑے خستہ حال مکان اور رستہ موجود ہیں، اس میں کوئی کسر ہے، آدھی رات کا وقت تھا، کہ وہ مکان یکایک زمین پر آ رہا، اس مکان میں ایک لڑکی سوئی ہوئی تھی، بفضل خدا صبح سلامت رہی، لیکن جو لوگ اس مکان کے قریب تھے، ان پر انیشیں، ڈھیلے وغیرہ پڑے، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آج رات کوئی شخص اس مکان کے قریب نہ آئے، بعد ازاں فرمایا کہ اس لڑکی کو لاؤ، وہ زندہ ہے، جب اسے مکان کے بیٹے سے نکالا تو بالکل صبح سلامت تھی۔

ایک حاکم نے اپنے دشمن پر چڑھائی کرنی چاہی

ایک فقیر کا غلط کشف | یغار سے پہلے اس نے ایک فقیر سے استعارہ کر دیا،

فقیر نے اسے فتح کی خوشخبری دی، چنانچہ وہ امیر اس فقیر کی خوشخبری سے اس ہم کے لئے آمادہ ہوا، لیکن پیشتر اس کے کہ وہ دشمن کا سامنا کرے، اس فقیر مرد نے

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک سرعینہ لکھا کہ میں نے فلاں ماکم کو فوج کی خوشخبری دی ہے آنجناب اس بار سے میں کیا فرماتے ہیں۔ وہ جواب دے اس کے جواب میں لکھا کہ تمہارے کثرت میں خطا ہوئی ہے میری دانست میں معاف اس کے برعکس ہے اسے جلدی سے اطلاع دو کہ وہیں آجائے۔ درویش نے اسی وقت ایک آدمی اس امیر کی طرف روانہ کیا کہ غنیم پر چڑھائی نہ کرے۔ لیکن چونکہ امیر خود بھل گیا تھا اس واسطے آدمی وہاں پہنچ نہیں سکتا تھا۔ دو چار روز بعد سنے میں آیا اس امیر کو شکست ہوئی اور وہ نہایت خستہ حال سے واپس آیا۔ چنانچہ پوچھو پوچھا تک سب کچھ ٹوا بیٹھا۔

حضرت قیوم اول خزانۃ الرحمت مجدد الف ثانی کے مکاشفات

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکاشفات، مکتوبات کے ذریعہ اور رسالوں میں مثل مکاشفات عینیہ وغیرہ بہت لکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں ان تمام مکاشفات کے درج کرنے کی گنجائش تو نہیں۔ البتہ چند ایک مکاشفات ٹیمنا و تبرکاً یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہمارے گھر اور خانقاہ کے گرد و نواح میں ایک بادشاہ بڑا بھاری لشکر لے آیا پڑا ہے۔ اور عین خانقاہ میں بادشاہی باگاہ منعقد ہے۔ اہم ہوا کہ یہ شہزادیت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے جو تمہاری

خانقاہ میں آئی ہے اور اب قیامت تک یہیں رہے گی۔

ایک روز آنجناب اپنے مملوکہ خانہ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ تو فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ باگاہ احقریت کی کبریاں اور احدیت کے سہرا پردے اس میں نصب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا ظہور ہو رہا ہے۔

مکاشفات عینیہ میں لکھا ہے کہ بلحاظ صفات حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات کافی ہے۔ بلکہ نفسی صفات سے مستغنی ہے۔ یعنی جو کچھ صفات سے ہو سکتا ہے ان صفات سے ذات مجردان کی ترتیب کے لئے کافی ہے۔ مثلاً جو امور کہ حیات قدرت علم اور ارادہ وغیرہ صفات سے وابستہ ہیں۔ اگر یہ صفات متحقق نہ بھی ہو سکیں تو بھی صفت ذات ہی سے یہ کام ظہور میں آسکتے ہیں اس میں یہ لحاظ نہیں ہو گا کہ صفات موجود ہیں یا علم میں موجود ہیں۔ نہ کہ خارج میں۔ کیونکہ یہ بات اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ بلکہ باوجود استغناء سے ذات صفات موجود ہیں جو ذات پر بمنزلہ زائد کے ہیں۔ اسے ایک مثال سے واضح کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ پانی بالذات بلندی سے پستی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس کو طبعی میلان کہتے ہیں۔ پس پانی کی ذات علم قدرت، حیات اور ارادہ کا کام دیتی ہے۔ اگر علم ہوتا۔ تو پستی کی طرف نہ آتا۔

نیز مکاشفات عینیہ میں لکھتے ہیں کہ قابلیت اولیٰ حقیقت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وہ قابلیت ذات ہے۔ جو کمالات شان کلام بلکہ قرآن مجید میں مفصل بیان ہوئے ہیں۔ یہ ان کا اجمال ہے اور یہ قابلیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قابلیت ہے۔

مکاشفات عینیہ میں یہ بھی درج ہے کہ قرآن شریف کا ہر حرف تمام کمالات کا جامع ہے لیکن عمل طور پر۔ اور یہ کہ خاص فضیلت کسی نبی سورت میں ہے۔ وہی چھوٹی سورت میں ہے۔ اس بارے میں چھوٹی بڑی ہونے کا کوئی لحاظ نہیں

البدیہ ہر ایک سورت ہر ایک آیت بلکہ ہر ایک کلمہ میں ایک خاص فضیلت ہے جیسا کہ شیون الہی میں ہر ایک شان تمام شیون الہی کی جامع ہے۔ لیکن محفل طور پر علاوہ ایک خاص خاصیت اور تاثیر مخصوص ہے۔ پس قابلیت دہانے میں جو کما ہے کہ اس میں ہر ایک شان تمام شانوں کی جامع ہے۔ اس مرتبہ میں خلل کا اعتبار ہے نہیں تو متناہی شیون دائرہ اصل میں داخل ہیں۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب طریقہ قادری میں کشفی نظر کی جاتی ہے تو جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہر حضرت شاہ کمال قدس سرہ کا سا اور کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

نیز فرمایا کہ سورج کو بے تکلف دیکھ سکتے ہیں لیکن شاہ کمال قدس سرہ کے پیر شاہ سکندر علیہ الرحمۃ کے دل پر نگاہ نہیں ٹھہرتی۔ کیونکہ اس میں سے نور کی شعاعیں بہت تیز نکلتی ہیں۔

کشفی نظر میں ایسا معلوم ہوا کہ تمام دنیا کو بدعت نے ایک تار ایک پردے میں گھیر لیا ہے جس میں نسبت و ولایت کا نور جگنو کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کسی مکتوبات اور رسائل میں لکھا ہے کہ خاص اور اصل نسبت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں غرض جس کا پر تو تین بعین پر پڑا۔ پھر وہ اصل نسبت غائب ہو گئی۔ اور ولایت خطی کے کمالات غالب آئے۔ لیکن ہزار سال بعد وہی نسبت جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت تھی۔ دوبارہ ظاہر ہوئی۔ یہ اشارہ اپنے اور اپنے خلفاء کی طرف ہے۔ باقی تمام اولیاء طلال میں تھے۔

مکتوبات شریعت میں لکھا ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ یہ سلوک کہ

شاہراہ پر واقع ہے۔ اور باقی سلسلے اس کے دائیں بائیں ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ افضل اعلیٰ، اعلیٰ حق اور ذات حق کی طرف سب سے اقبل اور سابق ہے۔ اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خاص بھی اسی سلسلے میں ہے۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی شب و روز کی عبادات و معمولات

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل عادت و عبادت میں عین سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھا۔

چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ عمل اور کام کیا چیز ہے جو کچھ ہمیں غایت فرمایا گیا ہے۔ محض اس کا فضل و کرم ہے۔ اگر کوئی کام اس فضل و کرم کے لئے بہانہ ہے۔ تو وہ متابعت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ہم تو اپنے کام کا دار و مدار اسی متابعت پر سمجھتے ہیں۔ اسی موقع پر فرمایا کہ میں استعجاب کو اسی پر ملحوظ رکھتا ہوں کہ چہرہ دھوئے وقت یہ ارادہ کرتا ہوں کہ پہلے دائیں رخسارے پر پانی پڑے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت قرآن مجید لکھنے والی سیاہی کا اقدام قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ معارف لکھنے میں مصروف تھے۔ جلدی سے پیشاب کے لئے اٹھے اور سبیل اللہ

میں داخل ہوئے مگر فوراً ہی باہر نکل آئے۔ لوگوں کو حیرت ہوئی کہ دوبارہ اتنی جلدی کیوں واپس آ گئے۔ نکلنے ہی آنجناب نے پانی منگوا کر انگوٹے کو دھویا۔ اور پھر بیت المقدس میں دوبارہ آ گئے۔ جب وہاں سے نکلے تو فرمایا کہ جب میں بیت المقدس میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میرے انگوٹے پر سیاہی کا داغ ہے۔ جو حرف قرآن کی کتابت کا سامان ہے اس واسطے مناسب نہ سمجھا کہ سیاہی ہی میت وہاں بیٹھوں۔ گو بول کی اس شد ضرورت تھی لیکن ترک ادب کے مقابلہ میں آنجناب نے اسے روک رکھا۔

اسی طرح ایک روز جو بیت المقدس میں داخل ہوئے تو غلطی سے پہلے دایاں پاؤں اندر رکھ دیا۔ اس روز احوال بند رہے۔

ایک دفعہ مولانا صاحب جیلانی علیہ الرحمۃ کو فرمایا کہ تقیہ میں سے چند ایک نوٹنگ کال لاؤ۔ وہ چھ دانے کال لائے۔ آنجناب نے جھڑک کر فرمایا کہ دیکھو یہ بھی صوفی ہے اتنا نہیں اس نے سنا کہ ”اللہم و ترو بحب الوتر“ وتر کی رعایت مستحب ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ عمل کے عوض تمام دنیا و آخرت بھی دے دیں تو بھی سب سمجھو کچھ نہیں دیا۔

ایک روز اپنے تخت گاہ پر سکیہ لگائے تشریف فرما کاغذ کا ادب | اتنے کہ جھٹ پٹ نیچے اترے اور فرمایا کہ مجھے تخت کے نیچے ایک کاغذ دکھائی دیا ہے۔ معلوم نہیں اس میں کچھ لکھا ہے یا نہیں۔ پھر تو اتنی دیر بھی آپ نے تخت پر بیٹھنا جائز نہ سمجھا کہ کسی کو حکم دیں کہ تخت کے نیچے سے کاغذ مکالمے کو یا آنجناب نے ایسی صورت میں تخت پر بیٹھنا بے ادبی سمجھا۔

ایک دفعہ کافر کہے کہ ایک حافظ جس کے نیچے فرش حافظ قرآن کا ادب | تھا۔ قرآن شریف پڑھنے میں مشغول ہوا۔ جب آنجناب

نے نگاہ کی تو دیکھا کہ جہاں پر خود تشریف رکھتے ہیں وہاں فرش زیادہ ہے۔ بھٹ اپنے نیچے سے نکال دیا۔ تاکہ اس حافظ سے اونچے نہ بیٹھیں۔ آنجناب حتی المقدور عزت کے مطابق کام کرتے تھے۔ اور دوستوں کو بھی حکم دے رکھا تھا کہ کام عزت کے مطابق کیا کرو۔ اجازت کو دخل نہ دو۔

نیز فرمایا کہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت کی کھیتی۔ حضور باطنی کے متعلق کاموں میں ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہایت توجہ سے مشغول ہوا کرتے ہیں۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دن رات کے احوال کو مدد درود طائف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے خلفائے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے لیکن میں یہاں مجملہ بیان کرتا ہوں۔ دھوہذا۔

نواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خاص خادم کی زبان پر ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ یہ خادم آپ کے لئے آب وضو، مصلیٰ اور عبادت کے متعلق دیگر سامان کا بندوبست کیا کرتا تھا۔ مجھے یا تو اس وقت عزت ملتی ہے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب قبول فرماتے ہیں۔ یا رات کے دوسرے تہائی حصہ میں۔ ان وقتوں میں مجھے اپنے ذاتی کاموں کے لئے موقع ملتا ہے۔ باقی وقت آنجناب کی اطلاعات کی تیاری کے سبب مجھے فرصت نہیں ملتی۔ اور یہی آنجناب کے اعمال کا بیان کیا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی حضرت مجدد کے وضو کرنے کا طریقہ | رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل یہ تھا کہ تہائی رات سے کر بیدار ہوتے۔ یا کبھی آدھی رات کو۔ اس وقت ادویہ مسنونہ پڑھتے۔ کمال احتیاط سے رو بہ قبلہ سوکر وضو کرتے۔ لیکن اعضا دھوئے وقت شمال کی طرف رخ کر لیتے۔ مسواک ہر وضو کے وقت ضروری استعمال کرتے۔ ہر ایک وضو کو

بہن مرتبہ دھوئے۔ اور ہر دفعہ اس عضو کا پانی ہاتھ سے صاف کر دیتے۔ بخلاف کہ نہ رہے دیتے۔ عمل روایت مسیح پر کرتے تھے۔ ہر عضو دھوتے وقت کلمہ شہادت معراج دعا کے پڑھتے جو احادیث کی کتابوں میں بھی ہوئی ہیں۔ اور وضو سے فارغ ہو کر آسمان کی طرف گوشہ چشم سے دیکھتے۔ اور اس وقت کی دعا سے را ثورہ پڑھتے۔ جو احادیث کی کتابوں میں بھی ہوئی ہیں۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت
دات کے محمولات | قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو مرتبہ سورہ یسین پڑھتے۔ اور تہجد کے بعد مراقبہ کرتے۔ اور صبح سے دو تین گھنٹی پہلے سنت کے مطابق سو بیٹے۔ تاکہ ”قہقہہ یومین التومین“ دو نیندوں کے درمیان جاگنا۔ ہو۔ پھر صبح کو بیٹہ ہو کر فجر کی سنتیں گھر میں ادا کر کے چند مرتبہ بطریق خفی ”سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ“ پڑھ کر مسجد میں آکر فرض ادا کرتے۔ بعد ازاں اشراق تک اصحاب سمیت حلقہ بنا کر مراقبہ کرتے۔ اور اپنے روئے مبارک پر ہار یک کپڑا اوڑھ لیتے۔ جب سورج اچھا نکل آتا۔ تو چار رکعت نماز اشراق دو سلام سے ملی قرأت کے ساتھ ادا کرتے۔ بعد ازاں اس وقت کی تمبیحات اور اوقیہ نا ثورہ پڑھ کر گھر تشریف لے جاتے۔ اور بال بچوں کی نگرانی کرتے۔ اور معاش کے متعلق امور میں حکم احکام صادر فرماتے۔ بعد ازاں خلوت میں جا کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے اور تلاوت کے بعد درویشوں کو بلا کر ان کے حال پر توجہ فرماتے۔ اور انہیں تربیت دیتے۔ اور انہیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچاتے۔ علوم و معارف اور اسرار تاصد کو بیان فرماتے۔ اور معارف کے ساتھ وقت نسبت الفاہ و نعمت عطا فرماتے اور سمجھی ایسا ہوتا کہ حاضرین میں سے ہر ایک کی استعداد اور حال کے مطابق کسی امر کے لئے ارشاد فرماتے اور جو حالات اس پر وارد ہوتے

اس کی اطلاع بخشتے۔ اور تمام ذکر۔ تون کو عالی معنی حسنت کی پیروی۔ والہی ذکر حضور مراقبہ اور حال کے چھپانے کی تاکید فرماتے۔ اور فرماتے کہ اگر کوئی ایسا فعل تم سے ہو جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو۔ تو ایسا فعل تمام دنیا و مافیہا چھوڑ کر بھی کر لو۔ اور ساری دنیا کے بدلے ہاتھ آئے تو بھی غنیمت سمجھو۔ کہ تم نے ٹھیکریوں کے بدلے نفیس موتی خرید لیے۔

کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی برکات | اللہ کے بار بار پڑھنے کی ترغیب دلاتے۔ اور فرماتے کہ کاش ساری دنیا اس کلمہ کے مقابلہ میں ایسی ہی ہوتی جیسے قطرہ سمندر کے مقابلہ میں کہنے سے تمام جہاں بخش دیا جائے۔ اور پرہیز میں داخل کیا جائے۔ تو بھی گنجائش ہے۔ اگر اس کلمہ کے کلمات کو تقسیم کیا جائے۔ تو تمام جہاں ابد الابد تک معمور اور میراب ہو جائے اس کلمہ کی عظمت و برکت حاصل ہونے کہنے والے پر منحصر ہے۔ جتنا کہنے والا بڑا ہوگا۔ اس کی برکتوں کا ظہور زیادہ ہوگا۔ اس سے زیادہ اور کوئی آرزو نہیں۔ کہ کوئی شخص کسی کو نہ میں گھس کر یہ کلمہ کہے۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے احباب کو فقہ کی کتابوں علم فقہ کی ترغیب | کام مطالعہ کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ علماء دین سے شرع متین کے احکام کی تحقیق کرو۔ جو اچھا ہو اس پر عمل کرو۔ کیونکہ محدث نوت سے بہت دور ہو جانے کی وجہ سے ظلمت و بدعت کا غلبہ ہو گیا۔ اس زمانہ میں سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے سوا نجات نہیں۔ آنجناب کی صحبت کا اکثر وقت خاموشی میں گذرتا۔ کبھی مسلمانوں کی غیبت و عیب جوئی کا ذکر تک نہیں ہوتا۔ آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احباب اور حاضرین مجلس پر ایسا رعب ہوتا کہ کوئی بات تک نہ کر سکتا۔ حضرت مجدد کی ملکین کی یہ کیفیت تھی۔ کہ باوجود

اس قدر عادت غلیظہ وارد ہونے کے تھوڑے مزاہج کے آثار جناب پر ظاہر نہ ہوتے تھے کبھی کسی قسم کا خوش و خوش یا چہینا چلانا ظہور میں نہ آیا۔ حتیٰ کہ آہ نکب نہ پیری خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب کے چہرہ مبارک پہ کبھی نہ بہتے تھے۔ یا بعض اوقات معارف عالیہ بیان کرتے وقت آنکھوں اور رخساروں پر سرخی جھلکنی تھی۔ اور لوگوں میں حرارت سی معلوم ہوتی۔ جب ان باتوں سے فارغ ہوتے تو خلوت میں آنکھ رکھتے نماز صبحی ادا کر کے محل کے اندر تشریف لے جایا کرتے اپنے فرزندوں میں بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ اگر کوئی فرزند یا درویش موجود نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ اس کا حصہ رکھ چھوڑو۔ طعام سے فارغ ہو کر اس وقت کی ماکڑہ دعا پڑھتے آخری دنوں میں جب کہ آنجناب تھے خلوت اختیار کر لی تھی۔ اور اکثر روزے سے ہوتے تھے۔ خلوت نماز ہی میں کھانا تناول فرماتے تھے۔

کھانا کھانے کے معمولات | آنجناب جیسا کہ عام لوگ کہتے ہیں طعام کے بعد سورہ فاتحہ نہ پڑھتے تھے کیونکہ صحیح احادیث میں ایسا کرنے کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ ہر روز ایک دفعہ دوپہر سے پہلے کچھ تناول فرماتے اور وہ بھی بہت سی تھوڑا۔ پھر بھی آنجناب فرمانے کہ کیا کروں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے تھوڑا کھانے کی عادت ڈالتا ہوں۔ لیکن نہیں پڑتی۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ کھانا ہی ہے جو عارف کو فرشتوں سے بشریت میں لاتا ہے تب تک کہ وقت اس کی مثالی صورت دیکھا کرو۔ آپ دو چپائیوں سے بھی کچھ کم تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور چپائی بھی وہ جو سیر کی ساتھ بنائی جاتی ہیں۔ آنجناب کو بھیر بکری اور دُبے کے گوشت سے زیادہ رغبت تھی۔ چنانچہ اس کے کباب دسترخوان پر موجود ہوتے تھے۔ کھانا آپ بٹے خوشنوع و خضوع اور احتیاط و انضام سے تناول فرماتے اور دوستوں کو بھی ایسا کرنے کی تاکید کرتے۔ کھانا کھاتے وقت بائیں گھٹنے کو زمین پر ٹیک کر دایاں پا اس پر رکھتے

یا کھڑا رکھتے۔ بعض دفعہ غیر مجلس میں دونوں زانو اٹھا کر کھانا تناول فرماتے تھے۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھوڑی دیر کے لئے سو جاتے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معمولات | عنہ کی مسجد میں مؤذن پہلے وقت اذان دیتا آنجناب اذان سنتے ہی فی الفور وضو کرتے چار رکعت نماز فی الزوال ادا کرتے اور فرماتے کہ جناب سرکانات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت سے رحلت تک نماز فی الزوال کو کمبھی ترک نہیں فرمایا۔ شروع شروع میں بشارتیں سننے اور فی الزوال ادا کرتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ بعد ازاں چار رکعت سنت ادا بھی ادا کرتے۔ پھر نماز ظہر ادا کر کے حافظ سے ایک جزو یا اس سے کم قرآن شریف سنتے۔ قرآن شریف سننے کے بعد سبق پڑھتے۔ اور پھر عصر کی نماز اول وقت میں جبکہ کسی شے کھایا اس کی اونچائی کے دو چاند کے برابر ہوتا۔ ادا کرتے آنجناب نے عصر کی چار رکعت نماز سنت کو ساری عمر ترک نہ کیا۔ عصر کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک دوستوں سے مل کر مراقبہ کرتے۔ فجر اور عصر کے حلقوں میں مریدوں کے احوال پر توجہ فرماتے۔

یہی وجہ ہے کہ شیخ اہم نبوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریقہ میں دستور آج تک چلا آتا ہے۔ کبھی کبھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراقبہ کرتے ہیں۔ لیکن حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کا مراقبہ موقوف کر دیا ہے۔ اس کی بجائے ارشاد بکثرت کیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عروۃ الوثقی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ میں حلقہ اور مراقبہ کے بغیر بھی مریدوں کو بہت توجہ دیتے ہیں۔ یعنی ساکلوں کو اپنے پاس زانو بڑا بٹھا کر مراکب کو جدا جدا بٹ خاصہ کا اتفاق کرتے ہیں۔

اگر بادل وغیرہ نہ ہوتے تو نماز مغرب بھی اول وقت میں ادا کرتے اور سنت اور فرض کے درمیان **اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ** سے زیادہ وقفہ نہ دیتے شام کی نماز سے فارغ ہو کر دس مرتبہ **إِلَهَ الْأَلْبَانِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُخَيِّجُ وَيُعْيِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** پڑھتے اس وقت کی ماثورہ دعائیں بھی پڑھتے بعد ازاں چھ رکعت آوابین ادا کرتے کبھی چار رکعت نماز آوابین ادا کیا کرتے تھے۔

بعض علماء نے حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ آوابین شام اور عشاء کی نمازیں میں چھ رکعت ہیں سو اس میں دو رکعت سنت نماز شام بھی داخل ہیں نماز آوابین میں سورہ واقعہ پڑھا کرتے تھے عشاء کی نماز سفیدی غائب ہو جانے کے بعد کہ امام اعظم کو فی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے مراد منقذ لیتے ہیں ادا کیا کرتے تھے عشاء کے بعد چار رکعت نماز قیام اللیل اس طرح ادا کرتے کہ پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ دوسری میں سورہ ملک تیسری میں سورہ نجم دخان اور چوتھی میں سورہ قیامت اور کبھی کبھی قل یا ایہا الکافرون اور قل هو اللہ احد اور چاروں قل پڑھا کرتے تھے لیکن عموماً سورہ الم سجدہ تبارک قیامت نجم دخان نماز قیام اللیل میں پڑھا کرتے تھے اور وتر کے بعد بھی یہی پڑھا کرتے تھے اصحاب کو تاکید فرمایا کہ تھے کہ رات کو ہی سو رہیں پڑھا کرو وتر کی پہلی رکعت میں سلج اسو دوسری میں قل یا ایہا الکافرون تیسری میں قل هو اللہ احد پڑھا کرتے تھے اور قنوت شافعی کو قنوت حنفی کے ساتھ مل لیتے تھے وتر کے بعد دو رکعت نماز بیٹھ کر ادا کرتے تھے پہلی رکعت میں اذا زلزلت اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون پڑھتے تھے لیکن آخری عمر میں یہ دو

رکعت بہت کم ادا فرماتے تھے کبوتر بکر بعض علماء نے اس کی کراہیت کا فتویٰ دیا ہے وتر کبھی تو رات کے پہلے جہنم میں ادا کرنے اور کبھی تہجد کے بعد اگر پہلی رات ادا کر لیتے تو پھر دوبارہ نہ پڑھتے اور فرمایا کرتے کہ جب نماز سو جائے تو اسے نیت کرنی چاہیے کہ وتر کورات کے آخری حصہ میں اٹھ کر ادا کروں گا کیوں کہ ایسا کرنے سے اس کے اعمال عامے میں اس وقت تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں جب تک کہ وہ وتر ادا نہ کرے۔

نیز فرماتے تھے کہ لوگوں کو اجازت نہیں کہ سنت نبوی سنت نبوی کی پیروی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے برخلاف وتر یا بعض سنتوں میں دیر جلدی یا تبدیلی میں سے کام لیں جو لوگ ساری رات جاگتے ہیں وہ کوتر اندیش ہیں ہمارے خیال میں تو ہزار راتیں جاگنا جو بھر متابعت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے برابر نہیں۔

آنجناب رمضان کے آخری دس دنوں میں معتکف ہوا کرتے تھے اور یاروں کو بلا کر فرماتے تھے کہ سوائے متابعت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کی نیت نہ کرو ہمارا قطع تعلق حقیقت ہی کیا رکھتا ہے۔

آنجناب مبارک و معاد میں بکھتے اللہ کو اس لئے پیار کرتا ہوں کیونکہ میں کہیں اللہ تعالیٰ کو اس واسطے وہ میرے نبی کا پروردگار ہے پیار کرتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پروردگار ہے۔

عشاء اور وتر کے ادا کرنے کے بعد آنجناب جلدی لیتر استراحت پر لیٹ جاتے سونے سے پہلے ادعویٰ آیات ماثورہ پڑھتے خصوصاً جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن سووارہ کی رات اور سووارہ کے دن کے آخری حصہ میں دوسلوں کو جمع کر کے ہزار

مرتبہ درود پڑھتے اور پڑھاتے۔ بعد ازاں ایک گھنٹی مراقبہ کر کے نہایت انکساری سے دعا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ ایسا کرنے کے لئے مامور تھے۔

رسالہ صلوٰۃ ماثورہ جو ایک جزو سے زیادہ ہے یا وہ رسالہ اردو جس کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتب فرمایا ہے، پڑھا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے وقت جامع مسجد میں اور دو نفل عیدوں کے وقت عید گاہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ظہر کو یہی بڑی احتیاط سے ادا کرتے تھے۔ عید الفضحیٰ کے دن راہ میں بلند آواز سے تکبیریں کہتے اور کبھی کبھی فتوے کے جو جب حنفی طور پر بھی داخلہ کے آخری عشرے کو روزے، شب بیداری، عبادت اور کثرت عبادت میں صرف کرتے تھے۔ اور اس عشرے میں نہ مانع اتارنے نہ سر کے بل مٹانے، نہ تاکہ حاجیوں سے ایک گونہ مشابہت ہو جائے۔ کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے لیکن عرفہ کے روز اہل عرفات کی باقی رسوم ادا نہیں کرتے تھے۔ باقی عشرہ میں دن رات سورہ والفجر پڑھا کرتے۔

تراویح میں چار قرآن ختم کرتے | نماز کسوف و خسوف ادا کیا کرتے تھے۔ تراویح کی نماز سفر و حضر میں باجماعت ادا کرتے۔ ماہ رمضان میں تراویح کی نماز میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ہر تراویح کے درمیان مراقبہ کرتے اور درود اور دوسری ماثورہ دعائیں پڑھتے۔ ماہ رمضان میں علاوہ تراویح کے اور ہر مہینہ میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔

تلاوت قرآن کا طریقہ | خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ تو جناب کی پیشانی مبارک سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ آنجناب پر اسرار قرآنی منکشف ہو رہے ہیں۔ آنجناب فرمایا کرتے تھے کہ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے کیا کیا راز قرآن شریف میں درج فرمائے ہیں جن کا علم صرف

اس کے کامل تابع قیوم ہی سے مخصوص ہے۔ بعض آیات کو یہاں تک لے جاتا ہے جو دہم و فہم سے باہر ہیں۔ نماز کے وقت خوف ورجا کی آیات اس طرح ادا فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کو ڈرا ورامید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ تلاوت میں بالکل رواجی سُرور کو دخل نہیں دیتے تھے۔ سفر کے وقت دُوبلی میں بیٹھ کر اس پر کپڑا ڈال لیتے۔ اور پھر قرآن شریف پڑھتے۔ جب سجدہ کی آیت پر پہنچتے۔ تو دُوبلی سے اتر کر سجدہ کرتے۔ چہرے پر کپڑا اس واسطے اڑھتے تھے کہ لوگوں کے سر پر نہ لگتا نہ پڑے۔ جب اکیلے نماز ادا کرتے۔ تو رکوع و سجود کے وقت پانچ سات۔ نو یا گیارہ مرتبہ تسبیح پڑھتے اور فرماتے کہ ختم آتی ہے کہ اکیلے نماز پڑھتے وقت تسبیح تین مرتبہ پڑھیں۔

نماز تمام ریاضتوں اور مجاہدوں سے افضل ہے | ہیں تمام منہج و آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اور دل کی حضوری ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہی رعایتیں ذکر کی ہیں۔ نو رکعات کا حکم ہوا ہے مگر لوگ ریاضتوں کی پوس کرتے ہیں لیکن یاد رہے کہ کوئی ریاضت یا عبادہ نماز کی ادائیگی کی برابری نہیں کر سکتا۔ نماز میں فرض واجب سنت وغیرہ کو کما حقہ ملحوظ رکھنا بہت مشکل ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اذہا لکبیرۃ" الخ علیٰ الخشیعین، تحقیق وہ البتہ بڑی ہے مگر ادب عاجزی کرنے والوں کے لیے ہ ۵

نماز تہجد اور نوافل باجماعت ادا کرنے سے منع فرماتے تھے | نیز فرماتے ہیں کہ بہت سے ریاضت کرنے والے اور متقی آدمیوں کو دیکھا ہے جو دوسری ریاضتوں کے آداب تو بہت ملحوظ رکھتے ہیں لیکن نماز کے آداب سجالانے میں غفلت کرتے ہیں۔ آپ نے مکتوبات میں اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے اور دو رکعت نماز

تہجد الوضو اور مسجد کو سننے کے رنگ میں روایت فرمایا ہے۔ آنجناب سفر و حضر میں برابر اسے ادا کرتے رہے۔ فعل و عمل میں کمی بیشی نہ کرتے تھے۔ خضیا ہست فرمایا کرتے۔ تراویح کی نماز کے سوا کوئی نماز نافلہ یا جماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔ آپ لوگوں کو عاشورہ شب براءت، شب قدر، وغیرہ میں یا جماعت نماز نافلہ ادا کرنے سے منع فرمایا۔ اس بارے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خاص مکتوب لکھا ہے۔ بعض بزرگوں نے نماز تہجد یا جماعت ادا کی ہے۔ آپ اس سے بھی لوگوں کو منع فرماتے تھے۔ کسی کام کو شروع کرتے وقت نماز استخارہ ضرور ادا کرتے۔ کبھی دل کو حاضر پاتے۔ اور دعائے مسنون پر ہی اکتفا فرماتے۔ لیکن ہر مہم میں استخارہ کو لازم قرار دیتے۔ کئی دفعہ چند ایک مہمات کے لئے ایک ہی استخارہ کافی سمجھتے۔ تشدد کے وقت سب سے اشارہ نہ کرتے۔ جو مراحل و کراہت کے درمیان ہو آپ اسے ترک کرتے۔ ادا سے فرمیں گے بعد دینی و دنیاوی مہم کے لئے فاتحہ جہا کہ عموماً لوگ کرتے ہیں۔ آپ نہ پڑھتے صرف فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد ایسا کرتے۔

ہر نیک و بد کے پیچھے نماز ادا کرنے کو جائز قرار دیتے۔ فاجر کی نماز جائزہ بھی پڑھتے۔ مرلین کی بیماری پر ہی کرتے۔ اور مرلین پر ماثورہ دعائیں پڑھتے تھے۔ رفع مرض کے لئے توجہ کرتے۔ چنانچہ ہزار ہا مرلین جناب کی توجہ سے صحتیاب ہوئے۔ قبروں کی زیارت کئے جاتے۔ استغفار اور ماثورہ دعاؤں سے ان کی مدد فرماتے۔ اور فوت شدہ آدمیوں کے احوال کی طرف متوجہ ہوتے۔ شروع شروع میں جب اپنے والد بزرگوار اور پیر کے مزار پر جاتے۔ تو قبر پر ہاتھ پھیرتے۔ آخر اسے مکروہ قرار دے کر ترک کر دیا۔ قبروں کو چومنے سے منع فرماتے تھے۔ لیکن اہل قبور سے مدد طلب کرنے کو جائز قرار دیتے تھے۔ نبوت قبول فرمایا کرتے۔ لیکن ایسی مجلس میں تشریف نہ لے جاتے جہاں پر کوئی خلاف شرع کام ہوتا۔ سوائے چند ایک مقامات

کے ذکر حیر سے منع کرتے۔ مثلاً تشریف کی تکبیریں وغیرہ ان موقعوں پر نہ کہ جہر کو جائز سمجھتے تھے۔ جس شخص کی حالت شرع کے بال بھر بھی مخالفت ہوتی۔ آپ اسے قبول نہ کرتے۔ اور فرماتے کہ اس احوال شریعت کے تابع ہیں نہ کہ شریعت احوال کی تابع ہے اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

نیز فرماتے تھے کہ ادھر سے اور غیر مکمل درویشوں پر مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ وہ اپنی کشف پر اعتبار کر کے شریعت کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگر مولیٰ علیہ السلام اس وقت موجود ہوتے۔ تو اس شریعت کی پیروی کرتے۔ حضرت عبلی علیہ السلام جو آنے والے ہیں وہ بھی اسی شریعت کے پیرو ہوں گے۔ ان خالی ہاتھ بے سرو پا لوگوں کی پامال کہ علمائے ماتریدیہ و اشعریہ کی مخالفت کریں۔ یہ بزرگ اقتباس نبوت کی نسبت اور اولیاء کے نزدیک تھے۔

بشر کے خواص کو خواص ملک سے
خواص بشر خواص ملائکہ سے افضل ہیں | افضل کہتے اور نبوت کو ولایت سے
افضل سمجھتے تھے۔ خواہ ولایت اسی نبی کی کیوں نہ ہوتی۔ جھو کو سکر پر ترجیح دیتے۔ اصحاب کے باہمی تنازعہ کو نیکی پر محمول کرتے جو کہتے اجتہاد سے کہتے حرص و ہوا سے دُور رہتے اس بارے میں آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی ایک مکتوب لکھے ہیں نقش بند یہ طریق کو باقی تمام طریقوں سے افضل و اعلیٰ جانتے تھے۔ اس طریقہ کی بابت فرمایا کرتے تھے کہ بعینہ معابد کرام کا طریقہ ہے۔ دوسرے سلسلوں میں جو بات انتہا پر تعیب ہوتی ہے وہ اس طریقہ کی ابتداء ہی میں حاصل ہو جاتی ہے اور یہ کہ اس طریقہ کی نسبت باقی تمام طریقوں سے افضل ہے۔

شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی سے اختلاف کے باوجود احترام اور محبت | خواجہ علاؤ الدین

عطار، خواجہ محمد یار سا اور خواجہ احرار قدس اللہ سرہم العزیز کی بعض نو پیدا کردہ باتوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت ہی بزرگ خیال فرمایا کرتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ گو مجھے شیخ صاحب سے بہت محبت ہے لیکن آپ کے بعض کشفی علوم کو میں پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اصل معاملہ اس کے خلاف ہے لیکن چونکہ کشفی خطا ہے اس لئے مانع نہیں ہو سکتے۔

اجتہادی غلطی اور غلط تقلید | اسی طرح اجتہادی خطا قابل مولفہ نہیں لیکن مقلد غلطی قابل مواخذہ ہے کیونکہ ایک کاکشف دوسرے کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ آنجناب بعض دینی کتابوں مثلاً صحیح بخاری، مشکوٰۃ، قدوری، ہدایہ اور شرح مواقف و عوارف پڑھایا کرتے تھے۔ اور طلبہ کو تحصیل علم کی رغبت دلایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ تحصیل علم دین سلوک صوفیہ سے مقدم ہے لیکن اسلام کے ضروری مسائل یعنی مسائل فقہ، فرائض وغیرہ اور سلوک باطنی کو فرض مانتے تھے جب آنجناب سفر کرتے تو ان دنوں میں کرتے جن میں حدیث کے بموجب کرنا جاری ہے لیکن کسی خاص گھڑی کو روانہ ہونے سے پرہیز کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بعد تمام گھڑیوں کی نحوست ختم ہو چکی ہے۔ سفر کے بارے میں جو اوجہ ماثورہ تھیں پڑھا کرتے تھے۔ الحمد للہ اور استغفار بکثرت پڑھا کرتے تھے۔ تھوڑی سی نعمت کا بہت سا شکر ادا کرتے تھے۔ اور تھوڑے سے اوب کو ترک ہو جانے پر بہت استغفار کرتے تھے۔ اگر بلا نازل ہوتی تو شکر بے ادا کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ یہ ہمارے نفس کی شامت ہے۔ انہیں اعمال کی دوستوں کو بھی تاکید کرتے۔ رہا اور خود پندی کو پاس نہ پھینکتے دیتے۔ کیونکہ ریلہ اور خود پسندی اعمال کو اس طرح نیست و نابود کر دیتی ہے۔ جیسے آگ ایندھن کو۔

نیز فرمایا کرتے تھے کہ جو مصیبت تم پر نازل ہو اسے باطنی ترقی کا ذریعہ خیال کیا کرو۔ دوسرے مورتوں نے آنجناب کے دن رات کے احوال مفصل لکھے ہیں۔ بلکہ ان حالات میں الگ رسالے ہیں۔ لیکن اس کتاب میں ان احوال کی گنجائش نہیں۔ صرف مختصر اس حال بطور مین و تبرک نقل کیا ہے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
سکنت مجدد و کالبا س اور حلیہ | تعالیٰ اعزہ کا طریقہ بعینہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ تھا۔ آنجناب کا لباس بھی صحابہ کرام کا سا تھا۔ چنانچہ ایک بڑا علمبر سر مبارک پر ہوتا۔ مسواک دستار کی کوریں، شملہ دونوں کندھوں کے پیچ تک، قمیض کے گریبان کا شکاف دونوں کندھوں پر شرعی پاجامہ ٹخنوں سے اوپر تک بلکہ نصف پندلی تک۔ کفش مبارک پاؤں میں، عصا ہاتھ میں، سیادہ کندھے پر، سجدے کا نشان پیشانی مبارک پر تھا۔ رخصتوں پر نور چمکتا تھا جو باطنی نورانیت کی علامت تھا۔ آنجناب کا قد خاصا، بدن مبارک نازک، رنگ گندم گوں، آنکھیں بڑی بڑی سرخی مائل اور نازک اونچی تھیں۔ پیشانی مبارک پر بھونکنے کے درمیان سے لے کر تمام سجدہ تک ایک سرخ خط تھا۔ جو تارے کی طرح چمکتا تھا۔ جناب کی ریشم مبارک میں سپیدی غالب تھی دست مبارک بڑے بڑے، انگلیاں باریک، پاؤں بہت ہی لطیف تھے۔ آنجناب کے بدن مبارک پر سوائے سر، دائرہ اور سینے پر دوسری تھوڑے، کے سوائے اور کبیراں نہ تھے۔ لطافت اور نزاکت اس قدر تھی کہ آنجناب کا کمر بند آج کسی نازک سے بزرگ اور لاغر سے لاغر کمر پر نہیں تھا۔ غرضیکہ لطافت و نزاکت بدرجہ غایت تھی۔ آپ کے لباس اور عادات و شمائل کو ملا بدر الدین عبید رحمۃ اللہ نے حضرات القدس میں مفصل لکھ دیا ہے۔ اس میں سے دیکھ لیتا چاہیے۔

حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی مختصائص

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خصائص کا بیان تو ناممکن ہے۔ البتہ چند ایک مشہور خصائص یہاں پر لکھے جاتے ہیں۔

خاصہ ۱: آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے مجدد الف ثانی بنایا۔

خاصہ ۲: آنجناب قیوم اولؑ ہوئے جو پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے بعد کوئی نہیں ہوا تھا۔

خاصہ ۳: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو "خزینۃ الرحمۃ" بنایا اور رحمت کا تمام قلمدان جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل عنایت فرمایا۔

خاصہ ۴: حضرت مجدد الف ثانی کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طہیت کے بقیہ خیر سے تخلیق فرمایا۔

خاصہ ۵: اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبوبیت ذاتی جو طہیت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے، عنایت فرمائی۔ جو اس سے پہلے کسی ولی کو عنایت نہ ہوئی تھی۔

خاصہ ۶: آنجناب کو خلعت ابراہیمی حاصل ہوئی۔

خاصہ ۷: آنجناب نے ملاحمت و صباحت کو ملایا جو آج تک کسی نے نہ کیا۔

خاصہ ۸: اللہ تعالیٰ نے آپ کو سابقین کے زمرہ میں داخل فرمایا۔

والمسابقون السابقون اولئک المقربون۔

خاصہ ۹: باوجود منمنیت کے اللہ تعالیٰ نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آنجناب کو اصالت عطا فرمائی۔

خاصہ ۱۰: اللہ تعالیٰ نے آپ پر مقطعات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے۔ جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہ ہوتے تھے۔

خاصہ ۱۱: اللہ تعالیٰ نے آنجناب سے بے واسطہ کلام کیا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا۔

خاصہ ۱۲: اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو کئی ایک خصوصی نسبتیں مثلاً تجدد

قیومتیت، محبوبیت ذاتی، اصالت، طہیت، خلعت، خلافت، امامت، قطبیت اور فردیت وغیرہ عنایت فرمائیں۔

خاصہ ۱۳: اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو حق الیقین سے مشرف فرمایا۔ نیز جسے اولیاء نے حق الیقین کہا ہے وہ علم الیقین کا انتہائی درجہ ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ حق الیقین کی بابت کیا کہہ سکتا ہوں اور کیا سمجھ سکتا ہوں یہ معارف و لاییت کے احاطہ سے خارج ہیں صحابہ کرام کے سوا باقی بڑے سے بڑے اولیاء بھی علمائے ظاہری کے رنگ میں ان معارف کے ادراک سے عاجز ہیں۔ یہ علوم مشکوٰۃ نبوت سے مقبض ہیں۔ جو تجدید کے بعد بطور تبعیت ظاہر ہوئے ہیں۔

خاصہ ۱۴: آنجناب نے اس قدر غیب و غریب اور نادر و عالی علوم و معارف بیان فرمائے جن کا آپ سے پہلے کسی ولی اللہ نے ذکر تک نہیں کیا۔

خاصہ : حق تعالیٰ نے آنجناب کو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سات درجے عنایت فرمائے۔ یہ سات درجے سوائے صحابہ کرام کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ باقی ادویا اللہ کو صرف دو درجے حاصل ہوئے۔

خاصہ : آنجناب کے تمام علوم و معارف شریعت کے تابع ہیں۔ لیکن دوسرا ادویا بعض اعمال کے مخالفت شریعت بھی ہیں۔

خاصہ : آنجناب پر حق تعالیٰ نے ادویا، انبیاء اور فرشتوں کی ولایات و درجات ظاہر کئے جو علی الترتیب ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا، ہیں۔ باقی تمام ادویا سوائے صحابہ کرام کے ولایت صغریٰ میں ہیں۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر نبوت و رسالت کے کمالات جو ولایت کے کمالات سے بڑھ کر ہیں، ظاہر کئے۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر کعبہ، قرآن شریف اور نماز کی حقیقت جو کمالات کا انتہائی درجہ ہے ظاہر فرمادی تھی۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے مریدوں کو تین ولایتوں (صغریٰ، کبریٰ، علیا) کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن، حقیقت نماز سے مشرف فرمایا تھا۔

خاصہ : آج تک آنجناب کے مرید مذکورہ بالا کمالات حاصل کر رہے ہیں۔

خاصہ : حق تعالیٰ نے آنجناب کے حق دنیا بمنزلہ آخرت کر رکھی تھی۔

خاصہ : آنجناب کی ولایت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاص ولایت ہے۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو مقام رضا سے جو کہ ولایت کا آخری مقام ہے، مشرف فرمایا۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر سلوک اور معرفت ذات و صفات کے تمام طریقے منکشف فرمائے۔ اور اس راہ کا کوئی کوچہ ایسا نہیں جہاں سے آنجناب کا گذر نہ ہوا۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے سیر انفسی و آفاقی اور جذبہ و سلوک کے علاوہ ایک خاص طریقہ آنجناب پر ظاہر کیا۔ جسے آنجناب نے اپنے مکتوبات میں طریق اقتباس نبوت سے تعبیر فرمایا ہے۔

خاصہ : آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی، عنایت فرمایا۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اقرار کیا کہ جو شخص قیامت تک آنجناب کے طریقہ میں داخل ہوگا، وہ جنت اجماعے گا۔

خاصہ : آنجناب کا روضہ مبارک زمین جنت میں بنایا گیا ہے۔ اگر آنجناب کے روضہ کی تھوڑی سی مٹی کسی شخص کی قبر میں ڈال دی جائے تو وہ بھی جنتا جاتا ہے۔

خاصہ : آنجناب کی زیارت کے لئے کعبہ معظمہ سرہند میں آیا اور آنجناب کی قبر میں قرار کیا۔ آنجناب کی خانقاہ کی زمین فی الواقع کعبہ کی زمین ہے۔ خاص کر آنجناب کا بدن مبارک طہیث پیغمبری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خمیر کے بقیہ کا ہے۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے حضرت سحی علیہ السلام کو آنجناب کا داماد بنایا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

خاصہ : حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام نے آنجناب سے ملاقات

کی اور اپنی حقیقت و حیات آنجناب سے بیان کی۔

خاصہ ۱: تمام سالکوں کے مشارب اور ولایات آنجناب پر روشن و ظاہر ہوئے
خاصہ ۲: تمام انبیاء و فرشتوں کے حقائق اور اصحاب سلوک اور اولیائے امت
 کے سلوک کو آنجناب نے بیان فرمایا۔

خاصہ ۳: آپ نے لکھا ہے کہ میں ایسے مقام پر پہنچا جہاں ازل و ابد یکجا
 تھے اور وہاں پر گزشتہ افعال اس طرح دکھائی دیتے تھے گویا آپ
 ہو رہے ہیں اور جو حادثات آئندہ ہونے والے ہیں وہ اس
 وقت موجود ہیں۔ ماضی اور استقبالی دونوں کو موجود پایا۔

خاصہ ۴: ایک مقام پر آنجناب لکھتے ہیں کہ قیامت تک جس قدر میرے مرید
 زن و مرد، بچے بوڑھے میرے سلسلہ میں ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ
 نے مجھے دکھا دیے ہیں۔ اگر میں چاہوں تو ان کے نام و مقام بتا
 سکتا ہوں۔

خاصہ ۵: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے طریقہ کو باقی طریقوں
 سے افضل بنایا اور اس طریقہ مجددیہ و اسے باقی طریقے والوں کی
 نسبت بہت میں پہلے داخل ہوں گے۔

خاصہ ۶: جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے کثرت
 سے نیک سروں کا حشر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے سلسلہ میں ہوگا۔

خاصہ ۷: ابتدائی دور میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ
 نے آنجناب پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ میں تمہیں آسمانی علم سکھانے
 آیا ہوں۔

خاصہ ۱: آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام کمالات و خصائص
 جو مذکور ہوئے ہیں حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے سوائے تجرید
 کے باقی تمام آنجناب کے فزندہ صلی کو بعد قیومیت عنایت فرمائے
 چنانچہ آنجناب کی اولاد میں تین قیوم ہوئے یعنی قیوم ثانی، قیوم ثالث
 اور قیوم اربع رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

خاصہ ۲: حضرت جہدی موعود علیہ السلام بھی آنجناب کے سلسلہ طریقت میں ہوئے
 اور آنجناب کے سب سے بڑے خلیفوں میں شمار ہوں گے۔ چنانچہ
 خود آنجناب نے لکھا ہے کہ جہد کے موعود چار سے عجز الوجود
 نسبت پر مبغوث ہوں گے۔

خاصہ ۳: قیامت تک تمام خلقت کو فیض، رشد، ہدایت، ایمان، عمر، شفا
 رزق، روزی و نصیبیکہ تمام دینی و دنیوی امور حضرت مجدد الف ثانی رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل و وسیلہ سے نصیب ہوں گے۔

خاصہ ۴: تمام اولیائے امت نے جن مخالف شرح اور مثلاً وحدت و وجود
 رقص اور سماع وغیرہ کو رواج دیا تھا۔ آنجناب نے سب کو منسوخ
 کر دیا یعنی کسی کو آنجناب کے وقت سے لے کر ان باتوں سے باطن
 ترقی نصیب نہ ہوگی۔

خاصہ ۵: آنجناب کے تصرف سے قطب ستارہ شوق ہوا۔ اس سے حضرت
 غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بکھٹے اور آنجناب کی تجدید الف اور
 دیگر کمالات کا لوگوں کو یقین دلایا۔

خاصہ ۶: آنجناب امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آخری مجتہد
 تھے اور آنجناب نے اجتہاد یہ مسائل اس قسم کے بیان فرمائے جو

آنجناب سے پہلے کسی مجتہد نے بیان نہ کئے تھے۔

خاصہ: تمام اہل مذہب مجتہدوں نے آپ سے ملاقات کی اور مناظرہ کیا۔ ان میں سے ہر ایک کا نور آنجناب میں آگیا۔

خاصہ: جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آنجناب کے مبعوث ہونے کی خبر دی تھی جب کہ ان احادیث سے ظاہر ہے جن کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

خاصہ: دوسرے اولیائے امت نے بھی آنجناب کے وجود معبود کی اطلاعیں دیں جب کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

خاصہ: آنجناب کے پیرو مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آنجناب کے پیرو بھی تھے اور مرید بھی۔ اور آنجناب سے فیض اخذ کیا۔

خاصہ: آنجناب کو دیکھنے سے پہلے آنجناب کا قطب لاقطاب ہونا معلوم ہو چکا تھا اور آنجناب کو ایک مع عظیم کی صورت میں آنجناب کی ولادت سے کئی سال پہلے دیکھ چکے تھے۔

خاصہ: حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات سے پہلے معلوم کر چکے تھے کہ آنجناب تمام اولیائے امت کے سرور ہیں۔

خاصہ: حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک مخصوص دوست کو فرمایا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرمنہد سے تشریف لائیں گے۔ تو میں تمہارے بارے میں ان سے التماس کروں گا۔ وہ پھر روز میں تمہارا کام ستوار دیں گے۔

خاصہ: آنجناب کے پیر نے اپنے تمام مریدوں اور تلمیذوں کو آنجناب کے حوالے کیا اور خود کھلم کھلا اگر آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوئے۔

خاصہ: آنجناب کے مرشد نے آپ کی خدمت میں لکھا کہ میں نے درگاہ ولایت میں نیاز مندی عرض نہیں کی۔

خاصہ: آنجناب کے پیرو مرشد نے آنجناب کی خدمت میں لکھا کہ مجھے آنجناب کی خدمت میں درویشوں کی باتیں کہنے شرم آتی ہے۔

خاصہ: نیز آنجناب کے پیرو مرشد نے آنجناب کی طرف لکھا کہ ہمیں اپنی حد کو ملحوظ رکھنا اور فضول سے بچنا چاہیے۔

خاصہ: آنجناب کے پیرو مرشد نے آپ کی طرف لکھا: ”والا عرض من کاس الکبریم لصدیق“ زمین کو بھی سخی کے پیالے سے حصہ ملتا ہے۔

خاصہ: آنجناب کے پیر نے آنجناب کی طرف لکھا: ”شیخ الاسلام ہوتا تھا۔ اگرچہ میں خرقاتی کا مرید ہوں، لیکن اگر اس وقت خرقاتی زندہ ہوتے تو یاد و جود پر ہونے کے میرے مرید بن جاتے۔“ مطلب یہ کہ وہی حال جامہ اور تمہارا ہے۔

خاصہ: آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر نے لوگوں کو فرمایا کہ حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا آفتاب ہے کہ ان کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے مانتے ہیں۔ چنانچہ یہ قصہ مفصل بیان ہو چکا ہے۔

خاصہ: آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر نے اپنے دوستوں کو فرمایا کہ مجھے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل معلوم ہوا کہ توحید ایک سنگ کو چھ ہے۔ اور یہ کہ شاہراہ اور ہے۔

خاصہ: تمام سیر و سلوک آنجناب کو صرف دو مہینے میں حاصل ہوا۔ آنجناب کے
 خصائص اس قدر نہیں کہ انہیں کوئی شمار کر سکے۔ اس واسطے ایک اور
 خط لکھ کر القیلیل بیدل علی الکثیر پر عمل کرنا ہوں۔
 خاصہ: زمانہ کے بڑے بڑے علماء اور مشائخ نے آنجناب کے کمالات قبولیت
 اور تجدید الف و غیرہ کا لوگوں کو یقین دلایا۔ چنانچہ مولوی عبدالحکیم صاحب
 سیاح کوئی جیسے جید عالم آنجناب کی تجدید کے اقرار کرنے والے تھے
 جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے۔

حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ ج ۱ الف ثانی کی یادگار وصیتیں

نایاب انداز زمانے کا مدار ہے وفائی پر ہے اور بے وفادار کچھ رفاہ آسمان کی وضع
 بے بقائی پر ہے۔

کنج اماں نیست دریں خاکداں مغر و فانیست دریں استخاں
 آنچہ دریں ماندہ حرکتے است کاسۃ الودۃ دست تہی است

حضرت مجدد اپنے وصال کا اعلان کرتے ہیں | آخر میں عید الفتح کی نماز ادا کرنے
 کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا
 ”میں نے پہلے ہی تمہیں اطلاع دے دی تھی کہ میں عنقریب دنیا سے سفر کرنے والا ہوں
 اور قصائے مہر سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

و سلم کے مطابق تیرہ سو سال ہوگی۔ اب تیرہ سو سال ختم ہونے کو ہے۔ میں بہت جلدی
 تم لوگوں سے جدا ہو جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل کروں گا۔ خدا کے بقول
 جو کچھ مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بلا
 تھا وہ میں نے تم تک پہنچا دیا۔ یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ تجدید الف اور ملت محمدی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رواج دینے میں میں نے کس قدر کوشش کی۔ کس قدر
 علم و ستم سہے۔ بادشاہ کی قید منظور کی۔ بادشاہ کے لشکر میں رہنا اختیار کیا۔ اب میں
 تم سے جدا ہوتا ہوں اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر رہا ہوں۔ میری تمہاری ملاقات اب
 قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حساب کے
 وقت ہوگی۔ تم اس بات کے گواہ رہنا کہ مجھ سے اس بارے میں کوئی کمی نہیں رہی۔
 یہ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تم سے پوچھیں گے کہ مجدد الف
 ثانی نے تم سے کیونکر زندگی بسر کی؟ سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا۔ ”یا امام الاولیا۔
 یا نائب ام خاتم الانبیاء۔ ادا قعی آپ نے شریعت کو رواج دینے اور مذہب کی تجدید میں
 بدرجہ انتہا کوشش کی۔ اور اس کوشش کے دوران میں جو جو تکالیف اور مصائب
 آپ کو پیش آئے اُن پر آپ نے صبر کیا۔ اور شکر الہی بجالائے۔ ہمیں سید مہی راہ
 دکھائی۔ تمام جہان کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ دکھائی۔ شریعت و طہارت و
 تربیت بخشی۔ دین اسلام کو وہ تقویت دی جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت
 تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے بڑے خیر عطا فرمائے اور انہیں الفاظ میں ہم قیامت کے
 دن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں گواہی دیں گے۔“

آخر میں حضرت
 حضرت مجدد الف ثانی کا اپنے مریدوں کے لئے آخری دعا | مجدد الف ثانی رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین کے حق میں دعا کی اور فرمایا۔ ”اللہ تعالیٰ تمہیں کمالیت

کا انتہائی درجہ عنایت فرمائے۔ دنیا میں تمہاری زندگی اسودگی سے گزرتی ہے۔ میں تمہیں چاہتا ہوں کہ قرآن شریف اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنا۔ دین حق کے جتنوں کی فرمانبرداری کرنا۔ اس میں سرمو فرق نہ لانا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔ خلاف شرع مشائخ سے بچنا۔ جو فقرا و عداوت و وجود کے فاعل ہیں اور رقص و سماع کو کام میں لاتے ہیں۔ وہ جھوٹے مدعی ہیں اور شریعت محمدیہ کے مخبر ہیں۔ کیونکہ جو احوال سالک پر ان امور سے وارد ہوئے۔ انہیں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیش کیا۔ انہوں نے ایسے معاملات سے منع فرمایا۔ اس لئے میں نے لوگوں کو ایسا کرنے سے روکا۔ آئندہ یہ احوال کسی پر ظاہر نہ ہوں گے۔ اس سے فائدہ تو نفوزوں کو پہنچتا ہے لیکن نقصان بہتوں کو پہنچاتا ہے۔ اور طریقت پر ثابت قدم رہنا۔ عمل عزیمت پر کرنا۔ کرامت اور شخصیت کو اعمال میں داخل کرنا۔ تو کشف اور مراقبہ بکثرت کرنا۔ عبادت بہت ہی کیا کرنا۔ اپنا سارا وقت یاد الہی میں صرف کرنا تاکہ باطنی احوال کشادہ ہو جائیں۔

اس وقت سے لے کر قیامت
شریعت کے بغیر باطنی ترقی نہیں ہو سکتی۔

قدم رہنے اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے کے بغیر اعمال ہے اگر کوئی شخص شریعت کا عناص ہو۔ اور اس سے خوارق عادات یا کرامات ظاہر ہوں تو انہیں کرامات نہ سمجھتا۔ وہ دراصل استدراج ہے اور حقیقت میں ایسے شخص کو معرفت الہی کامس تک نہیں۔ وہ سراسر محروم ہے۔ بلکہ دین اسلام میں خلل ڈالنے کا موجب ہے۔ ایسی باتیں میں نے اپنے مکتوبات میں بہت لکھی ہیں۔ اسی واسطے یہ باتیں میں نے مفصل لکھ دی ہیں۔ میں اپنا کلام تمہارے لئے چھوڑے جاتا ہوں۔ اس پر عمل کرنا تاکہ تمہیں نجات نصیب ہو اور علم باطنی سے تمہیں جہنم ملے۔

قیامت تک سلسلہ عقیدہ میں آئیگیلے
ان تمام مریدوں کا حال مجھ پر محفوظ فرمایا
تمام مریدوں کے حالات کی خبر
ہے جو قیامت تک میرے سلسلے میں داخل

ہوں گے۔ اگر میں چاہوں تو ان میں سے تمام مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے نام و مقام تک بتا سکتا ہوں۔ امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر فیک لوگ مجھے اپنے سلسلے میں معلوم ہیں۔ اگر حساب کیا جائے تو قیامت کے دن فیک آدمیوں میں سے نصف سے زیادہ ہمارے سلسلے میں ہوں گے۔ اور قیامت تک علم و فضل ولایت، معرفت، اقلیت اور فرویت وغیرہ ہمارے سلسلے میں رہیں گے۔ یاد رکھو میرے فرزندوں کی عزت کرنا۔ ان سے دعا و توجہ کئے لئے التماس کرنا۔ سختی اور مصیبت میں ان سے مدد طلب کرنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پوری پوری معرفت اور مکمل قرب عطا کر رکھا ہے۔ وہ تمام جہان سے شریف و کریم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہماری نسبت خاصہ اور تمام جہان کی تطہیر قیامت تک ہمارے فرزندوں میں رہے گی۔ ہر زمانے میں وہ علم و فضل، ولایت، معرفت خدا اپنے زمانے میں سب سے افضل ہوں گے۔

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی
حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی کو خطاب
موصوم زمانی عروۃ الوثقی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو خطاب کر کے فرمایا کہ جو فرزند ہماری نسبت خاصہ اور طہریت زمان کا عہدہ رکھیں گے۔ وہ تمہاری نسل سے ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ محمد معصوم تمہارے بیٹے میری طرح ہوں گے۔ خصوصاً میرے انتقال کے بعد اسی سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو کمالات اور برتری میں بیحد مجھ جیسا ہوگا۔ واقعی حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ایسے ہی ہوئے خصوصاً حضرت حجت اللہ و مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہما گویا

وہ مجدد الف ثانی وقت کے اور یہ جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ اسی سال تمہارے ہاں رک کا ہوگا۔ اس سے مراد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اسی سال پیدا ہوئے۔

بعد ازاں حضرت قیوم اقل کمالات مجددیہ چار قسملوں تک رہیں گے | رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کمالات جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عنایت فرمائے ہیں چار قرن تک رہیں گے۔ اور کچھ کچھ ان کا بقیہ دو قرن تک اور رہیں گے۔ وہ کمالات بارہویں صدی ہجری کے اخیر تک ختم ہو جائیں گے۔ ان کمالات سے مراد طہارت، اصالت، قرآن، خیریت کے منقعات کے حقائق اور قیومت ہیں۔

حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے لے کر حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک چار قرن گذرے۔ ان کمالات کا کچھ بقیہ دو قرن تک قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اصحاب میں رہے گا۔ پھر بالکل چھپ جائے گا۔ پھر حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے فرزندوں کی اور تمام سلسلہ کی سختی اپنے نوات پر چھیلی ہے۔ یعنی جتنا عرصہ میں بادشاہی قید میں رہا۔ اس عرصہ میں اولاد اور سلسلہ کی ساری آئندہ سختی میں نے اپنے اوپر برداشت کر لی ہے۔ آئندہ تم پر کوئی سختی نہ ہوگی۔ یعنی سلوک کی سختی اس میں جوں جوں آنجناب سختی برداشت کرتے۔ تو ان توں باطنی کمالات میں ترقی ہوتی جاتی۔ اب بغیر تکلیف کے نہایت آسانی سے قربانی سے مشرف ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بادشاہ یا حاکموں کی طرف سے بھی کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ واقعی ایسا ہی ہوا چنانچہ شاہزادہ دارا شکوہ نے حضرت عرقہ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف پہنچانے کے لئے بڑی منصوبہ بازیاں کیں لیکن تمام بے سود۔ حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخالفوں نے ضرر پہنچانا چاہا۔

لیکن کچھ پیش نہ گئی۔ اس کا مفصل حال انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ لکھا جائے گا۔

بعد ازاں حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرھویں صدی کے فتنے | نے لوگوں کو اطلاع دی کہ تیرھویں صدی میں فتنے برپا

ہوں گے اور جہاں پر آشوب ہو جائے گا۔ لیکن تم سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر قائم رہنا۔ شریعت اور طہارت پر پورے طور سے کاندہ رہنا۔ اور جہاں تک ہو سکے فساد کو مٹانا اور بدعت کو دور کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ تم بدعت کشندوں پر غالب آؤ گے اور ہمیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ حتیٰ کہ وہاں کو بھی ہماری خانقاہ میں آنے کی جرات نہ ہوگی۔ فساد و بدعت کو مٹانے کی کوشش کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے بزرگوں کو جو ہمارے فرزند اور خلفاء ہیں۔ انہیں عالم بنایا ہے۔ وہ خلقت کی طرف متوجہ رہیں گے۔ ہمارے اس سلسلہ کو اس قدر فروغ ہوگا کہ تمام جہاں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک ہمارے سلسلہ عہد دیے سے بھر جائے گا۔ اگر ہزار مسلمان جمع ہوں گے تو ان میں سے چھ سات سو ہمارے سلسلہ کے مرید ہوں گے۔ باقی ہمارے متفقہ ہوں گے۔ دوسرے سلسلے کیاب ہوں گے۔ ایک عرصہ دراز کے بعد امام مہدی علیہ السلام پیدا ہونگے تو ہمارے طریقہ میں مرید ہوں گے۔ یہ تمام کمالات پھر مہدی علیہ السلام پر منکشف ہونگے وہ ہمارے نسبت فاضلہ کو رواج دیجئے۔ اور ہمارے کمالات کا یقین کرلیجئے۔ بلکہ اپنی امامت میں پہلی بات جو کریں گے۔ وہ ہمارے کمالات کی تصدیق ہوگی۔ ہمارے فرزندوں میں سے ایک شخص احمد نامی مہدی علیہ السلام کا وزیر اعظم ہوگا۔ میں کہان تک اس سلسلہ کی تعریف کروں۔ کہ اس کے شروع میں میں وسط میں محمد معصوم اور اس کے فرزند اور اخیر پر امام مہدی ہیں۔

ایک روایت | حضرت امام مہدی کے وزیر اعظم حضرت محمد علی اولاد سے ہونگے | ہے کہ آنجناب نے

یہ بھی فرمایا کہ مہدی موعود علیہ السلام حضرت مجدد العت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کی اولاد سے ہوں گے اور ان کے ذریعہ اعظم احمد نام آنجناب کی اولاد نرینیہ سے ہونگے۔
حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ذریعہ اعظم ہماری اولاد سے ہوگا۔

میرے (مصنعت کتاب) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد نرینہ اور حضرت خاتون الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد مادیہ سے ہوں گے۔

حضرت قیوم ثالث رحمۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ عزیزی میری اور میرے بھائی مروج الشریعت کی اولاد سے ہوگا۔

خواجہ محمد پارسا اپنے والد بزرگوار کی بابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قطبیت عالم کا منصب مہدی موعود علیہ السلام تک حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد میں رہے گا۔
واللہ اعلم بالصواب۔

اکثر مقامات پر حضرت مجدد العت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کمالات کھنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ اس کے سچے گواہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام آنے والے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر و باطن میں ہمارے طریقہ کو رواج دینگے۔

مذکورہ بالا وصیتوں کے بعد آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یاد! اب میں تم سے وداع ہوتا ہوں۔

یہ سنی کہ لوگوں نے رونا شروع کر دیا۔ اور آنجناب خلوت میں تشریف لے گئے۔ حضرت مجدد العت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیتیں تو بہت ہیں لیکن یہاں مجملۃً نقل کی گئی ہیں۔

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلوت خانہ میں تشریف لے گئے۔ تو تھوڑی دیر

دو پہر کو سوکر اٹھے اور فرزندوں اور اہلبیت کو طلب فرمایا اور کہا کہ دو ماہ بعد موسم سرما آنے والا ہے۔ اس میں میں نہیں ہوؤں گا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ آپ مکان بنوانا چاہتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ نہیں بلکہ میں اس جہان میں نہیں رہوں گا۔ ماہ ذوالحجہ کے وسط یعنی ماہ میزان کے شروع میں آنجناب کو ضیق النفس کا عارضہ لاحق ہوا۔ چند روز اس مرض کا غلبہ رہا۔

انہیں ایام مرض میں ایک
حضرت جناب غوث اعظم کے ایک شعر کی تشریح | روز آنجناب مجدد العت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں کہ لوگ میرے اس شعر کے معنوں کی بابت حیران ہیں۔

افلت شمس الاقلین و شمسنا

ابدًا علیٰ احق الحق الاکثر

ترجمہ: گذشتہ لوگوں کے آفتاب غروب ہو گئے۔ لیکن ہمارا آفتاب بلند افق پر چمکا رہے گا۔ کبھی غروب نہیں ہوگا۔

اگر آپ اس کا حل کہیں تو آپ کو اس مرض سے صحت ہو جائے گی۔ لیکن چونکہ

حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیدار پروردگار کا شوق بہت تھا۔ اس لئے

برسب کثرت شوق آپ آبدیدہ ہو گئے۔ اور یہ دعا اللہ صوم الرفیق الاعلیٰ،

بار بار پڑھتے اور فرماتے کہ اگر طبیب کہہ دے کہ تم لا علاج ہو تو میں بہت سا

روپیہ راہ خدا میں صرف کروں گا۔ مرض موت میں آنجناب نے حضرت قیوم ثانی مصوم

زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی کہ مذکورہ بالا شعر کا حل ضرور کھنا۔ اور خود

زبان مبارک سے اس کی تشریح کر دی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنجناب کی اس وصیت کو آپ کی اعزاء واری کے ذہنوں میں پورا کیا۔ اور مکتوبات کی تعمیری

جلد میں داخل کر دیا۔ چنانچہ اس جلد کے اخیر میں بھی درج ہے۔ جو مکتوب شیخ نور محمد بہاری کے نام لکھا گیا ہے۔ اس جلد کے مکتوبات کی تعداد قرآنی سورتوں کی تعداد کے موافق ایک سو چودہ ہیں۔ اس جلد کو خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع کیا۔ اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند روز کے لئے صحت ظاہری نصیب ہوئی۔ تو فرمایا کہ مرض کی شدت کے دنوں میں وہ ترقی اور نعمت نصیب ہوئی جو صحت میں بھی حاصل نہ ہوئی تھی۔ ان دنوں آنجناب عالم اخیرات و صدقے کرتے۔ لوگوں نے یہ چھپا کیا آپ رفع مصیبت کے لئے صدقہ دیتے ہیں، فرمایا شوق وصال کے لئے۔ عاشورہ کے روز مذکورہ بالا وصیتیں پھر لوگوں کو فرمائیں۔ بارہویں محرم کو لوگوں کو فرمایا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ چالیس پچاس دن بعد تمہیں اس جہان سے اُس جہان میں جانا ہوگا۔ اور مجھے میری قبر دکھائی گئی ہے۔ یہ خبر سن کر لوگ رونے لگے۔ ان دنوں خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بہت رویا کرتے تھے سعید دہر و جلیل عصر حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ حضرت ذوالجلال کا شوق وصال غالب ہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کا اختیار آپ کو دے رکھا ہے۔ تو اور بخورِ اعصرہ اس جہان کی سیر کیوں نہیں کر لیتے۔ آنجناب نے فرمایا: میں زندگی کی نسبت بحالت وفات تمہاری زیادہ مدد کر سکوں گا۔ کیوں کہ یہاں پر بشری تعلقات اور قیود ہیں۔ جو مدد کو بعض وقت مانع ہوتے ہیں لیکن مرنے کے بعد محض فراغت اور تسخیر ہوں گے۔ انہیں دنوں میں ایک روز بزرگانِ سرسند کے مزارات کی آخری زیارت آنجناب اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کو گئے۔ دیر تک مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ بعد ازاں اُمّہ کو فاتحہ پڑھا اور قبرستان کے حق میں دیر تک دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ حتیٰ کہ حاضرین

نے عرض کی کہ کاش ہم بھی اس وقت اہل قبور سے ہوتے۔ تاکہ یہ دعا ہمارے حق میں ہوئی۔ آنجناب ان قبرستان والوں سے رخصت ہونے کے لئے گئے تھے۔ پھر اپنے جدِ اکبر حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر گئے۔ اور دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ بعد ازاں پھر اپنے پہلے مقام پر واپس تشریف لائے۔ اور مقررہ دن کا انتظار کرنے لگے۔ باغیوں صفر کو آنجناب نے اصحاب کے مجمع میں فرمایا کہ آج اس میعاد سے چالیس دن ختم ہو گئے ہیں۔ دیکھئے ان سات ائمہ دنوں میں کیا پیش آئے۔ اپنے فرزند گرامی حضرت سزوق ابو ثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ چند روز مجھے صحت ہوئی۔ ان میں جو جو کمالات انسان کے لئے حاصل کرنے ممکن ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے طفیل جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عنایت فرمائے۔ فرزند یہ شکر عملگین ہوئے۔ کیونکہ اس کلام میں ایک رمز تھی۔ جیسے آیت اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكَ دِينَكَ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكَ نِعَمِيَّ کے نازل ہونے پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تار گئے تھے کہ اب جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے دن قریب آ گئے ہیں کیونکہ دین مکمل ہو چکا تھا۔ اسی طرح حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی وقوع میں آیا۔ جمعرات کے روز تیسویں صفر الحظ کو اپنے کپڑے خود دست مبارک سے تقسیم کئے۔ چونکہ آنجناب کے بدن مبارک پر کوئی روئی دار کپڑا نہ تھا۔ اس لئے ہوا کی سردی کے سبب پھر بخار ہو گیا۔ اور صاحبِ فراش بنے۔ جس طرح جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایامِ مرض میں بخور سے دن صعبیاب ہوئے اور بعد میں خود مرض سے آٹا فانا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا۔ اسی طرح آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ چنانچہ یہ سنت بھی آنجناب سے ترک نہ ہوئی۔ انہیں دنوں میں تعین جی جو تعین علی اور تعین وجودی سے بڑھ کر

ہے۔ بیان فرمائی۔ اور ہر روز انہیں معارف کے لکھنے میں مشغول رہتے تھے کہ دن رات بخار ہونے لگا۔ آخر پچھلے روز آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کا مرض الموت اور وصال

حضرت قیوم اول مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرض کوٹ آیا تو آنجناب کو بہت تکلیف ہوئی۔ اور اس قدر حرارت ہو گئی کہ کوئی شخص آنجناب کے بدن مبارک کو چھو نہیں سکتا تھا۔ ۲۳ صفر کو آنجناب دوبارہ بیمار ہوئے۔ اس سے پہلے آنجناب نے خادم کو منسرایا کہ اسنے کے کونے لے آؤ۔ ایک گھڑی بعد منسرایا کہ جتنے کے میں نے کہے ہیں اس سے آدھے کونے لانا۔ پھر فرمایا کہ فرصت غیبی نے آواز دی ہے کہ اس قدر کونے جلائے کی فرصت کہاں پھر فرمایا کہ اچھا اسی قدر لاؤ کسی اور کام آ جائیں گے۔ جب لایا تو آنجناب نے مقررہ مقدار رکھ کر باقی اپنے فرزندوں کے ہتھوں کے لئے بیچ بیچ دیے۔ جس قدر آنجناب نے الگ کر کے رکھے وہ روز انتقال تک کافی ہوئے۔

جمعہ کے روز باوجود بدرجہ غایت کمزوری حضرت عید الی زندگی کا آخری جمعہ کے نذر کے لئے جامع مسجد میں تشریف لائے

نادر سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ یہ ہمارا آخری جمعہ ہے۔ اس کے بعد مجھے جمعہ کا دن نصیب نہیں ہوگا۔ یہ فرما کر مذکورہ بالا وصیتیں وہ بارہ فرمائیں۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ۔ اور ناکیداً

فرمایا کہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ضرور بالضرور خیال رکھنا۔ اس کی بابت سنت باز پرس ہوگی۔ اور فرمایا کہ میری تجیز و تکفین سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہونی چاہیے۔ کوئی شخص میرے سر کو نہ دیکھے۔ میرے غسل کے وقت میرے فرزندوں اور دو بڑے خلفاء کے سوا کوئی میرے پاس نہ ہو۔ میری قبر کسی مقام مقام پر بنانا۔ فرزندوں نے عرض کیا کہ آنجناب نے پہلے فرمایا تھا کہ جو بڑے بھائی کے لئے دو صف بنایا گیا ہے۔ وہاں بنانا۔ نیز فرمایا تھا کہ اس زمین میں مرقہ ہوگا۔ اور مقام دفن بھی آنجناب نے مقرر کر دیا تھا۔ فرمایا واقعی ایسا ہی تھا لیکن اب مجھے شوق ہے۔ جب دیکھا کہ فرزندوں کو ایسا کرنے میں تاخیر ہے تو فرمایا مجھے میرے والد بزرگوار کے قریب دفن کرنا۔ یا شہر کے باہر باغ میں میری قبر بنانا۔ لیکن قبر کی ہوتا کہ قنولہ سے عرصے میں اس کا نام و نشان تک مٹ جائے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحرار میں لکھتے ہیں کہ اہل محبت کا اظہار غم | حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ منشاء اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الوہیت کی بے نشانی کے مظہر اتم تھے۔

پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آنجناب کا وصال ہو گیا ہے اور میں روتا چلاؤا اور ادھر ادھر پھرتا ہوں۔ کبھی آیتن احمد کبھی آیتن ادلہ پکارتا ہوں۔ اسنے میں کسی نے مجھے کہا کہ یہ بڑی مسجد میں الٹی قبر ہے۔ جب میں مسجد میں آیا۔ تو دیکھا کہ قبر کا نشان تو ہے لیکن زمین کے برابر اسی طرح کا خواب میرے شیخ عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی دیکھا۔

انہیں دونوں ایک اور شخص نے خواب میں دیکھا کہ سائیدار عالم درخت گر گیا | ایک بہت بڑا درخت ہے جس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ گویا تمام جہان پر سایہ کے ہوئے ہے۔ یکبارگی وہ درخت زمین

پر گھر پڑا۔ اور تمام خلقت چلا اٹھی۔ یس یہ خواب دیکھ کر بیت دُرا۔ اس کے چند روز بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ یہ خواب اس آیت کے موافق ہے۔ "مکش جس قریطیہ اصلہا ثابتہ خرمعہا فی المسماء" پاکیزہ درخت کی طرح جس کی جڑ زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ چونکہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریعت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درخت تھے۔ اس لئے یہ خواب آنجناب کے وصال کے لئے میں دکھائی دیا۔

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ دو تین قبر کے لئے وصیت | جب جو ہم نے قبر کے لئے مقرر کی ہیں۔ فرزند ان گرامی کو ان میں داخل ہے تو فرمایا "اچھا جہاں تمہاری مرضی ہو دفن کر دینا" ان وصیتوں کے بعد لوگ چھوٹ پھوٹ کر روئے۔ اہل آنجناب آخری مرتبہ لوگوں سے وداع ہو کر خلوت نماز میں تشریف لائے۔ آنجناب کی بید آخری وصیت تھی۔ اس کے بعد خلق اللہ کو آنجناب کا دیدار بحالت حیات نصیب نہ ہوا۔ کیونکہ خلوت میں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ صرف فرزند اور دو تین مخصوص خدام جاسکتے تھے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اہلبیت کو بلا کر فرمایا۔ کہ میرا کفن اپنے قبر کے روپیہ سے بنانا۔ صرف اتنا فرما کر رخصت کر دیا۔ اس کے بعد عورتوں کو رخصت کر دیا۔ اس شدت مرض اور ضعف میں بھی بہت سے معارف و حقائق اور علوم اپنے گرامی فرزندوں کو بتائے۔

ایک روز جب معارف کے ظہور کمال کا بیان فرمایا | وصال سے ایک دن پہلے | تو سعید عصر خلیل و مہر حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آنجناب اس قدر کمزور و لاغر ہو گئے ہیں۔ کبھی اور وقت پر ان معارف کا بیان متوی فرمائیے۔ فرمایا: کیا کہاں کا وقت اور کس کی فریاد۔

اب تو فتوری دیر بعد گفتگو کی طاقت بھی نہیں رہے گی۔ وصال سے دو تین دن پہلے غنی زیادہ ہو گئی۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا۔ کہ یہ غنی ضعف کی وجہ سے ہے یا معارف میں مستغرق ہونے کے سبب۔ کیونکہ بعض معاملات عظیم و پیشیں ہیں۔ امید ہے کہ کما حقہ مکشوف و مشہور ہو جائیں گے۔ آنجناب نے مجمل طور پر اپنے بڑے فرزندوں کو ان سے مطلع فرمایا۔ چنانچہ اس میں سے بہت مخلوق اس حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے تراویح مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا ہے۔ درج فرمایا ہے:

جس صبح آنجناب کا وصال ہوا تھا۔ اس سے پہلے رات میں بڑے بھائی حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت تھے۔ آنجناب نے کمال ضعف کی حالت میں فرمایا کہ مجھے ہشواؤ۔ میں نے آنجناب کو اپنی گود میں بٹھایا۔ آنجناب کا بوجھ مجھ پر تھا۔ امید ہے کہ مجھے لہرار سے مستفیض فرمایا جائے گا۔ آنجناب نے فرمایا۔ وصال سے پہلے کے داعی نے مجھے آواز دی ہے۔ کہ بادشاہ تمہیں بلا رہا ہے۔ میرے بلند پرواز مرغ ہمت نے آستان قدس کا رخ کیا۔ جب ایک خاص مقام پر پہنچ چکا۔ تو بادشاہ نے اسے آواز آئی کہ بادشاہ دگم میں نہیں معلوم ہوا۔ کہ یہ مقام کعبہ ربانی کی حقیقت کا مقام ہے۔ اس سے اوپر گیا۔ حتیٰ کہ ان صفات و حقیقت کے مقام تک پہنچا۔ جو وجود سے موجود ہیں۔ یہ مقام صورت علیہ صفات سے پر ہے۔ جو بمنزلہ تعین علمی کافی ہے۔ اس کے پرے صفات کی صورتیں ہیں۔ جو بمنزلہ تعین حسی ہیں۔ اس مقام سے بھی اوپر میں ذاتی صفات شمولیات اور اعتبارات سے اصول تک جا پہنچا۔ پھر اس سے اوپر ذاتِ بحت تک پہنچا۔ جو نسبت اور اعتبارات سے معزل ہے۔ اس مقام میں تم دونوں بھائی میرے ساتھ تھے۔ آنجناب نے میرے بڑے بھائی کو فرمایا کہ تم یہاں پر میرے امام بننے کے سبب میرے ساتھ تھے۔ کیونکہ امام مرقی میں آنجناب

کی امامت وہی کرتے تھے۔ یعنی اپنی صفتیت سے حضرت خازن الرحمت کو اس مقام پر پہنچانے اور مجھے فرمایا کہ یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کرو۔ اور امامت کرو۔ میں آنجناب کے حکم کے مطابق یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کر کے باقی وقت آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب نے فرمایا کہ تم اس مقام پر بطریق احوال پہنچے ہو۔ بعد ازاں فرمایا کہ میں اس دور کمال اور مرتبہ متعال پر قرآن شریف کے ویسے پڑھتا ہوں۔ فی قرآن شریف کا ہر ایک حرف سمندر معلوم ہوتا ہے جو کعبہ مقصود سے بلا ہوا ہے۔ اسی خوشخبری کی وجہ سے حضرت خازن الرحمت کو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مساوی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن صفتیت اور احوال کے فرق کو بیان نہیں کیا جاتا۔ یہ نہیں جانتے کہ طویل اور اصل میں بڑا فرق ہے۔ گو آنجناب پضعف غالب آگیا تھا لیکن عبادت و وظائف کے اوقات میں سر مو فرق نہ کیا۔ پرستور فکر شغل، مراقبہ دن رات کے اور نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ اور شریعت اور طریقت کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ منگل کے روز ۲۸ صفر کو جو آنجناب کا روز وصال تھا۔ آنجناب نے ان خادموں کو جو راتوں آنجناب کی خدمت کرتے رہے۔ فرمایا کہ تم نے بہت محنت کی۔ صرف آج کی رات اور محنت ہے۔ کل تمہاری خلاصی ہو جائے گی۔ اس رات آنجناب بار بار یہ ہندی مصرعہ پڑھتے تھے۔

آج بلاؤ کہ سونی سکھی سب جگہ دیں خواہ

ترجمہ: اے مومنین! آج روز وصال ہے میں اس خوشی میں سارا جہان قریب کرتا ہوں۔

طلوع آفتاب کے بعد قیامت کا آفتاب غروب ہو گیا | اسی رات آنجناب نے وہ تمام دعائیں پڑھیں جو کاؤکر صبح بخامدی اور صبح مسلم ہیں۔ رات کے آخری تیرے حصہ میں اٹھ کر وضو کیا۔ تسبیح کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی۔ اور فرمایا کہ یہ پہلی آخری نماز تہجد ہے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ کہ طلوع آفتاب کے بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ رات کا چوتھا حصہ ابھی

قی تھا۔ بلکہ فجر تک آنجناب ہی فرماتے رہے۔ صبح ہوئی تو فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ حسب عادت مراقبہ کیا۔ بعد ازاں نماز اشراق پڑھی و لمبھی سے ادا کی۔ اور اس وقت کی طبیعت ماثورہ پڑھیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ بول کے واسطے متعال کاؤ۔ خادم نے متعال حاضر کیا۔ لیکن اس میں رینت نہ تھی۔ آنجناب نے فرمایا کہ متعال میں ریت نہیں۔ احتمال ہے کہ پیناب کے قطرے لباس پہ گریں۔ اس وقت بھی آنجناب نے بڑی احتیاط سے کام لیا۔ جب متعال میں ریت ڈال کر حاضر کیا۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ اب اتنی فرصت نہیں کہ پیشا کروں۔ اور پھر تازہ وضو کروں۔ اب تو میں وضو سے ہوں۔ اس متعال کو لے جاؤ اور مجھے فرش پر لٹا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب آنجناب پر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق بیٹھے۔ یعنی سر شمال کی طرف، سرخ مبارک قبلہ کی طرف اور دایاں ہاتھ نہ مبارک کے تلے تھا۔ اس حالت میں فوکر الہی میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ سانس جلدی آرہا ہے۔ تو پوچھا کہ مزارع مبارک فرمایا: اچھا ہے۔ دو رکعت نماز جو ہم نے پڑھی وہ کافی ہے۔ یہ آخری الفاظ تھے جو آنجناب نے فرمائے۔ اس کے بعد پھر کسی سے بات نہیں کی۔ صرف ذکر الہی میں مشغول رہے۔ انبیاء کی آخری بات بھی نماز کے بارے میں ہوئی تھی۔ ایک لمحہ بعد حضرت قیوم اول خزانہ الرحمت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اٹھ اٹھ کہتے ہوئے وصال ہو گیا۔

ہو گیا۔ راتاً اٹھ رہا تھا لیسہ مات ارجحون۔

خروش از عرصہ غبر ابر آمد	فشاں از عالم بالا بر آمد
پیام قبت از خضر ابر آمد	خوار از صاحب آفاق برآمد
سجائے موج از دریا بر آمد	بے دہائے آتش بار آمد
سزای از میثرب و بطحہ ابر آمد	دراں وقتے مجد و شد عالم

فقال اني شرب في بطيخ برآمد | مختلف لوگوں نے کبھی پیہر چنانچہ خواجہ ہاشم کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

يا ايها الانام لقد سافر كل نام
من كل اهل افت عروق القبول
قطب لندى نفوس رب السما
حال التي خيرة في شانه القول
بالموت كان بدلا كما انطلق
من شمس الظهور الى المغرب القول
لما اصابه شتاء رسول تحفة
الكتب لعالم وحلت وارث الرطل
مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ حدیث بطور تاریخ کبھی "الموت
جسری وصل الحبيب الى الحبيب؟

بیر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر کے مطابق تاریخ
"ہر نہیں کہی ہیں جن میں سے چند ایک فقرے یہ ہیں۔ جان شریعت، شہباز طریقت
معرفت ظل محمد، خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس تاریخ کے مضمون کو نظم میں یوں
بیان کیا ہے۔

اے قطب کہ ہم عاشق و معشوق است
بر جوہر اسرار نبی صندوق است
اے سایہ کہ از احمد مرسل بہجت
فلاہر شدہ کیں احمد فاروق است

اہل علم نے پانچ سو تاریخ وفات لکھیں | کی تاریخ وصال کبھی ہیں جن میں سے اگر
ملا بدر الدین نے حضرات القدس میں لکھی ہیں۔

قریاد زکریا شمس زمانہ !
قطب ارشاد شیخ احمد
بیداد ز دست جور ایام
خلق بود منیفیض او عام
بگذشت ز دہر بہرہ منجم
در ماہ صفر بہ بیت و ہشتم

از رفتن او ز بے دلائل رفت
یک بار قرار و سہر و آرام
او قلعه دیں برج ایسان او
اولو دہر ہر مرد و دوام
شد روز وصال عاشقان شب
شد صبح امتیہ طالبان شام
تاریخ وصال او بر آمد
افسوس قادیان برج اسلام

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بست سے مرثیے بھی لکھے گئے ہیں جن کا یہاں درج
کرنا باعث طولالت ہے۔ آنجناب کا وصال منگل کے دن ۲۸ صفر ۱۰۳۳ھ کو اشراف کے
بعد ہوا۔ ایک روایت کے مطابق ۲۹ صفر ۱۰۳۳ھ ہجری کو ہوا۔ اسی دن چاند کی تہیوں
تاریخ تھی۔ ماہ بیح القول کی پہلی تھی شمسی حساب کے مطابق جدی کی دسویں تھی۔ اور
اہل شام کے حساب کے مطابق دسویں پر ماہ آنجناب اپنی عمر کے سالوں کے مطابق تاریخ
دن پیار رہے۔ اور اس حدیث کا مضمون آنجناب پر صاف آیا۔ کہ "یوم کثارت
مستقہ" ایک دن کاتب سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے جس روز آفتاب
کا وصال ہوا۔ اس دن اطراف آسمان نہایت سرخ تھیں۔ علمائے اکابر اس سرخی کو
دوستانہ خدا کی قبر پر آسمان کے رونے سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ شرح الصدر میں لکھا
ہے۔ بلغنی ان السماوات والارض یبکیان علی المومن ویکسلو السموات
حمرات اطرافھا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مومن کی موت پر زمین و آسمان روتے
ہیں۔ آسمان کا رونا اس کی اطراف کا سرخ ہو جانا ہے۔

حضرت خدیجۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تجسیم و تکفین

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختہ غسل پر لایا گیا۔ تو تمام حاضرین نے دیکھا کہ آنجناب اس طرح دست بستہ ہیں جس طرح نماز کے وقت ہاتھ باندھا کرتے ہیں یعنی دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کی کھالی پکڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ آنجناب کے دھمال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنجناب کے دست مبارک سیدھے کر دئے تھے۔ غسل کے وقت آنجناب مسکرا رہے تھے۔ دفن کرتے وقت تک مسکراتے تھے۔ آنجناب کے غسل کے وقت لوگ آنجناب کی وصیت کو مہجول گئے۔ اور حسب ذیل شعر خوش الحانی سے پڑھنے لگے۔

یاد داری کہ وقت تراویح تو! ہمہ خنداں بند و تو گریاں!
اں چاں زری کہ وقت رفتن تو! ہمہ گریاں بوند و تو خنداں!

آنجناب کے دست مبارک کھول کر سیدھے کئے اور بائیں کروٹ لٹایا اور دائیں ہاتھ کو غسل کیا۔ جب دائیں جانب لٹایا تاکہ بائیں جانب کو غسل دیں۔ تو پھر لوگوں نے دیکھا کہ دست مبارک خود بخود متحرک ہو کر پہلے کی طرح بندھ گئے ہیں۔ دائیں ہاتھ بائیں چسبہ و ستور تھا۔ حالانکہ آنجناب کو دائیں پہلو لٹایا گیا تھا۔ لازمی تھا کہ وایاں ہاتھ بائیں پر نہ ٹھہرتا۔ پھر لوگوں نے کھوسے تین مرتبہ ایسا کیا گیا۔ جب تیسری مرتبہ جدا کرنا چاہا۔ تو

بیسری کوشش کی لیکن نہ کر سکے۔ حالانکہ آنجناب کے دست مبارک نہایت لطیف اور مہجول کی پتی سے بھی ہلکے تھے۔ لیکن اس مضبوطی سے بندھ گئے کہ پھر لوگ انہیں نہ کھول سکے۔ جب معلوم ہوا کہ اس میں کوئی بعید ہے تو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنجناب کی مرضی ہاتھ کھولنے کی نہیں۔ کہن پہناتے اور دفن کرتے وقت آنجناب کے دست مبارک بدستور بندھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے مضمون کو پرجہ کر دکھلایا کہ ”کالتعیشون تموتون“ جس طرح زندگی بسر کرتے ہیں اسی حالت میں مرتے ہیں۔

حضرت قیوم ثانی اور خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہما
خازن الرحمۃ نماز پڑھتے ہیں | اللہ تعالیٰ عنہما جو اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ کے علاوہ اور بھی علمائے وقت موجود تھے۔ تین سفید کپڑوں کا کفن دیا گیا۔ کفافہ قمیض اور تہ بندہ قمیض مفتی کی روایت کے مطابق کندھوں پر سے چاک کی ہوئی مفتی۔ عامہ نہیں پہنایا گیا۔ کیونکہ علماء کا اتفاق رائے ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیا گیا تھا۔ حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ کیونکہ یہی آنجناب کے منتخب کردہ امام تھے۔ نماز کے بعد دعا کے لئے توقف نہ کیا۔ کہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اقتضا نہیں کرتی۔ علاوہ انہیں معتبر کتابوں میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جنازہ کے بعد کھڑے ہو کر دعا کرنا مکروہ ہے۔ پھر آنجناب کو اس روضہ میں جس کی زمین کی نسبت آنجناب نے جنتی زمین ہونے کی خوشخبری دی تھی جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے۔ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے مغرب کی طرف آنجناب کو دفن کیا گیا۔ دراصل یہ قبر خواجہ محمد صادق کے لئے بنوایا گیا تھا۔ اس قبر کے مرکز بلکہ ذرا مغرب کی طرف آنجناب کے بڑے فرزند کی قبر بنائی گئی۔ حضرت مجدد کا جنازہ اندر سے گئے۔

تو حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر قریباً ایک ہاتھ اڑا دوہ مشرق کو سرک گئی۔ آنجناب کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ آنجناب کو وصال کے بعد جو جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائیں وہ بیان فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ قبۃ عالم اکبریٰ کو مقام شکر سے جعتہ ملا ہے فرمایا ہاں بلا ہے چنانچہ مجھے شاکروں میں سے شمار کیا گیا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں جو فرمان ہے۔ "وَقُلِّلْ مِنْ عِبَادِي الشَّاكِرِينَ" میرے شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہیں۔ اسی سے تو ظاہر ہوتا ہے۔ وہ لوگ صرف انبیاء ہی ہیں یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آنجناب نے فرمایا واقعی ایسا ہی ہے۔ لیکن مجھے اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں میں شامل کر لیا گیا ہے۔

حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد خواب میں آنجناب سے پوچھا کہ مکر اور ٹیکر کے سوالوں سے معاملہ کیوں کر ہوا۔ فرمایا پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا کہ اگر اجازت ہو تو یہ دو فرشتے تمہاری قبر میں آئیں۔ میں نے عرض کیا کہ الہی یہ دو فرشتے کبسی تیری ہی بارگاہ میں رہیں۔ میرے پاس نہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان دو فرشتوں کو میرے پاس نہ بھیجا۔ پھر میں نے عذاب قبر کی بابت پوچھا۔ تو فرمایا مجھے تو نہیں ہوا۔

حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حجرہ مبارک میں سوتا اور تہجد کے لئے اٹھتا تو دیکھتا کہ آنجناب یعنی اللہ تعالیٰ عنہ روضہ مبارک کے صحن میں ٹہل رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف سے میں لوگوں میں اس بات کا اظہار نہ کرتا تھا۔ ایک رات آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود دروازے سے اندر آئے۔ اور میرے پاس بیٹھ کر مجھ سے گفتگو فرمائی۔ اور اس قدر دہرایا کہ میرا بدن

اٹپ اٹھا۔ پھر آنجناب نظر سے غائب ہو گئے۔

شیخ پیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منقولہ نظر تھے۔ فرماتے ہیں کہ ظہر کی نماز میں جب کہ حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام تھے۔ تو میں نے ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس کھڑے ہیں۔ چونکہ صفت پر میرے اور آنجناب کے دو میان فی صلہ تھا۔ آنجناب نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ نماز کے اخیر تک میں آنجناب کو دیکھتا رہا چنانچہ آنجناب نے دست مبارک درست کی پاس مبارک پر مسح کیا۔ میں دیر تک تو حیران رہا۔ اور غور سے دیکھتا رہا کہ کشت کو ہم و خیال ہی ہو۔ لیکن شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ زندگی کی حالت میں آنجناب کو دیکھا کرتا تھا۔ بعینہ اسی طرح دیکھ رہا تھا۔ جب میں نے نماز سے فارغ ہو کر بائیں طرف سلام کیا۔ تو آنجناب کو نہ دیکھا۔

خراسان کے کسی شہر میں آنجناب کا ایک غلط رہتا تھا۔ ابھی آنجناب کے وصال کی خبر وہاں نہ پہنچی تھی کہ اس غلط شخص کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ اس درویش مرنے لے لگا کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت حاضر کر کے التبا کر۔ جب اس نے آنجناب کی صورت حاضر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ آنجناب تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دیار میں پہنچ چکے ہیں اور اس وقت بہشت بریں میں ہیں۔ پہلے دایاں پاؤں بہشت میں رکھا بعد ازاں سراندر کیا اور پھر بائیں پاؤں اٹھا کر اندر رکھا۔ تو نقاسے پر درگاہ سے منرف ہوتے۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے بھی بہشت میں لے جاؤ۔ اور دیدار الہی سے منرف کراؤ۔ آنجناب نے فرمایا ابھی تیرا اور ہمارے فرقہ ندوں کا وہ وقت نہیں آیا۔ جب وہ مریض بیدار ہوا۔ تو بالکل تندرست تھا۔ اس کے دس روز بعد آنجناب کے وصال کی خبر وہاں پہنچی۔

علامہ درالندین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آنجناب کے وصال کے بعد آنجناب کو

میں نے خواب میں دیکھا کہ خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف خطا لکھ رہے ہیں۔ میں کا عنوان یہ ہے۔ "ما خود بخود نگاہبان اینجیانیم ما ازین جہاں گذشتیم و دران جہاں نشستیم۔" انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بعد از وفات مزار سے دوستوں کو الوداع کہا | شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار فاضل الانوار پر دو سال تک رہا۔ بعد ازاں آنجناب نے ظاہر ہو کر مجھے رخصت غایت فرمائی۔ اور جو میرا مقصود تھا پورا ہوا جس قسم کا باطنی افادہ بحالت زندگی آنجناب سے ہوا کرتا تھا۔ ویسا ہی آنجناب کے مزار سے ہوا۔ واقعی میں مصنف کتاب نے بھی اسی معاملہ کو معلوم کیا ہے۔

جب آنجناب کے مزار پر جا کر متوجہ ہوتا۔ تو ایسا ہی افادہ ہوتا جیسے کسی کامل شیخ کی صحبت سے ہوتا ہے۔ یہ بات حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اپنے مکاتبات میں جا بجا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ کی تعریف میں مفصل لکھی ہے۔

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے تیسرے دن تمام خلفاء اور مرید حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں از سر نو مرید ہوئے۔ تین سال کے عرصہ میں نہ صرف تمام خلفاء مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک سارے کے سارے اپنے مقامات سے چل کر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اور از سر نو بیعت کی اور آنجناب کی فرمانبرداری کا غاشیہ کندھوں پر رکھا۔

جب بادشاہ ہند جہانگیر نے سرسبز آگرہ اپنی خلافت مجددیہ کا اعلان کر دیا | (جہانگیر) کو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی اطلاع ملی تو بہت گھبرا یا۔ کیونکہ اسے یقیناً معلوم تھا کہ میرے مال و جان اور سلطنت کی خیریت حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طغیانی

اس کے ہوش و حواس میں پورا پورا اخلال آگیا۔ کچھ پہلے ہی اس کی عقل خواب سی پھٹی۔ لیکن آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر نے یہی سہی بھی بگاڑ دی۔ مہر عبد العزیز کے بود و بھنوں دگر نور سے

آنجناب کے فاتحہ کے لئے سرسبز آیا۔ آنجناب کے مزار مبارک پر فاتحہ کہنے کے بعد زار زار رویا۔ اور رسم تعزیت بجالایا۔ پھر پوچھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائم مقام اور خلیفہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس نے کہا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے حال پر بہت مہربان تھے۔

مجھے مرید کیا کئی سال میرے ساتھ رہے۔ مجھے تو بہت کنیزہ غایت فرمائی۔ اپنی نعمت خاصہ سے مجھے سرراز فرمایا۔ اور اپنے تمام خلفاء سے مجھے بلحاظ غایت ممتاز فرمایا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ و ولیعہد ہیں ہوں۔ اپنے تمام اُمراء و وزراء کو کہا کہ آؤ میرے مرید بنو۔ میری بیعت کرو۔ تمام اس کے مرید ہوئے۔ پھر اس نے حکم دیا کہ اپنی اپنی مہروں میں "مرید سلطان جہانگیر" لکھا کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اب جہاں کہیں جہانگیر کے عہد کی لشکر مہر ہے۔ اس میں "فلاں مرید سلطان جہانگیر" لکھا ہوا ہے۔ حضرت قیوم اول کے خلفاء کو معلوم تھا کہ بادشاہ کو جتوں ہو گیا تھا۔ اس واسطے انہوں نے کچھ نہ کہا۔ آنجناب کے خلفاء جنہیں ہندوستان میں قبولیت عامہ نصیب تھی۔ ان میں سے اکثر کو بادشاہ نے بلا کر اپنے لشکر میں رکھا۔ اور کہا کہ خلیفہ ولیعہد نہیں ہوں۔ میرے پاس رہو۔ میرا فرمان رخصت ہو کر اپنے ملک کو دکن سے بلا کر اپنے پای تخت آگرہ میں رکھا۔ لیکن آنجناب کے ہر ایک خلفاء کی بڑی عزت و حرمت رکھتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ یہ میرے پیر کے خلیفہ ہیں۔ آنجناب کی عمر تریسٹھ سال اور مدت قیومیت تیس سال تھی۔

اولاد و امجا و حضرت خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد بلا واسطہ تعداد میں نو ہست سات بیٹے اور دو بیٹیاں بیٹوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد سعید خاڑن الرحمۃ حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد علی حضرت خواجہ محمد علیؑ حضرت خواجہ محمد قسبح اور حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان میں سے چار صاحب اولاد ہیں باقی تین یعنی خواجہ محمد علیؑ خواجہ محمد فرخ حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ تعالیٰ عنہم حالت طفولیت میں اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے انجناب کی بیٹیاں دو تھیں ایک حضرت خدیجہ بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوسری حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت خدیجہ کی اولاد اب تک ہے لیکن حضرت ام کلثوم حالت طفولیت ہی میں اس جہان سے رحلت فرما گئیں۔

میرا (مصطفیٰ) دل چاہتا ہے کہ حضرت مجدد حضرت مجدد کی اولاد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اولاد جو اس وقت سے کہ اب تک ہو گزری ہے یا موجود ہے، حالات بیان کرو۔ لیکن چونکہ میں لڑکپن ہی میں شہر سرسند سے چلا آیا تھا اس واسطے مجھے انجناب کی اولاد کی اس قدر واقفیت نہیں۔ بعد ازاں ایک دفعہ جو سرسند جانے کا اتفاق ہوا تو صرف دس پندرہ دن رہا۔ پھر شہر بہان آباد چلا آیا۔ جو کچھ حالات اس کتاب میں انجناب کی اولاد کے درج کئے جاتے ہیں وہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند

حضرت محمد اشرف کے دو بیٹے شیخ محمد عبداللہ معصوم کی زبانی جو بہت عالم، عامل اور سالک ہیں معلوم ہوئے ہیں۔ انہوں نے انجناب کی اولاد کے نام و مختصر حالات لکھ کر مجھے عنایت فرمائے۔ جو کہ منہ بلا کم و کاست بیان درج کئے جاتے ہیں۔ والہدہ یعنی الراجی۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند کبیر خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ | ہیں سلسلہ بھری میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن ہی میں سعادت کے آثار اور ولایت کے انوار انجناب کی پیشانی مبارک سے نمایاں تھے۔ آپ کے جد بزرگوار نے لڑکپن ہی سے آپ کو اپنے دامن تربیت میں رکھا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تمہارا بیٹا ہم سے مختلف چیزوں کی بابت عجیب و غریب سوال پوچھتا ہے۔ جن کے جوابات مشکل سے دیئے جاتے ہیں۔ رجب سلسلہ بھری کو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آئے تو حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کو اپنے ساتھ لائے۔ ذکر کا طریقہ حضرت خواجہ صاحب سے اخذ کیا۔ اسی آٹھ سال کی عمر میں فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں کمالات نبوت تک تربیت حاصل کی۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوصہ حالات عظیمہ سے مشرف ہوئے۔ علم ظاہری کو بھی انتہائی درجے تک تحصیل کیا۔ مولویت کا فاقہ پر تھا۔ ان دنوں پر سبب مستی اور غلبہ جذبہ کے سراپوں سے لگے۔ جد ہرجی چاہتا نکل جاتے۔ اور سبق یاد کرتے رہتے۔ ایک دن عین بارش میں لنگے سر اور پریشان کھڑے تھے کہ حضرت خواجہ ابوہریرہ گزرے۔ تو فرمایا کہ ہمارے محبوب کو دیکھو۔ ایک درویش سلوک ختم کر کے شیخ کامل سے خلافت لے کر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات بیان کئے۔ حضرت خواجہ نے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کو بلا کر احوال پوچھے۔ تو حضرت مجدد زادہ نے آٹھ سال کی عمر میں اپنے وہ حالات بتائے جو بعینہ ایک انشی سادہ شیخ کے تھے۔ حضرت خواجہ تحفیف جذبہ کے لئے آپ کو مشکوک کھانا کھلایا کرتے۔

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے جو خط حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا ہے اس میں لکھتے ہیں کہ خواجہ محمد صادق کو ظاہری و باطنی بر خور داری نصیب ہوگی اس کے ظاہری احوال قابل تعریف ہیں انہیں پر اپنا حضور ہے اور غیبت و استغراق کا اندیشہ نہیں انشاء اللہ سکرست صحو کی حالت میں آئے گا۔

حضرت خواجہ محمد صادق از کین ہی سے کشف قلوب اور کشف قبور میں نہایت عالی نظر تھے چنانچہ آنجناب انہیں بلا کر مقدمات کوئی (ہونے والی باتوں) کی نسبت پوچھا کرتے تو وہ اسی وقت اپنے کشف کے ذریعہ جواب دے دیتے اور جب مقبروں پر لے جا کر مردوں کے حالات پوچھتے تو صاف صاف بتا دیتے اکثر امرا جو آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوتے ہیں کہتے تھے کہ جب ہم اس جوان کو دیکھتے ہیں تو دنیا کی محبت ہمارے دل سے بالکل اٹھ جاتی ہے۔

ایک روز ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں فلاں نے مجھ پر ظلم کیا ہے آپ انہیں تنبیہ کریں آپ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس جھگڑے میں آؤں اور انہیں تنبیہ کروں تو پھر مجھ میں اور ان میں کیا فرق رہا اور اس طرح اس کو ادا کیا کہ حاضرین پر رقت طاری ہو گئی۔

ظاہری علم میں قوت تحفہ اور قوت مدد کریمہ
معقولات میں کمال حاصل تھا ایک مذہب دوست فقہی کہ ایک دفعہ شیراز کا ایک عالم ہندوستان آیا جو کہ علم معقول میں بے نظیر تھا آپ نے اپنے طبع زاد چند دقائق علوم اس سے بیان کئے وہ سن کر کہنے لگا کہ جب تک میں نے اس جوان کو نہیں دیکھا تھا میرا خیال تھا کہ ہندوستان میں کسی عالم کو عقلی علوم کے دقیق مسائل سمجھنے کیلئے قوت مدد کریمہ ہی نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں حضرت

خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف لکھی ہے۔

پنچم مکتوب نمبر ۲۷ میں لکھتے ہیں کہ میرا فرزند میرے معارف کا مجموعہ | میرے معارف کا مجموعہ ہے اور مقامات جذبات و سلوک کا نسخہ ہے میرا فرزند حرم امر ہے خطا و غلطی سے محفوظ ہے۔

مکتوب نمبر ۲۴ میں لکھتے ہیں کہ یہ مقام میرے فرزند کو عنایت ہوا ہے اور ان کی ولایت میں داخل کیا ہے میں اس ولایت میں فقیروں کی طرح بیٹھا ہوں یعنی سرسند میں طبعت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نفی۔

مکتوب نمبر ۳۱ میں لکھتے ہیں کہ میں نے مولیٰ کی ولایت سے جو استفادہ کیا ہے وہ اسی ولایت کے جمال کے وسیلے سے ہوا ہے اور جو استفادہ میرے فرزند نے کیا ہے وہ اس ولایت کے تفصیل سے کیا ہے میری ولایت جسے مولیٰ کی ولایت سے فائدہ پہنچا ہے وہ مومن بندے کی ولایت کے مشابہ ہے اور میرے فرزند کی ولایت فرعون کی سحر کی ولایت کی طرح ہے۔

نیز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد ایک شخص کو لکھا کہ میرے بڑے فرزند نے اپنے دو بھائیوں محمد فرخ اور

عبد سمیت آخرت کا سفر اختیار کیا میرا مرحوم فرزند حق جل و علا کی آیت اور رب العالمین کی رحمت تھا جو بیس سال کی عمر میں اس نے وہ کچھ حاصل کیا جو کسی کو کم نصیب ہوا علوم عقلی و نقلی کی تدریس میں موت کا درجہ حاصل کیا کہ اس کے شاگرد بیباکی اور شرح مواقف کی سی کتابیں باسانی پڑھا سکتے ہیں آپ کے شہود و کشف کی حکایات اور قصے شائع بیان نہیں آتھ سال کی عمر میں ایسے مغلوب الحال تھے کہ ہمارے خواجہ صاحب ان کے حال کا علاج بانڈا کے شکوک کھائے کھلا کر کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو محبت مجھے محمد صادق سے ہے اور کسی سے نہیں ہو سکتی علیہ

اسلام کو ولایت کو آخری درجہ تک حاصل کیا۔ اور اس ولایت کے مجاہدات و غزائیات بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ ہتھیار مزاج اور خوش رو و مسنونہ کی حالت میں رہتے۔ آپ نماز کرتے تھے۔ کہ ہر ایک ولی اللہ نے اللہ تعالیٰ سے کچھ نہ کچھ مانگا ہے۔ میں نے غلامی کی خواہش کی ہے۔

مزار سے سفر پر نہ جانے کی ہدایت | آپ کے چچا صاحب شیخ محمد مسعودی تھے۔ آپ کے واسطے خراسان کی طرف روانہ ہونے تھے۔ یہی ان کے ساتھ اپنے جد بزرگوار کے مزار تک واپس کرنے کے لئے گئے۔ مزار مبارک پر ایک گھڑی مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے دادا جان چچا صاحب کو اس سفر سے منع فرماتے ہیں۔ چونکہ اس وقت آپ کم سن تھے۔ اس واسطے بعض ایک بچہ سمجھ کر آپ کی بات کا کچھ خیال نہ کیا۔ آخر شیخ مسعودی اسی سفر میں راستے میں ملک عدم ہوئے۔ جب میں میں مرض طاعون کا زور ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ دیا۔ کوئی ترہتمہ چاہتی ہے۔ جب تک میں نہ جاؤں گا یہ فرد نہ ہوگی۔ آپ کو بخار ہو گیا۔ اور سوموار کے روز ۹ ربیع الاول کو آپ کا وصال ہو گیا۔ بعض رشتہ داروں نے کہا کہ حد بزرگوار کے مزار میں دفن کرنا چاہیے لیکن حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو مسجد کے قریب ایک مقام پر دفن کروایا۔ چنانچہ اس سرزمین کی کیفیت تجدید النع کی چودہویں سال کے حالات میں ہمیں گئی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد جے بخار ہوتا۔ وہی خواب میں دیکھتا کہ حضرت قیوم محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آکر مرعین کو ٹوکلوں سے ہاتھ سے نجات دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب ہم نے اس بلا کو اٹھا لیا ہو۔ تو پھر تم خلعت کو کیوں اس میں پہنے ہو۔ بعض نے خواب میں دیکھا کہ جو شخص حضرت اکابر اور اولیاء خواجہ محمد صادق کا اسم شریف لکھ کر لکھے ہیں باندھے گا وہ مرض طاعون سے بچ جائے گا۔ اکثر آدمیوں نے ایسا کیا اور شفا پا لی۔ وہاں کے سے حضرت محمد صادق کا اسم شریف نہایت مجرب ہے۔

ایک دفعہ حضرت حضرت خواجہ محمد صادق کے نام کا تعویذ و بابہ کو دور کر دیتا | قیوم بہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں وہاں کا زور ہوا۔ آنجناب خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم مبارک لکھ کر مرعین کو دیتے تو گلے میں باندھتے ہی مرض زائل ہو جاتا۔ حضرت قیوم اقل ہر جگہ کی نماند کے بعد ان فرزندوں کے روح مبارک کو دیکھنے جایا کرتے اور مدت تک مراقبہ کیا کرتے تھے۔ کبھی صبح کو حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر مع اصحاب حلقہ مراقبہ کرتے۔ اور خواجہ صاحب کے بعض اخروی بلند معاملات بیان فرمایا کرتے اور جو لاہتا ترقیات آنجناب کی توجہ عالی سے حاصل ہوئیں۔ اور غایت الہی وارد ہوئیں ان پر ظاہر کرتے ایک روز فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ محمد صادق مر لفظ خاص انوار اور آثار عجیبہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور ساعت بد ساعت بڑھ رہا ہے۔ اور عجیب غریب اسرار جو رحمت الہی کے متعلق تھے۔ بڑی شگفتگی سے بیان کرتے ہیں۔ اور عمدہ موعظ آنجناب کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ ان کی عرضیوں کو ہمارے مکتوبات میں داخل کر دو۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد کے اخیر پر ان کی نین عرضیاں مندرج ہیں۔

شیخ محمد یحییٰ شاہ | آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند نرینہ ہے۔ یعنی شیخ محمد ولد خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ آپ شیخ محمد یحییٰ ہی سے مجذوب اور مغلوب الاحوال تھے۔ قلبہ جذبر کی وجہ یہ تھی کہ ایک روز شاہ کمال (جن کو حضرت قیوم اقل نے صاحب جذبر قوی لکھا ہے) کے پوتے شاہ سکندر علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آکر التماس کی کہ اپنا ایک فرزند مجھے عنایت فرمائیں۔ اس وقت حضرت شیخ محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنجناب نے فرمایا کہ اسے لے لو۔ شاہ سکندر نے ایک ہی نگاہ سے اپنا جذبہ قوی اس پر ڈالا۔ اور فرمایا کہ

اس کا نام شاہ رکھو۔ اس روز سے شیخ محمد یحییٰ کو شاہ جیو کہنے لگے۔ بعد ازاں ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ سکندر والا جذبہ شاہ جیو سے شیخ محمد پر منتقل کر دیا۔ جس کے سبب شیخ محمد ہمیشہ گوشہ تنہائی میں رہنے لگے۔ اور اہل و عیال سے رغبت آپ کی بہت کم ہو گئی۔ بالکل بالکل نہ رہی۔ یہاں تک کہ خود کھانا پینا بھی ترک کر دیا۔ چنانچہ آپ کی والدہ کبھی کبھی کھانا لے جا کر خود ان کے منہ میں لٹکتے دیتیں۔ شیخ محمد بچپن کے چار فرزند ہوئے لیکن یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال تصرف تھا کہ شیخ محمد بچپن کے ہاں اولاد ہوتی۔ ورنہ صاحب اولاد ہونے کے کوئی سامان نظر نہیں آتے تھے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منشا یہ تھی کہ تمام محمد صادق کی اولاد بہان میں رہے۔ سو اب تک ان کی اولاد موجود ہے۔

خواجه شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ | آپ شیخ محمد کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح سے حاصل کیا تھا۔ محمد ابراہیم کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔

خواجه محمد اسحاق علیہ الرحمۃ | آپ شیخ محمد ابراہیم کے بڑے بیٹے ہیں۔ بڑے پورے پابند تھے۔ محمد اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو بیٹے تھے۔ محمد معاذ اور محمد فاروق دونوں بھائی شائستگی اور غمگینی میں اپنے زمانے میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ محمد معاذ کی ایک رزکی صالح بیگم تھی جو حضرت محمد اشرف کے پوتے شیخ محمد عبد اللہ مصوم سے منسوب تھی۔ محمد فاروق لا ولد تھے۔

خواجه شمس الدین علیہ الرحمۃ | آپ شیخ محمد ابراہیم کے دوسرے بیٹے تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کار بند تھے۔

خواجه محمد زکریا علیہ الرحمۃ | آپ محمد ابراہیم کے تیسرے بیٹے تھے۔ نہایت ہی عبادت و ریاضت کرنے والے تھے۔ دنیا سے لاولد گئے۔

زینت النساء علیہا الرحمۃ | حضرت شیخ سیف الدین خاتمی کے فرزند شیخ محمد اعظم کی منسوبہ تھیں۔

خواجه شیخ محمد عابد علیہ الرحمۃ | آپ شیخ محمد علیہ الرحمۃ کے دوسرے فرزند ہیں۔ ورع و تقویٰ سے آراستہ تھے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف تھے۔ آپ نے اشجانب کے فرزندوں سے باطنی سلوک حاصل کیا۔ اور حضرت حجت اللہ کی خدمت سے بھی اس طریقہ کی بشارت حاصل کیں۔ آپ کا صرف ایک روکا تھا۔ یعنی شیخ بہاؤ الدین عرفہ شیخ کلاں۔ جسے علم ظاہری میں پیر بیضا حاصل تھا۔ نہایت ذکی الطبع اور دانا تھا۔ چنانچہ عقلی و نقلی علوم کا کوئی رقیب مسند فروگزاشت نہ کرنا تھا۔ شیخ بہاؤ الدین کے تین روکے اور دو روکیاں تھیں۔

خواجه محمد شجاع علیہ الرحمۃ | آپ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ ایک پکے متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے سلوک باطنی شیخ محمد زکی معینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا۔ اور پورے طور پر حضرات احمدیہ کے طریقہ پر کار بند تھے۔

خواجه محمد البکر علیہ الرحمۃ | آپ شیخ بہاؤ الدین کے دوسرے فرزند اور صلاحیت اور پرہیزگاری میں موصوف تھے۔ آپ نے بھی سلوک باطنی شیخ زکی سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

خواجہ محمد ظہیر علیہ الرحمہ | آپ شیخ بہاؤ الدین کے تیسرے فرزند تھے۔ نہایت متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے بھی باطنی سلوک شیخ محمد زکی سے حاصل کیا۔ اپنے ذکر و شغل میں مشغول رہتے۔ اب اس وقت حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمہ کی اولاد زریہ میں سے صرف تینوں بزرگ موجود ہیں۔

شیخ بہاؤ الدین علیہ الرحمہ کی دو بیٹیاں تھیں۔ عین النساء و زین النساء جن میں سے عین النساء حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ محمد نعمان کے پوتے میر صالح کے بیٹے سے منسوب ہیں۔ اور زین النساء حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بیٹے شیخ عبداللطیف کے بیٹے سے منسوب ہیں۔

شیخ محمد زاہد علیہ الرحمہ | شیخ محمد زاہد شیخ محمد کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ فرج حاصل کیا تھا اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کار بند تھے۔ محمد زاہد کی ایک لڑکی تھی جو شیخ ابراہیم کے بیٹے شمس الدین سے منسوب تھی۔ شمس الدین کے بیٹے کے ہاں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ لڑکا تو کفار کے غلبہ میں شہید ہو گیا۔ اور بیٹیوں میں سے ایک شاہدرہ کے قاضی زادہ سے جو کہ قدیم سے اس خاندان کے رشتہ دار چلے آتے ہیں منسوب ہے۔ اس لڑکی سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک میر احمد۔ دوسرے میر محمد دوسری لڑکی حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے محمد روشن سے منسوب تھی۔ شیخ محمد کی طرف ایک لڑکی رابعہ نام ہے۔ شیخ محمد عبید اللہ نے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اسی قدر اولاد کے حالات مجھے بتائے جو میں نے یہاں درج کر دیئے ہیں۔

احوال سعد خلیل و ہر خازن الرحمہ حضرت خواجہ محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ ماہ شعبان ستلہ ہجری کو پیدا ہوئے۔
 نوجوانم کہ کنوں مدح آن شاہرا کہ چشمش ندیدہ جہ اللہ را
 سعید از ازل آمدہ نام او ! سعادت بود او لیس کام او !
 نقص نمودم دریں نہ ورق ! بفرماں نہ یرودہ کے ذوق سبق
 حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے فرزند محمد سعید کو چپن میں ایک مریض لاحق ہوا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا چاہتے ہو تو کہا۔ یہی حضرت خواجہ کو چاہتا ہوں۔ جب یہ بات حضرت خواجہ نے سنی تو فرمایا۔ محمد سعید بڑا بزدل ہے۔ اس نے غایانہ ہی ہم سے نسبت لے لی ہے۔ حضرت سعید عصر محمد سعید تھے ظاہری اور باطنی علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی دہر تک حاصل کیے۔ آپ تین سال کی عمر میں دونوں علموں کی تحصیل سے فارغ ہو چکے تھے۔

مسائل فقہ کا حل | حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے فرزند محمد سعید بڑے پکے عالم ہیں۔ حضرت خاندان الرحمت کا علم ظاہری اس درجے کا تھا کہ اگر آپ کو مجتہد وقت کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس کے ہاتھ کے بڑے بڑے علماء مثلاً مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی، ملا سعد اللہ وزیر سلطان شہید وغیرہ ان کے شاگردوں کی طرح تھے۔ ایک روز ملا سعد اللہ نے بادشاہ کے روبرو ایک

لا بیخسلسلہ آپ سے پوچھا۔ آپ نے فی الفور اس مسئلے کا ایسا جواب دیا کہ ملا سعد الدین حیران رہ گیا۔ سرہند کے مفتی ابوالخیر نے جو اپنے زمانے کے علما کا سردار تھا۔ اپنے غیبت باطنی کی وجہ سے آپ کو زک دینی چاہی۔ لیکن نہ دے سکا۔ چھ مہینے کی غور و فکر کے بعد چلا لا بیخسلسلہ مسائل سوچے جن کی نسبت وہ کہ چکا تھا۔ کہ اگر امام ابوحنیفہ بھی قبر سے نکل آئیں تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں۔ جب آپ سے اس نے یہ مسائل برسر عام پوچھے تو آپ نے فی الفور ان مسائل کا جواب دیا۔ لوگوں نے مفتی صاحب سے پوچھا۔ کیوں صاحب آپ تو فرماتے تھے کہ اگر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی قبر سے نکل آئیں تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں۔ اب کہیں ہ کہا کہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ اس طرح رفع شکوک کیا۔ کہ میں جو اسس با حجت ہو گیا۔

ابوالخیر علما سے تھا حضرت قیوم چارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ابوالخیر آدھی رات کے وقت عین بادشہ میں دونوں بھائیوں خازن الرحمت اور عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں وہ رقعہ تھا۔ جو ان دونوں بھائیوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کی دعوت کے بارے میں لکھا تھا۔ کہنے لگا کہ اس میں ایک یہ بات ہے جسے حضرت خازن الرحمت نے فرمایا کہ یہ رقعہ ہم نے نہیں لکھا۔ اس کے لکھنے والے اور میں جنہوں نے ہمارے حکم سے لکھا ہے۔ لاؤ دیکھوں کونسی بات ہے جب اس نے حضرت خازن الرحمت کو رقعہ دیا تو اگر بے جا بنی تھا تو اپنے تصرف سے سبھا کر دیا اور دیا کہ بجا ہے تم کس طرح بجا کہتے ہو۔ جب اس نے دیکھا تو واقعی سبھا تھا۔ شرمندہ ہو کر کہنے لگا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آدھی رات کو عین بادشہ میں کیوں تکلیف اٹھائی۔ کل برسر عام ہمیں زک دینی تھی۔ کہا مجھے رات کیونکہ کل پڑتی میرے (معقوت) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی فرماتے تھے کہ

ابوالخیر علما سے تھا۔

خواہر ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔
علما سے لاہور کی ایک مجلس شروع احوال ہیں ایک رات لاہور میں ایک بڑی مجلس منعقد ہوئی جس میں اس وقت کے اکثر علما و مشائخ تھے۔ اتفاق سے حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ سجدہ شمیمت اور سجدہ عبادت پیرگفتگو شروع ہوئی۔ اور علما و دانشوران کا تذکرہ ہوا۔ یہ دونوں بھائی ایک طرف تھے۔ اور باقی تمام حاضرین مجلس ایک طرف۔ ان دونوں بھائیوں نے سر علم سے اپنے مدعا کو ثابت کر دکھایا۔ تمام حاضرین مجلس آپ کی قوت علمی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ بعض نے جو واقف نہ تھے۔ پوچھا کہ یہ دونوں صاحب کون ہیں؟ جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند اجمند ہیں تو کہنے لگے۔ واقعی اس صدف ولایت سے ایسے ہدایت کے موتی کیوں کہ پیدا نہ ہوں۔

حضرت خازن الرحمت کی تالیفات حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم ظاہری میں بڑی اعلیٰ پایے کی کتابیں لکھیں ہیں مثلاً تعلیمات و مشکوٰۃ جن میں ان حدیثوں کی تقویت اور ترجیح معتبر کتابوں کے احوال اور دلائل سے درج فرمائی ہے۔ جن پر حنفی مذہب کا وارد مدار ہے۔ علاوہ ازیں ایک رسالہ تشہید نماز میں رفع سیاب کے منع کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ بھی حنفی مذہب کے مطابق ہے۔ ایک جلد مکتوبات کی تحریر فرمائی ہے جس میں بڑے بلند حقائق اور ذات سفات کی تحقیق و تہقیق بھی ہے جو عرضیاں آپ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں اپنے باطنی احوال کے بارے میں لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک فقرہ یہ ہے۔ حضرت سلامت در شاہ آباد و مشغول بود روح را از بدن جدا وید فلما ہر شد کہ اس مقام حیرت آ۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں لکھا ہے کہ محمد سعید نے جو

اپنے احوال سمجھتے ہیں۔ بدیعِ عنایت، امین و شریف ہیں۔ یاروں میں سے کسی پر یہ احوال اس خصوصیت سے ظاہر نہیں ہوئے۔ (اللہ تعالیٰ وہ ولایت سے بھی مشرف ہوگا اس کی ولایت ابراہیمی تھی۔ ولایت خاصہ یعنی ولایت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوگا۔ چنانچہ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ سے ولایت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے۔

نیز حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکھتے ہیں کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک قطب کے دو امام ہوتے ہیں۔ سولہ اپنے بھائی اور میرے امام ہو۔ نیز فرمایا کہ محمد سعید نے تو منع کر کے دایاں دوسرے کو دے دیا۔ اور بائیں طرف رجوع کیا۔ قطب دائیں طرف ہوتا ہے یعنی دائیں طرف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی۔

ولایت احمدی کے دو افراد حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو شخصوں کو ولایت احمدی تک پہنچایا۔ نیز لکھا ہے کہ دو شخصوں کو دائرہ غضب سے نکالا۔ اور دو شخصوں سے مراد عروۃ الوثقیٰ اور خازنِ الرحمت ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں غفلتِ عنایت کی۔ آنحضرت فرماتے ہیں کہ یہ سفرِ معصی محمد سعید کی خاطر ہے۔ چنانچہ اسی سفر میں آنجناب نے حضرت محمد سعید کو غفلتِ غلت کی بشارت دی۔ اور رحمت کی کفنی بھی عنایت فرمائی۔ جو شمسِ جنت میں داخل ہوگا۔ وہ ان کی جہر سے داخل ہوگا۔ اسی واسطے آپ کو خازنِ الرحمت کا خطاب دیا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ضمنیت میں نبوت و ولایت کے تمام کمالات اور حقائق ثلاثہ وغیرہ کی سیر کرائی۔ اور ان کمالات میں مستقل کر دیا۔ جناب حضرت خازنِ الرحمت اپنے فخر میں کہتے ہیں: "الیہو نسبہی کتیب المعجد د"

جب آپ اپنے بھائی سمیت حج کے لئے تشریف لے گئے۔ توجہ کی زیورات ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے متوجہ ہوئے۔ پہلے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں روضہ مبارک سے آواز آئی۔ "العجل العجل انما الیلک مشتاق"۔ جلدی کرو جلدی کرو میں تمہارا مشاق ہوں۔ آپ جلدی جلدی نماز ادا کر کے جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ کہتے ہیں کہ جناب حضرت خازنِ الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آٹھ مرتبہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ مکہ شریف میں آپ اس قدر ضعیف ہو گئے۔ کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ معظمہ میں آپ کی شفا کے لئے دعا کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میری موافقت کرتے ہوئے تمام مخلوق دستِ بدعا ہوئی۔ تمام ممکنات دعا کرنے لگے۔ حتیٰ کہ عرشِ کریم اور قلمِ بیان تک کہ الہی اسما و صفات و شیونات زاری اور عاجزی کرنے لگے۔ قبولیت دعا کا اثر ظاہر ہوا۔ اور انہیں کامل شفا نصیب ہوئی۔ آپ کے فرزندِ بر شیعہ عبد الاحد نے "لطائفِ مدینہ" میں ان مکاشفات کا مفصل ذکر کیا ہے۔ جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں حضرت خازنِ الرحمت پر مشکوف ہوئے۔

میرے (معتقد) والد بزرگوار فرماتے تھے کہ حضرت خازنِ الرحمت کا ایک ہندو غصہ مر گیا۔ آپ اس پر نہایت مہربان تھے۔ جب اس کے احوال کی طرف توجہ کی تو دیکھا کہ غلابِ دوزخ میں مبتلا ہے۔ بارگاہِ الہی میں عرض کی۔ کہ اسے بخش دے۔ الہام ہوا کہ وہ بے دین تھا۔ اسے کیونکہ بخشا جائے۔ آپ نے بارگاہِ الہی میں پھر منت و حاجت کی تو حکم الہی ہوا کہ اس کو کافروں کے گروہ سے نکال کر افضیوں کے گروہ میں داخل کر دو۔ میرے (معتقد) والد بزرگوار فرماتے تھے کہ وہ ہندو پوشیدہ طور پر مسلمان ہوگا۔

ایک گناخ فقیر | بادشاہی لشکر میں ایک فقیر تھا۔ جو بے تکلف لوگوں کے گھروں میں جا گھستا آتے جاتے اُسے کوئی آدمی نہ دیکھتا۔ گھر کے مالک کو خبر آت نہ ہوتی۔ کہ اسے کچھ کے لشکر میں حضرت خازنِ الرحمت کا ایک مخلص بھی تھا۔ اس کے گھر میں بھی وہ فقیر گھس گیا وہ مخلص اس سے گتھ گیا۔ وہ فقیر اس مخلص کو گرا کر اس کی بچھائی پر سو بیٹھا۔ اس نے مجبوراً کہ حضرت خازنِ الرحمت کی طرف توجہ کی۔ اسی وقت آپ نے ظاہر ہو کر فقیر کو بھرا کر گھر سے نکال دیا۔ اور اپنے مخلص کو اس کے نیچے سے رہائی دی۔

کرامت | حضرت خلیفۃ اللہ قدیم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازنِ الرحمت کے ایک دولت مند نوجوان مخلص نے ایک روز آپ سے عرض کیا کہ اب میں باغ کی سیر کو جاتا ہوں۔ تلپ نے فرمایا یہیں تمہیں باغ کی سیر کرا دیتے ہیں۔ اس کا چہرہ اپنی آستین سے چھپایا۔ اور فرمایا۔ دیکھو۔ اس آستین میں اس نے باغ دیکھا۔ جو بیشکی باغ کی طرح تھا۔ ایسا باغ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ دیر تک اس باغ کی سیر کرتا رہا۔ بلکہ دوپہر سے لے کر شام تک وہاں رہا۔ بعد ازاں اس کے چہرے پر سے آستین اٹھائی تو ابھی صرف ایک گھڑی گزری تھی۔

حضرت ابوسفیان کا معاملہ | کہ ایک روز حضرت خازنِ الرحمت کی ٹپس میں صحابہ کرام کا ذکر ہوا تھا۔ اسی اثنا میں ابوسفیان کا بھی تذکرہ ہوا۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند شاہ طیف اللہ کے دل میں ابوسفیان کے مراتب کو سن کر کراہت پیدا ہوئی بلکہ کچھ کہنا بھی چاہا۔ یہ خیال آتے ہی حضرت خازنِ الرحمت نے فرمایا۔ بابا ابوسفیان کے حق میں کچھ نہ کہنا پہلے کچھ معاملہ ٹھیک نہ تھا۔ لیکن بعد میں درست ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازنِ الرحمت صبح سے

شام تک نماز گزروں کو سبق پڑھایا کرتے تھے۔ ہر روز ایک فاختہ آپ کے درس کے مقابل درخت کی شاخ پر بیٹھتی رہتی۔ ایک روز حضرت خازنِ الرحمت نے فرمایا کیا کروں یہ جانور ہے۔ اگر انسان ہوتا۔ تو استعدادِ استعداد اس قسم کی تھی کہ اپنے وقت کے بڑے اولیاء سے ہوتی۔

وفات حضرت خازنِ الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس خاندان کے فدائی سلطان عالمگیر نے بڑی منت و سماحت سے حضرت خازنِ الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد میں بلایا تھا۔ آنجناب بھی اس کے افلاص کو مد نظر رکھ کر تشریف لے گئے۔ ابھی شاہجہان آباد ہی میں تھے کہ بیماری شروع ہوئی۔ اور دن بدن ترقی پر تھی۔ بہتر علاج معالجہ کیا لیکن کچھ آفاقہ نہ ہوا۔ جب مرض کی شدت زیادہ ہو گئی۔ تو متعلقین اور لواحقین بہت گھبرائے۔ طرح طرح کے علاج کئے۔ دعاؤں کیس۔ آنجناب نے فرمایا کہ دو تین گھڑی کے شور و فغاں کے لئے مجھے اس قدر کیوں تکلیف دیتے ہو۔ جب معلوم کیا کہ ایام وصال نزدیک ہیں تو بادشاہ سے رخصت لے کر سرسند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب شاہجہان آباد سے پھتیس میل کے فاصلہ پر سنہا لکھ پہنچے۔ تو داعی اجل کو لبیک کہہ کر اس بہانہ فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات ۱۶ جمادی الثانی سنہ ۱۰۷۱ ہجری ہے۔

تجربہ فو کھفین کر کے پانکی میں ڈال کر سرسند لائے۔

شیخ سعید الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اثنائے راہ خواجہ سعید کی نعش میں ایک رات میں نعش مبارک کی پاسبانی کر رہا تھا اور ہر گھڑی پر سبب بے قراری آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروئے مبارک کو دیکھتا تھا، ایک روز جو چہرہ مبارک پر سے چادر کا کونا اٹھایا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ نہیں خالی چادر ہی چادر ہے۔ پانکی میں ادھر یا تھمارا لیکن وہاں سوائے کفن کے اور کچھ نہ تھا، میں نے آنجناب کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا کہ یہ تو مجھے یقین ہے کہ آنجناب کا بدن مبارک بھی بہشت میں گیا ہوگا لیکن اس بارے میں ہم بہت شرمندہ ہوں گے۔ ایک گھڑی بعد جب پھر چادر کا کونا اٹھایا، تو دیکھا کہ آپ بدستور پانکی کے اندر موجود ہیں۔

جب حضرت قیوم ثانی حضرت مجدد کے قبۃ مبارک میں قبر کی جگہ بن گئی | آپ کی رحلت کی خبر سنی تو سخت غمگین ہوئے۔ اور حکم دیا کہ خازن الرحمت کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبۃ مبارک میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ قبۃ مبارک میں اور قبر کی گنجائش نہیں، آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاکید فرمایا کہ نہیں ضرور قبۃ میں دفن کرنا چاہیے، لوگوں نے حسب الارشاد کدال زمین پر مارا۔ تو قبۃ کی دیوار چاروں طرف پرے ہٹ گئی۔ اور فرشتہ غائب ہو گیا، جب حضرت خازن الرحمت کو لحد میں رکھا گیا۔ تو آپ نے آنکھیں کھول کر حضرت عروۃ الوثقیٰ کی طرف دیکھنا شروع کیا، دیر تک دونوں بھائی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ آخر حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ کیا کہ آنکھیں بند کر لو، بھائی تھے آنکھیں بند کر لیں اور دفن کئے گئے۔

آج کل اس قبر کی لحد بارش کے سبب سبب قبر سے سارا شہر معطر ہو گیا | ننگی ہو گئی جب دوبارہ درست کرنے لگے۔ تو

دیکھا کہ آنجناب کا کفن تک میلا نہیں۔ اور بدن مبارک بدستور قائم ہے۔ اور قبر سے اس اس قسم کی خوشبو نکلی جس سے سارا شہر معطر ہو گیا، حضرت خازن الرحمت کے کمال اور کرامات حبیطہ تحریر سے زیادہ ہیں۔ میں نے تیر کا صرف چند ایک کا ذکر مشتمل نمونہ از نور اسے کے طور پر کیا ہے۔ آنجناب کا سن شریف پندرہ سال تھا، آپ کی بلا واسطہ اولاد تعداد میں تیرہ ہے جن میں سے آٹھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں، فرزندوں کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

شاہ عبداللہ، شاہ لطیف اللہ، مولوی فرخ شاہ، شیخ سعد الدین، شیخ عبدالاحد، شیخ خلیل اللہ، شیخ محمد یعقوب، شیخ محمد تقی، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔
لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ صالحہ، فاطمہ، شاکرہ، مشرف النساء، فخریہ، السازنیب، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

آپ حضرت خازن الرحمت کے بڑے فرزند خواجہ شاہ عبداللہ شاہ سعیدی | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایام زندگی ہی میں پیدا ہوئے۔ جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجیر میں تھے تو آپ نے سلوک باطنی اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کیا، حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی بیٹی آپ سے منسوب تھی۔ شاہ عیداد نے چوری چوری ایک اور عورت سے بکاح کر لیا، جب آپ کی منسوب نہ سنا۔ تو سخت غمگین ہوئی۔ اور تمام عورتوں نے بل کر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت میں شکایت کی، آنجناب کی زبان مبارک سے بے اختیار نکل گیا، کہ مر جائے گی۔ عورتوں نے عرض کیا کہ مرنے سے محفوظ رہے، صرف اسے تکلیف پہنچے، تین روز بعد فوت ہو گئی، عرصے وقت کیا کہ مجھے میرے چچا نے زخم لگایا ہے جس سے جانبر نہ ہوا، شوارہ ہے۔ شاہ عیداد کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

آپ شاہ عبداللہ علیہ الرحمۃ کے فرزند ہیں
خواجہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ نے باطنی سلوک حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ آپ مرگے متقی اور پرہیزگار تھے۔ شاہ
عبداللہ کی دو بیٹیاں ایک ذاکرہ اور دوسری جانی تھیں۔ جن میں سے جانی خواجہ محمد
صادق کے پوتے خواجہ ابراہیم علیہ الرحمۃ کی منسوب تھیں اور ذاکرہ کی کوئی اولاد نہ تھی
شیخ بدیع کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

آپ شیخ عبدالحق کے فرزند ہیں نہایت صلاح
خواجہ شیخ احمدی علیہ الرحمۃ | تھے۔ اپنے مشائخ سے باطنی استفادہ کیا۔ شیخ عبدالحق
کی بیٹی صلاح النساء کی شادی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شیخ اعلیٰ اللہ
سے ہوئی۔ شیخ احمد کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

آپ شیخ احمدی کے فرزند شیخ محمد کی کسر ہیں
خواجہ سراج الدین علیہ الرحمۃ | نہایت صلاح مروت تھے۔ شیخ احمدی کی بیٹی سراج النساء
محمد انسا کے دو پوتے شیخ حمید کی منسوب تھیں۔ سراج الدین کا صرف ایک بیٹا تھا۔

آپ حضرت خازن الرحمۃ کے دوسرے فرزند
خواجہ شاہ لطف اللہ علیہ الرحمۃ | ہیں۔ اپنے ذات کے صالح اور عارف تھے۔ باطنی
سلوک اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی خدمت میں رہ کر منسوب تھیں۔ جب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت
عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لئے گئے۔ شاہ لطف اللہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ
وہاں سے لاؤ گئے۔

آپ حضرت خازن الرحمۃ کے
مولوی ممنوی فرخ شاہ سعیدی علیہ الرحمۃ | تھے۔ فرزند ہیں۔ آپ ظاہری اور

باطنی علوم کے جامع تھے۔ حضرت بخت اللہ قیوم ثالث حضرت مزوج شریعت اور مولوی
فرخ شاہ ہم ہیں تھے۔ مولوی صاحب اپنے وقت کے بڑے جید عالم تھے۔ حضرت مجدد
الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر اولاد مولوی صاحب کی شاگرد ہے۔ مولوی صاحب
نے علوم ظاہری کی اکثر کتابوں پر شرحیں اور حاشیے لکھے۔ مخالفوں نے جو اعتراض
حضرت مجدد الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک پر کئے ہیں ان کے جواب ہیں
کشف الخطا نام ایک کتاب بھی ہے آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار اور چچا
سے حاصل کیا۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔

میرے (مصنف) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک روز جب میں مولوی صاحب
کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے۔ لیکن زبان پر تورو ذکر
الہی برقرار تھی۔ میں حیران رہ گیا کہ یہ کس قسم کی خدمت ہے۔ میں نے آپ کے چہرہ پر
آنکھیں مہریں کیں۔ کھانا چھینکا۔ لیکن معلوم ہوا کہ واقعی آپ سوئے ہوئے ہیں۔ آپ
اعلیٰ درجے کے متقی اور اپنے آیا و اجداد کے طریقہ پر پورے طور پر پکار بند تھے۔ سنت
نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا آپ کا شعار تھا۔ ہر سوال مسئلہ ہماری کو
اس جہان فانی سے رجعت ہوئے۔ حضرت مجدد الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان
منورہ میں قہ مبارک سے جنوب کی طرف مد فون ہوئے۔ آپ کے مرقد شریف پر قربانیاں
گیا۔ آپ کی اولاد کی تعداد سات ہے۔ چار لڑکے اور تین لڑکیاں۔

آپ مولوی فرخ شاہ کے برائے بیٹے اور حضرت
خواجہ علی رضا علیہ الرحمۃ | عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ ایک روز
آنجناب اپنے مریدوں کو توجہ دے رہے تھے۔ علی رضا بھی وہیں تھے۔ جب انہیں توجہ
دی۔ تو مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کو فرمایا کہ اس لڑکے میں شورش عظیم ہے ابتلا سے
فیہ ظاہر ہوتی ہے۔ واقعی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد علی رضا بڑی

مہبت میں گرفتار ہوا۔ چنانچہ ایک فقیر سے اس نے دعوت سنی، یہ سبھی جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع فرمایا ہے۔ اور جو اشغال اس طریقہ کے خلاف تھے، شروع کر دیے۔ سماع و نغمہ کی مجلس منع کر دیا۔ اور نماز تہجد و صبح میں ہر روز صبح کے بعد مجلس بدعت و سماع و نغمہ قائم کرنا۔ رقص کرنا۔ اور بیسہ ریش خوبصورت پیکوں، عورتوں اور گایکوں کے راگ و نواح سُننا اور دیکھنا۔ اس کے باقی افعال و اقوال بھی شریعت اور طریقت کے خلاف تھے۔ بلکہ وہ دین اسلام کے برخلاف ہو گیا۔ مشائخ سرسند اس کے یہ احوال دیکھ کر سخت بے زار ہوئے۔ اور اسے عذاب دینا چاہا۔ لیکن یہ بات معلوم کر کے بھاگ گیا۔ بلکہ ہندوستان سے بھل کر ہندوؤں میں پھرنے لگا۔ اور وہاں کے عجیب و غریب علوم سیکھے۔ اور سخت ریاضت و مشقت اٹھائی۔ علم کبیر، تسخیر، کیمیا، سیمیا، رمیا وغیرہ حاصل کر کے اکثر جھوٹوں کو اپنے قابو میں کر لیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو سختیاں اور مصیبتیں اس نے ان علوم کے حاصل کرنے میں اٹھائیں، وہ سب مجھ سے بیان کیں۔ اُن میں سے ایک یہ بتائی کہ میں چالیس روز تک لنگے سورج کی طرف دیکھتا رہا۔ اور آٹھ تک نہ چھکی لیکن تمام حضرات احمدیہ علی رضا کے ایسے دشمن ہو گئے۔ کہ اس کی تکفیر کا فتویٰ دیا۔ اور جو ان کے سامنے اس کا نام بھی لیتا۔ اس سے بھی بیزار ہو جاتے۔ مولوی صاحب نے اسے حاق کر دیا تھا۔ وہ بھی بڑی گستاخی سے پیش آیا۔ چنانچہ ایک دفعہ اپنے باپ کو خط لکھا۔ جس میں یہ آیت درج کی: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَابْتَغُوا الْوَسِيلَةَ إِلَيْهِ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ** اے شیطان کی پرستش نہ کرنا کیونکہ شیطان رحمان کا ناقرب و زار تھا؛ آخر اگر فقرائے اُسے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ کی مخالفت دین و ایمان میں خلل کا باعث ہے۔ جو جتن

کی تابع تھے۔ انہوں نے بھی کہا کہ ہم قیوم وقت کے حکم میں ہیں، ہم اس کے حکم کے بغیر کسی کے فرامین دار نہیں ہوتے۔ اس نے پوچھا کہ قیوم وقت کون ہے؟ انہوں نے کہا حجت الثرت قیوم ثالث ہیں۔ اور کسی ایک مقامات سے بھی اسے معلوم ہوا کہ دین و دنیا کے کام حضرت سرسند کی اطاعت بغیر سرانجام نہیں ہوں گے۔

علی رضا کے بھائی شیخ ضیاء اللہ کا بیان ہے کہ میرے بھائی نے مجھ سے کہا کہ جہاں کہیں جانا ہوں وہیں حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نور دیکھتا ہوں حتیٰ کہ مارے جہان میں کوئی جگہ حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عورت میں عروہ بھی کہ میری تقصیرات کو معاف فرمایا جائے۔ آنجناب نے ازراہ کرم اس کی تقصیریں معاف فرمائیں، لیکن دوسرے مشائخ نے اس سے ہرگز صلح نہ کی، بلکہ بدلتور قیدی عداوت پر رہے۔ اس نے سرسند اکرم ہتھیے عذر کئے، لیکن کسی نے بھی قبول نہ کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اولاد نے متعلق ہو کر اس سے قطع تعلق کر لیا۔ حتیٰ کہ برادری سے خارج کر دیا۔ کوئی رشتہ ناطہ وغیرہ اس سے نہ رکھا، وہ سرسند سے نکل کر گجرات میں آبا اور وہیں مر گیا۔ اب اس کی اولاد گجرات میں ہے لیکن اب بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اسے کافر ہی سمجھتی ہے۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرسند میں علی رضا کو تمام لوگوں نے طعن کی، اور تمام حضرات احمدیہ نے اس سے قطع تعلق کر لیا تو میرے پاس آکر کہنے لگا کہ میں اپنے سابقہ افعال سے توبہ کرتا ہوں۔ آپ کے جہد قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری توبہ قبول فرمائی ہے۔ آپ گواہ رہیں کہ میں سابقہ افعال سے تائب ہوں، اور جو کچھ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے اسے میں قبول کرتا ہوں۔ بعد ازاں جب تک جیت رہا۔ نیاز متذللہ عرضیاں دعا و توجیہ کی التماس کے لئے آنجناب کی خدمت میں بھیجتا رہا۔ اور طریقہ مجددیہ احمدیہ پر کار بند رہا۔ اس کی وفات

کے بعد اس کے فرزند بھی باپ کی طرح آنجناب کی خدمت میں نیاز مند از سر ضیاء بیچتے رہے۔ خاص کر محمد رشاد علیہ الرحمۃ کو کئی مرتبہ چاہا کہ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر از سر نو بیعت کرے لیکن بر سبب بعض رکاوٹوں کے حاضر خدمت نہ ہو سکا غائبانہ مرید رہا۔

رضا علی کے بیٹے پانچ ہیں۔ محمد شاہ، وہب اللہ، محمد علی، بدر عالم وغیرہ اور تین لڑکیاں فرسہ وغیرہ ہیں۔

آپ مولوی مسیح شاہ کے دوسرے فرزند مولوی محمد ارشد علیہ الرحمۃ ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم تھے۔ علم ظاہری کو بدرجہ کمال حاصل کیا۔ چنانچہ تمام کتب متداولہ درس یاد تھیں۔ کتاب دیکھنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ اس کے علاوہ علوم دینیہ سے بہرہ مند تھے۔ مثلاً علم طبعی، علم ریاضی، علم حکمت، ہیئت، ہندسہ، حساب، طبابت، رمل، نجوم وغیرہ اکثر احمدیہ قبائل نے آپ سے ظاہری علم سیکھا۔ اس وقت ہندوستان میں کوئی عالم ظاہری علوم میں آپ کا ثانی نہ تھا۔ اس زمانہ کے اکثر علماء آپ کو اپنے سے افضل و برتر سمجھتے۔ اور آپ کا گویا ماننے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے خلافت لی اور اپنے آقا و اجداد کے طریقے پر پورے پورے کار بند تھے آپ کے چار لڑکے اور ایک لڑکی تھیں۔

آپ مولوی محمد ارشد کے برے بیٹے موزون خواجہ محمد ارشد علیہ الرحمۃ قابل اور خوش طبع جوان تھے۔ جو شخص آپ کی مجلس میں بیٹھا آپ کا شفقت بن جانا۔ محمد رشاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ مولوی محمد ارشد کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ نے ظاہری علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی درجہ تک حاصل کئے۔ باطنی سلوک بھی اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا اور احمدی

طریقہ پر پورے پورے کار بند رہے۔ آپ صالح اور متقی تھے۔ محمد ارشد آپ مولوی محمد ارشد کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ایک وجیبہ نوجوان صالح اور قابل آدمی تھے۔ لیکن افسوس کہ جوانی ہی میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ محمد رشید آپ مولوی محمد ارشد کے چہرے فرزند تھے۔ آپ نے علم ظاہری اپنے والد بزرگوار سے انتہائی درجہ تک حاصل کیا۔ آپ اصلی درجے کے قابل اور فاضل الطبع تھے۔ چاروں بیٹے اپنے والد ہی کے مرید ہیں۔ مولوی محمد ارشد کی بیٹی تیرہ سال کی عمر میں فوت ہو گئی۔

آپ مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ سلوک باطنی اپنے بھائی مولوی محمد ارشد سے حاصل کیا۔ دن رات خانقاہ میں رہے۔ خانقاہ کا تمام انتظام آپ کے متعلق تھا۔ طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے۔ ورع، تقویٰ، صلاحت، شریعت، اور طریقت پر نہایت قدمی آپ کا شعار تھا۔ آپ کے دس بیٹے تھے۔ لیکن اس وقت صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

آپ شیخ محمد ضیاء اللہ کے بیٹے ہیں۔ ابھی چھوٹے خواجہ عطاء الہی علیہ الرحمۃ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر دراز کرے۔ شیخ ضیاء اللہ کی رُکھی بھی ابھی چھوٹی ہے۔

آپ مولوی فرخ شاہ کے چوتھے بیٹے جوانی میں لا ولد خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ فوت ہو گئے۔ مولوی فرخ شاہ کی تین بیٹیاں ہیں۔ مکرمات القادسہ جو حضرت شیخ یحییٰ کے پوتے شیخ محمد رضا کی مٹوہ ہیں۔ دوسری فاضلہ جو مولوی صاحب کے بھتیجے شیخ عبدالحق کی مٹوہ ہیں۔ تیسری مسیحہ جن کی شادی شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ ضیاء الدین سے ہوئی۔

آپ حضرت خازن الرحمت کے چوتھے
شیخ سعد الدین سعیدی قدس سرہ | فرزند تھے۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے حضرت
 عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے اور بعد ازاں حضرت مرقع الشریعت
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا اور حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت
 سے بھی استفادہ کیا۔ آپ طریقہ علیہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ صلاّت
 اور پرہیزگاری میں بے نظیر تھے۔ آپ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا تھے۔
 آپ کے ہاں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

آپ شیخ سعد الدین علیہ الرحمۃ کے بیٹے ہیں۔ پہلے
شیخ محمد قطب علیہ الرحمۃ | حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں
 مرید ہوئے۔ بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے سلوک باطنی
 حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجے کے صالح اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک
 لڑکی تھی۔

آپ شیخ محمد قطب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند حضرت
شیخ محمد غوث علیہ الرحمۃ | قیوم ثالث کے مرید، صالح، متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ
 کے دو لڑکے تھے۔ محمد عظیم اور جمال اللہ جو دونوں ہی مجذوب الحال تھے۔ محمد غوث
 کی لڑکیاں تین ہیں۔ ایک عزیز الحق سے منسوب ہے۔ دوسری محمد مرشد سے اور
 تیسری سید محمود سے۔ شیخ قطب کی لڑکی حضرت قیوم ثانی کے پوتے شیخ محمد سے
 منسوب ہے۔ شیخ سعد الدین کی لڑکیاں دو ہیں۔ ایک شمس النساء جو اپنے زمانے میں
 سب سے صالح اور عابدہ ہیں۔ اگر رابعہ اور رضیۃ الوقت ہوں تو آپ کی غلامی
 کرتیں۔ واقعی آپ شمس النساء عالم تھیں۔ ایک اور شرف جو آپ کو حاصل ہوا۔ وہ
 یہ تھا کہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بطن سے ہوئے۔ آپ حضرت

قیوم رابع کے والد بزرگوار حضرت ابو اعلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منسوب تھیں۔ دوسری
 سید النساء جو حضرت شیخ سیف الدین کے فرزند شیخ محمد حسین کی منسوب تھیں۔

آپ حضرت

حضرت شیخ عبدالاحد مشہر بہ شاہ گل سعدی قدس سرہ | خازن الرحمت رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آپ پہلے اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے۔ بعد
 ازاں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا۔ اور
 خلافت پائی۔ ایک دفعہ شیخ عبدالاحد علیہ الرحمۃ نے اپنے قصور کی دید کے بارے
 میں ایک عمری حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ کہ میں اپنے
 آپ کو خاصوں میں سے نہیں جانتا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں لکھا۔ کہ میں
 تو آپ کو خاصوں میں سے جانتا ہوں۔ اور آپ کے قرب کو پہلے سے زیادہ خیال کرتا
 ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے باطنی استفادہ کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ آپ کے حال پر ایسے مہربان تھے کہ کسی اور پر نہ تھے۔ شیخ بھی مریدی، تواضع
 اور کبر نفسی سے اس طرح کام لیا کرتے کہ باوجود چچا زاد بھائی ہونے کے حضرت حجۃ اللہ
 کی خدمت بجا لاتے۔ چنانچہ آپ کی سواری کی رکاب پکڑ کر پا پیادہ چلتے اور بعض وقت
 آنجناب کا ہوص اور نعین مبارک اٹھاتے۔ حضرت قیوم ثانی اور حضرت قیوم ثالث
 نے اس طریقہ کی تمام شب رات مثلاً ولایت ثلاثہ، مکالات نبوت اور حقائق ثلاثہ وغیرہ
 شیخ صاحب کو عنایت فرمائی تھیں۔ اور سرہند کی فطیت کا منصب بھی شیخ صاحب نے
 عنایت فرمایا۔ اگرچہ آپ کی اولاد اس بات سے انکار کرتی ہے کہ شیخ صاحب نے قیوم
 ثالث سے استفادہ کیا۔ مگر ایک بزرگ نے کہا کہ شیخ صاحب کا آداب بجا لانا اور
 تواضع کرنا۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ حضرت قیوم ثالث کے مرید تھے۔

میرے (مصنف) والد بزرگوار اور دادا جان کو شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت اشخاص اور خصوصیت حاصل تھی۔ اور یہ دونوں صاحب شیخ صاحب کے محرم اہلکار تھے۔ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ شیخ صاحب عبدالاحد نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی باطنی استفادہ کیا ہے جیسا کہ شیخ صاحب کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔

در گل از رنگ یک گوشت اثر یافتہ ایم	پیل از بوسے نوجوشند خبر یافتہ ایم
بہر پاسخت یک داغ دل افروز یافتہ ایم	آبر و بخت چوں شمع گہر یافتہ ایم
نار ما میکند از شربت فرو باد سنوز	بار شیرین و مہنا طرفہ اثر یافتہ ایم
دل بہر نفس بندیم بزرگ یافتہ ایم	نقشبند سے است کہ دین نظر یافتہ ایم

میرے (مصنف) والد بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالاحد فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت محمد نقشبند قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر جانتا ہوں شیخ صاحب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں میں سرور ہیں۔ آپ کی کشف و کرامات بے شمار ہیں۔ ایک روز ایک منکر آپ کی سواری کے ہم سفر تھا۔ یصیرت افروز اطہار | اتنے میں بندوں کا ایک گروہ سوانگ بھرے جا رہا تھا اس منکر نے آپ سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا باما، جب اس نے اس طرح کا رخ کیا کہ ان سے جا کر نام پوچھے تو شیخ صاحب نے اسے واپس بلا کر فرمایا کہ اس کا نام 'باما' نہیں 'راما' ہے۔ جب وہ اس مجمع میں پہنچا اور نام پوچھا۔ تو پہلے انہوں نے کہا اس کا نام 'باما' ہے۔ جب تھوڑی دور نکل آیا۔ تو پھر ملا کر کہا کہ نہیں اسے 'راما' کہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ منکر آپ کا معتقد بن گیا۔

شیخ صاحب نے ظاہری علم ہی انتہائی درجہ تک حاصل کیا اور شریعی عمدہ کہتے تھے۔ آپ کا تخلص وحدت تھا۔ آپ کا ایک دیوان اور شاعری چارچین مشہور و معروف ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کی اور بھی بہت سی تصانیف ہیں۔ مثلاً "شواہد التجار" لطائف برنیہ، اور جود اللہ وغیرہ۔ آپ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ صالح، عابد اور متقی تھے۔ اور طریقہ علیہ احمدیہ کے بڑے سخت کار بند تھے۔ آپ اپنے وقت کے جلیل القدر مشائخ میں شمار کئے جاتے ہیں جس سال کشتوں کے لشکر سرسید پر حملہ آور ہوئے تو آپ نے ان کی آمد کی اطلاع دو تین مہینے پہلے سے دی تھی۔ آپ لوگوں کو اطلاع دیتے کہ "ہم خود شاہجان آباد چلے آئے اور وہیں رہنے بیٹھے تھے۔ آخر جمعہ کے روز ۱۲ ذی الحجہ ۱۲۳۲ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔" سب حضرت قیوم عالم

۱۔ صاحب غزنیۃ الاصفیاء نے آپ کا سنی وفات ۱۲۳۲ھ لکھا ہے۔ "شیخ کبیر" اور مقتدا امیر الامہ نے تاریخ وفات لکھا ہے۔ آپ نے سلسلہ مجددیہ کی اشاعت اور تربیت میں زبردست کام کیا۔ آپ نے خلفائے کرام محمد بن حنفیہ، عربیہ، اوردیاد مصر میں شیخ کے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو رواج دیا۔ آپ اہل حال بزرگوں کو پائندہ شریعت کو دیا کرتے تھے۔ اور جذب و متقی ہیں متقی حضرات کو متبع سنت بنا دیا کرتے۔ ہر مہریدہ نورانیہ میں بخاری نے اپنے ایک مقالہ "خاری اوب میں اولیہ کے نقشبندیہ کی خدمات" میں جہاں اہل بزرگان نقشبندیہ کی علمی اور ادبی خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ وہاں انہوں نے حضرت شیخ عبدالاحد قیوم کے ان کمالات کا ذکر کیا ہے جو آپ مختلف اولیات میں مثل شہزادوں کی اصلاح کے لئے لکھے تھے۔ بکھڑے کو خواب عمود کا شیری نے تربیت دیا تھا۔ اور جو کلام معطوفی خان نے "مکتوبات عیسیٰ وحدت کے نام سے ۱۲۳۲ھ میں ادارہ امجدیہ کراچی سے شائع کرایا تھا۔ یہ مکتوبات اور کتب یہ عالمگیر کے نام تھے۔ چند شاہ فرخ نے لکھے تھے اور اسے مسکوک نقشبندیہ کی تربیت دی گئی۔ چند تربیت خان غنی کے نام لکھے ہیں خواجہ محمد خواجہ عیسیٰ الدین بن خواجہ محمد معصوم رہا اللہ کے نام ہیں بہت سے خطوط ہیں۔ جو نقشبندیہ طریقہ سلوک کا اہم دستاویزات کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں۔ (ص ۱۱۱)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخ صاحب کو وفات کی اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا: کل بحنت رب
چنول بہشت میں پہنچ گیا۔ پھر آپ کی نماز جنازہ ادا کیا۔ اور آپ کی نعش کو سر ہند بھیج
آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں حوض کے اوپر صفہ بزرگ
کے جنوب کی طرف دفن کیا گیا۔ آپ کے مرقہ پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے
اور تین لڑکیاں تھیں۔

حضرت شیخ ابو حنیف رحمہ اللہ علیہ | آپ پہلے حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے مرید ہوئے۔ بعد میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں سلوک حاصل کر کے خلافت
پائی۔ آپ اپنے وقت کے صالح اور متقی تھے۔ ایک دفعہ آپ نے بتی کے ڈربے
میں ایک طوطا ڈال دیا۔ طوطا بتی کے سر پر ٹھونگے مارتا تھا۔ اور بتی اسے کچھ نہ کہتی تھی
یہ آپ کا پاس ادب تھا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ آپ کے
دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

حضرت شیخ محمد تقی رحمہ اللہ | آپ شیخ ابو حنیف رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کے برہنہ
خاتم عامل، صالح، متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ
حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور باطنی سلوک اپنے دادا جان
اور والد بزرگوار کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ آج کل ان نیک بختوں کے خاندان
میں شیخ محمد زکی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا اور کوئی نہیں۔ اغنیاء سے بے پرواہ فرطیت
کے پورے پورے پابند اور طریقت احمدیہ کے پکے کار بند تھے۔ آپ سر ہند شریعت
کے برہنہ مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ قوم سعید یہ کہ بعض لوگ آپ کے مرید ہیں۔
اور شہر کے کچھ اور لوگ بھی آپ کے مرید ہیں۔ آپ صبح شام حلقہ کرتے ہیں۔ اور دن
رات ذکر الہی میں مشغول رہتے ہیں۔ غرضیکہ آپ بہت عزیز الوجود ہیں۔ آپ کا صرف

ایک ہی لڑکا ہے یعنی محمد بے مثل مشہور بہ بھیکو۔ بھیکو ہندی زبان میں دیوڑھ کو
کہتے ہیں۔ چونکہ پہلے شیخ محمد زکی کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ اس واسطے جب یہ فرزند
ہوا۔ تو اسے بھیکو کہنے لگے۔ یعنی خدا سے مانگا ہوا۔ آپ صالح اور قابل جوان تھے۔
آپ کی طبیعت رسا ہونے کے باعث دادا کی طرح فارسی شعر کی مناسب استعداد تھی
آپ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شاہ محمد پارسا کی وفات سے
منسوب تھے۔ آپ کے ہاں ایک چھوٹا لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ لڑکے کا نام احمد اور
لڑکیوں کے نام احمدیہ، سعیدہ ہیں۔

آپ شیخ ابو حنیف رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کے
حضرت شیخ محمد میر رحمہ اللہ | دوسرے فرزند ہیں۔ دنیا سے لا ولد گئے۔ شیخ
ابو حنیف کی ایک دختر تارہ خانم ہے جو حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ نوالا
کی منسوب ہیں۔

آپ شیخ عبدالاحد کے دوسرے بیٹے ہیں
حضرت شیخ محمد تقی رحمہ اللہ | آپ حضرت حجت اللہ کے مرید تھے۔ باطنی
سلوک بھی آنجناب ہی کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے شیخ محمد تقی کو قطبیت ہند کی خوشخبری دی تھی۔ آپ طریقہ احمدیہ پر قائم اور شریعت
و طریقت کے برہنہ پابند تھے۔ شعر بھی اچھا کہتے تھے۔ ایک روز شیخ عبدالاحد
بادشاہ کے پاس گئے۔ بادشاہ سہری لباس میں جو امر اور یا قوت ٹکے ہوئے تھے
پہنے بیٹھا تھا۔ جب اس نے شیخ صاحب کو دیکھا تو ڈر گیا اور کہنے لگا کہ میں اس
بلا کو پہنے ہوئے ہوں۔ معلوم نہیں قیامت میں میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔
شیخ محمد تقی نے فی البدیہہ کہہ دیا۔

ملوث کے کندا سب نیا اہل عرفان کجا آلود سازد آب و لیلان قرآن را

بادشاہ سن کر بہت خوش ہو کر اور کہنے لگا خلف الرشید ایسا ہی ہونا چاہیے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر سے منسوب ہیں۔ شیخ محمد تقی کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

حضرت محمد اظہار رحمہ اللہ | آپ شیخ محمد تقی کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ اعلیٰ درجے کے قابل ہیں۔ آپ کی قابلیت دیکھ کر بادشاہ نے اپنا امیر اور شیر مقرر کر لیا تھا۔ حضرت محمد اظہار کے بیٹے بھی ہیں۔ جو باپ کی طرح بادشاہ کے ہاں صاحب منصب ہیں۔ محمد اظہار کی بیٹیاں عائشہ، فاطمہ وغیرہ ہیں۔ ان میں سے ایک شاہ محمد پارسا کے بیٹے فیض سے منسوب ہے۔

حضرت ظہور اللہ رحمہ اللہ | آپ شیخ محمد تقی کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ مجذوب الاحوال اور بے اولاد ہیں۔ شیخ محمد تقی کی چار بیٹیوں میں سے خدیجہ بیگم حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شاہ احمد کی منسوب ہیں اور لادلی بیگم حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شیخ الاسلام کی منسوب ہیں۔ اور تیسری بیٹی بیگم کی شادی شاہ محمد پارسا سے ہوئی۔ اور چوتھی اولیا بیگم کا ازواج شیخ محمد یعقوب کے پوتے میرا علی سے ہوا۔

حضرت محمد جواد قدس سرہ | آپ شیخ عبدالاحد کے تیسرے فرزند ہیں۔ بہت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کا ایک بڑا کا اور ایک لڑکی تھی۔

حضرت شیخ محمد انوار رحمہ اللہ | آپ شیخ محمد جواد کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ نہایت قابل مرد تھے۔ آپ کے تین بیٹے تھے یعنی نورالابصار، نورالانوار، اور غلام احمد رحمہم اللہ علیہم۔

حضرت شیخ نور الحق رحمہ اللہ | آپ شیخ عبدالاحد کے چوتھے فرزند تھے۔ نہایت صالح اور قابل مرد تھے۔ آپ کی قابلیت اور ظاہری علم اس درجے کا ہے کہ بادشاہ نے آپ کو لشکر کا اعلیٰ قاضی بنا دیا۔ شیخ نور الحق کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔

حضرت شیخ ضیاء الحق قدس سرہ | آپ شیخ نور الحق کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ آپ کا صرف ایک بیٹا جمال الحق ہے جو نہایت صالح مرد ہے۔

حضرت شیخ عزیز الحق قدس سرہ | آپ شیخ نور الحق کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار ہیں۔ آپ کا صرف ایک بیٹا معز الحق نام ہے۔

حضرت شیخ سعید الحق قدس سرہ | آپ شیخ نور الحق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ لا ولد تھے۔ حضرت شیخ شاد الحق قدس سرہ | آپ شیخ نور الحق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ لا ولد تھے۔

حضرت شیخ جمیل الحق قدس سرہ | آپ شیخ نور الحق کے پانچویں فرزند ہیں۔ عظام الحق شیخ بھی شیخ نور الحق کے چھٹے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور مکیمن ہیں۔

شیخ نور الحق کی ایک لڑکی شیخ عبدالاحد کے بیٹے شیخ برہان سے منسوب ہوئی ہے۔ شیخ عبدالاحد کی ایک بیٹی صدیقہ شیخ محمد یحییٰ کے بیٹے شیخ فقیر اللہ سے منسوب ہے۔ دوسری عطر خانم جو عابدہ وقت ہے اور کوئی نماز جماعت بغیر ادا نہیں کرتی۔ شیخ محمد یعقوب کی بیٹی شیخ عصمت اللہ سے منسوب ہے۔ تیسری آفتاب خانم کی شادی سید

اہل اللہ سے ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں نے شیخ صاحب علیہ الرحمۃ سے خلافت حاصل کی ہے۔

حضرت شیخ محمد عابد رحمہ اللہ | آپ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ آپ نہایت عزیز الوجود ہیں۔ اکثر لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

حضرت شیخ سید جیون رحمہ اللہ | آپ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ انبالہ میں اپنے مرید بکثرت ہیں۔

حضرت شیخ محمد امین رحمۃ اللہ علیہ | آپ بھی شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ لاہور میں بہت لوگ آپ کے مرید ہیں۔

حضرت شیخ شاہ گلشن رحمہ اللہ | آپ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں شہر بہت عمدہ کہتے ہیں چنانچہ اس وقت کے اکثر مشائخ آپ کے ہی شاگرد ہیں۔ باطنی حالات بھی آپ کے اعلیٰ تھے۔

۱۔ حضرت شاہ گلشن کے متعلق حضرت مظہر جان جاناں قدس سرہ کی رائے بڑی دقیق ہے۔ آپ کی یہ رائے مقامات مظہری میں شاہ فہم علی دہلوی قدس سرہ نے بیان کی ہے۔ کہ حضرت شاہ گلشن کمال درجہ کے زہد اور ریاضت سے متصف تھے۔ وہ حضرت جنید کی خانقاہ کے روایتوں کی عادات سے متمثل تھے۔ تین روز کے بعد بھوک لگتی تو جنگل کے درختوں کے پتے کھیرے اور خرپوزے کے پھلے پانی سے پاک کر کے کھا لیتے۔ ایک ہی گڈی میں تین سال گزار دیتے۔ ایک دن روزہ کی افطاری کے وقت ٹھنڈے پانی کا تقاضا کیا تو ایک مرید نے بتایا۔ حضور آپ کی مسجد کے پاس ہی ایک کنواں ہے جس کا پانی نہایت ٹھنڈا ہے۔ فرمایا میں کنواں سے جو پانی کے پانی سے افطاری کرتا رہا۔ مجھے اتنا بھی علم نہیں کہ پاس ہی ٹھنڈے پانی کا کنواں بھی موجود ہے۔ (بسیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت شیخ مراد رحمہ اللہ | علاوہ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ ان کے درج کرنا موجب طوالت کلام ہے۔

حضرت شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہ | آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی بھی آنجناب ہی کی خدمت میں رو کر حاصل کیا۔ باقی جو کچھ رو گیا۔ وہ حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں بہت خوشخبری دی ہے۔

چنانچہ ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نو مسلم بوڑھا کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ میں شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہ کا نفس ہوں۔ اب میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ نیز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوشخبری دی کہ شیخ خلیل اللہ اوتاد عالم ہیں شیخ صاحب علم جلم و سرح اور تقویٰ سے بدرجہ کمال آراستہ

دقیقہ عارف پیغمبر سابقہ سے آگے۔ ایک بن مرید کے ایک بیٹے نے اشرافیوں کی ایک مجلس پیش کی ہے کہ اٹھے اور کہنے لگے مجھ پر حج فرض ہو گیا۔ تیاری کے لئے بازار گئے تو ایک سائل نے سوال کیا تو یہی اسے دی۔ واپس آکر فرمانے لگے حج کی فرضیت ختم ہو گئی ہے۔

ایک بار زکوٰۃ دینے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ یہ ارکان دین میں سے ہے۔ اور اس کی ادائیگی ہے اللہ خوش ہوتا ہے۔ حجب صاحب تعاب مجھے۔ تو پہلے زکوٰۃ دی پھر سارا مال اللہ کی راہ میں ڈال دیا۔ (ماخوذ مقامات مظہری۔ مرتبہ محمد اقبال مجددی۔ مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔ لاہور)

آپ کے مکتوبات کا ایک مجموعہ جسے شیخ محمد مراد گل شیرانی نے مرتب کیا تھا۔ جو اللہ جان فاروقی نے ۱۹۴۷ء میں کراچی سے شائع کیا تھا۔

تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ سالانہ ہجری میں اس دنیا فانی سے سفر کر
اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں قبہ کے برابر مغرب کی طرف
دفن ہوئے۔ حتیٰ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی قبریں صرف ایک دیوار
کا فرق ہے۔ دیوار قرب کے اندر باہر واقع ہیں۔

میرے ہمت کے بحالہ بزرگوار فرماتے ہیں کہ جو تین قبریں قبہ کے اندر ہیں بزرگی میں
ان سے چوتھے درجہ پر بھی قبر ہے۔ آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

آپ شیخ خلیل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے
حضرت محمد نور القدس رحمۃ اللہ | بیٹے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
مرید تھے۔ اور سلوک باطنی بھی آجناپ ہی کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور کچھ اپنے والد بزرگوار
سے۔

فہم (مہمت) کہا کرتے تھے کہ مجھے حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقائق
شلائذ کی خوشخبری دی ہے۔ آپ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے
پابند تھے۔ آپ کے چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ چھ بیٹے سب ذیل ہیں۔ جو اپنے جد بزرگوار
شیخ خلیل اللہ کے مرید تھے۔ نور علی شاہ میر شیخ میر میر مجتبیٰ۔ غلام مصطفیٰ اور
میر محمد تھنے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

آپ شیخ خلیل اللہ کے دوسرے بیٹے ہیں آپ
حضرت محمد ابراہیم اللہ قدس سترہ | نہایت قابل اور صالح تھے۔ آپ کا ایک بیٹا
اور دو بیٹیاں تھیں۔

آپ محمد ابراہیم اللہ کے فرزند صالح تھے۔ آپ
حضرت شیخ ید اللہ رحمۃ اللہ علیہ | کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ محمد محبوب، ید اللہ
کے بیٹے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ راکبوں میں سے ایک خاتون خانم مروج الشریعت

کے پوتے شیخ نور الصمد سے منسوب ہے۔ دوسری صاحبی محمد نور القدس شیخ خلیل اللہ
کے بیٹے نور علی کی منسوب ہے۔ تیسری فہیم اللہ شیخ محمد تقی کے بیٹے میر نجیب کی منسوب
ہے۔ شیخ خلیل اللہ کے مرید اور خطیب بکثرت ہیں۔ ان میں سے ایک انھوں شاہزاد
ہے۔ جو پٹھانوں کا شیخ ہے۔

آپ حضرت حامد الرحمت رضی
حضرت شیخ محمد یعقوب سعیدی رحمۃ اللہ علیہ | اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتویں فرزند ہیں
آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے بھائی شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا تھا۔ شریعت اور طریقت
کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

آپ شیخ محمد یعقوب کے بیٹے ہیں۔ آپ
حضرت شیخ محمد عصمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ | حضرت قیوم ثالث کے مرید تھے۔ سلوک باطنی
اپنے چچا شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت
اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

آپ شیخ عصمت اللہ کے بڑے بیٹے
حضرت شاہ عصمت اللہ قدس سترہ | ہیں۔ سلوک باطنی اپنے نانا شیخ عبدالاحد سے
حاصل کیا۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر پورے طور پر کار بند تھے۔ آپ دنیا سے
لاولہ گئے۔

آپ حضرت عصمت اللہ کے دوسرے فرزند
حضرت سلطان مشائخ محمد اللہ علیہ | ہیں۔ شیخ عبدالاحد کے مرید ہوئے۔ اعلیٰ درجہ
کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ | آپ شیخ عصمت اللہ کے تیسرے فرزند
ہیں۔ اپنے نانا کے مرید تھے۔ نہایت صالح
پرہیزگار تھے۔ اور ساتھ ہی لاولد بھی تھے۔

حضرت میرا الہی رحمہ اللہ | آپ شیخ عصمت اللہ کے چوتھے بیٹے ہیں شیخ
عبدالاحد کے مرید تھے۔ اعلیٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار
تھے۔ ان چاروں بزرگوں نے اپنی والدہ سے بھی باطنی استفادہ کیا۔ میرا الہی کا صرف ایک
بیٹا غلام امام ہے۔ اس کی والدہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرخندہ
اختیار ہیں۔ شیخ عصمت اللہ کی دختر جاناں بیگم سید اہل اللہ کے بیٹے میر خسرو سے منسوب
ہے۔ شیخ محمد یعقوب کی بیٹی جمیلہ نام حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے فرزند شیخ محمد سالم کی منسوب ہیں۔

آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ
حضرت شیخ محمد تقی سعیدی قدس سرہ | تعالیٰ عنہ کے آٹھویں فرزند ہیں۔ آپ
حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔
آپ میں قوت بدنی بدرجہ غایت تھی چنانچہ اس وقت کا کوئی پہلوان آپ کا مقابلہ
نہیں کر سکتا تھا۔ آپ کی شاہ زوری کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دو تنوں والا درخت تھا
جس کے تنے بائیں کپے پاؤں سے بھی موٹے تھے۔ آپ نے دونوں تنوں کو پکڑ کر دو
ٹکڑے کر دیا۔ اسی طرح آپ کی قوت کے متعلق اور بہت واقعات مشہور ہیں۔ آپ
کا ایک لڑکا اور سات لڑکیاں تھیں۔

شیخ میر نجیب اللہ رحمہ اللہ علیہ | آپ شیخ محمد تقی کے فرزند ارجمند تھے حضرت
قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے

اپنے زمانے کے نہایت قابل آدمیوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ ہمت و شجاعت میں بظہیر
تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

آپ شیخ میر نجیب اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔
حضرت سلام اللہ قدس سرہ | آپ کی صرف ایک بیٹی لڑکی تھی۔

آپ شیخ میر نجیب اللہ کے دوسرے فرزند ہیں
حضرت محمد احسن اللہ رحمہ اللہ | آپ کو آپ کے نانا خلیل اللہ نے متبنی بنایا تھا
جس کے آثار ظاہر ہیں۔ چنانچہ بچپن سے لے کر اب تک آپ سے سوائے پرہیز
کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ حضرت
مروج الشریعت کے پوتے شیخ نور القدر کی بیٹی سے منسوب تھے جس سے دو
بیٹے ہوئے۔

آپ محمد احسن اللہ کے فرزند ہیں۔ ابھی
حضرات عرفان اللہ و ثناء اللہ | بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر و راز کرے۔

میر نجیب اللہ کی لڑکیوں میں سے ایک فائق نام شیخ میر کی منسوب ہے دوسری
درویش نام حضرت شیخ سعید الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے محمد سیح اللہ کی
منسوب ہے۔ شیخ محمد تقی کی لڑکیاں یہ ہیں۔ ایک شاہ بیگم جو مولوی محمد ارشد کی منسوب
ہے۔ دوسری حسن علی المشہور شاہ چرخ یا شاہ باقی سے منسوب ہے۔ آپ کی باقی
لڑکیاں بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے منسوب ہیں۔ جن کا
بیان کرنا طوالت کا کام کا موجب ہے۔

حضرت خازن الرحمت کی ایک بیٹی صالحہ نام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے ایام زلیت میں پیدا ہوئی جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے بھائی کی اولاد میں سے شریعت محمود سے منسوب کی گئی۔ ان کا ایک لڑکا اور

ایک روکی تھی۔

آپ حضرت خازن الرحمة رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت شیخ بدیع الدین قدس سرہ کی دختر فرخندہ اخر صالحہ کے بیٹے ہیں۔ آپ
 حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے اور سلوک باطنی آنجناب سے او
 نیز قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں ایک
 سال قرآن شریف کی درق گرامی کی خدمت پر مامور رہے۔ آپ شریعت و طریقت
 کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

آپ شیخ بدیع الدین کے بڑے بیٹے ہیں۔
حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ آپ راج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے
 بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رجوع کیا۔ آپ نہایت صالح متقی اور
 پرہیزگار تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھیں۔

آپ شیخ کلیم اللہ کے بیٹے ہیں۔ نہایت
حضرت شیخ محمد فیض رحمۃ اللہ علیہ صالح اور متقی تھے۔ آپ کے دو فرزند
 محمد عاشق اور فخر الدین ہیں۔ جو دونوں کے دونوں صالح، متقی اور پرہیزگار ہیں۔
 اور شیخ نور اللہ کے مرید ہیں۔

بداہندی زبان میں پیر فرقت
شیخ کلیم اللہ المشہور پیر پڑا رحمۃ اللہ کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ دعائیں ہے۔
 کہ اللہ تعالیٰ بڑی عس کرے۔ آپ کلیم اللہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرو
 تھے۔ شیخ کلیم اللہ کی بیٹی حضرت صبیحۃ اللہ کے دوہتے محمد امام کی منسوبہ تھی۔

آپ شیخ بدیع الدین کے دوسرے فرزند
شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ ہیں۔ بہت ہی صالح اور متقی تھے۔ ظاہری علم

بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کی بیٹی سے
 منسوب تھے۔ لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی۔ شیخ بدیع الدین کی لڑکیوں میں سے ایک صفورہ حضرت
 مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے شیخ عبد اللطیف کی منسوبہ تھیں۔ دوسری
 فخر النساء شیخ بہاؤ الدین معروف بہ شیخ کالاسے منسوب تھیں۔ تیسری صالحہ عابدہ نام
 حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے شیخ عبدالقادر کے فرزند شیخ غلام محمد سے
 منسوب تھی۔ حضرت خازن الرحمت کی دوسری بیٹی فاطمہ خواجہ محمد صادق کے لڑنے شیخ البرکیم
 سے منسوب تھیں۔ اور تیسری بیٹی شرف النساء جو مریم زماں تھیں۔ اور چھٹیوں نے سلوک
 باطنی۔ حضرت قیوم ثانی و ثالث کی خدمت میں انتہائی دیر تک حاصل کیا تھا۔ حضرت مروج
 الشریعت کی منسوبہ تھیں۔ اور چوتھی بیٹی فخر النساء زینب تھیں جن کی نسبت مولوی فرخ شاہ
 فرماتے ہیں کہ اگر کہیں کسی کی ایمان کی سلامتی کی قسم کھا سکتا ہوں تو فخر النساء کے
 ایمان کی کھا سکتا ہوں۔ آپ کی شادی محمد اشرف سے ہوئی تھی۔ اور پانچویں بیٹی شاکرہ
 کی شادی میر عبد الرزیم سے ہوئی۔ جس سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی۔ سید اہل اللہ اسی
 شاکرہ کے فرزند ہیں۔

دو لڑکے سید اہل اللہ کے فرزند
حضرات امیر خسرو سید اکام رحمۃ اللہ ہیں۔ دو لڑکیاں صالحہ متقی اور پرہیزگار
 ہیں۔ میر خسرو کے دو بیٹے ہیں۔ ایک سید اللہ اور دوسرے کا نام معلوم نہیں۔ سید
 اہل اللہ کی لڑکیوں کی کوئی اولاد نہیں۔ شاکرہ کے دوسرے بیٹے کی بھی کوئی اولاد نہیں
 شیخ محمد عبد اللہ نے حضرت خازن الرحمت کی اولاد کا ذکر صرف یہاں تک مجھ سے
 بیان کیا۔

آپ حضرت مجدد الف
حضرت قیوم ثانی معصوم مانی عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے تیسرے فرزند ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے خیر مال احوال مع آپ کے خلعاء، فرزندان اور مریدوں کے حالات کے اس کتاب کے دوسرے حصے میں بیان کئے جائیں گے۔

حضرت خواجہ محمد فرخ رحمہ اللہ | چوتھے فرزند ارجمند تھے۔ آپ گیارہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت ہو گئے۔ اس چھوٹی سی عمر میں آپ سے عجیب و غریب باطنی احوال اور کشف و کرامات ظہور میں آئے۔ چنانچہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ ”محمد فرخ کی بابت کیا کہوں کہ گیارہ سال کی عمر میں طالب علم ہوا اور ہمیشہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا رہتا اور یہی دعا کرتا رہتا کہ کسی طرح میں ذیل سے رزقین میں گدہ جاؤں۔ تاکہ آخرت کے عذاب سے رہائی ہو“ مرصع موت کے وقت جب لوگ بیمار پرستی کے لئے آتے تھے تو اس سے عجیب و غریب باتوں کا مشاہدہ کرتے۔

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ قدس سرہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی آپ کی پیدائش کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خواب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں فرمایا کہ اس بیٹے کا نام میرے نام پر ہونا چاہیے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فرمان کے مطابق محمد عیسیٰ نام رکھا آپ کے باطنی احوال نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں۔

صاحب جوامہ نقیہ | چنانچہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ جکتے ہیں کہ جو کرامات اور خوارق عادات آٹھ سال کی عمر میں محمد عیسیٰ سے ظاہر ہوئے ان کی نسبت فقط اتنا کہنا کافی ہوگا کہ وہ جوامہ نقیہ تھے۔ ان دونوں مخدوم زادوں

کے کشف کی یہ کیفیت تھی کہ جو لوگ سفر کو جاتے آپ ان کے رحمت ہوتے وقت ان کے پیش آنیدہ واقعات بتا دیا کرتے۔ جو بعد میں سچے وقوع میں آتے۔ آپ مسجد میں جاتے تو درویشوں اور بہشتیوں کی جوتیاں پہچان لیتے۔

حضرت خواجہ محمد اشرف قدس سرہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ دو سال کی عمر میں وفات پائی۔ حالت شیر خواگی میں آپ سے عجیب و غریب معاطات ظاہر ہوا کرتے تھے۔

حضرت شیخ محمد یحییٰ مشہور یہ شاہ جیو رحمہ اللہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتویں فرزند ہیں۔ آپ ۱۲ سالہ عمر میں پیدا ہوئے۔ آپ کی اولاد کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس آیت کا الہام ہوا۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيٰى“ ہم تجھے ایک یحییٰ کے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شانہ کے بموجب آپ کا نام محمد یحییٰ رکھا۔ آپ کو شاہ جیو اس واسطے کہتے ہیں کہ ایک روز شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے التماس ہے کہ اپنا ایک بیٹا مجھے عنایت فرمائیں۔ اتفاقاً اس وقت حضرت محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنجناب نے فرمایا اسی کو لے لیں۔ شاہ سکندر قدس سرہ نے اپنی نسبت کا القا آپ پر کیا۔ اور فرمایا کہ انہیں شاہ کے نام سے پکارا کرو۔ اس روز سے آپ کو شاہ جیو پکارا جانے لگا۔ ہم ان کا مفصل حال شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احوال میں لکھ آئے ہیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فرزند پر بہت ہی مہربان تھے۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اس کی استعداد بہت بلند ہے۔

ایک بار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر اجماع سے واپس آئے۔

لوگوں نے دو تین منزل تک آنجناب کا استقبال کیا۔ جب معلوم کیا کہ دو تین روز بعد سرہند تشریف لے جائیں گے تو عرض کیا کہ آپ مجھے رخصت عنایت فرمائیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے پوچھا کہ اتنی جلدی رخصت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ عرض کیا کہ میرے سبق میں ناظر ہوتا ہے میرے ہم سبق مجھ سے آگے نکل جائیں گے۔ آنجناب نے نہایت مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور بہت شاباش دے کر رخصت فرمایا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں محمد یحییٰ کو اس کے بھائیوں کا سامنا چاہتا ہوں لیکن کیا کروں ایک تو انس کی عمر چھوٹی ہے دوسرے اب میری زندگی میں تھوڑے دن باقی ہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے وقت آپ کی عمر صرف نو سال کی تھی بعد ازاں اپنے بھائی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا اور ظاہری علم بھی انتہائی درجہ تک حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ آپ کی رعایت کرتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خصائص کی بشارت انہیں عنایت فرمائی۔ حضرت شاہ جیو علیہ الرحمۃ کو علم ظاہری میں یدِ بیضا حاصل تھا۔

میر سے (محقق) جید بزرگوار نے کتاب موطا امام مالک کی سند آپ سے حاصل کی اور شاہ جیو نے شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ سے اس علم میں حضرت شاہ جیو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف نہایت بلند پایہ ہیں۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پچھے پابند تھے اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کاربند تھے۔ دو مرتبہ حج کے لئے گئے۔ ایک دفعہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے مرصع سر پہنچ مرتعت فرمایا۔

اورنگ زیب کے نذرانے | اورنگ زیب بادشاہ نے آپ کو مدد و معاش کے طور پر بہت کچھ دیا ہوا تھا۔ چنانچہ آج تک سرہند میں ضرب المثل ہے: المملک مملکت والمملک لیحییٰ۔ آپ نے سرہند میں ایک نہایت عالیشان مسجد بنوائی جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ سے شمال کی طرف تقریباً تین نیر پر تاب کے فاصلے پر ہے۔ اس مسجد کے تین گنبد اور دو چھوٹے مینار ہیں۔ اس مسجد کے مقابل حوض حمام اور مدرسہ بھی تعمیر کرایا۔ آپ نے حضرت خواجہ پیرنگ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے فرزند خواجہ عبید اللہ عرف خواجہ کلاں کی بیٹی سے شادی کی۔ آپ کی تمام اولاد اسی خاتون سے ہے۔ آپ ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۹۷ھ ہجری کو اس دار فانی سے رخصت فرما گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبہ کے برابر مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپ کے مرقد پر ایک عالی شان گنبد بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں سے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ جیو ہندی زبان میں

حضرت شیخ ضیاء الدین شہر پور میں شیخ جیو علیہ الرحمۃ | دعا یہ کلمہ ہے جس کے معنی میں تو زندہ رہ۔ آپ شاہ جیو کے بڑے لڑکے ہیں۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ باطنی سلوک آپ نے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بہت مہربان تھے۔ طریقہ احمدیہ کی بشارت آپ کو سنائیں۔ آخری عمر میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانقاہ کے اکثر کام آپ کے پروردگار دیتے تھے۔ آپ بھی انہیں دل و جان سے سرانجام دیتے۔ آخری عمر میں یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ جو شخص آپ کا اسم مبارک یاد کرتا۔ فوراً آیدیدہ ہو جاتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتوں میں سے آپ نے سب سے آخر دنیا سے رخصت فرمائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام

اولاد آپ کی فرمانبرداری تھی۔ آج کل تمام خلقت کا رجوع آپ کی طرف ہے۔ آپ جمعہ کے روز گھر سے نکلتے ہیں اور سرسند کے تمام چھوٹے بڑے آپ کی زیارت کو آتے ہیں۔ آپ شریعت و طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ جب اجل قریب آگئی تو اپنے شاہجہان جہانے کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس بڑے پاپے میں سفر کرنا مناسب نہیں۔ آپ نے فرمایا اب میرے تھوڑے دن باقی ہیں۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں قطب وقت اور قیوم عالم کی زیارت کروں۔ جب آپ شاہجہان آباد پہنچے تو حضرت قیوم رابع کی زیارت کر کے مریدانہ سلوک کیا۔ اور عرض کیا کہ میں اس بڑے پاپے میں صرف جناب کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کا بہت کچھ ادب ملحوظ رکھا۔ کیونکہ آپ بلا واسطہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ بعد ازاں آپ سرسند واپس تشریف فرما ہوئے۔ تو چند روز بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ نے ۱۲۲ سالہ عمر میں رحلت فرمائی۔ اپنے والد بزرگوار کے گنبد میں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔

آپ شیخ ضیاء الدین حضرت حسن علی معروف بشاہ چرخ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ بہت متقی اور پرہیزگار آدمی تھے۔ آپ کا کلیہ تھا کہ ہر روز بلا غافہ خواہ کیسے ہی مواقع کیوں نہ آتے عصر کے وقت بالضرور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرقد شریف کے قریب آکر بیٹھتے۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ انجناب بھی آپ کی غور و پرداخت فرماتے تھے۔ آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

آپ حسن علی کے بڑے حضرت غلام سخی المشہر بہ محمدی رحمۃ اللہ علیہ بیٹے ہیں۔ آپ نے سلوک علی اپنے جد بزرگوار سے حاصل کر کے ان کی وفات کے بعد حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ خلافت پائی۔ آپ طریقہ احمدیہ کے بڑے پابند تھے۔ آج کل آپ کے جد بزرگوار کی خانقاہ آپ سے منور ہو گئی۔ آپ کے باقی حالات انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصے میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ کے بیان میں لکھے جائیں گے۔ مواہب احمدیہ کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ آپ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

آپ شیخ محمدی کے بیٹے ہیں۔ نہایت حضرت علام نقشبند قدس سترق جوان صالح اور پرہیزگار ہیں۔ اپنے ہی والد بزرگوار کے مرید ہیں۔ شیخ محمدی کی ایک بیٹی حضرت صیغۃ اللہ کے دوہتے فدا احمد سے منسوب ہے اور دوسری ابھی چھوٹی ہے۔

آپ حسن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت محمد باقر مشہور بہ حاجی رحمۃ اللہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت قابل جوان ہیں۔ آپ کا ایک بیٹا شاد احمد ابھی بچہ ہے۔

آپ حسن علی کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ حضرت سعادت اللہ رحمۃ اللہ آزاد وضع اور بے تعلق مرد ہیں۔ جن علی کی بیٹیوں میں ایک شیخ عبدالاحد کے بیٹے محمد نور سے منسوب ہے۔ اور دوسری شاہ صفت اللہ سے اولاد تیسری بھی اپنے ہی قبیلہ میں ہے۔

آپ شیخ ضیاء الدین یوسف کے دوسرے فرزند حضرت شاہ احمد رحمۃ اللہ ہیں۔ نہایت موصالح اور قابل ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ آپ کی صرف دو لڑکیاں ہیں جن میں سے گمانی بیگم محمد باقرہ کور سے منسوب ہے اور دوسری امانی بیگم شیخ محمد پارسا کے پوتے محمد نور اسلام سے شیخ ضیاء الدین یوسف کی بیٹیوں میں سے نجم اللہ شیخ غلیل اللہ

کے بیٹے محمد مراد اللہ سے منسوب ہے۔ اور مہر النساء خواجہ محمد صادق کے پوتے محمد زکریا سے اور تمیزی وجہیہ شیخ عبدالاحد کے پوتے شیخ محمد زکریا سے منسوب ہے۔ اور پوتی نجیب النساء کا ایک نواسہ محمد پناہ نام ہے۔

حضرت شیخ زین العابدین مشہور بہ شیخ فقیر اللہ علیہ الرحمۃ | آپ حضرت شیخ قتالی اعنہ کے دوسرے فرزند ہیں آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورا کیا۔ حضرت حجت اللہ نے آپ کو عمدہ عمدہ بشارات عنایت فرمائی۔ آپ کے باطنی اعمال بہت بلند پایہ تھے۔ ظاہری علم بھی آپ نے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اکثر لوگ آپ سے ظاہری و باطنی استفادہ کرتے تھے۔ ۱۲۰ سالہ زحری کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ اور اپنے والد زرگوار کے قبہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد دیوہ سے سات رشکے اور تین لڑکیاں والہ۔

حضرت شیخ نور الاحد رحمہ اللہ | آپ شیخ فقیر اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ نہایت صالح متقی اور پرہیز گار تھے۔ دن رات لوگوں کو نیکی کی طرف مائل کرنے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔ حضرت قیوم باطنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ نور الاحد ہر وقت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔

حضرت محمد برہان اللہ رحمہ اللہ | صالح اور متقی ہیں۔ دن رات مسجد سے کام ہے۔ اپنے والد زرگوار کے مرید ہوئے۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ صفی اللہ اور رضوان اللہ دونوں

بی جوان، صالح، حافظ اور طالب علم ہیں۔ اور دونوں شیخ محمد زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں۔

خواجہ محمد محفوظ رحمہ اللہ | قابل ذہب اور خوش طبع ہیں۔ آپ کی ایک لڑکی ہے۔ جو شیخ فقیر اللہ کے دوسرے بیٹے رضوان اللہ سے منسوب ہے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ نہایت متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ کی تین بیٹیاں تھیں ایک ضیاء الحق سے منسوب تھی۔ دوسری محمد شمس سے اور تمیزی محمد برہان اللہ سے۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔
خواجہ محمد روشن ضمیر رحمہ اللہ علیہ | اپنے زمانہ کے صالح اور متقی تھے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپ کے دو لڑکے ہیں۔ اور تین لڑکیاں۔ دونوں بیٹے غلام احمد اور شیخ محمد صالح اور قابل ہیں۔ آپ کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی محمد ابو بکر سے منسوب ہے اور دوسری حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے عبدالغنی کی منسوب ہے۔ یہ تینوں بچے شیخ عبدالاحد کی بیٹی کے بطن سے ہیں۔ اور حضرت خاندن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں شمار ہوتے ہیں۔ گویا یہ سعید بیتیں اور سعید یہ اور شاہ جیو کی اولاد میں قیوم سے متنازعہ پیدا آتا ہے۔

ایک روز میں (مصحف کتاب) نے شیخ محمد زکریا کو کہا کہ آپ کے بھائیوں کو سعید نے لے گئے۔ تو انہوں نے کہا ہم نے بھی ان کے بڑے ان سے لے لیے ہیں۔ یعنی شیخ عبدالاحد کے پوتے محمد انوار کے لڑکے جو شاہ جیو کے نواسے ہیں۔ ہم نے لے لیے ہیں۔ محمد انوار کے لڑکے بھی ان میں گھل مل گئے ہیں۔ گویا وہ شاہ جیو کی اولاد ہیں۔ میں نے یہی بات مولوی فرخ شاہ کے بیٹے شیخ ضیاء اللہ کو سنائی۔ تو اس نے کہا کہ ہم نے جو ان سے لے لے وہ ان میں سے سب سے صالح ہیں۔ اور جو ہم میں سے انہوں نے لے لے وہ سخت

فاسق اور عامیانه زندگی کے مالک ہیں۔

خواجہ محمد درویش رحمہ اللہ | آپ شیخ فقیر اللہ کے چوتھے فرزند ہیں۔ حضرت
حجت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔ آپ نہایت
صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کے دو لڑکے ہیں اور ایک لڑکی۔

خواجہ کمال الدین قدس سرہ | متقی ہیں۔ شیخ منیا، الدین یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کے مرید ہیں۔ آپ کے دو چھوٹے لڑکے ہیں۔

خواجہ وجہ الدین رحمۃ اللہ علیہ | آپ خواجہ محمد درویش کے دوسرے بیٹے
ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابعہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کے حالات انشاء اللہ اس کتاب کے
چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفاء میں مفصل لکھے جائیں گے۔ آپ کا ایک
چھوٹا سا بیٹا سراج معصوم نام ہے اور محمد درویش کی لڑکی اس کے بھتیجے سجاد
سے منسوب ہے۔

حضرت شاہ گدا رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ فقیر اللہ کے پانچویں بیٹے اور
حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید
ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجت اللہ اور اپنے والد بزرگوار کی خدمتوں سے
حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں۔ آپ کا صرف ایک
لڑکا ہے۔

خواجہ سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ | جوان، صالح، قابل، زیبا اور خوش مجلس ہیں۔
آپ باپ کے ہی مرید ہیں۔ اور آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

آپ سعید احمد کے فرزند ہیں۔ آپ کی پیشانی میں
خواجہ شریعت احمد رحمۃ اللہ | قابلیت اور صلاحیت کے آثار پائے جاتے ہیں۔

خواجہ ضیاء احمد رحمۃ اللہ علیہ | اور باطنی علوم کے جامع ہیں۔ علم ظاہری آپ نے
انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں۔ گوشہ
نشینی اور قطع تعلق آپ کا شیوہ مرصیہ ہے۔ آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔
دونوں ضیاء احمد کے

حضرات سخی احمد وزین العابدین رحمۃ اللہ علیہ | بیٹے ہیں۔ دونوں ہی صالح
اور قابل ہیں۔ منیاء احمد کی لڑکیوں میں سے ایک کمال الدین کی منسوب ہے۔ اور دوسری
ابھی چھٹی ہے۔

شیخ رضی الدین رحمۃ اللہ | آپ شیخ فقیہ اللہ کے ساتویں فرزند ہیں۔ بہت
صالح اور متقی ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار اور چچا
کے مرید تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر کاربند ہیں۔ آپ کا صرف ایک بیٹا ہے۔
آپ رضی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جوان اور
خواجہ علام شرف رحمۃ اللہ | قابل بیٹے ہیں۔ شیخ فقیر اللہ کی لڑکیوں میں سے ایک
خاتمی محمد یونس سے دوسری جانی محمد غلام کے چچا زاد بھائی فقیر احمد سے منسوب
ہے۔

آپ حضرت جمی کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ
حضرت خواجہ محمد امام رحمۃ اللہ | آپ دنیا سے لاؤ گئے۔ شاہ جیو کی بیٹی زینب
مشہور پر بھی شیخ غابد کی منسوب ہے۔

حضرت عہد اہل ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک رقیہ جو حالت

شیرخواری میں فوت ہو گئیں۔ دوسری اُم کلثوم جو چودہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے پہلے
 ہیں۔ تیسری خدیجہ زمان۔ واقعی آپ اپنے وقت کی خدیجہ تھیں۔ آپ نے سلوک باطنی
 اپنے والد بزرگوار حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے
 حاصل کیا۔ آئیناب نے آپ کو ولایت اور کمالات نبوت کے انتہائی درجہ کے حاصل
 ہونے کی آپ کو خوشخبری دی۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 بھتیجے مجدد انقادری کی منسوب تھیں۔ حضرت خدیجہ کے تین حسب ذیل بیٹے اور سات
 بیٹیاں ہیں۔

خواجہ غلام محمد رحمہ اللہ علیہ | ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے ہیں۔ نہایت صالح
 اور متقی آدمی تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت
 سے حاصل کیا۔ آپ کا صرف ایک بیٹا تھا۔ جو بچپن ہی میں فوت ہو گیا۔

حضرت شیخ عبد اللطیف رحمہ اللہ | اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔
 شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ علم ظاہری بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ درجہ و
 تقویٰ آپ کا شعار تھا۔ شیخ عبد اللطیف کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

خواجہ محمد موسیٰ رحمہ اللہ علیہ | نہایت صالح مرد تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے
 مرید تھے۔ آپ کا ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی ہے۔

خواجہ سراج الدین رحمہ اللہ علیہ | آپ محمد موسیٰ کے فرزند ہیں۔ آپ
 دنیا سے لاولد گئے۔ لڑکی سے بھی کوئی

اولاد نہ ہوئی۔

آپ شیخ عبد اللطیف کے فرزند ہیں۔ باطنی
 حضرت شیخ عبد الحق رحمہ اللہ علیہ | سلوک حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ امام رفیع الدین اور خدا احمد دونوں
 نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ ان کے حالات انشاء اللہ
 اس کتاب کے چوتھے حصے میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفاء کے حالات میں مفصل
 لکھے جائیں گے۔ خواجہ رفیع الدین کے دو چھوٹے بڑے ہیں۔ اور ایک لڑکی اعز انسا
 شیخ عبد الحق سے منسوب ہے۔

آپ شیخ عبد اللطیف کے تیسرے فرزند
 حضرت زبیر الدین رحمہ اللہ | ہیں۔ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اپنے مشائخ
 کے مرید تھے۔ شیخ عبد اللطیف کی لڑکی راشدہ حضرت مرقحہ الشریعت کے
 پوتے شیخ برکت اللہ سے منسوب ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 حضرت حاجی فضل اللہ رحمہ اللہ | اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر حضرت
 خدیجہ کے نور چشم ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت قیوم ثانی و حضرت قیوم ثالث سے
 کی خدمات میں پورا کیا۔ اور حضرت قیوم رابع سے بھی فائدہ اٹھایا۔ حضرت خلیفۃ اللہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے پہل جس شخص نے میری قیومیت کو مانا وہ حاجی
 فضل اللہ تھا۔ آپ نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ سنت نبوی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے پابند، عمل پر عزیمت اور بدعت سے سخت متنفر تھے
 آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر سے منسوب تھے۔ جس سے
 تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔

حضرت حسام الدین رحمہ اللہ | آپ اعلیٰ درجہ کے پربیزگار تھے۔ آپ کی ایک لڑکی ہے اور تین لڑکے۔ نظام الدین، جلال، اور وجیہ الدین تینوں حسام الدین کے بیٹے ہیں۔ اور تینوں ہی صالح مرد تھے۔ لیکن تینوں لاولد۔ حسام الدین کی لڑکی نور الحق کے بیٹے سے منسوب تھی۔

خواجہ میر محمد رفیع رحمہ اللہ | آپ حاجی فضل اللہ کے تیسرے بیٹے ہیں۔ حضرت عتبت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور شریعت و طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ لیکن اپنے مشائخ میں بہت مصروف تھے۔ چنانچہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں "مقامات معصومی" نام ایک تاریخ لکھی ہے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کو خوب سمجھتے تھے۔ آپ کے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

خواجہ محمد معشوق علیہ الرحمۃ | آپ میر صفیر احمد کے بڑے بیٹے ہیں۔ مجتہد الاحوال ہیں۔ آپ کی صرف ایک لڑکی ہے۔

حضرت میر نیاز احمد رحمہ اللہ | آپ میر صفیر احمد کے دو لڑکے ہیں۔ نہایت اہی صالح اور متقی ہیں۔ آپ اپنے نانا حضرت صبغۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ اور زانیہیت علمی میں بے مثال ہیں۔ تالیف وانی شرفی آپ کا محبوب مشغلہ ہے۔ آپ ہردلعزیز ہیں۔ جو شخص آپ سے ایک بار ملتا ہے شیفتہ ہو جاتا ہے۔ آپ کا ایک بیٹا ہے اور دو بیٹیاں۔

حضرت میر فدائی معصوم رحمہ اللہ | آپ نیاز احمد کے بیٹے ہیں۔ لیکن کم سن کی دونوں لڑکیاں روشن بیگم، فہیم النساء چھوٹی ہیں۔

میر صفیر احمد کی تین لڑکیاں ہیں۔ معز النساء، عزیز النساء اور ہدایت النساء حاجی فضل اللہ کی لڑکیوں میں سے پہلی صفہ حضرت محمد اشرف کے بیٹے شیخ روح اللہ سے منسوب ہے۔ دوسری اسحاق حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے محمد عثمان کی منسوب ہے۔ حضرت صدیقہ کی سات بیٹیاں تھیں۔ پہلی خاتمہ جو حضرت صبغۃ اللہ کی منسوب تھیں۔ دوسری رشیدہ حضرت عتبت اللہ سے منسوب تھیں۔ تیسری ام سلمہ جن کے حق میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس کا نور چمکتے آسمان تک پہنچا ہے۔ اور بھی عمدہ عمدہ بشارات ان کے حق میں فرمائی ہیں وہ محمد صادق سے منسوب تھیں۔ ان کی صرف ایک لڑکی تھی۔ جو حضرت محمد اشرف کے بیٹے شیخ محمد جعفر سے منسوب تھی۔ چوتھی شیخ سلطان سے منسوب تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی کا صرف ایک بیٹا ابوالحسن نام تھا۔ جو نہایت صالح مرد تھا۔ ابوالحسن کا ایک ہی بیٹا عبدالہادی تھا۔ جو عالم اہل تھا۔ عبدالہادی کے تین بیٹے تھے۔

شیخ محمد عبید اللہ علیہ الرحمۃ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے سوا صرف اسی قدر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کا ذکر کیا ہے۔ میں مصنف نے اور جگہ سے تحقیق کیا ہے۔ فی الواقع آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتنی ہی اولاد تھی۔ یہاں پر آنجناب کی اولاد کے اسمائے گرامی درج کئے کی یہ وجہ ہے کہ بعض لوگ فخریہ طور پر بلا سند حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ چونکہ کسی دوسرے مصنف نے آنجناب کی اولاد کے حالات قلمبند نہیں کئے۔ اس لئے معلوم نہیں ہوتا کہ مدعی جھوٹا ہے۔ یا سچا۔ اس واسطے ہم نے مقتل حالات بیان کر دیے ہیں۔ تاکہ اور کوئی غیر شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں شامل نہ ہو سکے۔ آنجناب کو حق تعالیٰ نے یشرف

عطا فرمایا ہے کہ آنجناب کی اولاد تمام جہان سے افضل ہے۔ آنجناب کے وصال کو ایک سو تیس سال ہونے آئے نیکو حضرت کی اولاد کا یہ خاصہ ہے کہ اس میں علم و فضل، بزرگی، شریعت، و طریقت کی پابندی، ولایتی قوت، معرفت، احدیت میں ثابت قدمی، حقیقت میں استقلال، ارشاد مستجاب وغیرہ کا حقہ اب تک ہر ایک میں فرداً فرداً موجود ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا چنانچہ اس بارے میں خود آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمانو! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے دعا اور توجہ کے لئے التماس کیا کرو۔ اور جو ان میں سے فوت ہو گئے ہیں۔ ہر ماہ کے بعد فاتحہ پڑھ کر ان سے دینی اور دنیاوی مطلب کے لئے درخواست کیا کرو۔ جو ان میں سے زندہ ہیں۔ ان کی خدمت کیا کرو۔ اور ان کی خدمت کو دونوں جہان کی نیک بختی سمجھو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دینی اور دنیوی کام ان کی توجہ کی برکت سے آسان کر دے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صرف ایک خاتون عقی یعنی شیخ سلطان کی بیٹی زہرا۔ اسی خاتون سے تمام اولاد ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفائے کرام

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء اس قدر ہیں کہ اگر ان کے حالات نہایت اختصار سے بھی لکھنا چاہیں تو کئی دفتر درکار ہیں۔ ہم یہاں ان میں سے صرف بہت ہی مشہور خلفاء کا ذکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آنجناب کے تمام خلفاء کی تعداد جنہیں خلافت اور اجازت عنایت ہوئی پانچ ہزار ہے۔ بعض نے ان کی تعداد کم بتائی۔ بعض نے زیادہ۔ خلفاء مرید اور فرزندانوں کے علاوہ قریباً نو لاکھ ایسے شخص ہیں جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ آپ کے فرزندانوں کے بعد آنجناب حضرت میر محمد تھمان بدشتی رحمۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ میر سید شمس الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار ہیں۔ آپ کا وطن مالوف بدخشاں ہے۔ آپ سید بزرگ کے نام سے مشہور تھے اور بدخشاں کے بڑے مشہور مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ ۹۷۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے پیشتر امام اعظم کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں آپ کے والد بزرگوار کو فرمایا کہ تمہارے ہاں ایک بڑا بزرگ بیٹا پیدا ہونے والا ہے اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ جب میر صاحب ہندوستان آئے تو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے مرید ہوئے

۱۔ حضرت میر محمد تھمان قدس سرہ کے احوال و مقامات پر صاحب حضرت القدس خواجہ

حضرت خواجہ صاحب آپ پر نہایت مہربان تھے۔ جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) بدرالدین سرہندی نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ آپ حضرت ابو
السنائی قدس سرہ العزیز کے ضعیف اعظم اور خاص انخاص محبت تھے۔ آپ حضرت میرزا بزرگ برہنہ
بہشتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامور فرزند تھے۔ عرصہ کو بلاہ کشم بدخشاں میں پیدا ہوئے۔ آپ کا
خاندان علم و فضل میں گکانہ روزگار تھا۔ اور آپ کے احباب و روحانیت میں ممتاز بزرگ تھے۔ حضرت
میر محمد نعمان فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے والد ماجد کے متر علم سے واقفیت حاصل تھی۔ مگر ان کی ولایت کا
اس وقت علم ہوا جب میں نے خواب میں آپ کو مقام ولایت پر دیکھا۔ اس شعور کو مینے تو امیر عبداللہ
یعنی عشق رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر رہے۔ ہندوستان آئے تو ان کی بزرگوں کی زیارت سے حقیقت
ہوئے۔ آخر کار حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے۔ آپ نے میر نعمان
کو اپنی انتہائی انتظامات میں تربیت دے کر سلوک کے کئی مقامات سے آگاہ فرمایا۔ اور اپنی خصوصیات
توہید سے بیٹوں کی طرح رکھا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر میر محمد نعمان بڑے شکستہ
دل ہوئے۔ آہ و فغان کے ساتھ یوں نظر آئے کہ قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس مصیبت کے وقت حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو دیکھا۔ بڑا ترس آیا۔ فرمایا: ”میرے بے ہوشی بکندہ انشاء اللہ اور
خوب تر خواہر شد“ ساتھ لیا اہل سرہند لے آئے۔ بیعت ہونے کے بعد مقامات مجددیہ کے طریج
اعلیٰ پر پہنچا دیا۔ حضرت میر نعمان نے منازل سلوک کو بڑی تیزی سے طے کیا۔ آپ پر حضرت مجدد کی
خاص نظر شفقت تھی۔ ایک بار حضرت مجدد سخت بیمار ہو گئے۔ خدمتہ تھا کہ یہ بیماری جان لیوا
ثابت نہ ہو۔ آپ نے اپنے بیٹے خواجہ محمد صادق اور حضرت میر کو طلب فرما کر خصوصی امانتیں اور نصیحتیں
عطا فرمادیں۔ حضرت مجدد صحت یاب ہوئے تو فرمایا۔ یہ مقامات اور مناصب کے فوری حصول
کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمارا کر دیا تھا۔ آپ کو خلافت سے نوازا گیا۔ خصوصی فرمان جاری ہوئے۔
حضرت مجدد کے حکم پر میر محمد نعمان سرہند سے برہان پور چلے گئے۔ جہاں آپ کو قبول عام

نے اپنے خلفاء کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا تو ان میں ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) حاصل خواجہ بزرگوں طالبان حق جو حق و جوق آنے لگے۔ آپ کی
محاسن اہل سلوک سے بھری رہتیں۔ صوفیاء، مشائخ حسیکہ قصوف، اسکے مکرین بھی آپ کے حلقہ میں شامل
ہوئے جاتے۔ آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ اس علاقہ کے اکثر مشائخ بھی آپ سے بیعت ہو گئے۔
حضرت مجدد الف ثانی کے حکمت و بات میں اکثر کتابتیں ہیں جو اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں۔ آپ کے نام ہیں وہ اہل
قصوف کے لئے ایک نعمت روحانی ہیں۔ آخری دن تک حضرت مجدد کی نگاہ فیض آپ کے مراتب اور
مناصب کی ترقی میں رہی۔

حضرت میر کی شہرت ہندوستان سے بکل کر مختلف ممالک اسلامیہ میں پہنچی۔ تو لاکھوں لوگ حضرت
میں حاضر ہوئے۔ خصوصاً افغانستان، ایران اور وسط ایشیا سے بہت سے حضرات ہر وقت خدمت
میں حاضر رہتے۔ حضرت مجدد کے مخالفین اور اسدہم سے بغض رکھنے والے وزیرانہ بادشاہ کے دربار
میں اس خطرہ کا اظہار کیا کہ میر محمد نعمان کے پاس ایک لاکھ اور بکلی افغان ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ کسی
وقت بغاوت کر کے سلطنت کا تختہ نہ الٹا دیں۔ بادشاہ کو بھی اس خبر سے فکر مندی ہوئی۔ آپ کو دربار
میں طلب فرمایا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تم میر کیوں کہلاتے ہو۔ میں نے لوگوں کو حضرت کہنے سے منع کیا ہوا
ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ آپ کے پاس ایک لاکھ سوار مزید ہیں۔ بادشاہ کی اس بات پر آپ ہنس دیئے۔
بادشاہ نے کہا۔ میں سوال کرتا ہوں اور آپ ہنستے ہیں۔ میں ایسے مشکور و دلش کو پسند نہیں کرتا۔ حمایت
سپہ سالار افواج مغلیہ بھی اس وقت موجود تھا۔ کہنے لگا۔ حضور ان کے پیر و مرشد شیخ احمد سرہندی
نے اپنے خلفاء کو مختلف ممالک کی بادشاہی دی ہوئی ہے۔ یہ بڑا پونہ میں سامے و کن کے عظیم ہیں
یہ ہم جیسے دنیاوی بادشاہوں کی کیا پرواہ کرتا ہے۔ بادشاہ نے غصے میں آکر کہا۔ انہیں لے جاؤ اور
اپنی قید میں رکھو۔ مہابت خاں لے آیا اور آپ کی خدمت کرنے لگا۔ اہل ارادت مہابت خاں کے
محلات میں آنے لگے۔ بادشاہ نے مہابت خاں کو بلا کر تنبیہ کی کہ یہ کیا تماشا ہے۔ مہابت خاں نے
(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱۰ پر)

یہ میر صاحب بھی تھے۔ پہلے پہلے میر صاحب کو حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جانے میں تاثر تھا۔ مگر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے سخت الفاظ میں فرمایا کہ حضرت شیخ احمد اس وقت ایسا آفتاب ہیں جس کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے مانند ہیں۔ پھر آپ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھا جو کچھ کہا گیا تھا اس سے کئی چند بلند رتبہ ہیں۔ آپ سجدہ کے ساتویں سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اسی سال حضرت مجدد بیمار ہو گئے۔ تو احتیاطاً خواجہ محمد صادق اور میر محمد نعمان کو بلوا کر اپنی نسبت خاص کا انقا فرمایا۔ لیکن بعد ازاں آنجناب کو صحت ہو گئی۔ پھر آنجناب نے میر صاحب کو فضا دے کر دکن روانہ فرمایا۔ لیکن میر صاحب کے طریقے اور کوششوں کو وہاں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ کیونکہ وہاں پر شاہ فضل اللہ اور شاہ عیسیٰ جیسے بڑے بڑے مشائخ موجود تھے جن کے ہزار مرید تھے۔ اس لئے میر صاحب واپس آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے دوبارہ میر صاحب کو دکن روانہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اس سفر کو پہلے سفر کی طرح خیال نہ کرنا۔ واقعی اس سفر میں میر صاحب خصوصی توجہ کے ساتھ روانہ کئے گئے تھے۔ چنانچہ ان گنت پیادے اور چار سو سوار آپ کے حلقہ میں شامل ہوئے۔ دوسرے مشائخ کے مرید بھی میر صاحب کی خدمت میں آئے گئے۔ لوگ اس قدر کثرت سے جمع ہونے لگے کہ بادشاہ ہند نے ڈر کر آپ کو دکن سے بلا کر اپنے پاس رکھا۔ حضرت مجدد نے میر صاحب کے اجازت نامہ میں یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں: ”آن عارف باللہ ایستد لک لہ“

(بقیہ حاشیہ مابعدہ سفر سے آگے) کہا جنوریہ درویش صرف پانچ ماہ پڑھتا ہے مزید اس کے پاس کچھ بھی نہیں اس سے کوئی خدمتہ نہیں ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا اسے برہنہ پور سے اکبر آباد لے آئی۔ اکبر آباد میں اگر آپ شہرت و بار میں اُن تک جا پہنچی اور آپ کو مزید روحانی تربیت کا موقع مل گیا۔

کہ ایک بار یہ مکتوب لکھا کہ آج صبح تمہاری طرف توجہ ہوئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمہارے کمال کا بلال آفتاب کے مقابلہ میں کمال کا بدر ہو گیا ہے اور قضا و قدر نے جو کچھ آفتاب ہدایت میں بطور امانت رکھا تھا۔ اس تمام کا عکس اس بدر پر پڑا۔ اور کمال میں اب کوئی اور کسر نہیں رہ گئی۔ حسب وخواہ کمال حاصل ہوا ہے۔ ہاں اتنا ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق اس سے انعکاس ہدایت لیتا رہے گا۔ ورنہ اس کی مثال صورت آنکھوں کے سامنے رہی جتنی کہ پورا یقین ہو گیا کہ یہ دوست اس خواب کا نتیجہ ہے جو تم نے دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تمہارا قرضہ سب کا سب مباح ہو گیا۔ وعدہ ایفا ہوا۔ امید ہے کہ تکمیل اس کمال کے اندازہ کے مطابق ہوگی۔ اور اس گرد و نواح کے مشکل و بیابان سب تمہارے وجود و شریعت سے منور ہو جائیں گے۔

اس علاقے کی قلبیت بھی آنجناب نے میر صاحب کو عنایت فرمائی تھی۔ خواجہ ہاشم کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے میر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعوت کی۔ آپ نے جانے سے پہلے طعام کے احتیاط کے بارے میں تاکید فرمائی۔ ایک گھڑی بعد شور برپا ہوا کہ ذبح کرتے ہی بکرے میں کیرے پڑ گئے ہیں۔ اور ایسے سخت کہ ایک گھڑی میں گوشت سے ہڈی تک پہنچ گئے ہیں۔ میر صاحب نے فرمایا کہ یہ بکرہ حلال کی کمانی کا نہ تھا۔ نفقیش کے بعد معلوم ہوا کہ اس شخص کے ایک دوست نے جو حاکم شہر تھا رعایا سے زبردستی چھین کر بھیجا تھا۔

ایک رات میر صاحب تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک برات ڈھول۔ نقارے اور باجے کے ساتھ گاتی بجاتی۔ آپ کے مکان کے پاس سے گزری آپ کے حضور قلبی میں جو فرق آیا۔ تو فوراً سلام پھیر کر سامنے پڑے ہوئے انکیت تن

کو اوندھا کر دیا۔ اس کو اوندھا کرنا تھا کہ وہ برات معہ ساز و سامان غائب ہو گئی
آپ پر سہو کی حالت طاری تھی۔ صبح کو رات والا معاملہ بھول گئے۔ اور خود حضرت مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے سرسبز روانہ ہو گئے۔ پچھ ماہ حضرت مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے۔ پھر دکن آئے تو وہاں چہچا تھا کہ چھ ماہ پہلے
ایک برات غائب ہو گئی تھی۔ جب آپ نے سنا تو فرمایا کہ یہ میرا ہی قصور تھا۔ اٹھ کر
وہ برتن سیدھا کر دیا۔ برتن سیدھا کرتے ہی وہ غائب شدہ برات عین عین نمودار ہوئی
اور اسی شور و شغب سے گھاٹی بجاتی روانہ ہوئی۔

امیر تربیت خاں نے اپنے بیٹے سیف خاں کو میر صاحب کی نذر کیا ہوا تھا۔ بچپن
میں اس لڑکے کو چھپک کل آئی تھی کہ مرنے کی نوبت آگئی۔ جب وہ میر صاحب کے
پاس لایا گیا تو آپ نے وہ بیماری اپنے جسم پر لے لی۔ چنانچہ اس کے دانے آپ کے چہرے
پر نکل آئے۔ لڑکے کو تو شفا ہو گئی۔ لیکن میر صاحب اس مرض سے لاچار ہو گئے آخر
آپ نے اسی بیماری کی آفت کو ایک دیوار پر ڈالا جو اسی وقت گر گئی۔

ایک روز جناب میر صاحب نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو
خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں۔ ”کہ جو شخص شیخ احمد کا مقبول ہے وہ میرا بھی مقبول
ہے۔ اور جو میرا مقبول ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے۔ اور جو شخص شیخ احمد کا مردود
ہے وہ میرا بھی مردود ہے اور جو میرا مردود ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔“ میر صاحب
فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ہے کہ میں آنجناب کا مقبول ہوں۔
پھر جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”جو تیرا مقبول ہے وہ
میرا مقبول ہے اور جو میرا مقبول ہے وہ مقبول خدا ہے۔ اور جو تیرا مردود ہے وہ
شیخ احمد کا مردود ہے اور جو میرا مردود ہے اور اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔“

ایک روز میر صاحب نے فرمایا کہ مجھے ایک مقام کی آرزو تھی اتنے میں میں ایک

بلند جگہ سے گرا۔ گرنے کا ہی تھا کہ وہ مقام مجھے حاصل ہو گیا۔ اس شکر یہ میں میں نے علواً تنالاً
اسی وقت مجھے اتنا اہم ہوا کہ آج جو شخص یہ علو اکھاٹے گا۔ بہشت میں جائے گا۔

آپ کا مرادہ اکبر آباد میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ شیخ ابوالاعلیٰ رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ نے جو اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ سے استفادہ
باطنی کیا۔ میر ابوالاعلیٰ صاحب حیدر میں تو اچھے تھے۔ لیکن ان کے طریقہ میں بعض بدعتی
امور پائے جاتے تھے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ مجددیہ کے
مخالف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات سرسبز میر ابوالاعلیٰ کے طریقہ سے خوش نہیں۔
کہونکہ وہ اپنے پیروں کے مخالف چلتا ہے۔ میر ابوالاعلیٰ کے دو خلیفے تھے۔ ایک سید
کالیپوی۔ دوسرے سید جلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم بریلو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے خلیفہ خواجہ محمد حنیف کابلی میر محمد نعمان کے ذریعہ سے حضرت مجدد
کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس واسطے خواجہ محمد حنیف ہمیشہ میر صاحب کے لشکر گزار رہے۔
اور اکثر ان کی زیارت کے لئے دکن جایا کرتے۔ ایک دفعہ جب معمول دکن کی طرف روانہ
ہوئے۔ ابھی سرسبز سے پہلی منزل ہی طے کی تھی کہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سے ملاقات ہوئی۔ شیخ صاحب کی عادت تھی کہ جو شخص ملتا۔ اس سے اپنے علوم و معارف
بیان فرمایا کرتے۔ خواجہ محمد حنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنے علوم و معارف کا ذکر کیا
پھر پوچھا کہ کدھر کا ارادہ ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا دکن جانا ہوں۔ پوچھا۔ میر محمد نعمان
سے بھی ملو گے۔ کہا۔ جانا ہی اس غرض سے ہوں۔ کہا تو پھر ان علوم و معارف کا ذکر
میر صاحب سے نہ کرنا۔ کہا بہتر۔ جب خلیفہ خواجہ محمد حنیف اور میر صاحب کی آپس
میں ملاقات ہوئی۔ تو ایک روز میر صاحب باغ کی سیر کو گئے۔ دونوں ایک ہی سواری
میں تھے۔ اور بہت سے مرید بھرا تھے۔ میر صاحب نے خواجہ صاحب سے پوچھا۔

کہ پہلی منزل آپ نے کہاں کی؟ کہا بنور میں۔ پوچھا: شیخ آدم سے ملاقات کی؟ کہا
ہاں۔ پوچھا: باہمی کیا گفتگو ہوئی تھی۔ کہا: اس کے اظہار سے شیخ صاحب نے منع
کیا تھا۔ میر صاحب نے فرمایا۔ اس نے اپنے معارف و علوم بیان کئے تھے۔ اور وہ یہ
تھے۔ چنانچہ میر صاحب نے حروف بہ حروف اعادہ کر دیا۔ اور پھر سخت نا داخل ہو کر فرمایا
کہ یہی اس کے معارف ہیں جن پر اسے اتنا مانہ ہے۔ اسے اپنی قدر و قیمت معلوم نہیں
وہ نہیں جانتا کہ ہم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں حاضر رہا
مکرتے تھے۔ وہ بڑا بڑھ چلا ہے۔ مخدوم دادوں سے برابری کے دعوے کرتا رہتا ہے
غیرت خداوندی سے نہیں ڈرتا۔ بعد ازاں میر صاحب نے اپنے مریدوں کی طرف
اشارہ کیا۔ کہ یہ معلوم جن پر شیخ آدم کو فخر ہے۔ میرے فلاں مرید اور فلاں یار ہیں
بدرد تم پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا حالات مریدوں پر وارد ہوئے۔ اور میر صاحب
بھی جذبہ میں آئے۔ جتنے آدمی ساتھ تھے سب کے سب بے خود ہو گئے۔ حتیٰ کہ
گھوڑے، بیل اور دوسرے مویشی سب از خود رفتہ ہو گئے۔ دیر تک پیڑے رہے
کسی کو اپنے آپ کی شدھ بید نہ تھی۔ بعد ازاں آفاقہ ہوا۔ تو میر صاحب نے
وہ ذکر چھوڑا۔ اور دوسری باتیں شروع کیں۔

کشم پدشاں کے علاقے میں ایک
حضرت خواجہ ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ شہر ہے۔ خواجہ ہاشم حضرت مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا میں سے تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے محرم اسرار تھے۔ پہلے آپ میر محمد نعمان کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ دن رات اور
سفر و حضر میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہتے۔ اس خدمت بابرکت
سے جو کچھ حاصل کیا سو کیا۔ سلوک کو کمالات کے انتہائی درجہ تک پہنچایا۔ جس وقت حضرت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجیر میں اپنے دونوں فرزندوں کو کمالات کے انتہائی درجے پر
پہنچایا۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے تیسرے تھے۔ آنجناب کو حکم ہوا کہ اچھا
اسے بھی ہم نے قبول کیا۔ اور اپنے مقررہوں کا سر حلقہ بنایا۔ بعد از دو یا ثلاث
ہو ز داغ سیاہی واروہ میں یا ثلاث سے مراد خواجہ ہاشم ہیں۔ حضرت خلیفۃ
اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یا ثلاث کی وہ سیاہی کا داغ بھی دور ہو
گیا۔ اور اسے بھی قبول کر لیا۔

مجھے یہ کہنے میں فخر ہے کہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان کا اندازہ اس
سے ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت عروۃ الوثقیٰ اور خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے
یا ثلاث ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان

۱۔ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی کے منظر نظر اور مقبول بارگاہ تھے آپ کشم
پدشاں کے بزرگ زادوں میں سے تھے۔ آپ کے والد خواجہ تھامس اپنے وقت کے معروف عالم اور شاعر صاحبِ کلیت
تھے۔ مرزا شاہ رخ بادشاہ پدشاں کے استاد تھے۔ اور سلسلہ کبرویہ (خواجہ غلام الدین کبروی) سے وابستہ تھے حضرت
خواجہ محمد ہاشم ہندوستان آئے۔ برہانپور میں حضرت میر محمد نعمان خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں پہنچے سلوک کے
سرابتی سابق ملکہ میں حضرت مجدد الف ثانی نے خود ہی آپ کو سرنبد طاب فرمایا۔ پورے دو سال حضرت
مجدد کی خدمت میں گزارے سفر و حضر میں بسترہ رمان فزاک مجدد رہے۔ حضرت کی مجلس خاص کے جلسے میں
حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں آپ کو روحانی بتادیں اور بارگاہ عبادندی میں قبولیت کا پتہ عطا
ہے۔ آپ کی کتاب "زبۃ المقامات" (ص ۱۰۷) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود پڑھی۔
بعض مقامات پر اصلاح فرمائی اور اظہار مسرت فرمایا۔ اس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
آپ کے پیروں پر اولاد و خلفاء کے مستند حالات قلمبند کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی
آخری جلد آپ نے مرتب فرمائی تھی۔

تھے۔ حضرات سرسند کی یہ رائے ہے کہ میر محمد نعمان کے بعد خواجہ ہاشم کا درجہ ہے۔ آپ نے ذیقہ المقامات، برکات احمدیہ جیسی مستند کتاب جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال میں لکھی تھی، اسے دنیا سے مجددیت میں بڑی شہرت ملی۔ آپ شاعر بھی اچھا کہا کرتے تھے، چنانچہ آپ کے اشعار مشہور و معروف ہیں، لیکن سب کے سب اپنے پیر کی مدح میں ہیں۔ اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ پیری و مریدی سے قطع نظر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت مبارک پر عاشق تھا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آپ نے قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف باطنی رجوع کیا، اور بہت فائدہ اٹھایا، جیسا کہ حسب ذیل مکتوب سے جو حضرت عروۃ الوثقیٰ نے خواجہ ہاشم کو لکھا ہے، ظاہر ہوتا ہے۔

”بھائی صاحب! آپ خوف، زوال سے نجات پا کر مدلول حقیقی تک پہنچ گئے ہوں گے۔ اور تجربے سے کل تک اوزوایاں سے اوپر تک بل گئے ہوں گے۔ اور قوسین سے اوادنے تک پہنچ گئے ہوں گے۔ خالص کو مخلوط سے الگ کر لیا ہوگا۔ دائرہ صباحت سے گذر کر ملاحت کو بھی پالیا ہوگا۔ بلکہ ”المس من احب“ انسان اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے۔“ کے مطابق لفظ مذکور کے مرکز تک پہنچ گئے ہوں گے۔ علم سے نادانی اور گفتگو سے خاموشی تک آگئے ہوں گے۔ نفی کے معاملہ کو پس پشت ڈال کر سہم ترن اثبات کو دیکھتے ہوں گے۔ بلکہ وہاں سے جمہول الکلیفیت تک پہنچے ہوں گے۔ اور وہاں قرار کیا ہوگا۔ اور خلیل سے نجیب کا درجہ کیا ہوگا۔“

یہ اشارہ جو خواجہ صاحب کو ولایت ابراہیمی کی طرف کیا گیا ہے یعنی ہم تمہیں ولایت ابراہیمی سے ولایت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں لے آئے۔ اور ہم نے

مذکورہ بالا کمال تک پہنچایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع کی۔

میرے (مستحق) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک روز خواجہ ہاشم صاحب ایک مجمع میں بیٹھے تھے۔ اور اولیائے سلف کی کرامتوں کا ذکر ہو رہا تھا، ایک شخص نے کہا، کہ گذشتہ اولیاء سے بہت سی کرامت ظاہر ہوتی تھیں، اس زمانہ میں کرامتیں کسی سے ظاہر نہیں ہوتیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اب بھی اولیاء سے بڑی بڑی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر چاہیں تو اس خیمہ کو جس میں ہم بیٹھے ہیں، زمین سمیت کسی اور جگہ ایجاںیں یہ فرمانا تھا کہ وہ خیمہ زمین و مجلس حرکت کرنے لگا۔ حتیٰ کہ ایک تیر کا فاصلہ طے کر چکا۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے دیکھا تو اسے رک جانے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ ہمارا یہ ارادہ نہ تھا کہ توجرت کرے، بلکہ ہم نے اولیاء کی کرامت کی بات کی تھی، یہ دیکھ کر تمام حاضرین مجلس خواجہ صاحب کے معقد ہو گئے۔ آپ کا مزار بڑا پتوریا ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے

حضرت شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ | اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ صاحب ریاضت و عبادت تھے، حالات باطنی بہت بلند تھے، علم ظاہری بھی انتہائی درجے کا حاصل کیا تھا، قرآن شریف حفظ تھا، تجوید و قرأت سے پڑھا کرتے تھے، جب آپ کو خدا اعلیٰ کا شوق دامگیر ہوا، تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، چونکہ آپ شرع کے سنی سے پابند تھے اس واسطے آپ پر بھی متشرع چاہتے تھے، چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتباع سنت میں وقت کے تمام اولیاء کے سردار تھے اس واسطے انتخاب کی خدمت میں بڑے عجز و کماد سے مدت تک رہے، حتیٰ کہ کئی دفعہ خانقاہ کا کوزہ اکڑا کر اپنے دست مبارک سے صاف کرتے، حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم اور خالین الرحمت رضی اللہ تعالیٰ

عنہما نے آپ سے علم ظاہری حاصل کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخری عمر میں فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ محمد یحییٰ کو بھی شیخ طاہر لاہوری کے حوالے کروں۔ لیکن اب شیخ صاحب کا دماغ اور تمر تعلیم کے سبب کافی کمزور ہو چکا ہے۔ شیخ طاہر لاہوری صاحب انجناب سے اس قدر ڈرا کرتے تھے کہ ایک دفعہ انجناب نے شیخ صاحب کو امامت کا حکم دیا۔ تو شیخ صاحب کا رنگ زرد ہو گیا اور قرأت بڑی کمزورتی سے ادا کی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت مجدد نے صبح کے حلقہ سے پیشانی پر لفظ شقی اٹھ کر فرمایا کہ آج ہم نے دوستوں میں سے ایک کی پیشانی پر لفظ شقی لکھا دیکھا ہے۔ تمام احباب ڈر گئے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شخص شیخ طاہر ہے۔ شیخ صاحب میں چند دنوں میں ہی بدبختی کے آثار نمودار ہونے لگے۔ آپ نے زنا پر پہن لیا۔ ایک بندہ غور و کے عشق میں ملک ملک اختیار کیا۔ حضرت مجدد اپنی توجہ سے انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے مگر وہ اسی میں مشغول ہو جاتے۔ تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ آخر معلوم ہوا کہ آپ اٹل قضا کی زد میں ہیں۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ الہی میں خشوع و خضوع سے التماس کی کہ اسے پردہ و گار! مجھے لوح محفوظ کا تصرف عنایت فرما۔ جناب باری نے عنایت فرمایا۔ تو انجناب نے لوح محفوظ پر دیکھا کہ وہاں پر شیخ طاہر لاہوری کا نام اشقیاء میں درج ہے۔ حضرت مجدد نے وہاں پر سے لفظ شقی مٹا کر لفظ سعید لکھ دیا۔ چنانچہ یہ واقعہ تواریخ اور حضرت مجدد کے مکتوبات میں درج ہے۔ جہاں آپ نے ان تمام شکوک کی تردید لکھ دی ہے۔ جو اس پر وارد ہو سکتے ہیں۔ مدلل اور شافی جوابات سے وضاحت کی ہے۔ شیخ طاہر کے اہانت نامہ اور سند خلافت میں بھی یہ واقعہ لکھا ہوا ہے۔ پھر شیخ طاہر نے ان مصائب کے بعد سلوک ختم کر کے

خلافت حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ عین سلوک میں یہ مصیبت اترل ہوئی تھی۔ حضرت مجدد نے آپ کو نقش بند یہ اتقاد دیا اور چشتیہ، سلسلوں کی اجازت عنایت کر کے لاہور روانہ فرمایا۔ اور اس ولایت لاہور کی قطبیت بھی مرحمت فرمادی۔ حضرت شیخ طاہر بھی ادباً ہر سال درویشوں سمیت پاپیادہ حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا کرتے۔ زندگی بھر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی خلقت سے قطع تعلق اور خدا جوئی میں آپ ایک مثال تھے۔ آپ کسی سے نیاز یا فتوح نہ لیتے۔ حلال کی روزی کما کر کھاتے۔ اہل دنیا سے دور بھاگتے۔ کسی سے دوستی نہ کرتے۔ چنانچہ گورنر لاہور نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بڑی کوشش کی لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ آدم نے ایک جامع کتاب لکھی ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد شیخ آدم شیخ طاہر لاہوری کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ان سے سلسلہ قادریہ اور چشتیہ کی اجازت حاصل کی۔ شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سزا لاہور میں ہے۔

حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری قادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ مطابقت میں ہیں۔ پیدائش ہوئے تھے۔ شاہ سکندر بن شاہ کمال کھیل دھس سترہا کے مرید ہو کر سلسلہ قادریہ میں تربیت حاصل کی۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی کے والد خواجہ عبدالواحد قدس سرہ کے مرید ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ آپ وقت کے ممتاز عالم دین اور ماہر تعلیم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے صاحبزادگان خواجہ محمد مصوم اور خواجہ محمد صادق کی تعلیم کے لئے آپ کو مقرر فرمایا۔ تو آپ نے ان صاحبزادگان کی تعلیم تربیت میں بڑی محنت کی۔ ایک بار

حضرت شیخ بدیع الدین شہناز پوری رحمۃ اللہ علیہ | مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
آپ حضرت قیوم اقل
کے بڑے خلفا سے ہیں۔ پہلے پہل آپ انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم ظاہری پڑھا کرنے

حضرت شیخ صفیر سے آگے حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی مجلس میں از روئے مکاشفہ اعلان فرمایا کہ ہماری مجلس میں ایک ایسا شخص ہے جس کی پیشانی پر شعلہ اور ہوا کا فطر کے الفاظ لکھے ہیں۔ احباب کو تشویش ہوتی تو چند روز بعد معلوم ہوا کہ یہ بدقسمتی حضرت شیخ طاہر لاہوری کے مقدر میں ہے۔ قلاطہ عالم و فاضل ہونے کے باوجود سرسند کی ایک خوش شکل ہندو عورت کے عشق میں پھنس گئے۔ اس کے لئے نماز و روزہ ترک کر کے زنا باندھ لیا۔ یہ عورت مندر میں جایا کرتی تھی۔ آپ بھی اس کے اشارہ پر ہندو لباس پہنتے اور قشتہ ملتے پر لگا سے مندر میں جا پہنچتے۔ حضرت مجدد آپ کے احباب اور خصوصاً آپ کے دونوں صاحبزادوں کو اپنے قابل صدا احترام استاد کی اس کیفیت پر براہِ صدمہ ہوا۔ صاحبزادگان نے سفارش کی۔ تو حضرت مجدد نے غصہ میں دعاؤں سے اللہ تعالیٰ سے ملا طہر کی توبہ کی توفیق حاصل کر لی۔ تائب ہونے کے بعد ملا طہر نے حضرت مجدد سے پوری پوری توبہ حاصل کی۔ حضرت مجدد نے آپ کو سرسند سے لاہور منتقل ہونے کا مشورہ دیا۔ اور وہاں کی قطبیت عطا فرمادی۔ لاہور آکر آپ نے پہلے علیہ شیخ اسحاق (معدن شہر موتی بازار اور چوٹا منڈی کے پاس قلعہ شہر پوریاں اور بعد از خوشحال سنگھ نے ایک قلعہ ٹھہری بنائی۔ قیام پاکستان کے بعد اسے سی آئی اے کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا۔ ان دنوں مستورات کا ایک کالج بنایا گیا ہے) میں قیام کیا۔ لاہور سے کل کوچے آپ کے علم و فضل کی روشنیوں سے متوجہ ہونے لگے۔ رات دن ظاہری اور باطنی علوم کے طالبوں کا مجمع ہونے لگا۔ ان دنوں جہاں لاہور کا قبرستان سیانی ہے۔ وہاں اکبری قور کے ایک امیر حافظ جان محمد کا کافون تھا۔ حافظ جلی محمد نے حضرت ملا طہر کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ اور نہایت اصرار سے اپنے گاہوں لے آئے۔ یہاں آکر آپ نے ایک سی وار العلوم کی بنیاد رکھی اور اس علاقہ کا نام سیانی آپ کی نسبت سے

تھے۔ اور درویشوں کے چنداں معتقد نہ تھے۔ بلکہ نماز کے بھی اتنے پابند نہ تھے۔ ایک

دینیہ ماسٹیر سابقہ سے آگے مشورہ ہوا۔ مفتی غلام سرور لاہوری اپنی کتاب خزینۃ الاصفیاء میں لکھتے ہیں کہ آپ فقہ حنفی کی کتابیں اپنے ہاتھ سے خوش خط لکھتے اور اس پر خواہی و تعلقات لکھ کر فرو کر کے مدنی کاتے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جو روحانی تربیت دی تھی اس کی ضیائی لاہور اور پنجاب کو روشن کرنے لگیں۔ اگرچہ آپ نے سرسند سے لاہور آتے قدرے چمکیا ہٹ محوس کی مگر یہاں آکر اربعہ بزرگان دین خصوصاً صحابہ کرام اور شیخ کریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی نگاہ شفقت نے آپ کو مال کر دیا۔ آپ نے ان فرائض کا ذکر حضرت مجدد الف ثانی کو ایک خط میں کیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اور مقتدر حقیقہ شیخ آدم بنوری مجددی حضرت ملا طہر لاہوری کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور بنور سے ہی ننگے پاؤں پہنچتے اور حضرت طاہر قدس سرہ سے روحانی فیض پا کر واپس جاتے۔ آپ سنہ ۱۳۳۵ھ کو ۸ محرم الحرام کو عمر ۵۶ سال فوت ہوئے اور اپنے وار العلوم کے پہلو میں دفن ہوئے۔ جہاں آج تک آپ کا مزار اہل عقیدت کی زیارت گاہ ہے۔ سب سے پہلے آپ کا روضہ شیخ ابو محمد رئیس لاہور نے تعمیر کرایا۔ آج سے ۱۶۰ سال پہلے فیض الدین چراغ دہان سنگھ کا ملازم تھا۔ اسے از سر نو تعمیر کرایا۔ قبرستان کی چار دیواری بنائی۔ تذکرہ نگاروں نے آپ کے والدین یا آبا و اجداد کا ذکر نہیں کیا۔ آپ نے دو شاہدیاں کہیں مگر اولاد نہیں ہوئی۔ آپ کے پانچ خلفاء ابو محمد قادری لاہور (مدفون سیانی)، سید مصطفیٰ (مدفون دہلی)، حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مدفون جنت البقیع مدینہ منورہ)، لیکن مرث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مدفون بیرون مودی دروازہ لاہور)، اور شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مدفون جنت شریف) ساکنان وقت ہوئے ہیں۔

(مرتب)

روزِ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معلوم کیا تو آپ سے وجہ پوچھی۔ عرض کیا کہ اگر آنجناب توجہ باطنی سے مجھے راہِ راست پر لائیں تو ممکن ہے۔ ورنہ صرف نصیحت سے کچھ نہیں بتا۔ آنجناب نے فرمایا کہ بہتر کل اسی نیت سے ہمارے پاس آنا۔ جب دوسرے روز حاضر خدمت ہوئے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو خلوت میں لے جا کر ذکرِ قلبی کی تعلیم دی۔ اور آپ کے دل پر توجہ فرمائی۔ اس سے آپ بے خود ہو گئے۔ لوگ آپ کو اٹھا کر گھر لائے۔ وہ سرے دن جب ہوش آیا۔ تو آپ نے آنجناب کی خانقاہ میں رہ کر آنجناب سے سلوک باطنی شروع کیا۔ آخر اسے ختم کر کے خلافت پائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو چہانگیر بادشاہ کے لشکر میں بھیجا۔ پھر جو کچھ شیخ صاحب کے سر پر پیشی اور شیخ صاحب کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلوک ہوا۔ وہ پہلے مفصل لکھا گیا ہے۔ آخر آپ فکر سے اپنے وطن سہارنپور میں آکر گوشہ نشین ہو گئے۔ اور یادِ الہی میں مشغول ہو گئے۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ اور اس پر چھاپے میں ہر روز دیرھ مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آنجناب کی خدمت میں حسبِ ذیل مضمون کی عرض بھیجی:

”کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر ہو کر بہت سی عنایات اس بندے کے حق میں فرمائی اور عبادت کا امر فرمایا۔ نیز فرمایا: ”اننت سراج اللہ“ تو اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے۔“

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں لکھا کہ واقعاتِ دل خوش کن ہیں۔ گو ناقلاً میں لیکن منور ہیں۔ چونکہ تمہیں عمل کا امر ہوا ہے اس لئے جس قدر ہو ہو سکے غنیمت ہے۔ آپ دن رات عبادتِ الہی میں مشغول رہتے آپ کا مزاج بہت نرم

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفائے ہیں سے تھے۔ اور حضرت شیخ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفائے ہیں سے تھے۔ اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت پائی۔ چنانچہ آپ کے سلوک کی تعریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ میرزا گل بانی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بھیجی ہے۔

ایک دفعہ حضرت بقیم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ دہلی نفس کی رخنوت کا علاج میں سبقت پر حاضر تھے۔ کہ شیخ نور محمد اور شیخ طاہر کے دل میں خیال گذر کہ جس طرح ہمیں معلوم ہے اس طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آنجناب نے ان کے خیال سے باطنی طور پر اکاہ ہو کر دونوں کو خانقاہ سے نکال دیا۔ لوگوں نے بڑی شغلش کی لیکن بے سود۔ آخر خواجہ حاتم الدین نے ان کے واسطے عرض کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: انہیں چھوڑ دیجئے۔ ان کے نفس ابھی موٹے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات ہر روز دن کے وقت جنگلوں اور ویرانوں میں پھرنے رہتے۔ اور رات کو خانقاہ کے دروازے کے باہر پڑے رہتے۔ خواجہ حاتم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار پھر عرض کیا۔ کہ اگر حکم ہو تو مسجد کے کاندھوں سے جمع شدہ کوڑا کرکٹ صاف کرادیں۔ اس سے ان کے نفس کی رجحوت بھی جاتی رہیگی اور مسجد کی خدمت بھی ہو جائے گی۔ آنجناب اس بات پر راضی ہوئے۔ چنانچہ ان دونوں جو افرادوں نے تھوڑی مدت میں سالہا سال کا پڑا کوڑا کرکٹ صاف کر لیا۔ بعد ازاں انہیں بلوا کر ان کے حال پر مہربانی کی۔

حضرت شیخ نور محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت دے کر ہندوستان کے مشہور شہر بلنہ میں بھیج دیا۔ لیکن شیخ صاحب آپ کی یہ کیفیت حضرت مجدد الف ثانی

سنی۔ تو ایک تہذیب آمیز حکم جاری کیا اور انہیں لکھا کہ شہر میں رہو۔ آپ نے آنجناب کے ارشاد کے مطابق دریا کے کنارے شہر کی طرف کھانسن پھونسن کی ایک کٹیلا بنائی اور ایک چھوٹی سی مسجد درست کر کے وہاں رہنا سہنا شروع کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت اور خلق خدا کی ہدایت اور ارشاد میں مشغول ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ شیخ نور محمد بڑے اولیاء میں سے ہیں۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
حضرت شیخ حمیدنگالی رحمۃ اللہ علیہ | تعالیٰ عنہ کے عظیم ترین خلفا میں سے ہیں۔ اس سے پہلے آپ کے مرید ہونے کا حال لکھ چکے ہیں جب آپ مرید ہوئے۔ تو تمام پابندیوں سمیت سلوک ختم کر کے خلافت پائی۔ آپ اس سے پہلے وحدت وجود کے منکر تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ان تمام اولیاء کے منکر تھے جو وحدت وجود کے قائل تھے۔ حضرت مجدد نے ابتدائی طور پر شیخ حمید کی تربیت وحدت الوجود میں فرمائی۔ چنانچہ ایک روز ایک راستے جا رہے تھے کہ ایک مردہ گائے کو پڑے ہوئے دیکھ کر کہا۔ اے پروردگار! تو نے اپنے آپ کو کس لباس میں ڈال رکھا ہے۔ بعد ازاں حضرت مجدد نے حضرت شیخ صاحب کو اس مقام سے نکالا۔ اور ایسے خیالات کو اللہ کی شان میں امانت قرار دیا۔

وَلَا عِبَادَ إِلَّا لِرَبِّكَ رَحْمَةً اَللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں کہ ایک بڑے امیر نے مجدد سے پوچھا کہ تو نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کونسی کرامت دیکھی کہ تو ان کا مرید ہو گیا۔ میں نے شیخ حمید کا واقعہ سنا دیا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے کادھوون ذریعہ شفا بن گیا | اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ حمید کو انہیں کے

وطن کی خلافت دے کر روانہ فرمایا۔ رخصت ہونے وقت شیخ صاحب نے عرض کی کہ مجھے آنجناب حضرت مجدد اپنے پاؤں مبارک کی پاپوش عنایت فرمائیں۔ آنجناب نے آپ کی درخواست کو منظور فرمایا۔ شیخ صاحب نے اس پاپوش کو سرسید کی طرف روانہ کیا۔ اور وہ آج تک ملک بنگال کے منگل کوٹ میں موجود ہے۔ اس علاقے کے تمام سرایق اس نعل مبارک کو دھو کر پانی پیتے ہیں۔ جس سے صحت کلی نصیب ہوتی ہے۔ آپ شریعت اور طریقت کے سمت پابند تھے۔ آپ کا سلا ملک بنگالہ میں اب تک پورے طور پر رائج ہے۔ آپ کا مزار منگل کوٹ میں ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
حضرت شیخ منزل رحمۃ اللہ علیہ | تعالیٰ عنہ کے قدیمی خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے آنجناب کی بہت خدمتگاری کی اور پوری پابندیوں اور شرائط سے سلوک حاصل کیے۔ خلافت پائی۔ آنجناب نے آپ کے سلوک کا وصف حضرت خواجہ باقی باللہ نیزنگ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لکھا۔ نیز ایک اور مقام پر اس بارے میں لکھتے ہیں کہ قہار نے شیخ منزل علیہ الرحمۃ کی صحبت کافی ہے۔ اس قسم کے عزیز الوجود سرخ گندھک کی طرح نایاب ہوتے ہیں۔ ایک بار شیخ منزل پہاڑ کی سیر کو گئے اتفاقاً ایک پہاڑ پر سے پاؤں پھسلا تو غار میں گر کر راہی ملک بقاء ہوئے کیونکہ اس غار سے باہر آنا دشوار تھا۔ اور نہ ہی آپ کے گرنے کی کسی کو خبر ہوئی۔ ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ شیخ منزل ایک غار میں پڑے ہوئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں لیکن کوئی شخص ان کی فریاد سنی نہیں کرتا۔ ایک جگہ نے جس نے یہ واقعہ دیکھا تھا۔ آنجناب کو آ کر خبر دی۔ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کے فوت ہونے کا افسوس کیا اور فی الحال بھی

شیخ صاحب ورع اور تقویٰ سے موصوف تھے۔

حضرت شیخ طاہر بخش رحمة اللہ علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ نے تمام شرائط کے مطابق سلوک حاصل کیا اور خلافت پائی۔ کہتے ہیں کہ آپ کو خلوت میں ہمیشہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک دکھائی دیتی تھی۔ لیکن شیخ صاحب ایسے سادہ لوح تھے کہ جب آنجناب علوم و معارف بیان فرماتے تو آپ اس طرح آگے اور پیچھے کہہ کر سر ہلانے کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ علوم و معارف ابھی شیخ طاہر پر وارد ہوئے ہیں۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دے کر جو پور بھیجا۔ لیکن شیخ صاحب نے نشست و برخاست گفتگو اور طرح و طرح ایسی اختیار کی کہ لوگ انہیں ملاحتی کہنے لگے۔ بہت کم لوگوں کا رجوع آپ کی طرف ہوا۔ چنانچہ آپ نے حضرت مجدد کی خدمت میں لکھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عجیب سادہ لوح ہو۔ انسان کو اپنے ایمان کی فکر چاہیے۔ لوگوں کے مجمع کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر کوئی برائے خدا آئے تو اس کی تعلیم و تہذیب کر دینی چاہیے۔ نیز لوگوں کے دلوں کو ہاتھ میں لائے کہ ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ ملامت نہ ہو سکے اس بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی طرف ایک مکتوب بھی لکھا۔ آپ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پورے پورے پابند تھے۔ آپ حضرت مجدد الف

حضرت مولانا یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ انسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص بابوں میں سے تھے۔ آپ ان اشخاص میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا تھا۔ آپ

آنجناب کے ساتھ سر بند آئے۔ آپ کے بارے میں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہ نے سفارش کی تھی کہ اس کا کام ضرور سر انجام کرنا۔ اثنائے سلوک میں اہل نے آدبا کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین نزع کے وقت تشریف لائے۔ آپ نے عرض کیا کہ میرا کام سر انجام نہیں ہوا۔ آنجناب نے آپ کے حال پر تعجب فرمایا اور کام سر انجام فرمایا۔ آپ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکر بیجا لائے سر قریب پر رکھا اور راسے ٹکاب بقا ہوئے۔

بزرگ علاؤ خراسان میں ایک قصہ ہے۔ حضرت مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ مولانا احمد برکی علیہ الرحمۃ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ کے مرید ہونے کی کیفیت پہلے لکھی گئی ہے۔ آپ کو ایک ہفتہ میں باطنی سلوک کی منازل طے کرائی گئیں۔ اور خلافت عنایت کر کے خراسان بھیجا گیا۔ ایک مکتوب میں آنجناب نے آپ کی تعریف لکھی ہے کہ مولانا کی بزرگی میرے نزدیک اظہار من الشمس ہے۔ اس ولایت کی قطبیت بھی حضرت مجدد نے مولانا کو عنایت فرمائی۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اس علاقے کے ہزار ہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کے طفیل اس علاقہ میں اس طریقہ کا پورا پورا رواج ہوا۔ ۱۲۶۰ھ ہجری میں آپ نے حلت فرمائی۔ آنجناب نے آپ کے فوت ہونے کا بڑا افسوس کیا۔ اور فاتحہ مغفرت پڑھا۔

آپ مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مولانا حسن برکی رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص یار ہیں۔ چنانچہ آنجناب نے ایک مکتوب میں مولانا احمد کو لکھا تھا کہ شیخ حسن تمہارے ارکان دولت میں سے ہیں۔ اگر تمہیں ہندوستان یا ماوراء النہر کا سفر و ریشہ آئے۔ تو مولانا حسن تمہارے قائم مقام ہوں گے۔ بعد ازاں مولانا حسن آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے

انہیں خلافت دے کر نواسان روانہ فرمایا۔ آپ اس ولایت کے بڑے مشائخ میں سے شمار ہوتے تھے۔

حضرت مولانا صالح رحمۃ اللہ علیہ | اعلیٰ اعجاز کے مخصوص اصحاب سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے پورا کیا۔ خلافت پائی۔ اور آپ کے وسیلے سے بہت لوگوں نے فنا و بقا حاصل کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ میں فقرا کے پیچھے مارا مارا پھرتا تھا۔ میں نے سرسند کی جامع مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو یہ اختیار آنجناب کا شیفہ ہو گیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن ترقی نہیں ہوتی تھی۔ ایک رات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور کا غار تھال میں پڑا دیکھا۔ تو فود آ پی لیا۔ پیٹے ہی میرے باطنی پردے کھل گئے۔ آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دن اور رات کے مختلف درود و وظائف کو ایک رسالے کی صورت میں لکھا ہے۔

حضرت خواجہ محمد صدیق بدشتی علیہ الرحمۃ | الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفائے ہیں۔ ان اشخاص میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ میرنگ قدس سرہ نے آنجناب کے حوالے کیا تھا۔ آنجناب نے آپ پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کیا۔ اور خلافت پائی۔ جو مکتوب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولانا صالح کو لکھا ہے اس میں خواجہ محمد صدیق کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ مولانا محمد صدیق ولایت خاصہ سے مشرف ہوئے۔ آپ شہادہ کوچ کے لئے گئے۔ اور واپس آئے۔ آپ شہر بہت اچھا کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کی مثنوی مشہور ہے۔ حسب ذیل شعر اسی مثنوی سے ہیں۔

پرتہائی چہین میل و لم چیت ازین تمنا نشستن حاصل چیت
سگم من در سگی معذور باشم بدین عذر از خلائق دور شستم
خلط گفتم کہ سگے اندازیں راز کہ خود را کردہ ام نسبت کو باز
زنگ این سخن افغان پر آرد کہ بد عہدے ز ما خود را شمع آرد
مکان خود صاحب خود را شناسند بے از نا شناسائے براسند
خود مائے شناسد نے خدا را چرا بدنام ساند خصلت مارا
دیرین مدت کہ غم من بر شد نہ اندوین فتہ اند کف من خبر شد
ندائم ہر چہ قلت زیستم من نہ مگ نے آدمی لبکسیتم من

حضرت شیخ عبدالحی شادمانی رحمۃ اللہ علیہ | شادمان اصفہان کے علاقے میں توران سے اوپر کی جانب ایک قلعہ ہے۔ آپ اسی شہر شادمان کے رہنے والے تھے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفائے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بشرائط پورا کر کے خلافت پائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو تفسیر بھیجا جہاں پر آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزار ہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس علاقے کی قطبیت بھی آپ کو عنایت فرمائی۔ اس شہر کی ایک طرف شیخ نور محمد تھے اور وسط میں شیخ عبدالحی۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ ان دو عزیزوں کا وجود اس شہر میں قرآن السعدین سمجھو۔

شیخ عبدالحی حضرت مجدد کی نظر میں | کی طرف لکھا اس میں شیخ عبدالحی کے آنجناب نے جو مکتوب شیخ نور محمد

حالات یوں تحریر فرمائے کہ شیخ عبدالحی تمہارے شہر میں آیا ہے اور تمہارے پڑوس میں بھی یہ شخص عجیب و غریب علوم و معارف کا نسخہ ہے۔ اس راہ کی ضروری چیزیں اس کے پاس کافی ہیں۔ دور افتادہ یاروں کے لئے اس کی صحبت غنیمت ہے کہ تو وارد ہے اور نئی چیزیں لایا ہے۔ فنا و بقا بھی اس کے پاس ہے۔ اور جذبہ و سلوک بھی۔ بلکہ فنا و بقا سے بھی پرے تک کی بھی اسے خبر ہے۔ اور جذبہ و سلوک سے بھی آگے اس کا مقام ہے۔ بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس کی گذرگاہ ہے۔ مکتوبات کی بہت سے معارف غریبہ اس نے سنے اور جہاں تک ہو سکا اس نے پوچھے۔ حاصل کئے۔ شیخ عبدالحی نے حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی دوسری جلد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے جمع کی تھی۔

آپ شیخ عبدالحی کے خلیفہ ہیں۔

حضرت شیخ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ نہایت عزیز الوجود مرد تھے۔ سلوک باطنی آپ نے شیخ عبدالحی کی خدمت میں ختم کیا۔ خلافت پائی۔ آپ حضرات سرسبز کے طریقہ پر راسخ انقدم تھے۔

آپ شیخ جان محمد کے خلیفہ ہیں اور حضرت

حضرت شیخ عطاء اللہ علیہ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حریف کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا فرزند ارجمند غلام نقشبند علی وہ ہے کا ساکب اور علم ظاہری میں اکمل تھا۔ اب غلام نقشبند کے فرزند موجود ہیں۔ جو علم ظاہری و باطنی کے ماہر ہیں۔

صاحب نخبہ بنیہ الاصفیاء نے حضرت شیخ عبدالحی کا سال وفات ۱۰۸۰ھ لکھا ہے۔ اور تاریخ اس شعر

اعلم است سانش

قطب دین حق پرست عبدالحی

ہیں خصوصاً شیخ احمد جو باپ کی سیما سے سجادہ نشین ہیں۔ یہی (محقق) ہونے آپ کو دیکھا ہے۔ آپ صاحب انکسار اور متواضع ہیں۔ شہر لکھنؤ میں دریا کے کنارے سکونت اختیار کی ہوئی ہے۔ طریقہ چشتیہ کا سلوک بھی قدرے حاصل کیا ہے۔

طائفان برغشاں کے
حضرت مولانا یار محمد قدیم طائفانی رحمۃ اللہ علیہ علاقے میں ایک شہر ہے۔

مولانا آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ختم کیا۔ اور خلافت حاصل کی۔ آپ مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ حسن ظاہری بھی آپ کو بہت حاصل تھا۔ چنانچہ اپنے وقت میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے حسن کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔ کیونکہ جو شخص مجھے دیکھتا ہے۔ میرے نبی کریم پر درود پڑھتا ہے۔ جب آپ حج کو گئے۔ تو آپ اس ہودج میں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمال مبارک سے مشرف ہوئے جو عرفات میں آنجا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے لایا گیا تھا۔ زیارت کرتے ہی بیہوش ہو گئے۔ جب آفاقہ ہوا۔ تو رقص کرتے گئے۔ لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اہل عرب کہنے لگے کہ یہ عجیب عینون ہو گیا ہے۔ مولانا یہ شعر پڑھتے گئے۔

گرایں بیٹے از خیمہ نیردن شود بساکوہ و صحرا کہ بخون بود

حضرت مولانا یار محمد جدید طائفانی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت قیوم اقل

عہ کے مخصوص خلفاء سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں پورے طور پر حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بنیے پابند تھے۔ آپ نے آنجناب کے مکتوبات کی پہلی جلد جمع کی ہے۔

حضرت شیخ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدیمی اصحاب سے ہیں۔ آپ سترہ سال انتخاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے۔ سلوک باطنی بدرجہ کمال حاصل کر کے خلافت پائی۔ علوم ظاہری اور دیگر علوم مثلاً تاریخ وغیرہ میں کامل و سترس بھی۔ حضرات القدس نام کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ اس میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات مفصل مندرج فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں سنوالات الاقنیا جس میں حضرات آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے زمانے تک کے تمام حالات درج کئے ہیں۔ تصنیف فرمائی۔ اور بھی بہت سی کتابیں تالیف کیں۔

حضرت شیخ بدر الدین سرہندی قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد تربیت یافتہ خاوند مجدد کے مشہور تذکرہ نویس کی حیثیت سے شہرت دوم کے مالک تھے۔ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی کے خاندان و اساتذہ اشائخ اعداد و احیاد پر حضرات القدس نام کتاب دو جلدوں میں مرتب فرمائی تھی۔ آج یہ کتاب فارسی، اردو میں میر ہے۔ اگرچہ انکم کشی کی کتاب زبدۃ المقالات خاوند مجتہد کی ایک اہم و مشہور ہے مگر حضرات القدس (وجہات الارباب مرتبہ ۱۰۳۲ھ) کا ایک اپنا مقام ہے۔ آپ نے ایک اور کتاب سیرت احمدی بھی تحریر کی تھی۔ جسے حضرت مجدد الف ثانی نے پسند فرمایا اور بعض مقامات پر اس کی اصلاح بھی فرمائی تھی۔ مگر اس کتاب کا مسودہ چھپی ہو گیا۔ حضرت شیخ بدر الدین صاحب قلم تھے اور تذکرہ نویس میں بالکمال تھے۔ سرمد کے علی اکبر کو دہی نے آپ کو بستی کے بزرگان کرام کا تذکرہ لکھنے پر آمادہ کیا۔ آپ نے دیرینہ ہزار مخطوطات کا تذکرہ سترہ میں مکمل کر لیا۔ اور اس کا نام مجمع الادبیہ رکھا گیا۔

آپ کی شہرت قلمی سے متاثر ہو کر دارالشکوہ نے مکتبہ میں آپ کو دینی طلب کر لیا۔ اور قرائت کی کہ بھیتہ الاسرار اور مدونۃ النواظر کا فارسی میں ترجمہ کریں۔ ان تراجم سے فرصت ملی تو دارالشکوہ نے (بیتہ مشیر الہند ص ۱۰۲)

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولانا قاسم علی رحمۃ اللہ علیہ کے معتبر یاروں میں سے ہیں۔ آپ ان اشخاص میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ قدس سرہ العزیز نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی انتخاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

آپ بھی ان لوگوں میں حضرت شیخ عبدالہادی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ صاحب باقی باللہ پیرنگ قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی انتخاب کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے سلوک کی تحریف انتخاب نے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں لکھی۔

(بیتہ مشیر ص ۱۰۲) کی تفسیر و تفسیر البیان کے ترجمہ کا کام سرور دیا۔ آپ نے غزالی کا لای بھی جو خواجہ مکمل کیا ہی تھا کہ دارالشکوہ کے اقتدار کو نڈال گیا۔
صال احمدی بھی آپ کی ایک مختصر تالیف ہے جس میں حضرت مجدد الف ثانی کے مرض الموت سے وصال تک کے واقعات کا تذکرہ ہے۔ آپ نے یہ حوائق بعد از موت لکھی۔ پھر راجح لکھی۔ سنوالات الاقنیا لکھی۔ فتوح الغیب کا فارسی ترجمہ کیا۔ (استغاثہ ماہنامہ نور الاسلام ادیلے نقشبند نمبر)

آپ بدایون کے فاروقی القب بزرگ تھے۔ بعض تذکروں میں آپ کا اسم گرامی شیخ عبدالہادی ممکن لکھا ہوا ہے۔ آثار ادبیات شہر بدایون کے مولف مستند منظور علی منظور بدایونی نے آپ کی تاریخ قضاوت ۹ شعبان ۱۰۳۲ھ لکھی ہے۔ مزار سکیمہ خرم شاہ بدایون میں ہے۔

حضرت شیخ یوسف برکی رحمۃ اللہ علیہ | آپ کے مرید ہونے کا حال
باطنی آنجناب کی خدمت میں پورا کر کے خلافت حاصل کی۔ شریعت و طریقت کے بڑے
پابند تھے۔ اور اکثر شہر جالندھر میں رہتے تھے۔

حضرت شیخ محبت اللہ مانیکپوری رحمۃ اللہ علیہ | آپ نے پہلے شاہ فضل اللہ
کی۔ بعد ازاں میر محمد نعمان کی خدمت میں رہے۔ پھر میر صاحب کی وساطت سے آنجناب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ یہاں سلوک باطنی پورے طور پر حاصل کیا۔ آنجناب
نے آپ کو خلافت دے کر آپ کے وطن مانیکپور کی طرف روانہ فرمایا۔ لیکن آپ کو وطن میں
آپ کے دشتہ داروں نے سخت اذیتیں پہنچائیں۔ اس بابے میں آپ نے آنجناب رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرض کی۔ کہ مجھے کسی اور جگہ بھیج دیا جائے۔ آنجناب
نے پھر آپ کو الہ آباد بھیج دیا۔ یہاں آپ کو قبولیت حاصل ہوئی۔ اور بہت سے لوگ
آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کا مزار الہ آباد میں ہے۔

حضرت شیخ حاجی خضر افغان رحمۃ اللہ علیہ | آپ حضرت مجدد الف
آپ نے سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں پورا کر کے خلافت پائی۔ آپ کو نہایت گریہ
زاری میں مشغول رہتے۔ آپ صاحب مواجید و ولولہ تھے۔ بہت لوگوں نے آپ سے فائدہ
اٹھایا۔ ان میں سے ایک شیخ آدم بوندی بھی ہیں۔ یہ ابتداء میں حاجی خضر افغان کے مرید تھے
پورا اراں حاجی صاحب انہیں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ سرہند سے
باہر ایک گاؤں میں رہے۔ پھر چند روز بعد آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک
صاحب خیریتہ الاصفیاء نے آپ کے گاؤں کا نام بھول پورا متصل سرہند لکھا ہے۔
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

روز آنجناب۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیدان سے پوچھا کہ کیا کچھ ہمارے دوستوں پر بھی
نصرت ہے۔ عرض کیا۔ نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ عزیمت سے نصرت پر کے آتا ہوں۔
لیکن حاجی خضر پر اتنا بھی قابو نہیں۔

حضرت شیخ احمد دینی رحمۃ اللہ علیہ | آپ پہلے شاہ فضل اللہ بریلوی
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ مدت تک میر صاحب
کے ساتھ رہے۔ پھر دوبارہ حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وفد پر آپ نے
خلافت عنایت فرمائی۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

حضرت شیخ کریم الدین حسن ابدالی رحمۃ اللہ علیہ | کابل کے درمیان ایک قصبہ ہے
حسن ابدال لاہور اور

رقیقہ حاشیہ صفحہ سابع سے آگے | آپ پہلے حضرت شیخ عبدالاحد حضرت مجدد الف ثانی کے والد گرامی
کے زیر تربیت تھے۔ پھر حضرت مجدد کی خدمت میں رہ کر تکمیل سلوک کی۔ حج پر گئے تو دنیا کے اسلام کے مشائخ
آپ کی طرف کھینچنے چلے آئے آپ کی وفات ۱۲۸۷ھ میں ہوئی۔

یہ جناب لاہور میں شیخ کریم الدین حسن ابدالی کی وفات ۱۲۸۷ھ تکھی ہے۔ اور آپ نے تاریخی حوالہ
مقامی شہادتوں سے تحقیق کی کہ ثابت کیا ہے کہ آج لوگ جس مقبرہ کو نانقاہ حضرت بابا حسن ابدالی مہرپور
کہتے ہوئے ہیں دراصل یہ شیخ کریم الدین حسن ابدالی مجددی کا مزار ہے۔ بابا حسن ابدال کا مزار قندھار کے
قرب ہے۔ آپ موضع غمانپور کھڑے ہوئے تھے۔ جو حسن ابدال سے چند میل فاصلہ پر ہے۔ اور یہاں
کئی کویک مشرک جاتی ہے۔ شیخ کریم الدین آخری عمر میں حسن ابدال آگئے۔ جہاں آپ کی وفات ہوئی اور مزار بنا۔

شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفائے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورے طور پر حاصل کیا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔ آپ سے اس علاقہ میں سلسلہ مجددیہ کو بہت رواج ہوا۔ چنانچہ ہزار ہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ اس ولایت میں آپ کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بے حد مہربان تھے۔ آخری عمر میں جب حضرت مجدد نے غلوت اختیار فرمائی تو وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن شیخ کریم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم تھا کہ بے روک ٹوک آیا کریں۔ شیخ اسحاق نام ایک عالم جو ملک بندھکا مقننہ تھا۔ حضرت شیخ صاحب کا مرید تھا۔ اس طرح اس ملک کے تقریباً تمام باشندے آپ کے مرید ہو گئے۔ مرید ہونے کے بعد شیخ صاحب پوری اکتیس دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ ہر دفعہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شیخ صاحب پر خاص عنایت فرماتے۔ شیخ صاحب نے اس بارہ میں ایک عمری حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ آنجناب نے تصدیق فرمائی اور ان واقعات پر ایک مکتوب آپ کی طرف تحریر فرمایا۔

آپ بھی ان لوگوں میں حضرت مولانا عبد الواحد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں جنہیں حضرت خلیفہ باقی باللہ پیرنگ قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ آپ عبادت و مراقبہ بجزرت کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے ایک عالم دین سے پوچھا کہ بہشت میں غار ہوگی یا نہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ یہ سن کر آپ نے ایک ٹھنڈا اسنس لیا اور رو دیئے۔ کہ پھر وہاں بغیر نازکیز نکر زندگی ہو

ہوگی۔ آپ نے حضرت مجدد کی خدمت میں سلوک باطنی مکمل کر کے خلافت پائی۔ آنجناب نے آپ کو بخارا بھیج دیا۔ آپ وہاں جا کر ایک مسجد میں بیٹھ گئے۔ مسجد کا خادم سختی سے پیش آیا۔ آپ کو وہاں بیٹھنے نہ دیتا تھا۔ اسی رات خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ نے اس شہر کے قاضی کو خواب میں فرمایا کہ فلاں مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ عبد الواحد ہمارا اہمان آیا ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو تو اس کی خدمت کرو۔ صبح قاضی صاحب نے اپنا خواب تمام بڑے آدمیوں سے بیان کیا۔ لوگ آکر مولانا عبد الواحد صاحب کو اپنے گھر لے گئے۔ اور مرید بن گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولانا امان اللہ علیہ الرحمۃ عنہ کے کامل خلفاء سے ہیں۔ سلوک باطنی باقاعدہ حضرت مجدد کی خدمت سے حاصل کیا اور خلافت پائی۔ ۱۳۳۰ھ میں حج کے لئے گئے۔ آپ کبھی کسی سے کچھ نہ لیتے۔ رشتہ دار اور دولت مند آپ کو کچھ دینے کے بہت منت سماجت کرتے۔ لیکن آپ بھولی کوڑی کے دوا دار نہ تھے۔ ٹاٹ پسینے سرپاؤں سے تنگے بیت اللہ شریف کی زیارت کو گئے۔ وہاں سے مدینہ منورہ پہنچے بعد ازاں حضرات انبیاء علیہم السلام کے مرادات کی زیارت کے لئے شام گئے۔ اور وہیں آپ کا وصال ہو گیا۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی حضرت مولانا امان اللہ فقیہ علیہ الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہایت ہی متقیم الحال خلیفہ تھے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ داؤد ساکی علیہ الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اور صاحب اکسار و نیستی تھے۔

حضرت شیخ سلیم بنوری علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکمل خلفاء سے تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت شیخ محمد حیرانی علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے اجل خلفاء سے تھے۔ آپ نے باقاعدہ سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا اور خلافت پائی۔ ہزاروں لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے مشہور خلیفہ تھے۔ سب سے پہلے جس شخص کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت عطا فرمائی۔ وہ آپ ہی تھے۔

حضرت شیخ نور محمد نہاری علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ تیسری جلد کا آخری مکتوب آپ کے نام لکھا گیا ہے جس میں مرض موت کے وقت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر کی جو شرح بیان فرمائی گئی ہے۔

حضرت صوفی فرمان قدیم علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب حال و ذوق تھے۔ اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے پابند تھے۔

حضرت مولانا صادق کابلی علیہ الرحمۃ | آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کامل خلفاء تھے۔ مستقیم الاحوال تھے۔ آپ سے لوگوں کو باطنی علم کے بہت کچھ فوائد پہنچے۔

حضرت مولانا ہاشم خادم علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد کے مخصوص خلفاء سے ہیں۔ آنجناب کی خدمت خاص آپ کے ہی پر دتھے۔ اس واسطے آپ کا لقب خادم ہوا۔ آنجناب آپ پر بہت مہربان تھے۔ سلوک باطنی ختم کر کے خلافت پائی۔

حضرت مولانا غازی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ | آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اجازت حاصل تھی۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت صوفی فرمان مجدد رحمۃ اللہ | آپ آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص دوستوں میں سے تھے۔ آپ ہی خلافت سے مشرف ہوئے۔

حضرت سید باقر سائیکووری علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدیم الخدمت ہیں۔ آپ کو احسنی ثمر میں خلافت عطا فرمائی۔

حضرت مولانا فرخ حسین رحمۃ اللہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدیم خلفاء سے ہیں۔ آپ نے حسب قاعدہ سلوک آنجناب کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت مولانا صفرا احمد رومی علیہ الرحمۃ | آپ روم کے بڑے اجل کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور باطنی سلوک پورا کر کے خلافت پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا قصہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے۔ آپ کی لڑکی حضرت

خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشکوٰۃ تھی۔ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودہ اولاد اسی خاتون سے ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولانا حمید احمدی علیہ الرحمۃ عنہ کے کامل اصحاب سے ہیں۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حاجی حسین رحمۃ اللہ علیہ عنہ کے خلیفہ اور صاحب خوارق ظاہرہ و کرامات باہرہ تھے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ عبدالرحیم پیر کی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ عنہ کے محل خلافت سے تھے صاحب انکسار و نیستی اور قوی جذبہ تھے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ محمد اشرف کابلی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص اصحاب میں سے تھے۔ آنجناب نے آپ کو فنا کے اتم کی خوشخبری دی۔ آپ نے سلوک باطنی اور مقام ولایت کی انتہا تک پہنچ کر ہم کیا۔

آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولانا حاجی محمد زکی علیہ الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص بایوں میں سے تھے۔ سلوک باطنی مقام ولایت کی انتہا تک پہنچ کر ہم کیا۔

آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولانا عبدالغفور سمرقندی علیہ الرحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے اجل اصحاب سے تھے۔ آپ نے آنجناب سے باقاعدہ اور مکمل سلوک حاصل کیا۔

آپ بھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتبر بایوں سے ہیں۔ آنجناب نے آپ کو مقام ولایت کے انتہائی درجہ کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔

یہ دونوں حضرت خواجہ کلاں، خواجہ عبداللہ و خواجہ خورشید علیہ السلام حضرت خواجہ باقی

باللہ بیرنگ قدس سرہ العزیز کے فرزند ارجمند ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب ان دونوں مخدوم زادوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا اور فرمایا کہ ان پر توجہ دیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں عزیزوں پر ایسی توجہ کی کہ اسی قوت اس درجہ کا اثر ظاہر ہوا۔ حضرت خواجہ صاحب کے وصال کے بعد حبیب دونوں عزیز بالغ ہوئے تو سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابھی سرہند سے باہر ہی تھے کہ حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہلا بھیجا کہ اگر والدین بزرگوار کی وصیت کے مطابق آئے ہو تو آؤ اور اگر اپنی بہرہ راہی کے لحاظ سے آئے ہو تو میں پیرزادگی والے آداب و استقبال بجالاؤں۔ دونوں نے عرض کر بھیجی کہ ہم مرید ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بڑی عزت سے خاتفاہ میں رکھا اور سلوک محکم کے خلافت عنایت فرمائی۔ خواجہ خورشید پیر پر حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاص توجہ تھا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواجہ محمد علی مشرب سے محبوب ہے۔ خواجہ خورشید

نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ پہلی جلد کا دو سو چھیالیسواں مکتوب جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل اجتہاد پر مندرج ہیں۔ اور جو تمام مکتوبات سے لمبا ہے۔ خواجہ خورشید محمد عبید اللہ کے نام لکھا گیا تھا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد کا مکتوب نمبر ۸۵ جو وجود باری کے مسئلہ کی تحقیق میں لکھا گیا ہے۔ وجود باری کو حکماً عین ذات کہتے ہیں۔ اور مشککین زائد کہتے ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے اور ہی مراد لیتے ہیں۔ اور جس میں تعین وجود اور تعین حسی کا بیان ہے۔ وہ بھی بڑا لمبا چوڑا مکتوب خواجہ خورشید ہی کے نام لکھا گیا ہے۔

جن لوگوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بڑے خلفائے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا نام آپ نے مکتوبات میں قفا و بقا، ولایت، قرب، معرفت، حضرت احمدیت کی بشارات، لکھی ہیں۔ ہر ایک کا مفصل حال لکھنا موجب طوالت ہے۔ اس واسطے مجمل بیان کیا گیا ہے۔ آنجناب کے تمام خلفاء کے حالات لکھنا بہت مشکل ہے کیونکہ بہت سے خلفاء اس وقت گذر گئے۔ اس وقت صرف چند ایک مشہور خلفاء کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔

حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

بنور، سرسند سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفائے تھے۔ آپ ہندوستان کے بڑے مشہور شیخ ہیں۔ پہلے حاجی خضر افغان کے مرید تھے۔ پھر انہیں کے وسیلے سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ تاہم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت اقدس میں لکھتے ہیں کہ شیخ آدم ماں کی طرف سے سبیل ہے لیکن ان کا دادا پٹھان تھا۔ القصبہ جب شیخ صاحب حاجی خضر کی خدمت میں احوالات عالیہ اور واردات متعالیہ کر چکے۔ تو جو کچھ حاجی صاحب کے پاس تھا وہ انہوں نے افکار دیا۔

میرے (محقق رحمۃ اللہ علیہ) عہد بزرگوار کو اکب دریا میں لکھتے ہیں حاجی خضر کے بیٹے نے مجھے کہا کہ جب میرے والد بزرگوار نے لبثہائے علیہ عطا فرمایا تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ میرے پاس تھا۔ میں نے سب تمہیں پلا دیا۔ اس سے زیادہ میرے پاس نہیں۔ اب میں تمہیں بحرِ رخا کے پاس لے چلتا ہوں۔ پھر حاجی صاحب شیخ صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالم پناہ خانقاہ میں لائے۔ یہاں پر پھر جو کچھ بلا سوا ملا۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

خلیفہ حاجی صاحب کی خدمت میں حالات عالیہ سے مشرف ہوا۔ اور اپنے حالات ان سے عرض کئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے زیادہ مجھے خود حاصل نہیں۔ اب تم حضرت امام باقر مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محض قصوے و ذرہ علیا پر حاضر ہو جاؤ۔ سو میں حاجی صاحب کی اجازت سے قبل اہل دل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض نشان آستان پر حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات خدمت اقدس میں عرض کئے۔ آنجناب نے فرمایا کہ یہ شروع شروع کے حالات ہیں۔ ابھی وہی دور ہے۔ مجھے خیال آیا کہ شاید مجھے مرید ہونے کا شوق دلائے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا حال ہوگا۔ لیکن چونکہ میرا اعتقاد صاف تھا۔ اس واسطے میں آنجناب کی خدمت میں مستغول رہا۔ مدت بعد مجھے معلوم ہوا کہ جو کچھ مجھے ایسی رحمانی محبوب ربانی خلیفہ صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل ہوا۔ اس کے مقابلہ میں سابقہ حالات و ادوات ہیں ابتداء میں کی قابلیت بھی نہ تھی۔ چند ماہ بعد مجھے خلوت میں بلا کر ارشاد و خلافت کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور بنور جانے کے لئے حکم فرمایا۔ میں نے محض جناب کی تعمیل ارشاد کے طور پر چند ایک آدمیوں کو طریقہ کی تعلیم دی۔ لیکن میرا دل مندشین اور مشیخت پر مائل نہ تھا۔ جب کچھ مدت بعد میں حاضر خدمت ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی نے میرے دلی ارادے سے بذریعہ فور باطنی واقف ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم سے فریاد پھیلے گا تم نے باوجود قدرت ہدایت کے اپنے آپ کو معذور رکھا ہے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاکید فرمایا۔ تو میں نے مجبوراً یہ کام سرگرمی سے شروع کر دیا۔

شیخ صاحب "ملکات الاسرار" میں لکھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جن کی ایک توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بہتر ہے۔ جب میں کمالات کے انتہائی مقامات پر پہنچا۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے کہ انہیں یہ کمالات نصیب ہوئے۔ جو اس وقت کسی کو

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ (حاجی خضر افغان) نے آنجناب کے خلیفہ شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بعض کمالات اخذ کئے۔ چنانچہ قادریہ اور چشتیہ طریقہ ان سے اخذ کیا۔

حاجی خضر دہلوی قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہونے سے پہلے آپ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ کے بیعت تھے اور سلسلہ قادریہ چشتیہ میں فیضان یافتہ تھے۔ مگر شیخ عبدالاحد کے حکم پر حضرت مجدد الف ثانی کے مرید ہوئے۔ اور نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ میں بڑا مقام اہل کیا۔ آپ قصیدہ ہلال یور جو سرحد کے قریب ہی ہے پیدا ہوئے اور وہاں ہی قیام پذیر تھے۔ حضرت مجددی نگاہ سے آپ کی شہرت ہندستان سے مکمل کرنا تمام اسلامی ممالک تک پہنچی۔ آپ نے عام اسلام کی سیاست کی وقت کے مقتدر شاہ کی زیارت کی۔ زمین الشریفین میں پہنچے۔ بیت المقدس گئے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قبولیت عامہ و نامہ نصیب ہوئی یا

و بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار اہلسی کو دیکھا تو پوچھا: میرے سلسلہ میں کوئی ایسا شخص جو ترے مکر و فریب سے محفوظ ہو۔ اہلسی نے بتایا: آپ کے خلیفہ حاجی خضر میرے دام ترویسے ہمیشہ بچ جاتے ہیں۔ حضرت حاجی خضر رحمۃ اللہ علیہ میں فوت ہوئے اور ہولہوہ میں سلا رہا۔ (ماخوذ از خزینۃ الاصفیاء)

اصل اگرچہ شیخ آدم بنوری قدس سرہ کے حالات کتاب کی جلد اول و دوم اور خصوصاً جلد دوم کے دیباچہ میں لکھے چکے ہیں مگر ہم اس ناقص لیگانہ اور عاریت زمانہ کی زندگی کے بعض احوال مفتی فہم سرور لاہوری قدس سرہ کی کتاب خزینۃ الاصفیاء سے اخذ کر کے یہاں قارئین کو کرتے ہیں۔

حضرت شیخ آدم بنوری مرند کے مصنفات میں فقیر بنوری میں پیدا ہوئے۔ حاجی خضر قدس سرہ سے علوم تصرف حاصل کیا۔ اور آپ کے حکم پر حضرت میر احمد سرندی مجدد الف ثانی کے حلقہ اہل بیت میں آئے اور بلند درجات پر پہنچے۔ مولانا بدر الدین اپنی کتاب حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ آپ اتباع سنت دفع بدعت میں نہایت استقامت سے قائم رہے۔ آپکے مجلس میں روزانہ ایک ہزار طالبانِ سلوک حاضر رہتے تھے۔ اور ایک ہزار سے زیادہ لوگ آپ کے دسترخوان سے ہر روز کھانا کھاتے تھے۔ آپ والد کی طرف سے حسینی سید اور والدہ کی طرف سے افغان تھے۔

تذکرہ آدمی کے مولف نے لکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میں لاہور تشریف لائے تھے۔ آپ کے گرد اگر وفات اور ساداتِ مشائخ اور علماء کا ایک بڑا ہجوم حلقہ تھا۔ تو سلطنت کے بعض امراء نے جائزہ لے کر بادشاہ جہانگیر کو کہا کہ اگر یہ شخص کچھ مزید قبولیت عامہ حاصل کر گیا تو آپ کی سلطنت کے لئے خطرہ پیدا کر سکتا ہے۔ بادشاہ نے صریح صورت حال کو معلوم کرنے کے لئے اپنے وزیر نواب سعد اللہ کو آپ کے پاس بھیجا۔ آپ نے وزیر سعد اللہ کی آمد پر اس کی طرف خاص توجہ نہ دی۔ وہ دل میں بگڑ گیا۔ چونکہ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

پہنچا ہر طرف سے طالبوں کے گروہ پیدہ گروہ آتے اور آپ کے مرید ہوتے۔ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) نواب سعد اللہ روحانیت سے بے بہرہ تھا۔ اس نے آپ کے نیا ذمہ نقل کے عظیم اجتماع کو سیاسی نظر سے دیکھ کر بادشاہ کو رپورٹ دی کہ یہ شخص کسی وقت سلطنت کے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ان دنوں شاہی فوجیں جگہ کنٹار اور راجہ جگہ کی جنگ میں والہ سلطنت سے بہت دور ہیں۔ یہ سن کر کسی وقت بھی قلعہ پر قابض ہو جائے گا۔ بادشاہ نے حضرت شیخ آدم کو گذارش کی کہ آپ لاہور سے اپنے وطن سرہند چلے جائیں۔ آپ نہ صرف ہونے لگے بلکہ اعلان کیا کہ ہم ہندو چھوڑ کر سفر حجاز اختیار کر رہے ہیں۔ آپ سرہند میں حبیب پتھے۔ حج کیا۔ زیادہ روزہ بنوئی سے صرف ہوئے اور وہاں ہی وفات پا کر جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

مولانا بدر الدین سرہندی آپ کے پیر بھائی اور ہم سلوک تھے۔ آپ نے مناقب الاولیاء میں آپ کے کمالات لکھے ہیں۔ حاجی محمد امین بخاری نے اپنی کتاب مناقب الخواتین میں آپ کو بدترقیوں پیش کیا ہے۔ اسی طرح تذکرۃ الاولیاء، سنن الاقنیاء اور روضۃ السلام کے مؤلفین نے آپ کے بھرپور مناقب اور مراتب لکھے ہیں۔ حضرت آدم بنوری نے اپنی زندگی میں ایک لاکھ طالبانِ حق کو سلوک کی تعلیم دی کہ اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ اگرچہ آپ ابتدائی زندگی میں فن سپاہ گری کے ماہر تھے اور مفید فوج میں اپنے کمالات کا مظاہرہ کر چکے تھے۔ مگر حاذب عشق حقیقی نے آپ کو حضرت مجدد کی بارگاہ تک پہنچایا۔ اور آپ راہ سلوک کے نامور بزرگ بنے۔ آپ نقشبندیہ اور مجددیہ سلسلہ کے علاوہ قادریہ، چشتیہ، مہروردیہ اور شطاریہ سلسلہ میں اجازت دیا کرتے تھے۔ آپ کو خلیفہ الزماں اور قطب الاقطاب کے خطابات سے نوازا گیا۔

حضرت آدم بنوری دربارِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے تو روضۃ المنورہ کے سامنے کھڑے ہو کر دو شعر پڑھے۔ دروازہ نمود نمود کھل گیا۔ آپ اندر گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ باہر نکال کر شیخ کو دست بوسی کی سعادت بخشی۔ یہ

مشاہدات سے مشرف ہوتے اور آپ کے خلیفہ بن کر منہ ارشاد اور تکمیل پر بیٹھے
آپ کے خلفا سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اور شریعت کی پابندی میں مشہور ہیں۔ اور حضرت
عبد العزیز ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ سبحانی اور سلسلہ رحمانی کے ارکان ہیں۔
شیخ صاحب بھی صاحب استقامت، ورع اور تقویٰ تھے۔ امر معروف اور نہی
منکر۔ آپ کا پسندیدہ شیلوہ تھا۔ آپ کے مرید لاکھوں سے زیادہ ہیں شیخ صاحب
بادشاہوں سے وہ سلوک کرتے تھے۔ جو شاید کوئی غلاموں سے بھی نہ کرتا ہوگا۔ آپ
کی نظر میں اعلیٰ ادنیٰ، چھوٹا بڑا، وضع شریف سب ایک تھا۔ بلکہ آپ کی مجلس
امرا کی مٹی زیادہ پلید ہوا کرتی تھی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) واقعہ تمام حاضرین دیکھ رہے تھے۔

آپ نے اپنی کتاب نکلتا لاسرا میں لکھا ہے۔ کو فقیر کسی کو قصوف میں نہیں لاتا۔ وگ خود بخود
بکھیر چلے آتے ہیں۔ اس طرح فقیر نے اب تک چالیس ہزار حضرات کو صاحب ارشاد دیا ہے۔ آپ کے
ایک خلیفہ شیخ صراح نقشبندی لکھتے ہیں کہ میں آپ کا مرید ہوا۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ مجددیہ بادشاہ
نیا ہے۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کرو۔ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ تمام اولیائے متقدمین تشریف لا
رہے ہیں۔ میں ہر ایک سے مصافحہ کر رہا ہوں۔ ہر ایک بزرگ مجھے مبارک دینا کہ میں مجددیہ آدمیہ کے
سلسلہ میں مرید ہوا ہوں۔ یہ طریقہ پسندیدہ سلسلہ ہے۔ صبح اٹھا۔ دوڑا دوڑا حضرت شیخ کی خدمت
میں گیا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا صراح الحمد للہ تمہیں اطمینان ہو گیا ہے۔ حضرت شیخ بخاری کے
چاچا بیٹے تھے۔ ماہ دو درگیاں تھیں۔ سفر جہاز میں آپ کے ہمراہ بیٹے شیخ محمد عیسیٰ، شیخ محمد اولیاء اور شیخ
محمد حسن آپ کے ساتھ تھے۔ مگر شیخ غلام محمد ہندوستان میں رہے۔ آپ مدینہ منورہ میں ۱۴ ماہ متوال
ہوئے۔ جنت البقیع میں تدفین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبرے کے سایہ میں دفن ہوئے۔ فجر آدم ہادی حق اور
شیخ زین آدم سے تاریخ وصال برآمد ہوتی ہے۔

نواب سعد اللہ خاں حاضر خدمت ہوئے | ایک روز کا ذکر ہے کہ
بادشاہ ہند کا وزیر میر سعد اللہ خاں
آپ کی نیابت کے لئے آیا لیکن آپ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ آپ کی
خانقاہ میں باورچی لوگ ہاضمو کھانا پکایا کرتے اور برابر بانٹا کرتے۔
شیخ صاحب فرمایا کرتے کہ میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ حکمت کا پورا
روشن ہے اور جس طاق میں رکھا ہے اس کی چھت پختہ ہے۔ جب میری والدہ نے
یہ خواب میرے والد بزرگوار کو بتایا۔ تو انہوں نے یہ تعبیر فرمائی کہ تمہارے ہاں ایک
نورانی لڑکا پیدا ہوگا۔

نیز شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار نے جناب پیغمبر خدا صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر کچھ چیر نکال کر عنایت فرمائی۔ کہ اسے
کھا لو۔ جسے میرے والد بزرگوار نے کھا لیا۔ بعد ازاں میری والدہ حاملہ ہوئی۔
اب مجھے معلوم ہوا کہ میرا وجود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عطیہ
سے ہے۔

میرے (مصنف) جد امجد "کواکب دربر" میں لکھتے ہیں کہ حضرت فیوم ثانی
عزیز الوتقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ شیخ آدم ولایت کے انتہائی مقام تک پہنچے ہیں
اور حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ تزیہیات کے شروع تک پہنچ
چکے ہیں۔

شیخ آدم بخاری کے مریدوں کا ایک غلط تاثر | شیخ صاحب کے مرید
آپ کے حق میں اس قدر
افراط بلکہ غلو سے کام لیتے ہیں جس قدر رافضی لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں۔

وہ شیخ صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفاء سے افضل جانتے ہیں حتیٰ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں سے بھی۔ وہ خدا سے نہیں ڈرتے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم ربانی پر جو قیوم ثانی اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ولیعہد اور وصی مطلق ہیں شیخ صاحب کو ترجیح دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عین حیات میں اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ اور فرزندوں کے بعد اول خلیفہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قرار دیا۔ چنانچہ یہ باتیں اسٹحضرت نے خود مکتوبات میں مفصل و شرح بیان فرمادی ہیں۔ اور مکتوبات کی تینوں جلدیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں جمع ہوئیں۔

حضرات القدس اور

حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد کے مقامات | برکات الاحمدیہ تاریخی جن میں

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خلفاء اور ان کی اولاد کے حالات درج ہیں۔ ان میں بھی صاف طور پر لکھا ہے اور ان کے مصنف بھی آنجناب کے خلفاء ہیں۔ بلکہ حضرات القدس تو آنجناب کے سامنے تصنیف ہوئی ہے۔ اس کتاب میں جہاں پر آنجناب کے مناقب کا ذکر ہے وہاں پر صاف لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا ہے۔ اور قطب الاقطاب اور قیومیت کا عہدہ حضرت معصوم ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا ہے۔ اسی جگہ پر یہ بھی لکھا ہے کہ علامہ شیخ حضرت معصوم ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاسوس سمجھتے ہیں۔ اور بہت ادب و تواضع سے پیش آتے ہیں مریدانہ سلوک کرتے ہیں۔ اور ان کے حلقہ میں بیٹھتے ہیں۔ اور اپنے تمام مریدوں کو چھوڑ کر اکیلے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اکثر اپنے مریدوں کو کہنا کرتے تھے کہ میں ایک احمی آدمی ہوں اور مجددی کی خدمت میں علم ظاہری بھی ہے اور علم باطن بھی۔ جو شخص طالب ہو ان کی خدمت میں حاضر

ہو۔ اگر مجدد سے شرم کرتا ہے تو اس کی سفارش کرتا ہوں۔ چنانچہ شیخ صاحب نے اپنے بعض مریدوں کو تربیت کے لئے حضرت معصوم ربانی کی خدمت میں چھوڑا۔ انہیں نہیں جانتا کہ شیخ صاحب کے سلسلہ والے پھر کس دلیل سے شیخ صاحب کو آنجناب کے فرزندوں کے برابر یا ان سے افضل سمجھتے ہیں۔

مقام قیومیت کا صحیح ادراک

لیکن بات یہ ہے کہ یہ لوگ حقیقت

کی معرفت سے محروم ہیں۔ اور وہ اس واسطے کہ وہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر ہیں۔ کیونکہ ان کا منکر ہونا گویا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہونا ہے اور یہ خیر بذریعہ تواتر ہمیں موصول ہوئی ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام کمالات حضرت عروۃ الوثقیٰ کو عنایت فرمائے۔ پس جو شخص کسی اور کو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ترجیح دیتا ہے وہ ضرور کیا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے۔ اور آنجناب کا منکر ہونا ایمان کی کمی کی دلیل ہے۔ اگر مخالفین یہ کہیں کہ چونکہ شیخ صاحب چارے پیر ہیں اس واسطے ہم انہیں حضرت عروۃ الوثقیٰ سے افضل جانتے ہیں تو اس کی وہی مثال ہے کہ چشتیہ و قادریہ وغیرہ سلسلوں کے پیر جن کا سلسلہ مریدی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہے کہہ دیں کہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس واسطے باقی تین خلفاء سے ترجیح دیتے ہیں کہ وہ ہمارے ہذا اور پیر ہیں۔ یہ بات بعینہہ رافضیوں کے قول کی طرح ناقابل شنید اور باطل ہے کوئی شخص قیوم کی برابری نہیں کر سکتا۔ قیومیت کا ماننا واجب ہے۔ کیونکہ قیوم کو کمالات نبوت کا انتہائی درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اور کمالات نبوت کا انکار تو ارتداد کا باعث ہے۔ اس واسطے اصحاب کا منکر ہونا دین و ایمان کے نقصان کا موجب ہے۔ کیونکہ تمام

اصحاب کمالات نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بہرہ ور تھے۔ بعد ازاں کمالات نبوت پوشیدہ ہوتے گئے۔ ہزار سال بعد پھر ایسے کمالات کا ظہور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چند ایک حدیثیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں فرمائی ہیں ہم ان احادیث کا ذکر اس کتاب میں کر آئے ہیں۔ کمالات نبوت کی تعریف اور ان کے ظہور اور وصف قیومیت کا بیان حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں مفصل مندرج ہے۔

شیخ آم بورنی کا حضرت محمد معصوم سے ایک اختلاف

شیخ آدم بورنی غلص دوست نے ایک بار شیخ صاحب کو لاہور آنے کی تکلیف دی۔ ان دنوں بادشاہ ہند شاہجہان بھی لاہور میں تھا۔ شیخ صاحب اس غلص کی دعوت قبول کر کے پانچ ہزار پٹھانوں سمیت لاہور کی طرف روانہ ہوئے جب سرہند پہنچے۔ تو مریدوں کا لشکر باہر چھوڑ کر اکیلے اپنے پیر بزرگوار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آغجناب کے فرزندوں کے مزار کی زیارت کے لئے شہر میں حاضر ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ تو عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ ہند کے لشکر میں جا کر طریقہ علیہ احمدیہ کی انتانت کروں آغجناب اس بارے میں توجہ فرمائیں۔ اور استخارہ کریں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے بیانے سے طریقہ کی سبکی ہوگی اور سلسلہ مجددیہ کا وقار مجروح ہوگا۔ دوسرے دن جب شیخ صاحب نے اس بارے میں جواب مانگا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توجہ نہ فرمائی۔

اور غلاموشی رہے۔ لیکن حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ صاحب نے دل میں نیت کی ہے اس کے برعکس ظاہر ہوا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ نہ جائیں لیکن شیخ صاحب نے اس بات کو وزن نہ دیا اور لاہور روانہ ہوئے۔ چنانچہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ صاحب سے کہیں غلاموشی ہو گئے۔ کیونکہ اول تو شیخ صاحب نے کہا تھا کہ بادشاہ ہند کے لشکر میں طریقہ احمدیہ کی انتانت کرنا چاہتا ہوں۔ دوسرے انہوں نے آغجناب کے فرمان پر عمل نہ کیا۔ غالباً شیخ صاحب اپنے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفاء سے افضل جانتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ بے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا پرواہ ہے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے پرواہ بنا دیا ہے۔ اب مجھے کسی اور کی ضرورت نہیں۔ اور جو کمال میرے نصیب میں تھا وہ مجھے عنایت فرما دیا گیا ہے۔ پھر میں کسی کو اتھا کیوں کروں؟

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ صاحب کی یہ باتیں سن کر ناراض تھے۔ جب اس سفر میں شیخ صاحب سرہند کے قریب پہنچے تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مل بدرالدین علیہ الرحمۃ کو شیخ صاحب کے پاس بھیج کر دریافت فرمایا کہ کیا تم نے ایسی باتیں کہی ہیں۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا اور یقین دلایا کہ میں نے نہیں کہیں۔ جنہوں نے یہ باتیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی تھیں۔ انہوں نے اس کے ثبوت میں گواہ پیش کئے۔ بایں ہمہ شیخ صاحب نے اگر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی مانگی اور عرض کیا کہ میں جناب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائم مقام سمجھتا ہوں اور اپنے پیر کا ثانی جانتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر خاموشی اختیار کی اور شیخ صاحب کو کچھ نہ فرمایا۔ لیکن چونکہ شیخ صاحب کو اپنے کشت پر پورا بھروسہ تھا۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر عمل نہ کیا۔ اس سے انتخاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بھی خفا ہو گئے کہ اول تو انہیں پوچھنا نہیں چاہیے تھا۔ اور اگر پوچھا تھا تو اس پر عمل کرنا چاہیے تھا۔ جب شیخ صاحب لاسور پہنچے تو بہت لوگ آپ کے گریہ ہوئے۔ ہر روز افغانستان سے تین تین چار چار ہزار پٹھان حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں آتے اور زیارت کرتے آپ کے پاس اس قدر خلعت آتی کہ بازاروں اور گلی کوچوں میں سے گذرنا مشکل ہو جاتا جب بادشاہ نے سنا کہ لاسور میں ایک ایسا شیخ آپ کے لئے بھی ملاقات کا ارادہ فرمایا۔ اس پر طلب کے لئے پہلے ملک العلماء مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی اور اپنے وزیر سعد خاں کو بھیجا جب دونوں شیخ صاحب کے پاس آئے تو شیخ صاحب نے انہیں خلوت میں آنے کی اجازت نہ دی چنانچہ وہ خلوت کے باہر خانقاہ میں بیٹھ رہے۔ دیر بعد جب آپ خلوت سے نکلے تو پھر بھی ان کی طرف انتفاع نہ فرمایا۔ مولوی صاحب اور وزیر صاحب منصب ہوئے کہ ساتھ ساتھ دونوں جید عالم بھی تھے۔ انہوں نے جب علمی مباحثہ شروع کیا تو شیخ صاحب اقل توان کی باتوں کو سننے کو تیار ہی نہ تھے اور اگر سنتے بھی تو جواب اور طرح ہی کا دیتے۔ مولوی صاحب نے شیخ صاحب سے حضرت مجدد

علیہ السلام کا مولد و متولدہ و مقیم ہونے کے اس واقعہ کو قیوم ثنائی اور حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باہمی کشیدگی اور دشمنی قرار دے کر بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ حالانکہ خالوادہ مجددیہ کے حالات کے دوسرے تحقیق نے اس قسم کی ناراضگی کو قطعاً غلط قرار دیا ہے اور واقعی شواہد سے ثابت کیا ہے کہ ان دونوں شخصوں میں کوئی وجہ مخالفت نہیں تھی۔ مولانا مجددی علیہ السلام نے حضرت خواجہ محمد مصوم سرہندی قدس سرہ کی کتاب جنات الحرمین کے دیباچہ میں مجھے دانا سے ترمیم کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ ”ان حضرات کسی غلط فہمی یا غلط فکری کا شکار نہیں تھے۔ بلکہ حضرت آدم بنوری ایک طرف حضرت مجددی علیہ السلام کے دربار میں باصفائے خلیفہ مجاز تھے۔ تو دوسری طرف خواجہ محمد مصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مجددیہ کا اہم کرتے تھے۔ آپ اپنی کی عبارت سے حرمین الشریفین کہتے۔ وہاں استقبال کیا جب حضرت خواجہ مصوم حج کو گئے تو جنت البقیع میں شیخ بنوری کی قبر پر فاتحہ خوانی کی کثرت میں ملاقات کی۔“

الف ثنائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض معارف جو علم کلام کے متعلق تھے اور حضرت مجدد الف ثنائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند ایک اجتہاد یہ مسائل پوچھے تو شیخ صاحب نے ان کا جواب کسی وقت پر نہ دیا۔ صرف حضرت مجدد کے دو تین تصرفات اور بزرگی کا ذکر کیا۔ بعد ازاں خود مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان معارف کی تحقیق بیان فرمائی۔ اور کہا کہ شیخ صاحب جہاں سے آپ کو یہ کمالات حاصل ہوئے ہیں۔ میں نے بھی اسی بارگاہ سے کسب سلوک کیا ہے۔ میں بھی حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظور نظر تھا۔ میں تو آپ کو اپنا ہم مشرب اور ہم سلوک سمجھ کر آیا تھا۔ ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ سعد اللہ خاں سے بھی شیخ صاحب سردھری سے پیش آئے۔ دونوں شیخ صاحب سے نصیحت ہو کر بادشاہ کے پاس گئے۔ تو سعد اللہ خاں نے بادشاہ کو کہا کہ یہ جاہل ہے۔ پٹھان بہت اکتھے کر رکھے ہیں مجھے دوسرے کہیں فتنہ و فساد برپا کر دے۔ لیکن مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی اس معاملہ میں خاموش رہے۔ اور بادشاہ سے کچھ نہ کہا حضرت مجدد الف ثنائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا معاملہ شیخ صاحب پر بھی وارد ہوا۔ یعنی صرف وزیر نے ٹھپکی کھائی بلیہ باتیں سن کر بادشاہ کا مزاج شیخ صاحب کی طرف سے منحرف

۱۔ ماثر الامراء کے مولف شاہنواز خاں نے حضرت مولانا علی بن ابی طالب موصوف مولانا سعد اللہ خاں عظامی وزیر عظیم شاہجہان کے حالات بڑی تفصیل سے لکھے ہیں آپ چنیوٹ منلیج بھنگ میں بنی قسیم کی ایک شاخ کے نامور فرزند تھے۔ بڑے ذہین اور ذکر رسا کے مالک تھے۔ آپ کے ذہن معجزات کا ایک مختصر نقد ابتدائی عمر میں مقامی مدارس سے علوم حاصل کئے۔ قرآن حفظ کیا۔ اور پھر بحر و تقریر میں کمال حاصل کیا۔ شاہجہان جوہر شناس تھا۔ اس نے آپ کی علمی شہرت سنی تو خان صدر کی وساطت سے دربار میں طلب کر لیا۔ چند روز میں آپ کی قابلیت استعداد کا راز انھوں نے شاہجہان کو بے حد متاثر کیا۔ شاہجہان شاہجہان کے خاص معتمد بن گئے۔ سعد اللہ خاں خطاب کیا گیا۔ اور ذاتی امور کا انکراں منکر کر دیا گیا۔ ایک ایسا وقت جب بادشاہ کی کی (بقیہ صفحہ آئندہ صفحہ ۵۵۸)

ہو گیا، لیکن چونکہ بادشاہ خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید تھا اس لیے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۷ سے لگے) کی وجہ سے تہی ہوئی، تو آپ کو انعامات خاص سے نوازا گیا اور منصب میں بھی اضافہ کر دیا گیا۔ اسلام آباد میں دوران کے انتقال کے بعد آپ کو دیوان خاص مقرر کر دیا گیا، یہ عہدہ شاہی فرما میں اور احکامات خاص کے مستوفی تیار کرنا تھا۔ آپ نے اس کام کو بہت قابلیت سے نبایا۔ اور اس کام کو اتنا اچھے کیا کہ ہر وہ فی سلاطین اور سفارتیں بھی نقل دربار کی قابلیت کا اعتراف کرتے تھے۔ چنانچہ شاہجہان نے سعد اللہ خاں کو وزیر کل بنا دیا۔ چنانچہ ہزارہی منصب اور ایک ہزار۔ پانسو سوار کے منصب کے ساتھ باقی اور تھنی سوار کے لئے مقرر کر دی گئی۔

بلخ اور بدخشاں کی مہم پر شاہزادہ مراد بخش کو انتظامی معاملات میں کچھ مشکلات پیش آئیں تو شاہجہان نے سعد اللہ خاں کو وہاں بھیجا، جہاں پہنچ کر سعد اللہ خاں نے وہاں کے حالات اور انتظامات کو خوش اسلوبی سے طے کیا۔ اور ان علاقوں میں مغل حکومت کی فرما زواری کو مستحکم کرنے میں سعد اللہ خاں نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ شاہجہان نے خوش ہو کر ان کے منصب میں اور ترقی دے دی۔ ان دنوں شاہ صفی کا وکاشا شاہ عباس اپنا لشکر لے کر قندھار کی طرف بڑھا۔ تو اورنگ زیب عالمگیر کی کان میں جو مہم روانہ کی گئی اس کے منیر اور گران سعد اللہ حامی ہی تھے۔ اس مہم پر بھی سعد اللہ نے اپنی قابلیت کا مظاہرہ کر کے بلند مقام حاصل کئے۔ راجہ جگجیت سنگھ کے لڑکے راج سنگھ نے جن دنوں قلعہ بندی شروع کر دی۔ اور محل اقدار کے لئے خطرہ متاہار ہا تھا۔ سعد اللہ خان نے اگے بڑھ کر قلعہ مستحکم کر دیا اور فتح کر کے ہندو راجوں کی قوت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔

شاہجہان کی موت پر تیس سال سعد اللہ خاں کو فوج کا درواشا جس کا علاج تو کر لیا گیا مگر کمزوری بھر نہ ہو سکی۔ شاہجہان اس کی عیادت کے لئے خود جاتا، آخر مغل دور کا یہ عظیم اور نویں وزیر اعظم ۱۶۷۷ء تا ۱۶۸۷ء کو فوت ہو گیا۔ سعد اللہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ خلیفہ متواضع اور علم دوست اور علماء کا ترقی تھا۔ معاملات کے حل کرنے میں عدل و انصاف کو سامنے رکھتا تھا۔

شیخ صاحب کو کوئی تکلیف نہ دی، صرف اتنا حکم دیا کہ شیخ صاحب حج کو پہلے جائیں شیخ صاحب کی نیت پہلے ہی حج کی تھی۔ بادشاہ کے کہنے سے حج کے لئے روانہ ہوئے آپ کے مریدوں نے کہا کہ ایسے وقت میں تصرف کا اظہار کرنا چاہیے۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ بادشاہ میرا پیرو بھائی ہے، میں اس پر تصرف نہیں کروں گا۔ نیز اس طریقہ مجددیہ پر بادشاہ کا حق ہے۔ جب اس بادشاہ کے باپ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف دی، تو اس نے حضرت مجددی ربانی کے لئے بڑی کوشش کی۔ علاوہ بریں حضرت مجددیہ راوہ یعنی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باطن مبارک اس کا حامی ہے۔ یہیں اس سلسلے میں مہذب، اور خاموش رہوں گا۔

ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معذرت | حضرت خواجہ محمد معصوم سے معذرت
ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معذرت کے باہر ایک باغ میں محل کی چھت پر بیٹھے تھے کہ دور سے ایک ڈولی آمد بہت سے آدمیوں کے نمودار ہوئی ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ شیخ آدم بخوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آ رہے ہیں اگر حکم ہو تو حاضر خدمت ہو جائیں حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بلال لاؤ۔ شیخ صاحب نے حاضر خدمت ہو کر آداب قبولیت بجالانے کے بعد معافی مانگی۔ اور کہا کہ انسان سہو و خطا کا پتلا ہے، اگر مجھ سے سہو و خطا سرزد ہوئی ہو جس سے جناب کی خاطر خاطر ہو ملال آ گیا ہو۔ تو لکھ معاف فرما دیں۔ پہلے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

د بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۸ سے لگے) سرکاری معاملات میں دیر اندازی میں کمال تھا۔ رہا پیر رحم اور اہل کاندل پر شفقت کرتا تھا۔ اس کی وزارت میں ہندوستان کو ہر طرح ترقی ملی، دارا شکوہ ہمیشہ اس کے خدمت رہا۔ مگر اس کی حرکات سے وہ کبھی متاثر نہیں ہوا تھا۔ وہ عقلمانی، انسانی، جملہ ملک کے خطابات سے نوازا گیا، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاشیہ نشین اور موقب اُمراء صفت اول میں تھا۔

کہ ہم نے معاف کیا۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی معاف فرما دیا۔ اور حج کی اجازت عنایت فرمائی۔ شیخ صاحب دکن کی راہ حجاز پہنچے۔ عرب میں بھی آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ جب آپ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ پر بہت سی عنایات فرمائیں اور فرمایا: یا ولدی انت فی حیوانی۔ مینا! تم میرے پردوس ہیں۔ یہو۔ نیز فرمایا: کیا آدم! ملکن؟ انت و نوزیلک الخیثقہ۔ اے آدم! میری بیوی جنت میں رہو سہو۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ شیخ صاحب مدینہ میں فوت ہو رہیں گے۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ کہ شیخ صاحب نے مدینہ میں وفات پائی اور ہمیشہ ہمیشہ دیار البقیع میں رہے۔ اور حضرت خلیفہ ثالث عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کے پاس مدفون ہوئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گنبد مبارک کا سایہ شیخ صاحب کے مرقد پر پڑنا ہے آپ کا مقبرہ عرب میں شیخ الہدای کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے۔

قیو بان مجددیہ کی حضرت آدم بنوری کی قبر پر منظر التفات

مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو اس وقت شیخ آدم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوت ہو چکے تھے جب کبھی آنجناب اس بقعہ میں تشریف لے جاتے تو شیخ صاحب کی قبر پر دیر تک کھڑے رہتے اور فاتحہ پڑھتے اور ان پر بہت بہت مہربانی کرتے اور ان کی مدد کرتے۔ حضرت قیوم رابع خلیفہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت قیوم ثالث محمد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو دفعہ حج کے لئے گئے تو شیخ صاحب کی قبر پر دیر تک ٹھہر کر فاتحہ پڑھتے شیخ صاحب

سے کرامات کا بہت کچھ ظہور ہوا۔ حتیٰ کہ چند مرتبہ مردوں کو بھی زندہ کیا۔ حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہ زندگی بھر بنور سے سرمد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے پایادہ آیا کرتے۔ پھر تین کوس سے ننگے پاؤں چل کر آتے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ بنور سے ہی ننگے پاؤں روانہ ہوتے اور سرمد کے جنگلات سے مٹی کے ڈھیلے کر پہلے انہیں اپنے چہرے اور دلہی سے صاف کرتے پھر اہل خانقاہ کے استیضے کے لئے لاتے۔

اب ہم شیخ آدم بنوری کے خلفا کا ذکر ولایت میں شیخ آدم بنوری کا مقام کرتے ہیں جن کی نسبت خود شیخ صاحب نے ملکات الاسرار میں فرمایا ہے کہ مجھے نبی کے بعد الہام ہوا کہ "اگر نواب قطب الدین اور شیخ فرید الدین اور نظام الدین قدس سرہم العزیز اس زمانہ میں ہوتے تو مشیخت چھوڑ میرے مریدوں سے آکر فیض حاصل کرتے۔"

حضرت شیخ آدم نبوی قدس سرہ کے خلفاء کرام

آپ شیخ آدم نبوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 حضرت میر علیہ رحمۃ اللہ علیہ اخیافہ خاص ہیں نہایت متشرع اور سنت نبوی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے سنت پابند تھے کہ اولیائے گذشتہ میں اس کی مثال
 محال ہے حتیٰ کہ یہ آپ سے اپنی لڑکی کی شادی کرنی چاہی تو خود عرب میں جا کر تحقیق
 کی کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 کے ہمیز میں کون کونسی چیزیں دی تھیں بعینہ اسی قسم کی چیزیں آپ نے بھی دیں ایک
 رات اور ملک زبیب بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ بہاب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
 وسلم کا وصال ہو گیا ہے بادشاہ نے وہ رات اور وہ ایسی گھڑی پر دروز بعد میر علیہ
 کے فوت ہونے کی خبر سنی تو تاریخ ملائے سے معلوم ہوا کہ آپ اسی رات فوت ہوئے
 جس رات بادشاہ نے وہ خواب دیکھا تھا۔

آپ نے حضرت قیومؑ انی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کا شرف بھی حاصل کیا تھا۔

آپ میر علیہ السلام کے بیٹے ہیں آپ بھی والد بزرگوار
 حضرت پید محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرح سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے

علی صاحب نویرۃ الاسماء نے آپ کو متقی کامل عالم خال اور سنت نبوی کی پابندی
 میں یہ مثال لکھا ہے آپ کا سن وفات ۵۰۰ھ ہے۔

شیخ اور شریعت اور لریقت کے سونے پابند تھے ایک دروز آپ نے صبح کی نماز کے بعد
 آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آج جہاں میں کوئی بڑا حادثہ ہوتے والا ہے چند روز
 بعد حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر پہنچ گئی اندازہ لگانے سے
 معلوم ہوا کہ آنجناب قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ٹھیک اسی تاریخ کو ہوا جب
 سید محمدؑ نے فرمایا تھا کہ آج جہاں پر مصیبت عظیم نازل ہونے والی ہے۔

آپ میر علیہ السلام کے پوتے ہیں آپ اپنے جہ
 حضرت محمد صابر علیہ الرحمۃ بزرگوار کی قبر پر ہی رہا کرتے تھے اور ان کے چچا حضرت
 تید احمد شہر میں ہیں محمد صابر اپنے جید بزرگوار کے طریقہ پر پکے ہیں آپ نے حضرت
 عروۃ الدلقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت محمد صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت بھی
 حاصل کی ہے۔

آپ میر علیہ السلام کے خلیفہ متقیم الاحوال ہیں بعض
 حضرت شیخ زین رحمۃ اللہ آدمیوں نے آپ سے فوائد حاصل کئے اب آپ کا
 ہدف ایک بیاباں محمد ام ظاہری علوم میں طاق ہے اس نے سلوک باطنی بھی اپنے
 باب سے حاصل کیا ہے۔

آپ میر علیہ السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
 حضرت شیخ عبد الحلیم رحمۃ اللہ مخصوص یاروں میں سے ہیں شریعت اور
 لریقت کے پربست پابند ہیں۔

آپ میر علیہ السلام کے خلیفہ ہیں نہایت
 حضرت ابوالقاسم رحمۃ اللہ متشرع اور صاحب حال تھے آپ نے حضرت
 قیومؑ انی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت بھی حاصل کی ہے۔

آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ
حضرت شیخ سلطان رحمہ اللہ ہیں۔ فنا و بقا میں راسخ قدم تھے۔

آپ شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
حضرت شیخ محمد عمران رحمہ اللہ فرزند ہیں۔ اپنے باپ کے طریقہ پر کاربند
تھے۔

آپ شیخ سلطان کے خلیفہ ہیں۔ بڑے
حضرت شیخ الہندی رحمہ اللہ پٹھان مشائخ سے تھے۔ پہلے آپ حافظ سعد اللہ
وزیر آبادی کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں شیخ سلطان کے پاس آئے۔ شیخ صاحب
نے آپ کا نام پوچھا۔ تو کہا۔ الہدا۔ شیخ صاحب نے کہا اللہ تعالیٰ کی ہدایت تم پر ہو۔
یہ کہتے ہی شیخ الہدا پر احوال کشف ہوئے۔ شیخ الہدا مستقیم الاحوال تھے۔ اور باطنی
توجہ اور تصرف بھی اچھا تھا۔ بہت سے بھانوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا اور
اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں اجازت
دی۔

آپ شیخ الہدا کے فرزند امجد میں سلوک
حضرت شیخ محمد ریاض رحمۃ اللہ علیہ باطنی شیخ عبدالاحد قدس سرہ سے حاصل کیا۔
پھر دل و جان سے طریقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مصروف ہوئے۔ اپنے
ذکر و شغل میں مشغول ہیں۔ میں (مصنف) نے ان کی زیارت کی ہے۔ فی الواقعہ آپ کی
حالت اچھی ہے۔ حضرات مرید کے طریقہ احمدیہ مجددیہ کے خوب پابند ہیں۔

آپ حاجی بہادر کے نام سے مشہور
حضرت حاجی عبداللہ کوٹاٹی رحمہ اللہ ہیں۔ کوٹاٹ (پشاور کے نزدیک) کابل
کے گرد و نواح میں ایک شہر ہے۔ حاجی بہادر شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتبر

یاروں سے تھے۔ سلوک باطنی اپنے شیخ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت
سے لوگ آپ کے مرید ہوئے اور آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

پائین کابل کے گرد و نواح میں ایک
حضرت حاجی یار محمد پائینی رحمہ اللہ محلوں سے۔ حاجی صاحب شیخ آدم بنوری
کے بڑے خلفا سے تھے۔ سلوک باطنی انتہائی درجے تک پایا۔ شیخ صاحب سے حاصل
کر کے خلافت پائی۔ طریقہ احمدیہ مجددیہ کے پابند تھے۔ آپ کامزہ پائی پائینی میں بہت مشکل
کے تمام دھشت آپ کے مزار کی طرف کھک کر مجرہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

آپ حاجی یار محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی
حضرت دوست محمد رحمہ اللہ اور مرید ہیں۔ واقعی آپ عزیز الوجود مرد ہیں۔
آپ دوست محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ
حضرت میر علی اکبر رحمہ اللہ اور طریقہ احمدیہ، شریعت اور طریقت کے پکے
پابند ہیں۔

آپ حاجی محمد کے یار ہیں۔ طریقہ احمدیہ
حضرت شیخ مامون رحمہ اللہ کے پورے پورے پابند ہیں۔

آپ شیخ مامون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
حضرت اخون محبت رحمہ اللہ خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں۔

آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ
حضرت شیخ سعدی لاہوری رحمہ اللہ تقالی علیہ کے خلیفہ ہیں۔ احوال باطنی
میں پکے ہیں۔

آپ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں
حضرت شیخ یحییٰ رحمہ اللہ نہایت صاحب استقامت و کرامت تھے۔ استغراق

اور غیب بھی اچھا رکھتے تھے۔

آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔
حضرت محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حافظ سعد اللہ وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پکے پابند اور طریقہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے۔

آپ حافظ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حضرت اخون احمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں۔
 آپ اخون احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
حضرت اخون سعادت رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ حضرت محمد الف تانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ پر ورع و تقویٰ آپ کا شعار تھا۔ پہلے آپ اخون احمد کے خلیفہ ہوئے۔ بعد ازاں جب ارہ افاض ہوئے تو آپ شیخ اخوان کے تابعیت سے ملوک حاصل کیا۔

آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حضرت شیخ امید علی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

آپ اخون درویش کے فرزند اور شیخ آدم کے
حضرت شیخ نور رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہیں۔ ملوک اپنی شیخ صاحب سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات سرہند کے طریقہ کے پابند ہیں۔

آپ شیخ نور کے مخصوص مرید ہیں شیخ عرب دیار
حضرت شیخ عرب رحمۃ اللہ علیہ اخون عبدالحکیم فرماتے تھے کہ شیخ عرب بہت مستقیم الاحوال تھے۔ صبح شام حضرت محمد الف تانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کے درس میں مشغول

رہتے تھے۔

آپ شیخ آدم کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت
حضرت شیخ فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ پابند ہیں۔

آپ شیخ فتح محمد کے خلیفہ ہیں۔ صاحب شہادت
حضرت شیخ میانداو رحمۃ اللہ علیہ وکرامت تھے۔ جذبہ میں قوی تھا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

آپ شیخ میانداو کے فرزند ہیں۔ ملوک
حضرت شیخ عبد الرسول رحمۃ اللہ علیہ اپنی آپ نے اپنے والد اور شیخ امید علی دونوں سے حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ کے پابند تھے۔

آپ شیخ عبد الرسول کے فرزند ہیں۔ اپنے
حضرت غلام نقشبند رحمۃ اللہ علیہ والد کی طرح شریعت اور طریقت کے پابند ہیں۔
 آپ شیخ عبد الرسول کے دوسرے فرزند
حضرت شیخ محمد ظاہر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اپنے وقت کے ایک مشہور عالم تھے۔ اپنے والد کے مرید تھے۔

آپ شیخ عبد الرسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید
حضرت شیخ محمد ظاہر رحمۃ اللہ علیہ فرزند ہیں۔ آپ بھی اپنے والد کے بڑے جید عالم تھے چنانچہ مقول و منقول اور قروع و اصوں کے جامع تھے۔ علوم عربیہ میں آپ کو خاص دسترس تھی۔ آپ نے بہت سی کتابوں پر حاشیے اور شرحیں لکھی۔ چنانچہ کتاب مسلم کی شرح نہایت خوبی و وضاحت سے لکھی۔ اور اُس کے اکثر مسائل بطور تصنیف بطریق قرین بیان فرماتے۔ آپ اپنے والد کے مرید تھے۔

آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حضرت شیخ عثمان شاہ بھماپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ جب بہادر خاں نے شاہ پور
 بنانا چاہا تو شیخ آدم سے جن کا وہ مرید تھا عرض کیا۔ آپ اپنے کسی خلیفہ کو حکم دیں
 کہ اس شہر میں بود و باش اختیار کرے تاکہ اس کے قدم کی برکت سے شہر آباد ہو جائے
 شیخ آدم نے شیخ عثمان کو اس کے ساتھ کیا۔ تب سے شیخ عثمان نے شاہ بھماپور
 میں رہنا اختیار کیا۔ آپ کا مزار بھی وہیں ہے۔ آپ کی اولاد بھی اسی شہر میں رہتی
 ہے۔ آپ کے فرزندوں میں سے ایک کو بیس (مستحق) نے دیکھا ہے جس کا نام
 محمد طاہر تھا۔ اور جو نہایت عزیز الوجود تھا۔

آپ ایک واسطہ سے شیخ آدم کے مرید
حضرت شیخ حبیب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدم کے
حضرت حافظ عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ مرید ہیں۔ شریعت اور طریقت کے پابند تھے۔
 آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدم کے
حضرت حافظ محمد مراد رحمۃ اللہ علیہ مرید ہیں۔ طریقہ احمدیہ کے پابند تھے۔

آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدم کے
حضرت اخون نعیم کاظم رحمۃ اللہ علیہ مرید ہیں۔ ورع و تقویٰ آپ کا شعار تھا۔

میر ولس کا بیٹا سلطان محمود قندھاری جو ایران کا بادشاہ ہو گیا تھا۔ آپ کا مرید تھا
 آپ اخون نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

حضرت حاجی ولی خاں رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ تھے۔ جب محمود نے ایران پر چڑھائی
 کرنی چاہی تو اخون صاحب سے درخواست کی کہ جناب بھی میری مدد فرمائیں۔ اخون
 صاحب نے اپنی جگہ حاجی ولی خان کو اس کے ساتھ کیا۔

دونوں شیخ آدم کے
حضرت شیخ عبد الرحیم دیشی محمد رضا رحمۃ اللہ علیہما معتبر خلفا سے ہیں نہایت
 مستقیم الاحوال تھے۔ صاحب کرامت و خوارق تھے۔ اپنے وقت کے مشہور شایع
 نیال کئے جاتے تھے۔ حضرت قیوم ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان کی بہت
 تعریف کی ہے۔ اب ان کا سلسلہ بہت جاری ہے۔ ان کے مرید ہزاروں کی
 تعداد میں ہیں۔ ان کی اولاد کا سلسلہ دو جگہ پر ہے۔ ایک پرانی دلی میں اور
 دوسرا شاہ بھماپور کے قریب ہی قصبہ پہلت میں بہت سے افراد مقیم ہیں۔
 آپ شیخ عبد الرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حضرت شیخ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ہیں۔ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع
 اور شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ عملاً پہلت میں رہتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ العزیز بن عبد الرحیم العمری المتوفی الفتنہ ہندی المعروف
 الدہلوی بروہہ بدھ ہر شوال ۱۱۱۴ھ / ۱۷۰۲ء پیدا ہوئے۔ گیارہ سال کی عمر میں ابتدائی کتب پڑھیں
 لیں اور شرح جامع تفسیر درسی نظامیہ پر عہد حاصل کر لیا۔ پندرہ سال کی عمر میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ
 سے مشغول ہوئے۔ والد مکرم نے تعلیم کی اجازت بھی دی اور اس تقریب کا اختتام ہم عصر غلامی کی موجودگی
 میں فرمایا۔ اور قدیم محدثین اور فقہاء کی طرف توجہ دینے لگے۔ ۱۱۳۳ھ / ۱۷۲۰ء کو حج بیت اللہ کیا۔
 واپس جیب میں قیام کے دوران حضرت شیخ ابوالکلام دہلوی سے استفادہ کیا۔ دو سال بعد واپس دہلی آئے۔
 ۱۱۶۲ھ / ۱۷۴۹ء کو وصال ہوا۔

آپ کے چار بیٹے مولانا شاہ عبد العزیز، مولانا رفیع الدین، مولانا عبد القادر اور مولانا عبد الغنی تھے
 برصغیر میں علمی شہرت میں باوجود پچھلے، فتح الرحمن، نور کبیر، المسولی، المصطفیٰ فیوض الحرمین، قولی الخلیل
 عقد الجید، جمعات، الطاف القدس، الانصاف، سلطات، الفاسد العزیز، اشفا، القلوب،

آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی شریف رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، شریعت اور طریقت کی پابندی اور دینی و دنیوی مشہور تھے۔

آپ حاجی شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
حضرت شیخ عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ میں اپنے وقت کے مشہور شیخ تھے، ہزار ہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ لاہور کا حاکم عبدالصمد خاں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا، بلکہ خلافت حاصل کی اس وقت شیخ آدم کے طریقہ میں شیخ عبد الباقی جیسا اور کوئی نہیں، شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں، آپ کے سنت بھی منقہ الاموال میں ملے۔

دابقہ مشاہیر منو سابقہ سے آگے (الانقباء الدارین، حجتہ اللہ العالیہ)

تقیات، الہیہ جیسی مشہور زمانہ تصانیف یادگار چھوڑیں۔

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں آپ کی تربیتی خدمات نے ایک جہان کو مستفیض کیا ہزاروں طالبان حق فیضیاب ہوئے، حضرت مجدد الف ثانی کے اختار کی بھرپور ترجمانی کی، مہاراجا عمر نے آپ کے سامنے زانوئے ادب ملے کیا۔

حاصل حال ہی میں شیخ عبد الباقی نقشبندی مجددی کے کرامات و فادری، (ادب) بعنوان مجموعہ الاسرار پہلی بار زیرِ ملاحظہ سے آراستہ ہو کر علمی دنیا میں آئے ہیں، جنہیں ان کی اولاد میں سے ایک بزرگ حاجی محمد سلیم شافی نقشبندی نے شائع کیا ہے۔ ان مکتوبات کے دیباچہ میں حضرت شیخ کے حالات بھی نقلیت کئے ہیں، ان کی تحقیق کے مطابق حضرت شیخ عبد الباقی شافی قدس سرہ مشرقی پنجاب کے قصبہ شام چوراسی میں ایک ہندو گھرانے میں مشائخہ میں پیدا ہوئے، باپ کا نام لالہ دیوان بوہڑہ مل لکھتری تھا، لالہ بوہڑہ مل مغل حکومت کی طرف سے شام چوراسی سے مالیر وصول کر کے سرسند کے خزانہ

آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ بابہ رحمۃ اللہ علیہ

دابقہ مشاہیر منو سابقہ سے آگے، میں جمع کرائے تھے، ان دونوں حضرات قبیلہ اعدنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرشد میں سندِ ارشاد پر مبنی فرما تھے، ہندو ہونے کے باوجود حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹے کی درخواست کی، عبد الباقی شافی کا نام جو پتہ رائے رکھا گیا، جو شمس سہماٹے پر ایک مسلمان استاد کے ہاں فارسی زبان سیکھی، گلستان بوستان پڑھی، ایک دن گلستان کا شعر پڑھا کیا، محال است سعدی کہ راہ صفا تو اس وقت ہر پتے مصطفیٰ

تو دل کی کیفیت بدل گئی، راہ صفا اور راہ مصطفیٰ کی حیثیت شروع ہو گئی، نیچے لے استاد عبدالواہ مصطفیٰ کے حصول کی تلاش پر اصرار کیا، مولوی صاحب نے کلمہ پڑھایا مسلمان ہو گئے، نام عبد الباقی رکھا گیا، رات کو خواب میں زیارت مصطفیٰ نصیب ہوئی تو راہ مصطفیٰ پالیا، ہندوؤں نے آپ کا بیٹا محال کر دیا، گھر چھوڑا کپور قلعہ میں موضع سلطان پور میں حاجی عبداللہ کے ہاں پناہ ملی بیعت کر لیا، حاجی عبداللہ حضرت آدم بنوری کے خلیفہ تھے، اور حضرت آدم بنوری حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے، حضرت آدم بنوری حرمین الشریفین چلے گئے، تو آپ ان کے خلیفہ حاجی محمد شریف متقی کے زیر تربیت رہے پھر سید محمد ہاشم عالم پوری سے تعلیم مکمل کی اور تلامذہ العارفین کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی تربیت میں بڑا اہم کردار ادا کیا، ہزاروں لوگوں کو سلوک نقشبندیہ سے نوازا، سعادت مجددیہ کی ترجمانی کی، اگست ۱۳۳۲ ھ میں وصال بھی ہوئے۔

اختیار سال زندہ رہ کر ۲۷ اگست ۱۳۳۲ ھ میں وصال بھی ہوئے۔
آپ کا مزار مبارک شام چوراسی میں واقع محلان ہے، تعلیم پنجاب کے بعد غیر مسلم، کچھ مزار پر عقیدت رکھنے والے تھے، حاضری دیتے ہیں، اور سالانہ عرس کرتے ہیں، آپ کے خلفاء میں شیخ علی احمد سہا پوری، میاں محمد انور، میاں محمد گل، میاں محمد قاسم، شیخ عبداللہ، میاں محمد شریار، مولانا جان محمد خالدی، شیخ عاشق محمد جانوری، حافظ محمد حسین قدوس مرہم کے نام مشہور ہیں۔

کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کی پابندی آپ کا پسندیدہ معمول تھا۔ آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزار ہا لوگ مرید ہوئے۔ امر معروف اور نہی منکر پر عمل کا مزین رہے۔ چنانچہ ایک روز جامع مسجد میں آپ نے بادشاہ کو ہر لاکھ کو تونے اپنی لڑکیوں کو بغیر نکاح کے کیوں بٹھا رکھا ہے۔ کیوں ان کا نکاح نہیں کرتا۔ کیا تو اپنے آپ کو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے برا خیال کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اب میں ضرور ان کا نکاح کر دوں گا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ یاریزید کی وفات کے بعد ان کے مزار پر خلقت کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ دہلی کے اولیاء مثل خواجہ قطب الدین بخت یار کا کی قدس سرہ العزیز کے مزار پر بھی اتنا ہجوم نہیں ہوتا۔

آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ
حضرت شیخ فیروز خواجہ مکی رحمہ اللہ کے مرید ہیں۔ نہایت متقی و احوال
 تھے۔

آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے
حضرت خواجہ محمد امین مکی رحمہ اللہ بیس سال تک شیخ صاحب کی خدمت
 کی۔ طریقہ علیہ احمدیہ پر نہایت مستعدی اور استقامت سے کار بند تھے۔ حضرت
 قیوم ثانی محمد مصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ نے
 ایک کتاب بھی ہے جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے
 خلفاء و فرزندوں کے حالات خصوصاً شیخ آدمؒ کے حالات زندگی نہایت شرح و
 بسط کے ساتھ لکھے ہیں۔ بلکہ اس تفصیف کا اصل موضوع شیخ آدمؒ کے حالات
 ہیں۔ مضافاً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے فرزندوں اور خلفاء
 کے حالات بھی لکھے گئے ہیں۔

آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ بنوری رحمۃ
حضرت حافظ محمد شفیق رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ خواجہ رحیم جو اپنے زمانے
 کے جید عالم تھے فرماتے ہیں کہ میں لڑکپن میں تحصیل علم میں مشغول تھا۔ تو اکثر حافظ
 صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ حافظ صاحب نے مجھے نگاہ لطف سے
 دیکھا۔ جب میں نے استاد کی خدمت میں جا کر سبق پڑھنا چاہا۔ تو مجھ پر ایک خاصیت
 ظاہر ہوئی جس کی کیفیت میں اس وقت کچھ نہ سمجھ سکا۔ لیکن میرے استاد جنہوں نے
 بزرگوں کی مجالس دیکھی تھیں۔ مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم پر کسی بزرگ کی نظر عنایت ہے۔
 جب سن تیز کو پہنچا اور فقر کی خدمت میں آنے جانے لگا۔ تو اس وقت مجھے تذکرہ
 بالا حالت کی کیفیت اور مجھ پر نگاہ لطف کرنے کی غرض معلوم ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی کے معاصر علماء و مشائخ شعرا و حکمران

آپ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
حضرت شاہ سکندر قادری رحمہ اللہ پر تھے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے ہم عصر ہیں۔ انہیں کے حتیٰ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
 ہے کہ ہم آفتاب پر تو بے تکلف نگاہ ڈال سکتے ہیں لیکن شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 کے پوتے شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلب پر یہ سبب نور کی شمعوں کے نگاہ
 ڈالی نہیں جاسکتی۔ حضرت عورت اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خرقہ حضرت مجدد الف
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے چھوڑا تھا۔ وہ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہی

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچایا جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے یا

حضرت سکندر کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید قادریہ کے باکمال بزرگ مانے جاتے ہیں۔ صاحب قسطنطنیہ نے آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ سید شاہ کمال قدس سرہ العزیز کے چوتھے بیٹے بڑے عالی قدر و رفیع القادری سو فی مشرب بزرگ تھے۔ مگر آپ بطریق ملائیت سے تعلق رکھتے تھے۔ اور بڑی بے باکی اور جرأت کے ساتھ ملائقی شعار کا اظہار کرتے تھے۔ دارالصلی صاف پرچم کھاتے۔ میوٹی ہو چکے رکھواتے تھے۔ بعض اوقات گدھا منگوا کر اس پر سوار ہوتے۔ اور چونچوں کے دس دلا کر اپنے پیچے شور مچانے پر آمادہ کرتے تھے۔ کبھی کبھی منہ پر سیاہی پھیلا کر سامانہ اور کشتی کے کوچہ و بازار کا چکر لگاتے تھے۔ اس طرح غرور نفس اور انا کو خوار و زار کرتے۔ یا رب یہ وقت کبھی کی شاہانہ برکت آپ کے زیر دام آئے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید قادریہ کا فیضان آپ ہی کی وساطت سے پایا تھا۔ اور آپ اس نسبت کو تقضیٰ مجددی سلوک کے ساتھ اپنے بعض مریدوں میں جاری فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ہی کی بدولت حضرت غوث العصر و قلب العصر سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نیر کلمات اور فیوض ملے تھے۔ شیخ محمد صاحب لاہوری (حضرت طاہر بندگی) کو بھی سید قادریہ میں آپ سے ہی فیض ملا تھا۔ حضرت طاہر لاہوری قدس سرہ العزیز نے ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد بنی دین و دین ملاحی تلواری رحمۃ اللہ علیہ کے دارالعلوم واقع جامع مسجد وزیر خان لاہور میں مدرس تھے۔ شاہ سکندر کبیر رضی اللہ عنہ مسجد وزیر خان کے نیچے سے گزرے۔ حضرت طاہر لاہوری نے آپ کو تہذیب الہیہ میں دیکھا تو مسجد میں کھڑے کھڑے پیسے تو طاعت کی۔ مگر مسجد کے صحن سے نیچے اترے تو بازار میں آکر حضرت سکندر کبیر رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں گر گئے۔ حضرت شیخ نے اپنے دوستوں کو بلا کر اپنے ہاتھ لکھوا۔ اور سر پر تار مولانا محمد طاہر لاہوری کو بلا دیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ دونوں نشہ میں مست ہیں اور ہوش میں بھی ہیں۔ اس دن سے حضرت طاہر بندگی نے تجربہ و تقریر کے مقامات

آپ اپنے وقت کے مشہور
حضرت شاہ فضل اللہ بریلوی رحمہ اللہ شیخ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔ نہایت مستقیم الاسوال، صاحب کرامات ظاہرہ و خوارق باہرہ تھے۔ آپ نے بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیامت کا اقرار کیا تھا جیسا کہ پہلے لکھا گیا تھا۔

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
حضرت شاہ خیلے بریلوی رحمہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر ہیں۔ آپ نے وقت کے مشہور شیخ تھے۔ آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کمالات، کورنٹ اور غنیمت قبول کر لیا۔

آپ ہندوستان کے مشہور شیخ اور آنجناب
حضرت شیخ نظام ناروی رحمہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔

آپ شیخ جلال قانیری رحمۃ اللہ تعالیٰ
حضرت شیخ نظام قانیری رحمہ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔ نہایت صاحب تصرف و کرامات تھے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو تین مکتوبات آپ کے نام تحریر فرمائے ہیں۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
حضرت شاہ قاسم سلیمانی رحمہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر نہایت عزیز الوجود اور صاحب جذبہ قوی تھے۔ آپ سے ان گنت کرامات ظاہر ہوئیں۔ خلقت کا رجوع آپ کی طرف

(بقیہ ماضیہ صفحہ سابقہ سے آگے) ملے رکھے۔ اور آپ کی خلوت، عزت، صحبت و برکت سے عارف حق بن گئے اور سلوک کے بلند مقام پر پہنچے۔ حضرت سکندر کبیر رضی اللہ عنہ کا مزار حضرت شاہ کمال کے قدموں میں ہے۔

بہت تھا حتیٰ کہ بادشاہ نے در کر آپ کو قلعہ چار میں قید کر دیا۔ وہیں آپ نے وقت پائی اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری رحمہ اللہ | آپ ماورالنہر کے بزرگ نادوں میں سے ہیں۔ لیکن لاہور میں آکر سکونت اختیار کی اور یہیں وفات پائی۔ آپ کا مزار لاہور میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حق میں فرماتے ہیں کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ زاہد ہیں۔ اور جذبہ موروئی انہیں حاصل ہے۔ چنانچہ اس کا حال تجدید العاد و قیامت کے نویں سال میں کھچا گیا ہے۔

حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری المعروف بہ حضرت ایشان کشمیر کے آخری بادشاہ محمد حسین کے زمانہ میں کشمیر آئے۔ یہاں آکر وادی کشمیر میں آپ نے ایک سلسلہ تقاریہ جاری کیا۔ تو بے پناہ شیوخ حضرات نے عقائد اہلسنت اختیار کر لیا۔ چونکہ بادشاہ شیعہ تھا۔ آپ کو کشمیر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ مگر چند دنوں بعد اکبر نے کشمیر پر حملہ کر کے محمد حسین کو جلا گئے پر مجبور کر دیا۔ اور اکبر اقلان کشمیر پر قابض ہو گئے۔ آپ اکبر کے آخری دہ میں کشمیر سے لاہور آ گئے۔ آپ کا وطن بخارا تھا۔ اور حضرات نقشبندی اولاد میں سے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی آپ کو فہم دم داد و کان نقشبند تصور کرتے تھے۔ آپ نے مدرسہ سلطانہ بخارا سے تحصیل علوم کر کے اسلامی ممالک کی سیاحت شروع کی۔ سمرقند، ہرات، قندھار اور کابل سے ہوتے برصغیر میں آئے تھے۔ تحقیقات حشری کے مصنف نے لکھا ہے کہ وادی کشمیر میں شیعہ سنی اختلافات کی وجہ سے جہانگیر نے آپ کو اگرہ بلا لیا تھا۔ آپ اگرہ اور شاہ جہان آباد کے بزرگان دین سے ملاقات کے بعد لاہور آ گئے۔ یہ سلسلہ ۱۰۳۳ھ کا زمانہ تھا۔ شاہ جہان نے آپ کو ایک لاکھ روپیہ انعام دیا۔ آپ نے اپنی مسجد خانقاہ، باغ اور مقبرہ خود ہی تعمیر

شاہ فتح اللہ سنبھلی رحمہ اللہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر اور شیخ سلیم بنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں۔

حضرت سید میر کشادہ ملکی رحمہ اللہ | آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کا شہرہ سنا۔ تو بے اختیار ہو کر آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ میں جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کا اقرار اور طلب و توجہ غائبانہ کی التماس مندرج تھی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ سے آگے | کرا لیا۔ تاریخ گزشتہ کے مصنف نے لکھا ہے کہ آپ کا عیشان مقبرہ مسجد خاں شاہ جہان میر نے بنوایا تھا۔ نواب وزیر خاں، بانی مسجد وزیر خاں لاہور آپ کا عقیدہ مند تھا۔ آپ کے ایک بیٹے خواجہ معین الدین نقشبندی آپ کے ساتھ ہی لاہور میں آئے۔ آپ نے اس عالم بیٹے کو خانقاہ فیض پناہ سری نگر میں منگر اور دوسرے اختلالات کے لئے کشمیر بھیج دیا۔ یہ رد کا بڑا صاحب تعینفات تھا ہے۔

حضرت اورنگزیب عالمگیر کی ایک بہن کی بیٹی آپ کے نکاح میں آئیں۔ خواجہ معین الدین نقشبندی ۱۰۳۵ھ میں ۷۰ سال کی عمر میں تین بیٹے یا دو کار چھوڑ کر فوت ہوئے۔ خواجہ نور الدین محمد آفتاب اور خواجہ کمال الدین شہید (شہادت مشالہ) آپ کے ہی فرزند تھے۔

حضرت ایشان اور میاں میر لاہور کے درمیان سائل تعلقات پر مکالمات و مباحث رہے ہیں۔ آپ اپنی مسجد میں وعظ فرماتے۔ نواب وزیر خاں دہلی لاہور نے آپ کی خانقاہ کو سراپاہ رونق بنایا۔ سنگ اور مرمر جیسی ہر گھر آپ کا باغ و صحن و محراب زینت ملکہ کے پر سالار گلاب شکر جھونڈنے تیار و بہاد کے چھاونی بنالیا۔ اور اس میں گھر بنائے گئے۔ اور قبل یا بعد چائے لگے۔ آپ کا دار آج بھی پختہ نقش و نگار کے ساتھ موجود ہے۔ کچھ متبرہ میں کچھ دور میں بادشاہ بنایا گیا۔ انگریزوں کے لئے کے بعد اسے ونگار کر دیا گیا۔ آپ کا مزار بھی سے خواجہ عبدالاحد کشمیری کے گھر سے گزرتا ہے جس میں مقبرہ کی دست کلائی۔ (ماخوذ از نقوش لاہور نمبر)

آپ خراسان کے قنداز مشائخ سے تھے
حضرت میر مومن علی رحمہ اللہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غائبانہ
 مرید ہوئے آپ کا مفصل حال تجدید الف کے بائیسویں سال میں لکھا گیا ہے۔
 آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
علامہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر بلکہ مرید تھے
 معقول منقول اور فروع و اصول کی تمام متداولہ کتابوں پر آپ کے حاشے ہیں۔ اور
 آپ نے ان کی شرحیں بھی ہیں۔ بلکہ آپ کی شرح بغیر ان کتابوں کے مسائل کا حل نہیں
 ہو سکتا۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پے مفصل لکھا گیا ہے۔

حضرت ملا عبدالحکیم سیالکوٹی قدس سرہ اپنے وقت کے "علامہ زمانہ" فرہامہ دوران اور
 سربراہ معاصرین، افتخار فقہاء و محدثین تھے۔ والد کا نام مولانا شمس الدین تھا۔ سیالکوٹ میں
 ۱۲۹۹ھ (۱۸۸۲ء) میں پیدا ہوئے۔ حضرت ملا کمال الدین محمد کاشمیری رحمۃ اللہ
 علیہ سے علوم دینیہ میں کمال حاصل کیا۔ ملا کمال قدس سرہ کے علاوہ آپ نے حضرت مولانا عبدالحق
 محدث دہلوی سے علم حدیث لیا۔ انسان العین شاہ ولی اللہ

آپ نے عمر عزیزہ تدریس علوم دینیہ اور تصنیف و تالیف میں گزاری۔ عالم اسلام کے علماء
 کرام آپ کے مدرسہ سے علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب بن کر چکے۔ لاہور کے دارالعلوم میں
 صدر مدرس رہے۔ ہمایوں شاہ کے محمد حکومت میں آپ کی شرت پنجاب سے ابھر کر مغلیہ دربار
 میں پہنچی۔ مگر شاہجہان بادشاہ نے تو آپ کے علم کی قدر افزائی میں کمال کر دیا۔ کئی بار مونس سے تولا
 گیا۔ اعزازات سے نوازا گیا۔ لاکھوں کی جاگیریں عطا کی گئیں۔

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے دربار ملک رسائی کے بعد برصغیر میں دینی مدارس قائم کئے۔
 علماء کرام کے اعزاز میں اضافہ کرایا۔ لاہور، اکبر آباد، سیالکوٹ اور دوسرے شہروں میں بڑے بڑے

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
 حضرت مولوی عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر اور سندوستان کے بڑے

دقیقہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) دارالعلوم قائم کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 نیاز مندی رہی۔ بیعت ہوئے۔ اور ملوک کے کئی مدارج طے کیے۔ حضرت مجدد نے آپ کو "آفتاب
 پنجاب" کا خطاب دیا۔ آپ کے علمی مباحث اور خطبات سے دنیا بھر کے علماء متاثر ہوئے۔
 ایرانی علماء کے کئی بار مناظرے ہوئے۔ جس میں آپ ہمیشہ غالب آئے۔

یہ شریف احمد شرافت نوشاہی قدس سرہ کی تحقیقات کے مطابق آپ نے سلسلہ مجددیہ کے
 علاوہ سلسلہ نوشاہیہ کے بانی حضرت نوشہ گنج بخش قدس سرہ سے سلوک کی منزلیں طے کیں اور
 درجہ کمال کو پہنچے۔ (شریف التواریخ جلد دوم حصہ اول)۔

بایں ہمہ آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی احیائے دین کی جدوجہد سے نہ صرف
 متاثر تھے بلکہ پوری طرح شریک کار تھے۔ آپ نے ہی حضرت مجدد کو سب سے پہلی بار
 "مجدد الف ثانی" کہا (مجدد الف ثانی کا نظریہ توحید صفحہ ۱۱) اور حضرت مجدد کے
 معاون و مددگار رہے۔

آپ تدریسی مصروفیت کے ساتھ ساتھ گراں قدر تصانیف کے مالک تھے۔ حاشیہ تغیر
 بیضاوی، حاشیہ مقدمات البیہ تلویح، حاشیہ شرح عقائد تسفی التفاتانی، حاشیہ خیالی، حاشیہ شرح
 مواقف، حاشیہ ملا جمال دوانی، حاشیہ شرح شمسیہ، حاشیہ شرح مطالع الانوار، حاشیہ ہدایت
 الحکمت، حاشیہ مزاج الارواح، ہکمد عید العقور، حاشیہ بطول، حاشیہ شریفیہ آپ کی یادگاریں
 ہیں۔ ان حواشی نے دنیا بھر میں علم و ادب میں تہلکہ برپا کر دیا۔ دنیا بھر کے علماء نے ان حواشی کو اپنا یا
 اور آج تک انہیں روشنیوں سے ہمارے مدارس جگمگا رہے ہیں۔

آپ حضرت شاہ دولہ گجراتی کی نیابت کہہ کے سیالکوٹ جا رہے تھے کہ راہ میں سوہدرہ کے
 (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

مشہور اور جید عالم تھے۔ مدارج النبوت، جذب القلوب الی ديار المحبوب (تایخ مدینہ) تکمیل الایمان، شرح مشکوٰۃ وغیرہ کتابیں آپ ہی کی تصنیف ہیں۔ آپ نے اپنے بیٹے کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیج کر پوچھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جو حضرت یوسف علیہ السلام پر اتنے فدا تھے اس میں بھی کیا تھا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا مفصل جواب بکھ کر عنایت کیا۔ چنانچہ اس کا ذکر بھی تجدید الف کے اکیسویں سال میں بکھا گیا ہے۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس جواب کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منتقد اور آپ کے کلمات کے منکر ہوئے۔

آپ بھی حضرت مجدد
حضرت مولانا جمال لاہوری تلوی رحمہ اللہ | الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ علیہ
کے ہم عصر اور مرید تھے۔ ہندوستان کے بڑے جید عالموں میں شمار ہوتے تھے۔ بلکہ جب اکبر کے وزیر ابوالفضل نے تغیر بے نقط لکھنے کے لئے تمام علماء ہندوستان کو بلایا۔ تو ان میں مولانا جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اول نمبر پر تھے۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

آپ خراسان کے بڑے جید
حضرت مولانا حسن قبادانی رحمہ اللہ | عالم اور حضرت مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے خاندانہ مرید ہوئے۔

دقیقہ عاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) مقام پر لکھا کہ انتقال فرمایا۔ مزار آپ کے مدرسہ
مسجد اہل جاگیر کی وسیع زمین پر یاں کھڑے ہیں مرجع خلافت ہے۔

آپ ماورالنہر کے بڑے علماء سے
حضرت مولانا نوک رحمہ اللہ | تھے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔ آپ نے جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلمات
اور کلام کو سنا۔ تو بہت معتقد ہوئے اور خاندانہ مرید ہو گئے۔ چنانچہ ان دونوں
عالموں کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

معاصر شعراء

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں عارفی، ظہوری، شیعہ
طالب، کلیم، طالب اہلی، شوکت بخاری اور قاسم انوری وغیرہ شعرا موجود تھے۔
قصائد عرفی اور ساقی نامہ ظہوری مشہور ہیں۔ ساقی نامہ کے حسب ذیل دو قطعے مجھے
(مصنّف اپند آئے۔ قطعہ ۱)

اگر حق امچوں لب نمی پر کند گذر بر خیابان مسطر کند
حروف و نقطہ و جملہ از لحن ہے ہم سیر مست رفتند بر روئے ہم

نیرودہ نزدیک رنگی دوستان کہ بودند چوں گل دریں بوستان
چمن را تر و تازه آراستند چو شبنم نشستند و برخاستند
کلیم کی ایک غزل بھی پسند آئی۔ جس کا ایک شعر یہ ہے۔

ہنوز اندک شعور دارم ز من مگذر
بچشم مست خود تکلیف آید جام خالی را

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں حسب ذیل بادشاہ تھے۔
ہندوستان میں جلال الدین اکبر بادشاہ تھا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دعوت و
ارشاد کی ابتداء اسی بادشاہ کے عہد میں ہوئی۔ اور انتہا اس کے بیٹے جہانگیر کے عہد میں
ہوئی۔ اکبر دین سے مرید ہو گیا تھا جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ مگر جہانگیر آخری عمر میں آنجناب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہوا۔ آنجناب نے اسے نجات و مغفرت کی خوشخبری سنائی تو وہ ان
میں ان دنوں عبداللہ خاں اور بیک نامی حکمران تھا۔ وہ بھی غائبانہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا مرید تھا۔ ایران میں اس وقت شیعہ حکمران شاہ عباس کی حکومت تھی۔ عبداللہ
خاں اور بیک شاہ توران نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے شاہ عباس
والیے ایران سے جنگ کی کہ چونکہ اسے مذہب بلبست و جماعت پر لانا چاہتا تھا جس
میں شاہ عباس کو شکست ہوئی۔ چنانچہ یہ سارا قصہ تجدید الف کے ساتویں سال
میں مفصل لکھا گیا ہے۔

الحمد لله الذي هدانا لهذا
وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا
الله لقد جاءتنا رسل ربنا بالحق

بکتاب می رود طفل پر نژاد مبارک باد مرگ نوبادتاد
میںزادہا منیر بہت مشہور ہے اور اس کے شعر بھی نہایت زنگین اور
شگین ہیں چنانچہ کہتا ہے کہ
حلقہ زلف او تباب شدہ عینک چشم آفتاب شدہ
قصائد مغز فطرت بہت اچھے ہیں حسب ذیل شعر انھیں کے قصائد سے ہے کہ
عربان و وصل عینیت پر مطلب رضائے تبت
خواہی بجز مے کش و خواہی بانقش
میر منہد میں جو شعرا رہتے تھے ان میں شرف الدین حسین۔ مخا فرحین مظفر
حسین اور محمد زمان رستم جن کے حالات اس سے پہلے کہئے جا چکے ہیں۔

(سابقہ صفحہ سے آگے)

غینت کجیابی بھی اسی طبقہ میں تھے۔ گفت گو کی تو بادشاہ نے العاشق والہجنون معذونہ کہہ کر
چوڑ دیا۔ آپ کی شعر گوئی کو آپ کے معاصرین اور بعد میں آنے والے اہل سخن نے ہر تحسین پیش
کیا۔ پنجاب سے نکل کر آپ کی شاعری کی شہرت ایران و توران تک پہنچی تو اہل کمال اچھے شعروں
کو مجلسوں کی رونق بنا لیا۔ آپ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی کے روح کی زیارت کے لئے بغداد
پہنچے بمشیم اور کابل گئے۔ شاہ جہان آباد میں پہنچے تو محمد افضل مرغوش نے آپ کو سرائیوں پر بٹھایا۔
آپ کرم خان نواب گجرات کے زمانہ میں کجیاب کے قاضی تھے۔ اور اسی زمانہ میں ۱۰۹۹ھ
۱۰۹۸ھ میں مثنوی نیرنگ خیال لکھی۔ آپ کا ایک ایک شعر شعرائے عصر کی زبان پر تھا۔ مثنوی
کے علاوہ دیوان غینت بھی آپ کی یادگار ہے۔ مثنوی نیرنگ عشق کی قبولیت کا یہ عام رہا
کہ ہزاروں خطی نسخے تیار ہوئے اشار ازبر کے گئے۔ چہر نیرنگ عشق کے جواب میں کئی مثنویاں
لکھی گئیں۔ اس کی مرز پر کئی شاعروں نے بیع آزمائی کی۔ سینکڑوں امیرین چپ کر شائع ہوئے۔ اور
جام شاہد نازک خیال کی دھوم مچ گئی۔ آپ ۱۱۰۰ھ میں شاہزادہ فرخ سیر (۱۱۰۰ھ سے ۱۱۰۳ھ)
کے عہد حکومت میں فوت ہوئے۔ مزار کجیاب میں ہے (ماخوذ از شریف التواریخ ۲/۲)

مجمع صلاطین

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہم عصر بادشاہ ہندوستان میں جہانگیر
شاہ جہان اور اورنگ زیب تھے۔ جہانگیر کے وقت میں آپ
مستقل قیومیت پر تشریف فرما ہوئے۔ شاہ جہان کے وقت سے لے کر اورنگ زیب
کی ابتدائی سلطنت تک آپ کا دور دورہ رہا۔ تینوں بادشاہ آنحضرت کے مرید تھے
جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

توڑان میں عبدالعزیز خاں بادشاہ تھا اور ایران میں شاہ سلیمان۔ یہ دونوں بادشاہ
بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی جمیعہ محمدیہ والہ واصحابہ
وذریعاتہ واهلبیتہ اجمعین الی یوم الدین۔ امین امین
بارک الغامین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اللهم اغفر لمؤلفہ وکاتبہ وحافظہ
ولقاریہ وللمن سعى فیہ

زینۃ الکتاب فضائل درود شریف اور اذکار
 علیہ صفت برپای فاک کو بلا
 تیار تیار شریف و خلیل
 ہزاروں علمائے اہلسنت
 احسان ازبک شریف
 ترجمہ کتاب الشفاء دو جلد
 شواہد القیوت
 حکیم گوشہ رسول اللہ
 شہادت علیہ السلام
 سیرت طیبہ
 لا استیذان بین الحقیقت
 جامعہ اسلامیہ
 اسرار الایمان
 کتبہ اسلامیہ
 فیضانِ کلمہ